

اضافہ جدیدہ

دارالافتاؤں میں زائج الوقت نسخوں کے مطابق تخریج کے ساتھ جدید کمپیوٹر ایڈیشن

دارالافتاویٰ مدلل و مکمل دیوبند

جلد اول

کتاب الطہارۃ

افادات: مفتی اعظم عارف باللہ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب عثمانی^{رحمۃ اللہ علیہ}
(مفتی اول دارالعلوم دیوبند)

حسب ہدایت: حکیم الاسلام حضرت مولانا محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند

مرتب: مولانا محمد ظفیر الدین صاحب شعبہ ترتیب فتاویٰ دارالعلوم دیوبند

اضافہ تخریج جدید

مولانا مفتی محمد صالح کاروڑی رفیق دارالافتاء جامع علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی

اردو بازار، ایم ای جیل روڈ
کراچی پاکستان 2213768

دارالاشاعت

فہرست مضامین فتاویٰ دارالعلوم دیوبند مدلل و مکمل جلد اول

(کتاب الطہارۃ)

پیش لفظ

۳۳

(از حکیم الاسلام حضرت مولانا الحاج قاری محمد طیب صاحب مدظلہ، مہتمم دارالعلوم دیوبند)۔

۳۳

دارالافتاء دارالعلوم۔

۳۳

منصب افتاء کی اہمیت و عظمت۔

۳۴

حضرت مفتی اعظم ہند مولانا الحاج الشیخ عزیز الرحمن عثمانی دیوبندیؒ۔

۳۵

عہدہ افتاء کے لئے نام زدگی۔

۳۵

افتاء میں مہارت۔

۳۶

فتاویٰ کی ترتیب۔

۳۶

بیعت و ارشاد۔

۳۷

حضرت مفتی صاحبؒ اور چھوٹی مسجد۔

۳۷

تواضع اور خدمت خلق۔

۳۸

حضرت کی بے نفسی کا ایک واقعہ۔

۳۸

عظمت و للہیت۔

۳۹

درس و تدریس۔

۳۹

دنیا آپ کی نظر میں۔

۳۹

فنائیت اور انکساری۔

۴۰

غم آخرت۔

۴۱

پیادہ پارا توں رات گنگوہ۔

۴۲

فطری صلاحیتیں۔

۴۲

توجہ الی اللہ اور اس کے اثرات۔

۴۳

والد محترم کا آخری وقت اور آپ کی توجہ باطنی۔

۴۴

آثار نسبت باطنی۔

صفحہ	عنوان
۴۵	دل جوئی و دل داری۔
۴۷	تصرفات باطنی کے چند واقعات۔
۴۸	وفات۔
۴۸	حضرت والا کے فتاویٰ کی تعداد۔
۴۹	تفصیل فتاویٰ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔
۴۹	ترتیب فتاویٰ۔
۵۱	مقدمہ
۵۱	(از حضرت مولانا محمد ظفیر الدین صاحب مدظلہ، مرتب فتاویٰ دارالعلوم)
۵۱	دین اسلام اور اس کے اغراض و مقاصد۔
۵۲	اسلامی نظام حیات پر عمل عہد صحابہؓ میں۔
۵۲	ضرورت تدوین فقہ۔
۵۲	تدوین فقہ اور امام ابوحنیفہؒ
۵۳	شرف تابعیت۔
۵۳	امتیازی شان۔
۵۳	امام اعظمؒ کی حیثیت۔
۵۵	ماہرین علم و فن کی جماعت۔
۵۵	تدوین فقہ میں احتیاط۔
۵۵	طریقہ تدوین۔
۵۶	ایک ایک مسئلہ پر بحث۔
۵۶	کتاب و سنت کی حیثیت۔
۵۶	انسانی غلطی کا تدارک۔
۵۷	امام اعظمؒ کا اعلان۔
۵۷	دلائل پر بنیاد۔
۵۸	بعد والوں کی احتیاط۔
۵۸	ضد سے اجتناب کی بکثرت مثالیں۔
۵۸	کتاب و سنت کے مقابلہ میں رائے کی شدید مذمت۔

صفحہ	عنوان
۷۱	غور و فکر۔
۷۲	مستفتی کا فریضہ۔
۷۲	نالائق مفتی اسلام کی نظر میں۔
۷۳	نااہل مفتی اور حکومت وقت۔
۷۳	علامات قیامت میں
۷۳	بغیر علم فتویٰ
۷۳	امام مالکؒ کا فرمان۔
۷۴	امام مالکؒ اور فتویٰ۔
۷۴	امام احمد بن حنبلؒ کا قول۔
۷۴	سعید بن المسیبؒ کا حال۔
۷۴	قاسم بن محمدؒ کا جواب۔
۷۵	مفتی کے لئے شرائط۔
۷۵	موجودہ دور اور کار افتاء۔
۷۵	فقیہ اور اجتہاد۔
۷۶	غیر مجتہد فقیہ۔
۷۶	افتاء کے لئے اجتہاد کی شرط۔
۷۷	موجودہ دور میں کار افتاء۔
۷۷	معتد علماء کی صحبت۔
۷۸	افتاء کے لئے ضروری شرائط۔
۷۸	ماہر استاذ کا تربیت یافتہ ہونا۔
۷۸	زمانہ کے عرف و عادت سے واقفیت۔
۷۹	ماہر فقہ کی شاگردی۔
۷۹	عرف زمانہ کی رعایت۔
۷۹	احوال زمانہ سے واقفیت کی قید اور اس کی وجہ۔
۸۰	اغلاط سے محفوظ ہونا۔
۸۰	نااہل مفتی کی تعزیر۔

صفحہ	عنوان
۸۱	۱۔ ابن خلدون کی صراحت۔
۸۱	لا اقل ترین کی جستجو۔
۸۲	پانچ خوبیاں۔
۸۲	نیت صالحہ۔
۸۲	حلم و وقار۔
۸۲	بصیرت و مہارت۔
۸۲	ذرائع معاش۔
۸۳	احوال زمانہ سے واقفیت۔
۸۳	بلند کرداری اور عفت۔
۸۳	بردباری اور نرم خوئی۔
۸۳	دینداری۔
۸۴	اسلام اور عقل و فہم۔
۸۴	دور اندیشی اور بیدار دماغی۔
۸۴	بالغ و عادل ہونا۔
۸۴	پسندیدہ ضروری اوصاف۔
۸۵	مسائل پر عبور اور قواعد کا علم۔
۸۵	دماغی توازن۔
۸۶	ظاہری ہیئت۔
۸۶	شگفتہ مزاجی۔
۸۶	یقین و اعتماد۔
۸۷	قول راجح پر فتویٰ۔
۸۸	صاحب قول کے متعلق معلومات۔
۸۸	خواہشات سے اجتناب۔
۸۸	ناجائز حیلے۔
۸۹	جائز حیلے۔
۸۹	سہل پہلو اور رخصت پر فتویٰ۔

صفحہ	عنوان
۹۰	مفتی کے اختیارات و فرائض۔
۹۱	استدلال۔
۹۱	حوالہ جات۔
۹۲	مستند کتابوں کا حوالہ۔
۹۲	شامی متاخرین کی کتابوں میں صراحت نقل کی جائے۔
۹۲	مفتی اور قیاس و اجتہاد۔
۹۳	مصلحت کو ترجیح۔
۹۴	قاضی اور مفتی میں فرق۔
۹۴	مفتی کا مقام۔
۹۴	عورت مسند افتاء پر بیٹھ سکتی ہے۔
۹۵	ہندوستان میں کار افتاء۔
۹۵	شاہ عبدالعزیز اور مولانا فرنگی محلیؒ۔
۹۵	دارالعلوم دیوبند۔
۹۶	کار افتاء اور دارالعلوم۔
۹۶	دارالافتاء کا قیام۔
۹۷	حضرت مفتی عزیز الرحمنؒ اور افتاء۔
۹۷	دارالعلوم سے متعلق دوسرے فتاویٰ۔
۹۸	ترتیب فتاویٰ۔
۹۸	ترتیب میں بعض ضروری امور کا لحاظ۔
۹۹	حضرت مفتی صاحبؒ کا طرز افتاء۔
۱۰۱	مرتب کا اعتراف کم علمی۔
۱۰۲	کتاب الطہارۃ الباب الاول فی الوضوء فصل اول فرائض وضو
۱۰۲	سر کے مسح میں مقدار فرض کیا ہے۔
۱۰۲	داڑھی گنجان اور ہلکی دونوں کا حکم ایک ہے یا علیحدہ علیحدہ، اور داڑھی کے لئے
۱۰۲	علیحدہ پانی کب لیا جائے گا۔
۱۰۳	کیا گھنی داڑھی کے بال وضو میں دھونا فرض ہے۔

صفحہ	عنوان
۱۰۳	پاؤں کا دھونا فرض ہے، شیعوں کا قول صحیح نہیں۔
۱۰۴	پیر کا وضو میں دھونا فرض ہے۔
۱۰۴	فصل ثانی سنن وضو
۱۰۴	وضو میں دونوں ہاتھ تین مرتبہ دھوئے جائیں۔
۱۰۴	پانی ہاتھ پر انگلی کی طرف سے بہایا جاوے یا کہنی کی طرف سے۔
۱۰۴	انگلیوں میں خلال کس وقت کرنا چاہئے۔
۱۰۵	بغیر ناک میں پانی ڈالے ہوئے وضو درست ہے مگر خلاف سنت۔
۱۰۵	وضو اور غسل میں پانی کی مقدار کیا ہے۔
۱۰۵	کانسی اور پیتل کے لوٹے سے وضو جائز ہے۔
۱۰۶	کتنی مجبوری کی وجہ سے وضو میں کلی نہ کرنا درست ہے۔
۱۰۶	مسواک کس وقت کی جائے۔
۱۰۶	طریقہ مسح سر۔
۱۰۶	مسواک کی مقدار کیا ہے۔
۱۰۷	جماعت ہو رہی ہو تب بھی کامل وضو کرے یا سنن چھوڑ دے۔
۱۰۷	وضو میں تقاطر کا شرط ہونا۔
۱۰۷	فصل ثالث مستحبات و آداب وضو
۱۰۷	وضو کے بعد رومال سے ہاتھ منہ پوچھنا جائز ہے یا نہیں۔
۱۰۷	ایک ہاتھ سے وضو کرنا درست ہے یا نہیں۔
۱۰۸	گردن کا مسح
۱۰۸	چہرہ کا دھونا ایک ہاتھ سے ہے یا دونوں ہاتھ سے۔
۱۰۸	ہاتھ کا دھونا کس طرف سے شروع کیا جائے۔
۱۰۸	ہاتھوں کے دھونے میں ابتداء کس طرف سے کی جائے۔
۱۰۹	مقدار ماء وضو۔
۱۰۹	فصل رابع نواقض وضو
۱۰۹	انفلات ریح والے کی نیند ناقض وضو ہے یا نہیں۔
۱۰۹	آنکھ سے پانی گرنا ناقض وضو ہے یا نہیں۔

عنوان

صفحہ

قطرہ باہر نہ نکلے، اندر نظر آئے تو وضو ٹوٹا یا نہیں۔

گھٹنا اور دوسرے ستر کے کھلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

کون سی نیند وضو توڑنے والی ہے۔

خون تھوک پر غالب ہو تو ناقض وضو ہے یا نہیں۔

سر نہ کی تیزی یا سلائی کی چوٹ سے جو پانی نکلے وہ ناقض وضو ہے یا نہیں۔

عورت کی چھاتی سے دودھ نکلنا ناقض وضو ہے یا نہیں۔

جو رطوبت باہر نہ آئے وہ ناقض وضو ہے یا نہیں۔

زخم کے دبنے سے جو مواد نکلے وہ ناقض وضو ہے یا نہیں۔

نماز جنازہ والے وضو سے فرض نماز جائز ہے۔

گھٹنا یا ران وضو میں کھل جائے تو وضو ہوگا یا نہیں۔

روئی کی وجہ سے قطرہ پیشاب باہر نہ آئے تو وضو نہیں ٹوٹتا۔

خون نکل کر بہہ جائے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

عورت کو چھونا ناقض وضو ہے یا نہیں۔

قطرہ باہر آ گیا تو وضو ٹوٹ گیا ورنہ نہیں۔

قطرہ کا اثر حلیل کی روئی پر۔

بچہ کا حالت نماز میں دودھ پینا ناقض وضو ہے یا نہیں۔

حالت وضو میں عورت پر شہوت سے نظر ڈالنا ناقض وضو ہے یا نہیں۔

اثنائے وضو میں حدث ہو جائے تو از سر نو وضو کرے۔

مرض کی وجہ سے دوا پر پانی بہا لینا کافی ہے۔

درد کی وجہ سے آنکھ سے پانی آنا ناقض وضو ہے۔

بعد وضو پانی سے استنجا کرنے سے وضو کا لوٹا لینا اچھا ہے۔

بلغم کے نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

جنابت والے وضو سے نماز جائز ہے۔

اثنائے وضو میں حدث ہو جائے تو پھر شروع سے وضو کرے۔

شک سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

چارزانو سونے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

صفحہ	عنوان
۱۱۶	حقہ پینے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔
۱۱۶	ستر کھلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔
۱۱۷	آنکھ کے پانی کا حکم۔
۱۱۷	چت لیٹنے سے وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں۔
۱۱۷	برہنہ غسل کرنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔
۱۱۸	نابالغ سے لواطت کرے اور انزال نہ ہو تو وضو ٹوٹے گا یا نہیں۔
۱۱۸	فضلات آنحضرت ﷺ اور نواقض وضو۔
۱۱۸	وضو کرتے ہوئے ریح دبالے تو وضو ہو جائے گا۔
۱۱۹	بحالت مراقبہ چار زانو سونا ناقض وضو نہیں۔
۱۱۹	ستر غلیظ کے چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔
۱۱۹	ریح سے طہارت ضروری نہیں اس کی وجہ۔
۱۱۹	اثنائے وضو میں اعضا کا خشک کرتے جانا کیسا ہے۔
۱۱۹	اعضائے وضو کا کوئی حصہ خشک رہ جائے تو وضو ہوا یا نہیں۔
۱۲۰	خروج ریح جس میں آواز اور بدبو نہ ہو اس سے وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں۔
۱۲۰	قہقہہ سے نماز جنازہ ٹوٹنے اور وضو نہ ٹوٹنے کی وجہ۔
۱۲۱	خون بغیر سیلان ناقض وضو نہیں۔
۱۲۱	وضو کا یقین ہو تو شبہ کی وجہ سے وضو ضروری نہیں۔
۱۲۱	بستہ خون ناک سے آنے والا ناقض وضو نہیں۔
۱۲۲	وضو جنازہ سے وقتی نماز پڑھ سکتے ہیں۔
۱۲۲	برہنہ غسل کرنے کے بعد اسی وضو سے نماز پڑھی جاسکتی ہے۔
۱۲۲	شرم گاہ کا دیکھنا ناقض وضو نہیں۔
۱۲۳	الباب الثانی فی الغسل فصل اول فرائض غسل
۱۲۳	غسل میں غرغہ فرض ہے یا کلي۔
۱۲۳	منہ کے اندر و ظاہر کے حدود کیا ہیں۔
۱۲۳	غسل کے کچھ پہلے والا غرغہ کافی ہوگا یا نہیں۔
۱۲۴	ناک میں پانی ڈالنا اور کلی کرنا کتنی مرتبہ فرض ہے۔

صفحہ	عنوان
۱۲۴	غسل میں تمام بدن دھونا فرض ہے اس کے بغیر غسل نہیں ہوتا۔
۱۲۴	عورت کے لئے بال کی جڑ میں پانی پہنچانا ضروری ہے۔
۱۲۴	تالاب میں غسل۔
۱۲۴	جنابت میں غسل کی حکمت۔
۱۲۵	غسل کے مضمضہ واستنشق کو پہلے کر لیا جائے تو کیا حکم ہے۔
۱۲۵	چھالی انک جائے تو اس کے ساتھ غسل ہوتا ہے یا نہیں؟
۱۲۵	غسل میں دانت کی میٹھوں کا حکم۔
۱۲۶	غسل میں چاندی کے تار جو دانت میں ہیں۔
۱۲۶	عارضی دانت کا غسل میں نکالنا ضروری ہے یا نہیں۔
۱۲۶	حالت روزہ میں غسل جنابت میں کلی کرے یا غرہ۔
۱۲۶	ناپاکی تمام بدن میں لگ جائے تو غسل شرعی ضروری نہیں، نجاست دور کرنا کافی ہے۔
۱۲۶	جو دانت گر گیا اور اسے اٹھا کر تار سے جمادیا غسل جنابت میں اس سے کیا کوئی حرج ہے۔
۱۲۷	کیا جماع کے بعد جب تک غسل نہ کرے پاک نہ ہوگا۔
۱۲۷	غسل جنابت میں عورت کو چوٹی کا کھولنا ضروری ہے یا نہیں۔
۱۲۷	وضو اور غسل کی حالت میں منہ کے اندر کوئی ریزہ ہو اور نہ نکالے تو غسل درست ہے یا نہیں۔
۱۲۸	دانت کی کیل غسل کے لئے مانع نہیں۔
۱۲۸	غسل خانہ کی دیواروں پر جو چھینٹیں پڑتی ہیں اس سے غسل میں نقص نہیں ہوتا۔
۱۲۸	فصل ثانی سنن غسل
۱۲۸	طریقہ غسل کیا ہے۔
۱۲۸	جنابت کی وجہ سے غسل کیوں ضروری ہے۔
۱۲۹	غسل جنابت میں بسم اللہ پڑھنی درست ہے یا نہیں۔
۱۲۹	غسل جنابت میں نیت بھول جائے تو غسل ہوگا یا نہیں۔
۱۲۹	پانی کی مقدار غسل اور وضو میں کیا ہے۔
۱۳۰	فصل ثالث مستحبات و آداب غسل
۱۳۰	چہار دیواری میں ننگے غسل کرنا کیسا ہے۔

صفحہ	عنوان
۱۳۰	غسل کی چھینٹ گھرے پر پڑے تو پانی کا کیا حکم ہے۔
۱۳۰	میدان یا دریا و تالاب میں ننگے ہو کر نہانا درست ہے یا نہیں؟
۱۳۰	بند مکان میں ننگے نہانا درست ہے۔
۱۳۱	فصل رابع موجبات غسل
۱۳۱	کپڑے کے ساتھ دخول سے غسل ہے یا نہیں۔
۱۳۱	جاگتے ہوئے منی نکلے تو بھی غسل ہے۔
۱۳۱	جماع کے بعد فوراً غسل ضروری نہیں
۱۳۱	سپاری کا کچھ حصہ داخل ہو تو عورت پر غسل ہے یا نہیں۔
۱۳۱	منی کو روک لیا جائے تو کیا حکم ہے۔
۱۳۲	کپڑا لپیٹ کر جماع سے غسل کی وجہ۔
۱۳۳	عورت کو شہوت سے منی نکلے تو غسل فرض ہے یا نہیں۔
۱۳۳	احتمام سے غسل۔
۱۳۳	انگی ڈالنے کی وجہ سے غسل نہیں ہے۔
۱۳۳	اندر دوا ڈالنے کی وجہ سے غسل نہیں ہے۔
۱۳۳	نابالغ بالغہ سے جماع کرے تو غسل کس پر ہے۔
۱۳۴	بعد غسل پھر منی نکلے تو کیا پھر غسل واجب ہے۔
۱۳۴	دھات آنے سے غسل نہیں۔
۱۳۴	نابالغہ پر وطی سے غسل نہیں مگر کر لینا مستحب ہے۔
۱۳۴	جنابت کے فوراً بعد حائضہ ہوگئی تو غسل بعد ختم حیض ہے۔
۱۳۵	زنا اور اغلام وغیرہ سے بھی غسل واجب ہے۔
۱۳۵	دوا کے لئے شرم گاہ میں انگی داخل کرنے سے غسل واجب نہیں ہوتا۔
۱۳۵	بغیر شہوت خود اپنی انگی شرم گاہ میں ڈالے تو اس سے نہ غسل واجب ہوتا ہے اور نہ روزہ جاتا ہے۔
۱۳۵	نیند سے اٹھ کر عضو پر تری دیکھی اور یقین ہے کہ وہ منی نہیں تو غسل واجب ہوگا یا نہیں۔
۱۳۶	خواب میں کسی عورت سے جماع کیا مگر انزال نہ ہوا تھا کہ جاگ گیا اور پیشاب کے وقت سفید قطرات آئے تو کیا حکم ہے۔

عنوان

صفحہ

غسل فرض ہونے کی حالت میں لوگوں کے سامنے غسل جائز ہے یا نہیں۔

۱۳۶

کئی بار جماع کے بعد ایک غسل کافی ہے۔

۱۳۷

حالت جنابت میں جزدان کے ساتھ قرآن چھونا جائز ہے۔

۱۳۷

ذکر ہر حالت میں جائز ہے۔

۱۳۷

الباب الثالث فی المیاء

۱۳۸

فصل اول: پاک و ناپاک پانی

۱۳۸

دہ دردہ سے کم پانی نجاست پڑنے سے ناپاک ہو جاتا ہے۔

۱۳۸

لید گو بر سے کھانا پکانا اور پانی گرم کرنا کیسا ہے۔

۱۳۸

حوض میں غسل جنابت وغیرہ جائز ہے یا نہیں اور اگر کتایا خنزیر گر کر مر جائے تو کیا حکم ہے۔

۱۳۸

جنبی سے غسل کرتے وقت جو پانی گرتا ہے وہ برتن میں پڑے تو کیا حکم ہے۔

۱۳۹

پانی کا مزہ وغیرہ بدل جائے تو ناپاک ہے۔

۱۳۹

دہ دردہ سے کم پانی جس میں ظاہری نجاست واقع نہ ہو پاک ہے۔

۱۳۹

دہ دردہ کی گہرائی کتنی ہونی چاہئے۔

۱۳۹

جس تالاب میں گندہ پانی جمع ہوتا ہو، وہ پاک ہے یا ناپاک۔

۱۴۰

وضو کے بقیہ پانی سے استنجاء۔

۱۴۰

تالاب میں کتا مر کر سوچ جائے تو پانی پاک ہے یا ناپاک۔

۱۴۰

غیر نمازی کے بھرے ہوئے پانی سے وضو جائز ہے۔

۱۴۰

کوئی بدعتی پانی دے دے تو اس سے وضو درست ہے۔

۱۴۱

گاؤں کا بڑا گڑھا جس میں غلیظ پانی آ کر جمع ہو پاک ہے یا ناپاک۔

۱۴۱

ناپاک پانی سے غسل جائز نہیں۔

۱۴۱

سرکاری نہر سے وضو جائز ہے۔

۱۴۱

اس نہر کا پانی جس میں پاخانہ کی نالی گرتی ہو۔

۱۴۲

بارش کا بہتا ہوا پانی بارش کے وقت تک پاک ہے۔

۱۴۲

پاک حقہ کے پانی سے وضو درست ہے۔

۱۴۲

کم پانی میں ہاتھ ڈال کر وضو کرنے سے پانی نجس نہیں ہوتا۔

۱۴۲

مچھلی کی بیٹ سے حوض ناپاک نہیں ہوتا۔

۱۴۳

صفحہ	عنوان
۱۴۳	وہ تالاب جس میں گندگی تھی وہ بھر کر بہہ گیا تو اس کا پانی پاک ہے۔
۱۴۳	ناپاک پانی میں دوسرا پانی جائے مگر کوئی اثر ناپاکی کا نہ ہو تو کیا حکم ہے۔
۱۴۴	ناپاک کنویں سے پانی نکالا اور وہ بہہ کر جمع ہوا۔
۱۴۴	ایسا تالاب جو گرمی میں خشک ہو جائے اور لوگ نجاست ڈالیں اور بارش میں بھر جائے
۱۴۴	اس کا پانی پاک ہے یا ناپاک؟
۱۴۵	حدیث ثقیین اور اس کا جواب۔
۱۴۵	مشکے میں چھلکی گر کر مر جائے تو کیا حکم ہے؟
۱۴۵	گو برگلی ہوئی مشک کا پانی پاک ہے یا ناپاک۔
۱۴۶	عموم بلوی پرفتویٰ اور اس کی حد۔
۱۴۶	بڑا تالاب جس کا پانی موسم گرما میں گندہ ہو جاتا ہے اور موسم برسات میں بھر
۱۴۶	جاتا ہے کیا حکم ہے؟
۱۴۶	ڈھیکلی کے پانی سے وضو جائز ہے۔
۱۴۶	جس پانی میں بھنگافیون یا چرس مل جائے کیا حکم ہے؟
۱۴۷	جس لوٹے میں مسواک ڈالی جائے اس پانی سے وضو بلا کراہت درست ہے۔
۱۴۷	پانی میں پاک چیز مل جائے اور پانی مغلوب ہو جائے تو اس سے وضو جائز ہے یا نہیں؟
۱۴۷	گڈھے وغیرہ کے پانی کا استعمال کیسا ہے۔
۱۴۸	تازہ پانی کی ہوتے ہوئے مشکے کے پانی سے وضو جائز ہے۔
۱۴۸	استنجے کے بعد بچے ہوئے پانی سے وضو جائز ہے۔
۱۴۸	ناپاک تالاب پانی سے بھر گیا تو پاک ہو گیا۔
۱۴۸	شامی کی ایک عبارت کا مطلب۔
۱۴۹	فصل ثانی حوض سے متعلق مسائل:
۱۴۹	جو حوض وہ درودہ سے کم ہو اس سے وضو جائز ہے۔
۱۴۹	مسجد کے حوض کا طول و عرض کیا ہونا چاہئے اور اس سلسلہ میں کیا اختلاف ہے۔
۱۴۹	مدور حوض کا قطر کتنا ہونا چاہئے۔
۱۵۰	پندرہ فٹ مدور حوض کافی ہے یا نہیں۔
۱۵۰	حوض کی گہرائی کتنی رکھی جائے۔

عنوان

صفحہ

- ۱۵۸ کنویں میں ناپاک بھگی گڑ کر مر گیا کس طرح پاک ہوگا۔
- ۱۵۹ پانی کا مینڈک کنویں میں مر جائے تو کیا حکم ہے۔
- ۱۵۹ جس کنویں میں کتا گڑ کر مر گیا اس کی پاکی کا کیا طریقہ ہے۔
- ۱۶۰ کیا کنواں پاک کرنے کے لئے پے در پے پانی نکالنا ضروری ہے۔
- ۱۶۰ چشمہ دار ناپاک کنویں کی پاکی کا طریقہ۔
- ۱۶۰ ناپاک کنویں کا پانی اگر وقفہ دے کر کئی بار کر کے نکالا جائے تو پاک ہوگا یا نہیں۔
- ۱۶۱ پرندوں کی بیٹ وغیرہ کنویں میں پڑ جائے تو کیا حکم ہے۔
- ۱۶۱ بچوں کی کپڑے کی گیند کنویں میں گر جائے تو کنواں ناپاک ہوگا یا نہیں۔
- ۱۶۱ مینڈک کے کنویں میں مرجانے سے کنواں ناپاک ہوتا ہے یا نہیں۔
- ۱۶۱ چوزہ کنویں میں گڑ کر مر جائے تو کنواں ناپاک ہوا یا نہیں۔
- ۱۶۲ کنویں میں چوہا گڑ کر مر جائے تو کیا حکم ہے۔
- ۱۶۲ کافر ناپاک کپڑوں کے ساتھ کنویں میں اترا تو پانی ناپاک ہو گیا۔
- ۱۶۲ مردہ مینڈک کنویں سے نکلا مگر یہ معلوم نہیں کہ بری ہے یا بخری تو کیا کیا جائے۔
- ۱۶۲ چھپکلی گڑ کر مر جائے یا پھول پھٹ جائے تو کتنا پانی نکالا جائے گا۔
- ۱۶۳ بکری یا بلی کنویں میں گرے اور پیشاب کر دے تو کیا حکم ہے۔
- ۱۶۳ کنویں میں کتا گرا اور زندہ نکال لیا گیا تو کتنا پانی نکالا جائے گا۔
- ۱۶۴ کچھوا کنویں میں مر جائے تو کیا حکم ہے۔
- ۱۶۴ کنویں کی ناپاکی کے علم سے پہلے جو پانی استعمال کیا گیا اس کا کیا حکم ہے؟
- ۱۶۴ سام ابرص کنویں میں گڑ کر مر جائے تو کنواں ناپاک ہوگا یا نہیں۔
- ۱۶۵ ناپاک کنویں کی پانی میں امام محمدؒ کے قول پر فتویٰ۔
- ۱۶۵ سلکھاۃ (کچھوا) کی تحقیق۔
- ۱۶۶ کتا کنویں میں گر جائے تو پانی نکالا جائے گا یا نہیں؟
- ۱۶۶ ناپاک کنویں میں ڈول ڈالا گیا تو ڈول کا کیا حکم ہے۔
- ۱۶۶ سٹی کے سنے لوٹوں میں اگر کنویں کا ناپاک پانی ڈالا جائے تو وہ کس طرح پاک ہوں گے۔
- ۱۶۷ خنزیر کنویں میں گر اور اسے اسی میں خون بہا کر مار ڈالا اس کنویں کا کیا حکم ہے۔
- ۱۶۷ جس کنویں سے ہندو مسلمان دونوں پانی بھریں کیا وہ پاک ہے۔

عنوان

صفحہ

- ۱۶۸ بھنگی کے کنویں پر چڑھنے سے کنواں ناپاک تو نہیں ہوتا۔
- ۱۶۸ جس کنویں سے بھنگی وغیرہ پانی بھرے وہ پاک ہے یا ناپاک۔
- ۱۶۸ برتن میں پیشاب کر کے کنویں میں ڈال دیا۔
- ۱۶۸ کنویں میں میت کی نجاست نکل گئی تو کیا حکم ہے۔
- ۱۶۹ ناپاک کنویں کے پاک کرنے کا طریقہ کیا ہے۔
- ۱۶۹ جس کنویں میں مرغی کی بیٹ گر جائے اس کے پاک کرنے کا طریقہ کیا ہے؟
- ۱۶۹ ناپاک کنواں جس سے کھیت سینچا گیا وہ پاک ہو یا نہیں۔
- ۱۷۰ مرغی کنویں سے زندہ نکل آئی تو کتنا پانی نکالا جائے گا۔
- ۱۷۰ جس ناپاک کنویں سے ہندو بڑی تعداد میں پانی بھر چکے تو وہ پاک ہو یا نہیں؟
- ۱۷۰ خون آلود جانور کنویں میں گرا تو وہ ناپاک ہو یا نہیں۔
- ۱۷۱ ایک عرصہ کا ناپاک کنواں کیسے پاک ہوگا۔
- ۱۷۱ طوائف کا بنایا ہوا کنواں اور اس کا حکم۔
- ۱۷۱ جس کنویں میں بکری کا بچہ گر کر مر گیا اس کے پاک کرنے کا طریقہ۔
- ۱۷۱ سر بریدہ چوہا کنویں سے نکلے تو کیا حکم ہے۔
- ۱۷۲ ناپاک کنویں سے متصل جو پاک کنواں ہے اس کا حکم۔
- ۱۷۲ غیر محتاط کنویں کا پانی۔
- ۱۷۲ مستعمل پاک جھاڑو کنویں میں گر گئی تو کنواں پاک رہا یا ناپاک۔
- ۱۷۳ ہندو نے کنویں میں غوطہ لگایا تو کنواں پاک رہا یا نہیں؟
- ۱۷۳ کنویں میں انسان کا خون گر جائے تو پاک رہا یا ناپاک اور کتنا پانی نکالا جائے۔
- ۱۷۳ جہاں کنویں میں بہت پانی ہو وہاں ناپاک کنواں کس طرح پاک کیا جائے؟
- ۱۷۴ ڈول راستہ کی مٹی سے مل کر کنویں میں ڈالا تو کیا کنواں ناپاک ہو گیا؟
- ۱۷۴ کنویں میں کتا گر کر مر گیا۔ لوگوں نے پانچ فٹ پانی نکالا تو کیا حکم ہے؟
- ۱۷۵ بے کار و ناپاک کنواں کس طرح پاک ہوگا۔
- ۱۷۵ کنویں میں بچہ گرا اور نکال لیا گیا تو پانی کا کیا حکم ہے؟
- ۱۷۵ پیروں کا میل رسی میں لگ کر کنویں میں ٹپکے تو کنواں ناپاک ہوگا یا نہیں؟
- ۱۷۵ بچہ گرا اور نکال لیا گیا تو کنواں ناپاک ہو یا نہیں۔

صفحہ	عنوان
۱۷۶	بے نمازی اور طوائف کے پانی بھرنے سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا۔
۱۷۶	کنویں سے سو جا ہوا مرغ نکلا تو کیا اسے ناپاک قرار دیا جائے گا؟
۱۷۶	ناپاک گڈھے میں برتن ڈبو کر کنویں میں ڈال دیا تو کیا حکم ہے؟
۱۷۷	کافر کنویں میں گر جائے تو پانی پاک رہا یا ناپاک۔
۱۷۷	ڈاکٹری دوا ڈالنے سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا۔
۱۷۷	جس کنویں پر جوتے سمیت چڑھا جائے وہ پاک نہیں رہتا۔
۱۷۷	دریائی مینڈک کنویں میں گر کر سڑ جائے تو کیا کیا جائے؟
۱۷۷	جس کنویں میں غسل کی نیت سے اترا اس سے وضو جائز ہے یا نہیں۔
۱۷۸	ناپاک کنویں سے وضو کر کے جس نے نماز پڑھی وہ کیا کرے؟
۱۷۹	وہ کنواں جس میں سرکنڈا ڈال دیا جائے پاک ہے یا ناپاک؟
۱۷۹	کنویں میں مرغی وغیرہ گر جائے تو کتنا پانی نکالا جائے گا؟
	جس کنویں میں چڑیا گر کر مر جایا کرتی ہوں اور لوگ اسے پاک کر لیتے ہوں
۱۸۰	اس کا کیا حکم ہے۔
۱۸۰	جس کنویں میں چڑیا گری اور نکل نہ سکی تو کیا حکم ہے۔
۱۸۰	جس ناپاک کنویں سے پانی نکالا جاتا رہا وہ پاک ہوا یا نہیں۔
۱۸۰	جس کنویں سے میٹھی نکلی تو کیا اس کا پانی ناپاک کہا جائے گا؟
۱۸۱	کوئی کنویں میں روڑا ڈال دے تو کیا کیا جائے۔
۱۸۱	جس کنویں سے سڑا ہوا جانور نکلا وہ کیسے پاک ہوگا۔
۱۸۱	جس تالاب میں نجاست پڑتی رہے اور بارش میں بھر جائے اس کا پانی پاک ہے یا نہیں۔
۱۸۲	ناپاک عورت کنویں میں گر گئی تو کنواں کس طرح پاک کیا جائے؟
۱۸۲	سام ابرص کنویں میں گر جائے تو پانی ناپاک ہوگا یا نہیں؟
۱۸۲	کنویں میں جوتی گر جائے اور نکل نہ سکے تو کیا حکم ہے؟
۱۸۳	ناپاک کنواں دو تین سوڈول سے پاک ہو جاتا ہے یا نہیں؟
۱۸۳	چڑیا کنویں میں گر جائے اور نہ نکل سکے تو کیا حکم ہے۔
۱۸۳	کنویں میں عموم بلوئی کا اعتبار۔
۱۸۵	جس کنویں میں گھوڑا گر کر مر گیا اسے کس طرح پاک کیا جائے۔

صفحہ	عنوان
۱۸۵	جس کنویں سے ہندو پانی بھرتے ہوں اس سے وضو وغیرہ درست ہے یا نہیں۔
۱۸۵	کنویں میں جو تاگرا اور نہ ملا تو وہ کیسے پاک ہوگا۔
۱۸۶	فصل رابع جھوٹے پانی کے احکام:
۱۸۶	ہاتھی کے سونڈ کا پانی پاک ہے یا ناپاک۔
۱۸۶	یہ خفیفہ ہے یا غلیظہ۔
۱۸۶	کتنا کپڑا تر ہونے سے ناپاک ہوگا۔
۱۸۷	انگریز کے برتن کا استعمال جائز ہے یا نہیں۔
۱۸۷	انگریز کا جھوٹا ناپاک ہے یا پاک۔
۱۸۸	الباب الرابع فی التیمم (مسائل تیمم)
۱۸۸	بخار اور سخت سردی اور ٹھنڈ کی وجہ سے تیمم جائز ہے یا نہیں؟
۱۸۸	وقت کی تنگی میں قدرت کے باوجود تیمم درست ہے یا نہیں؟
۱۸۸	بیار کو نجاست لگی ہو اور پانی نقصان کرے تو وہ طہارت کیسے حاصل کرے گا۔
۱۸۸	پتھر، لکڑی اور کپڑے وغیرہ پر تیمم درست ہے یا نہیں؟
۱۸۹	غسل کے بجائے تیمم کب درست ہے۔
۱۸۹	جلدی میں تیمم سے نماز جنازہ پڑھی تو کیا اس سے وقتی نماز بھی پڑھ سکتا ہے؟
۱۸۹	پانی کی قلت کے وقت پردہ نشین عورتیں تیمم کریں یا نہیں۔
۱۹۰	زخم یا پٹی پر مسح کرنا دشوار ہو تو کیا کرے۔
۱۹۰	اندیشہ مرض کے وقت تیمم جائز ہے یا نہیں۔
۱۹۱	جنبی کو زکام کا اندیشہ ہو تو تیمم کرے یا نہیں۔
۱۹۱	بیماری یا پیری کی وجہ سے پانی نقصان دہ ہو تو غسل کے لئے تیمم کر سکتا ہے یا نہیں۔
۱۹۲	ریل سے متعلق مسائل نماز و وضو اور تیمم۔
۱۹۶	بخوف فالج وغیرہ تیمم جائز ہے یا نہیں۔
۱۹۷	حالت بخار میں تیمم سے نماز ہوتی ہے یا نہیں۔
۱۹۷	اندیشہ بخار میں تیمم کر سکتا ہے یا نہیں۔
۱۹۷	اندیشہ مرض میں مریض کی طبیعت اور طبیب دونوں کا اعتبار ہے۔ بیماری کا خوف ہو تو کیا کرے؟
۱۹۸	نواقض وضو تیمم جنابت کے ناقض نہیں۔

صفحہ	عنوان
۱۹۸	معذور کے لئے تیمم جائز ہے یا نہیں۔
۱۹۸	جنبی کو اگر غسل سے نقصان کا خطرہ ہو تو تیمم کر کے نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟
۱۹۹	پانی ہوتے ہوئے قرآن چھونے کے لئے تیمم درست ہے یا نہیں
۱۹۹	بچہ کے مرض کے خطرہ کے وقت ماں کو تیمم کرنا درست ہے یا نہیں؟
۱۹۹	ایک جگہ متعدد بار تیمم درست ہے یا نہیں۔
۲۰۰	چونا پھیری ہوئی دیوار پر تیمم درست ہے یا نہیں۔
۲۰۰	جب جنبی کے پاس پانی صرف بقدر وضو ہے تو کیا کرے اور پہلے تیمم جنابت کرے یا نہیں۔
۲۰۰	جنبی کے پاس پانی تھوڑا ہو تو پہلے نجاست دھوئے یا وضو کرے جب کہ کوئی ایک ہی کر سکتا ہے۔
۲۰۰	جو وضو غسل دونوں سے معذور ہو وہ حالت جنابت میں کیا کرے۔
۲۰۰	جس عورت کو نہانے سے بیمار ہونے کا گمان غالب ہو تو وہ شوہر کو جماع سے روک سکتی ہے یا نہیں۔
۲۰۱	پانی ہوتے ہوئے تیمم درست نہیں۔
۲۰۱	جنگل میں مویشی کو خطرہ ہو تو تیمم کر سکتا ہے یا نہیں۔
۲۰۲	فالج زدہ مجبوراً تیمم کرے گا یا نہیں۔
۲۰۳	الباب الخامس فی مسح علی الخفین وغیرہا (موزوں وغیرہ پر مسح کے احکام)
۲۰۳	کپڑے کے مروجہ جراب پر مسح جائز ہے یا نہیں؟
۲۰۳	سوتلی موزے پر مسح جائز ہے یا نہیں؟
۲۰۴	انگریزی بوٹ پر مسح جائز ہے یا نہیں؟
۲۰۴	شرائط و قواعد مسح کیا ہیں؟
۲۰۴	جراہوں پر مسح جائز ہے یا نہیں؟
۲۰۵	جس سوتلی موزہ پر چمڑا جوتے کے برابر چڑھا لیا گیا ہے اس پر مسح جائز ہے یا نہیں؟
۲۰۵	جراب پر مسح جائز ہے یا نہیں اور ایسے شخص کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟
۲۰۶	منعل و مجلد کی تشریح۔
۲۰۶	بلا وضو موزہ پہنے تو اس پر مسح جائز ہے یا نہیں۔
۲۰۷	موزہ پر بوٹ ہو تو اس پر مسح جائز ہے یا نہیں۔

صفحہ	عنوان
۲۰۷	جرباب جو بغیر باندھے ٹھہری رہے اور اس پر دوسری جرباب پہنے تو اس پر مسح درست ہوگا یا نہیں۔
۲۰۷	چند باریک جرائیں تہ بتہ پہن لے تو مسح جائز ہے یا نہیں؟
۲۰۸	موزے پر مسح کا ثبوت کیا ہے؟
۲۰۸	ناپاک بوٹ پر مسح درست ہے یا نہیں۔
۲۰۸	منعل ہونے کا مطلب کیا ہے؟
۲۰۹	فل بوٹ پر مسح درست ہے یا نہیں۔
۲۰۹	صرف زخم کی جگہ مسح کرنا چاہیے یا پورے عضو پر۔
۲۱۱	الباب السادس فی الحيض والنفس وغیرہا
۲۱۱	فصل اول۔ مسائل حیض:
۲۱۱	حالت حیض میں جماع کرنے سے کفارہ لازم ہے یا نہیں۔
۲۱۱	حیض میں اختلال ہو تو حیض کتنے دن شمار ہوگا۔
۲۱۱	دس دن سے زیادہ حیض آئے اور عادت فراموش کر جائے تو کیا کرے۔
۲۱۱	حیض کے بعد غسل سے پہلے جماع کر لیا تو کفارہ واجب ہوگا یا نہیں۔
۲۱۲	عورت حالت حیض و نفاس میں تسبیح پڑھ سکتی ہے یا نہیں۔
۲۱۳	فصل ثانی۔ مسائل نفاس:
۲۱۳	نفاس میں خلل ہو تو عورت کیا کرے۔
۲۱۳	بچہ پیدا ہونے کے بعد جماع کی کب تک ممانعت ہے۔
۲۱۳	حالت نفاس میں اگر جماع کر لیا تو اس کی تلافی کیسے کرے۔
۲۱۳	بارہ دن خون، پھر سفید پانی، پھر خون آگیا، کیا حکم ہوگا۔
۲۱۳	چالیس دن بعد خون آیا، ایک ہفتہ پاک رہی، پھر خون آگیا تو اسے کیا شمار کیا جائے گا۔
۲۱۴	فصل ثالث۔ مسائل استحاضہ:
۲۱۴	طہر کا کیا مطلب ہے۔ اگر تین ماہ مسلسل خون آئے تو اس کے حیض کا کیسے حساب ہوگا۔
۲۱۵	عادت والی عورت کو کبھی دس دن، کبھی گیارہ دن، خون آئے تو کیا کرے۔

صفحہ	عنوان
۲۱۵	فصل رابع معذور سے متعلق احکام و مسائل:
۲۱۵	طہارت کے لئے معذور ہونے کے کیا شرائط ہیں۔
۲۱۵	قطرہ پیشاب کے عارضہ کی حالت میں کیا حکم ہے۔
۲۱۶	نماز کے وقت نکسیر جاری ہو جائے تو کیا کرے۔
۲۱۶	ناسور والا معذور ہے یا نہیں۔
۲۱۶	قطرہ پیشاب کی زیادتی اس قدر ہو کہ چار چار رکعت بھی خالی نہ پچے تو کیا کرے۔
۲۱۷	بیس رکعت تک جس کا وضوء ہے وہ معذور نہیں ہے۔
۲۱۷	اگر فارغ ہونے سے پہلے کپڑے کے خراب ہونے کا اندیشہ ہو تو کیا ہے۔
۲۱۷	ناسور والا معذور ہے یا نہیں۔
۲۱۷	قطرہ والا مریض معذور ہے یا نہیں۔
۲۱۸	معذور وقت سے پہلے وضو کر سکتا ہے یا نہیں۔
۲۱۸	جریان کی کثرت سے جب کپڑا پاک نہ رہ سکے تو کس طرح نماز پڑھے۔
۲۱۸	ان اعذار کے ہوتے ہوئے کیا حکم ہے۔
۲۱۹	اخراج ریح کا مرض ہو تو معذور ہے یا نہیں۔
۲۱۹	آنکھ بنوانے کی حالت میں نماز کس طرح پڑھے جب کہ طبیب ملنے کی اجازت نہیں دیتے۔
۲۲۰	حالت عذر میں نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں۔
۲۲۰	آنکھ بنوانے کی حالت میں نماز کس طرح پڑھے۔
۲۲۱	نامردی کی وجہ سے طلاء استعمال کرتا ہے اور ڈاکٹر پانی سے منع کرتا ہے تو وہ نماز کیسے پڑھے۔
۲۲۱	مرض کی وجہ سے پچھنا لگوا یا نماز کے پورے وقت تک خون جاری رہا تو کیا کرے۔
۲۲۱	زخم سے مواد رستارہتا ہے اس حالت میں ظہر کے وضو سے عصر کی نماز جائز ہے یا نہیں؟
۲۲۲	معذور کے وضو کا کیا حکم ہے۔
۲۲۲	مجبور سجدہ کے لئے آگے کچھ رکھ سکتا ہے یا نہیں۔
۲۲۳	ہاتھ پیر پر زخم ہو تو مسح کس طرح کرے۔
۲۲۳	خروج ریح اس قدر ہے کہ وضو کی مہلت نہیں ملتی تو کس طرح نماز پڑھے۔
۲۲۴	خروج ریح کا دورہ پڑھتا ہو تو کس طرح نماز ادا کرے۔
۲۲۴	معذور شرعی کی تعریف کیا ہے۔

صفحہ	عنوان
۲۲۴	احلیل میں مرض کی وجہ سے کرسف رکھے اور تر ہو جائے تو کیا حکم ہے۔
۲۲۵	الباب السابع فی الانجاس و تطہیرھا
۲۲۵	فصل اول: نجاستیں اور ان سے پاکی
۲۲۵	کپڑے کو شراب لگ جائے تو پاک ہو سکتا ہے یا نہیں۔
۲۲۵	سائیکس کے مٹکے کا استعمال جائز ہے یا نہیں۔
۲۲۵	پتھر کے گھر کا گھی استعمال کرنا درست ہے یا نہیں۔
۲۲۵	روغن زرد میں چوہا مر جائے تو وہ پاک ہو سکتا ہے یا نہیں۔
۲۲۵	اگر مٹی کا برتن ناپاک ہو جائے تو کس طرح پاک ہوگا۔
۲۲۶	گندہ تالاب برسات کے موسم میں بھر گیا تو پاک ہے یا ناپاک۔
۲۲۶	مجموعات اور تریاق الافرغی میں کیا تبدیلی مابین نہیں ہوتی۔
۲۲۶	دریائی جانور کا پیشاب پاک ہے یا نہیں۔
۲۲۷	انگریزی دوا کا استعمال جائز ہے یا نہیں۔
۲۲۷	ناپاک کپڑا دھو بی کے یہاں جانے سے پاک ہو جائے گا یا نہیں۔
۲۲۷	رنگریز اور مل کے نئے کپڑے میں نماز جائز ہے یا نہیں اور مٹی و گیسو سے کپڑا رنگنا کیسا ہے
۲۲۸	مٹی پاک ہے یا ناپاک۔
۲۲۸	ہندو کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا درست ہے یا نہیں۔
۲۲۸	سانپ اور چوہے کی کھال بعد دباغت کیوں پاک نہیں کہی جاتی۔
۲۲۸	ناپاک تیل کا صابن پاک ہے یا ناپاک۔
۲۲۹	نجاست کا غسل اگر لگ جائے تو وہ چیز ناپاک ہوگی یا نہیں۔
۲۲۹	نجاست کے دھونے میں ملنا شرط ہے یا نہیں۔
۲۲۹	پیشاب کی چھینٹ اگر کپڑے پر پڑ جائے تو اس کپڑے میں نماز ہوگی یا نہیں۔
۲۲۹	بدن کو کپڑے کی نجاست لگ جائے تو اس کا دھونا ضروری ہوگا یا نہیں۔
۲۳۰	مذی و ودی کی شناخت کیا ہے اور یہ کون سی نجاست ہے۔
۲۳۰	حیض و نفاس کی سفیدی اگر لگ جائے تو وہ پاک رہے گا یا ناپاک؟
۲۳۰	رغم کی رطوبت بے بغیر کپڑے کو لگ گئی تو کیا حکم ہے۔
۲۳۱	آدمی کی رال پاک ہے۔

عنوان

صفحہ

- کتاب نجس عین ہے یا نہیں اور اس کا کیا حکم ہے۔ ۲۳۱
- منی دھونے کے بعد جو دھبہ رہ جائے اس کے ساتھ نماز ہوگی یا نہیں۔ ۲۳۱
- جو گندھک پیشاب میں پکالی جائے وہ پاک ہے یا ناپاک۔ ۲۳۲
- بڑا تالاب جس میں جانور بٹھائے جاتے ہیں اس کا پانی پاک ہے یا ناپاک۔ ۲۳۲
- پیشاب کے قطرات اگر کپڑے کو لگ جائیں تو کیا کیا جائے۔ ۲۳۲
- دھوبی کے گھر کا کلف کیا ہوا کپڑا پاک ہے یا نہیں۔ ۲۳۲
- پڑیا کے رنگ سے رنگے ہوئے کپڑوں میں نماز جائز ہے یا نہیں۔ ۲۳۳
- تانبے کا برتن ناپاک ہو جائے تو وہ کس طرح پاک ہوگا۔ ۲۳۳
- چرخ جیسے کتابچا ہے اس سے بنا ہوا گڑ پاک ہے یا ناپاک۔ ۲۳۳
- اہل کتاب کے برتن پاک ہیں یا ناپاک اور ان کے ساتھ کھانا پینا کیسا ہے۔ ۲۳۳
- سور کا ٹاگیا اس کی نجاست دھوتے وقت پانی تختوں پر پڑا وہ کس طرح پاک ہوگا۔ ۲۳۴
- جس چیز میں شراب ڈالی جائے اور دھوپ میں ڈال کر اڑا دی جائے اس کا استعمال کیسا ہے۔ ۲۳۴
- شیر خوار بچہ کا پیشاب نجس ہے۔ ۲۳۵
- جس سرکہ میں چھپکلی مرگئی اس کا کھانا کیسا ہے۔ ۲۳۵
- جس ہاتھ سے کتے کو چھوئے، بغیر دھوئے اس سے کھانا درست ہے یا نہیں اور اس کے چمڑے کا ڈول جائز ہے یا نہیں؟ ۲۳۵
- جو رطوبت بہتی نہیں وہ ناقض وضو ہے یا نہیں۔ ۲۳۶
- نہ بہنے والی رطوبت سے کپڑا ناپاک ہوگا یا نہیں۔ ۲۳۶
- مقدار درہم سے ناپاک ہوگا یا نہیں۔ ۲۳۶
- زخم کے دبانے سے ربم نکلے تو اس سے وضو ٹوٹے گا یا نہیں؟ ۲۳۶
- عسل کے بعد نجس کپڑا پہن لیا تو بدن پاک رہا یا نہیں۔ ۲۳۷
- کتے کا چمڑا بعد دباغت پاک ہے یا ناپاک اور اس پر نماز و قرآن پڑھنا کیسا ہے۔ ۲۳۷
- اچار کے برتن میں چوھیاں گر کر مرگئی تو یہ پاک ہے یا ناپاک۔ ۲۳۷
- کافر پاک ہے یا ناپاک اور اس کا پکا یا ہوا کھانا کیسا ہے؟ ۲۳۸
- پانی بہنے سے ازالہ نجاست ہو جائے تو پاک ہے ۲۳۸
- منی کا شبہ کپڑے پر ہو۔ ۲۳۸
- کبوتر کی بیٹ نجس ہے یا نہیں اور مسجد میں جو کبوتر ہوں انہیں بیچ کر مسجد میں لگانا کیسا ہے۔ ۲۳۸

عنوان

صفحہ

کتے کا لعاب ناپاک ہے اور بقیہ بدن پاک یہ کیسے؟

۲۳۹

کتا تمباکو پر بیٹھ گیا تو وہ ناپاک تو نہیں ہوا۔

۲۳۹

حالت جنابت کا پسینہ پاک ہے یا ناپاک۔

۲۳۹

کپڑے پر ناپاک کی لگ گئی اور پتہ نہیں چلتا تو کیا کرے؟

۲۳۹

المونیم کا برتن ناپاک ہو گیا تو اسے کیسے پاک کیا جائے۔

۲۴۰

مٹی کا برتن ناپاک ہو جائے تو دھونے سے پاک ہو جائے گا۔

۲۴۰

شراب بدن یا کپڑے کو لگ جائے تو دھونے سے پاک ہو گیا نہیں؟

۲۴۰

سور کھانے والے نے قلم منہ میں رکھ لیا اور پھر اسی کو مسلمان نے تو کیا حکم ہے۔

۲۴۱

وہ لوٹا جس پر بارش کا ناپاک پانی بہہ کر گذرا پاک رہا یا ناپاک ہو گیا۔

۲۴۱

آدمی کے بال کی جڑ ناپاک ہے یا پاک۔

۲۴۱

بدن کے کسی حصہ پر گانج یا بھنگ پڑ جائے تو کیسے پاک ہوگا۔

۲۴۱

نسوتی ناپاک کپڑا کیسے پاک کیا جائے گا۔

۲۴۲

چمار نے بھگو کر جوتہ سیا، پاک رہا یا ناپاک۔

۲۴۲

ناپاک گھی اور تیل کے پاک کرنے کا طریقہ کیا ہے۔

۲۴۲

مرغی نے بھرے ہوئے حمام میں چونچ ڈال دی تو ہو پاک رہا یا ناپاک ہو گیا۔

۲۴۳

کوئے یا مرغی نے دودھ یا پانی میں چونچ ڈال دی تو وہ پاک ہے۔

۲۴۳

دوھتے وقت دودھ میں پیشاب پڑ جائے تو وہ ناپاک ہو گیا۔

۲۴۳

سور کنویں میں گرے اور زندہ نکال لیا جائے تو پانی ناپاک ہوا یا نہیں۔

۲۴۳

چوہے کی میٹنی کا کیا حکم ہے۔

۲۴۴

نجس گارے سے تیار کردہ اینٹیں صرف خشک ہونے سے پاک ہوں گی یا نہیں۔

۲۴۴

بول نبویؐ سے متعلق ایک واقعہ اور اس کے متعلق سوال۔

۲۴۵

کتے نے شور بے میں منہ ڈال دیا اس کے پاک کرنے کا طریقہ کیا ہے؟

۲۴۵

شہد کی بوتل میں چوہیا گر گئی تو وہ پاک ہو سکتا ہے۔

۲۴۵

نجاست غلیظہ کبھی خفیفہ بنتی ہے یا نہیں۔

۲۴۵

مقدار درہم کی تشریح۔

۲۴۶

کلوخ استعمال کیا ہوا پھر استعمال نہیں کیا جاسکتا۔

۲۴۶

گلقتد کے ڈبہ میں چوہے مر گئے تو وہ کیسے پاک ہوگا۔

۲۴۶

ناپاک گھی کیسے پاک کیا جائے۔

۲۴۷

صفحہ	عنوان
۲۴۷	کتے کا بال پاک ہے یا ناپاک۔
۲۴۷	جس برتن کو خاکروب چھوئے وہ ناپاک نہیں ہوتا۔
۲۴۸	جس کپڑے پر خون یا شراب گر جائے اس کی پاکی۔
۲۴۸	حلال جانور کے خون کا تیل اور اس کا حکم۔
۲۴۸	ٹنگر کا حکم۔
۲۴۹	نصاری جس برتن میں خنزیر کا گوشت کھائیں وہ دھونے سے پاک ہوگا یا نہیں۔
۲۴۹	جانور کے پتہ کا استعمال بطور ماش درست ہے یا نہیں۔
۲۴۹	دھویوں کے جن کپڑوں پر چھینٹیں پڑتی رہتی ہیں کیا وہ انہیں کپڑوں میں نماز پڑھ سکتے ہیں۔
۲۵۰	جس راب میں کتے نے منہ ڈال دیا کیسے پاک ہوگی؟
۲۵۰	خنزیر کے بدن سے کپڑا چھو جائے تو وہ پاک ہے یا ناپاک۔
۲۵۰	بچہ شیر خوار کا پیشاب ناپاک ہے۔
۲۵۰	نجاست میں بھیگا ہوا خشک حصہ پسینہ سے تر ہو جائے تو کیا حکم ہے۔
۲۵۱	دھوبی سے کپڑا دھلویا پاک ہوا یا نہیں۔
۲۵۱	کشتی میں پاخانہ ملا ہوا پانی آجائے تو وہ پاک ہے یا ناپاک۔
۲۵۱	ہاتھ شراب میں ڈبو دیا تو ناخن کاٹ کر ہاتھ پاک کیا جائیگا۔
۲۵۱	جس گڑ میں چوہا گر کر مر گیا وہ پاک ہے یا ناپاک۔
۲۵۲	جس برتن میں بچہ ناپاک ہاتھ ڈال دے اس برتن میں کھانا پینا جائز ہے یا نہیں۔
۲۵۲	شرم گاہ سے جو رطوبت نکلتی ہے وہ نجس ہے یا نہیں۔
۲۵۳	نور باف کے یہاں کپڑا ناپاک پانی میں تر کیا جاتا ہے وہ پاک ہے یا نہیں۔
۲۵۳	گرے ہوئے پتے اور دریا کے کنارے کی کچھڑ پاک ہے یا نہیں۔
۲۵۳	نجس بدن پر پسینہ آئے تو وہ پاک ہے یا ناپاک۔
۲۵۳	ناپاک پانی میں دھو کر ایک مرتبہ پاک پانی میں دھو دے تو پاک ہو گیا یا نہیں۔
۲۵۳	پہلے ناپاک پانی سے دھویا پھر تالاب میں ڈبو یا تو کیا حکم ہے۔
۲۵۴	جس کپڑے میں پیشاب لگا ہو، اسے تالاب میں رکھ کر ہلا دیا تو پاک ہوا یا نہیں۔
۲۵۴	گو بر لگا ہوا ہاتھ گھرے میں ڈالنے کا رواج ہو اور اس گھرے میں دوسرا پانی لائے تو اس سے وضو جائز ہوگا یا نہیں۔
۲۵۴	اگر تالاب نزدیک ہو تو کیا تالاب ہی سے وضو کرنا چاہئے۔

صفحہ	عنوان
۲۵۴	باخانہ کر کے برتن چھونے سے ناپاک نہیں ہوتا۔
۲۵۵	تختہم و جنبی کا ہاتھ پاک ہے اور جس برتن کو وہ چھوئے وہ بھی پاک ہے۔
۲۵۵	بارش میں جوتوں کی مٹی فرش مسجد پر بہہ جائے تو کیا حکم ہے۔
	جس کپڑے پر نجاست غیر مرئی لگی ہو اسے کتنی دیر جاری پانی میں چھوڑ دیں گے
۲۵۵	تو وہ پاک ہو جائے گا۔
	جس تالاب کے گرد گندگی ہو اور وہ بارش سے بہہ کر تالاب میں جائے تو
۲۵۶	وہ تالاب پاک رہے گا یا نہیں؟
۲۵۶	نجاست میں ڈال کر تیار کی ہوئی دوا کا کیا حکم ہے۔
۲۵۶	ناپاک کپڑے کی پاکی کا کیا طریقہ ہے۔
	اپلہ کنویں میں گر جائے اور وہ پانی سقاییہ میں ڈال دیا پھر اسے صاف کر دیا تو
۲۵۶	وہ پاک ہوا یا نہیں۔
۲۵۷	مشرکین و کفار کے اعضاء ناپاک نہیں ہیں۔
۲۵۷	مشرکین کے چھوٹے پانی سے وضو و غسل جائز ہے یا نہیں۔
۲۵۷	پاک پانی مشرکین کو پاک کر سکتا ہے یا نہیں۔
۲۵۷	دم غیر سائل پانی اور بدن وغیرہ کو ناپاک کرتا ہے یا نہیں؟
۲۵۸	کتا، بلی وغیرہما کی کھال بعد دباغت پاک ہوتی ہے یا نہیں اور اس کی بیج کیسی ہے۔
۲۵۸	کتے کی کھال کی بعد دباغت جائے نماز جائز ہے یا نہیں۔
۲۵۸	غیر ماکول کی کھال اور اس کا گوشت پاک ہو سکتا ہے یا نہیں۔
۲۵۸	اس گوشت کا استعمال کب جائز ہے۔
۲۵۸	گوشت اور کھال کی پاکی کا کیا طریقہ ہے۔
۲۵۹	مٹی کے برتن میں کتا منہ ڈال دے یا پیشاب کر دے تو کیا حکم ہے۔
۲۶۰	اگر کتا بسم اللہ پڑھ کر ذبح کیا جائے تو اس کی کھال پاک ہوگی یا نہیں۔
۲۶۰	ناپاک پختہ فرش پر پانی بہا دیا جاوے تو پاک ہوگا یا نہیں۔
۲۶۰	طہارت بدن میں دلوں دھت شرط ہے یا نہیں۔
۲۶۰	غیر مسلم دھوبی کے دھلے ہوئے کپڑے پاک ہوں گے یا نہیں۔
۲۶۰	چینی کے برتنوں کے ناپاک ہونے کا شبہ ہو تو کس طرح پاک کیا جائے گا۔
۲۶۱	استنجے کے ڈھیلے چھونے کے بعد ہاتھ پانی میں ڈالا تو پانی پاک رہا یا ناپاک ہو گیا۔
۲۶۱	کیا لڑکے کا پیشاب کم ناپاک ہوتا ہے اور لڑکی کا زیادہ۔

صفحہ	عنوان
۲۶۱	ناپاک دوا کا استعمال درست ہے یا نہیں۔
۲۶۱	وہ غلہ جس پر جانور پیشاب کرتے ہیں پاک ہے یا نہیں۔
۲۶۲	سور کی چربی کا استعمال درست ہے یا نہیں۔
۲۶۲	ناپاک دودھ بھینس وغیرہ کا چمار کو دے سکتے ہیں یا نہیں۔
۲۶۲	غیر ماکول اللحم سے سوائے گوشت کھانے کے دیگر فائدہ حاصل کرنا درست ہے۔
۲۶۳	نجس بدن پر نجس صابن مل کر پانی بہا دینا کافی ہے یا نہیں۔
۲۶۳	گندے بچہ کا پسینہ پاک ہے یا نہیں۔
۲۶۳	جس تالاب میں متولہ کی لاش ڈال دی گئی اور پانی بد بودار ہو گیا تو وہ ناپاک ہوا یا نہیں۔
۲۶۳	ناپاک زمین پر پانی پڑ کر جو چھینٹ اڑتی ہے وہ پاک ہے یا ناپاک
۲۶۴	نجس گلاس کا پانی پاک ہے یا ناپاک؟
۲۶۴	مذی کا شبہ ہو تو کیا کرے۔
۲۶۴	کتھے میں بچے کا پیشاب پڑ جائے تو وہ کیسے پاک ہوگا۔
۲۶۴	ہاتھی کا جسم اور اس کا جھوٹا پاک ہے یا ناپاک۔
۲۶۵	ریشمی کپڑا اگر دھونے سے خراب ہو تو کس طرح پاک کیا جائے۔
۲۶۵	ناپاک زمین خشک ہونے کے بعد جب تر ہو جائے تو ناپاک ہوگی یا نہیں۔
۲۶۵	جوتے میں پیشاب لگ جائے، پھر خشک ہو جائے تو پاک ہو جائے گا یا نہیں۔
۲۶۵	بورے کی طہارت میں تین دفعہ خشک کرنے کی شرط ضروری ہے یا نہیں۔
۲۶۶	چھوٹے گڈھے کا پانی کس طرح پاک کیا جائے۔
۲۶۶	خون آلود گوشت کس طرح پاک کیا جائے۔
۲۶۶	روٹی دار کپڑا ناپاک ہو جائے تو اسے کس طرح پاک کیا جائے۔
۲۶۶	غسل کرنے والے کی چھینٹ اگر حوض میں پڑے تو ناپاک ہوگا یا نہیں۔
۲۶۷	شیر، چیتے اور خنزیر کی کھال بعد دباغت پاک ہوتی ہے یا نہیں۔
۲۶۷	پختہ اینٹ اگر ناپاک ہو جائے تو اسے کس طرح پاک کیا جائے گا۔
۲۶۷	نجس کپڑے کی پاکی کا کیا طریقہ ہے۔
۲۶۷	ناپاک رومال سے پسینہ سے تر چہرہ صاف کیا تو منہ پاک رہا یا ناپاک ہو گیا۔
۲۶۸	حوض بھر کر بہہ جائے تو کیا حکم ہے۔
۲۶۸	سانپ کی کھال بعد دباغت پاک ہوگی یا نہیں۔
۲۶۸	لکڑی جو پانی جذب کرتی ہے اس کی پاکی کا طریقہ کیا ہے؟
۲۶۹	کولھو کا تیل پاک ہے یا نہیں؟

صفحہ	عنوان
۲۶۹	ناخون میں صابن کی سفیدی پاک ہے۔
۲۶۹	پیر میں نجاست لگ جائے اور اسے دھو دے مگر مٹی لگی رہ جائے تو پاک ہو یا نہیں۔
۲۶۹	بارش میں چھت کا پانی ٹپک کر کپڑے پر گرے تو وہ پاک ہے یا نہیں۔
۲۷۰	تالاب کی مٹی لگ جائے تو بھی کپڑا پاک ہی رہے گا۔
۲۷۰	لوٹا جو غسل خانہ میں رکھ دیا جائے وہ پاک ہے یا ناپاک۔
۲۷۰	مختم کی چادر جس پر نجاست کا کوئی اثر نہیں پاک ہے۔
۲۷۰	کتے کا لعاب ناپاک ہے۔
۲۷۰	ناپاک کپڑے کی چھینٹ کا کیا حکم ہے۔
۲۷۱	ناپاک کپڑے کی چھینٹ پڑ جائے تو وہ ناپاک ہے۔
۲۷۱	تالاب کا زینہ تر ہو تو اس پر بیٹھ کر وضو کر سکتا ہے یا نہیں۔
۲۷۱	آب دست کرتے وقت چھینٹ کا وہم ہو جائے تو بدن و کپڑا پاک ہے یا ناپاک؟
۲۷۱	ترپاؤں کا کسی جگہ ڈال دینا، اس کو نجس نہیں کرتا۔
۲۷۲	فصل ثانی۔ مسائل استنجاء:
۲۷۲	کیا کلوخ عورتوں کے لئے ضروری ہے؟
۲۷۲	کلوخ کے وقت سلام کرنا یا جواب دینا درست ہے یا نہیں؟
۲۷۲	عورتوں کو ڈھیلے سے استنجاء کرنا چاہئے یا نہیں۔
۲۷۳	آب دست کی مدت کب تک ہے۔
۲۷۳	ایک ڈھیلے سے دوبار استنجاء کرنا کیسا ہے۔
۲۷۳	کلوخ کی مٹی لگا ہو ہاتھ پا جامہ پر پڑنے سے پا جامہ ناپاک نہیں ہوتا۔
۲۷۳	کھڑے ہو کر پیشاب کرنا کیسا ہے۔
۲۷۴	قطب تارے کی طرف منہ کر کے پیشاب کرنا جائز ہے یا نہیں؟
۲۷۴	استنجاء کے بعد تری اور اس کی ترکیب پانی سے استنجاء کرتے وقت قطرہ آتا ہے تو کیا کرے۔
۲۷۵	بوقت مجبوری دائیں ہاتھ سے استنجاء جائز ہے یا نہیں۔
۲۷۵	شمال و جنوب رخ استنجاء ممنوع تو نہیں؟
۲۷۵	استنجاء میں عدد طاق۔
۲۷۵	میت کا استنجاء پانی اور ڈھیلے دونوں سے کیا جائے یا کیا؟
۲۷۶	غیر مسلم فوجیوں کے مستعمل کپڑوں میں نماز ہوگی یا نہیں۔
۲۷۶	ڈھیلے سے استنجاء کرنے کے بعد پانی لینا بھول گیا تو نماز ہوئی یا نہیں؟
۲۷۶	استعمال شدہ نیلامی کپڑوں میں نماز ہوتی ہے یا نہیں۔

پیش لفظ

حکیم الاسلام حضرت مولانا الحاج الحافظ القاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند
متع اللہ المسلمین بطول حیاتہ

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى

دارالعلوم دیوبند میں تعلیم کے ساتھ ساتھ افتاء کا سلسلہ بھی ہمیشہ سے جاری رہا ہے، لیکن ابتداءً اس کی کوئی منظم اور ذمہ دار نہ صورت نہ تھی۔ انفرادی طور پر اساتذہ اور علماء ادارہ مستفتیوں کے سوالوں کے جوابات دے دیا کرتے تھے، جسے جس سے مناسبت ہوئی اس نے اسی سے پوچھ لیا اور عمل پیرا ہو گیا۔ عملی انضباط کی کوئی صورت نہ تھی۔

دارالافتاء دارالعلوم:

۱۳۰۴ھ میں جب کہ دارالعلوم کی عمر بائیس سالہ تھی، اس میں افتائی خدمات کو منظم بنانے کی داغ بیل ڈالی گئی۔ گویا ضابطہ میں دارالعلوم نے افتائی خدمات کی ذمہ داری لی۔ لیکن اب بھی اس کی کوئی اداری صورت نہ تھی۔ ضمنی طور پر مختلف اساتذہ سے افتاء کا کام لیا جاتا رہا۔ فرق اتنا تھا کہ پہلے مستفتی ان علماء سے کام لیتے تھے۔ اب ادارہ کام لینے لگا۔ لیکن عمل میں انضباط یا اداری صورت اب بھی نہ تھی۔

اس طرح دارالافتاء کی صورت تو قائم ہو گئی۔ مگر اس کا کوئی ذمہ دار مفتی متعین طریق پر مقرر نہیں ہوا جس سے دارالافتاء میں ذمہ دارانہ صورت قائم ہوتی بلکہ یہ ادارہ بلا مدیر کے غیر ذمہ دارانہ انداز سے چلتا رہا۔

۱۳۱۰ھ میں اس شعبہ کو ایک مستقل شعبہ بنانے کا منصوبہ سامنے آیا، اور ارادہ کیا گیا کہ افتاء کے منصب کو کسی حاذق علوم مفتی کی ذمہ داری سے زینت دے کر اس شعبہ کو ذمہ دارانہ حیثیت دی جائے۔

منصب افتاء کی اہمیت وعظمت:

افتاء کا منصب علمی سلسلوں میں سب سے زیادہ مشکل دقیق اور اہم ترین سمجھا گیا ہے۔ فقہ کی لاکھوں متماثل جزئیات اور ان کے متعلقہ احکام میں تھوڑے تھوڑے فرق سے حکم کا تفاوت محسوس کرنا عمیق علم کو چاہتا ہے، جو ہر عالم بلکہ ہر مدرس کے بھی بس کی بات نہیں، جب تک فقہ سے کامل مناسبت، ذہن و ذکاوت میں خاص قسم کی صلاحیت اور قلب میں مادۂ تفقہ نہ ہو۔ اس لئے مدارس دینیہ میں افتاء کے لئے شخصیت کا انتخاب نہایت پیچیدہ مسئلہ سمجھا گیا ہے جو کافی غور و فکر اور سوچ و پکار کے بعد ہی حل ہوتا ہے اور پھر بھی تجربات کا محتاج رہتا ہے۔

دارالعلوم دیوبند جیسے علمی مرکز کے دارالافتاء کے لئے ایک ایسی شخصیت کی ضرورت تھی جس میں خود بھی مرکز بن جانے کی صلاحیتیں موجود ہوں، اور علم و تفقہ کی امتیازی استعداد کے ساتھ صلاح و تقویٰ اور برگزیدگی کی شانیں اس میں موجود ہوں۔

چنانچہ قیام دارالافتاء کے منصوبہ کے ساتھ یہاں کے اکابر کو پہلی فکر منصب افتاء اور خصوصیت سے دارالعلوم جیسے مقدس ادارہ کے دارالافتاء کے شایان شان مفتی کے انتخاب کی ہوئی جس کے مضبوط کاندھوں پر اس عظیم ترین منصب اور وزن دار ادارہ کا بار رکھا جائے۔

دارالعلوم کی جاذبیت اور مقبولیت کا کرشمہ ظاہر ہوا، اور ایک ایسی شخصیت کا انتخاب عمل میں آیا جو گویا ازل سے اس عہدہ ہی کے لئے پیدا کی گئی تھی۔ اور یہ انتہائی ذمہ داری اس ذات کے لئے اور وہ ذات اس ذمہ داری کے لئے منجانب اللہ موزوں اور منتخب کی جا چکی تھی۔

میں اس وقت عہدہ افتاء کی جس منتخب ہستی کا ذکر کرنا چاہتا ہوں وہ ذات گرامی حضرت مفتی اعظم ہند مولانا الحاج الشیخ عزیز الرحمن صاحب عثمانی دیوبندی نور اللہ مرقدہ کی ہے جو جماعت دیوبند میں مفتیان ہند کے استاد و مربی تھے، اور آپ کی تعلیم و تربیت اور آپ کے فتاویٰ کی روشنی میں کتنوں ہی کو مفتی بننے کی سعادت میسر آئی۔

حضرت ممدوح کا نام نامی اس سے بالاتر ہے کہ ہم جیسے اس کا تعارف کرانے بیٹھیں، جب کہ ہم اور ہمارے کام خود ہی ان ہستیوں کی نسبت اور نام سے متعارف ہیں تو ہم لوگوں کی کیا ہستی ہے کہ ہم ان کا تعارف کرانے کے مقام پر آنے کی جرات کریں۔ لیکن یہ سطوریں ان کا تعارف نہیں بلکہ صرف عقیدت مندانہ تذکرہ ہیں، جو اولاً اپنی قلبی محبت و تشکیں کے لئے قلم پر آ رہا ہے۔ نیز اللہ کے ایسے برگزیدہ بندوں کا تذکرہ ذکر و عبادت بھی ہے کہ۔

اذا ذکر و اذکر اللہ و اذا ذکر اللہ ذکرہوا۔

جب (ان پاک نہاد بندوں کا)، ذکر کیا جاتا ہے تو اللہ کا ذکر بھی ساتھ ہوتا ہے۔ اور جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان بندگان خاص کا ذکر بھی ساتھ ہوتا ہے۔

خاصان خدا خدا نباشند لیکن ز خدا جدا نباشند

اس لئے ان ہستیوں کا تذکرہ محض تاریخ نہیں۔ بلکہ طاعت و قربت اور تعلیم و عبرت بھی ہے۔

دوسرے اس لئے کہ جن فتاویٰ کا ذخیرہ اس زیر نظر مجموعہ میں پیش کیا جا رہا ہے وہ اس مقدس ہستی کے ہی علمی افکار کا ثمرہ ہے۔ اس لئے ضرورت تھی کہ فتاویٰ کے ساتھ صاحب فتاویٰ کا تذکرہ بھی سامنے لایا جائے تاکہ مفتی کی عظمت سامنے رہنے سے فتاویٰ کی عظمت دلوں میں جاگزیں ہو کہ قدر الشہادۃ قدر الشہود۔

حضرت مفتی اعظم ہند مولانا الحاج الشیخ عزیز الرحمن عثمانی دیوبندیؒ

حضرت ممدوح دیوبند کے عثمانی شیوخ کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلف اکبر ہیں جو دارالعلوم دیوبند کے اولین اساطین، مجلس شوریٰ دارالعلوم کے طبقہ اولیٰ کے اراکین، اور حضرت اقدس مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ بانی دارالعلوم دیوبند کے مخصوص مجلس نشین احباب میں سے تھے۔ نیز حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ مہتمم سادس دارالعلوم دیوبند کے حقیقی برادر کلاں اور حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے علاقائی بھائی ہوتے تھے۔ حضرت کاسن ولادت ۱۲۵۷ھ ہے اور تاریخی نام ظفر الدین ہے۔

حضرت مفتی اعظم قدس سرہ نے ۱۲۹۸ھ میں تمام علوم و فنون سے فراغت حاصل کر کے درس و تدریس کے سلسلہ سے میرٹھ میں قیام فرمایا۔ اور ایک عرصہ دراز تک تعلیمی مشاغل کے ساتھ آپ وہاں مقیم رہے، چونکہ آپ حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب دیوبندی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ مہتمم ثانی دارالعلوم دیوبند کے اجل خلفاء میں سے تھے۔ اس لئے میرٹھ کے تدریسی قیام کے دوران میں بیعت و ارشاد کا سلسلہ بھی جاری رہا، اور کتنے ہی سعید الارواح افراد آپ کے انفاں طیبہ سے مستفید ہو کر اپنی مراد کو پہنچے۔

۱۳۰۹ھ میں آپ کو میرٹھ سے دارالعلوم میں بلایا گیا۔ اور آپ نیابت اہتمام کے عہدہ پر فائز ہوئے مہتمم کی عدم موجودگی اور غیبت کے زمانہ میں آپ ہی اہتمام کے اختیارات استعمال فرماتے تھے۔

عہدہ افتاء کے لئے نام زدگی:

۱۳۱۰ھ میں حضرت قطب عالم مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ سرپرست ثانی دارالعلوم دیوبند کی تجویز سے دارالافتاء کے لئے باضابطہ عہدہ افتاء تجویز ہوا، اور حضرت اقدس نے اپنی فراست باطنی سے وہ تمام جوہر جو ایک ذمہ دار مفتی میں درکار ہیں حضرت مفتی اعظم میں دیکھ کر آپ کو عہدہ افتاء کے لئے نام زد فرمایا۔ اس لئے حضرت مفتی اعظم دارالعلوم کے مفتی ہی نہیں بلکہ یہاں کے عہدہ افتاء کا نقطہ اولیٰ بھی ہیں۔ جس کا آغاز ہی حضرت ممدوح کی ذات گرامی سے کیا گیا۔ اور آپ یہاں کے قصر افتاء کے لئے خشت اول ثابت ہوئے جس پر آگے کی تعمیر کھڑی ہوئی۔

افتاء میں مہارت:

شہدہ شدہ آپ کی افتائی مہارت اس حد تک پہنچی کہ بڑے سے بڑا مسئلہ اور معرکہ الاراء استفتاء کا جواب قلم برداشتہ اور بلا مراجمت کتب بے تکلف سفر و حضر میں تحریر فرمادیا کرتے تھے۔ بڑے بڑے اہم فتاویٰ جن کو مرتب کرنے میں اگر آج کے مفتی اور ماہر علماء مشغول ہوں تو مراجمت کتب کے بعد بھی شاید دنوں اور ہفتوں کی سوچ و چار کے بعد بھی فتویٰ کا وہ سہل عنوان اختیار نہ کر سکیں گے جو حضرت ممدوح قلم برداشتہ اس طرح بے تکلف لکھ جاتے تھے جیسے روزمرہ کی معمولی باتیں ڈائری میں لکھ دی جاتی ہیں۔ چالیس سال آپ نے دارالعلوم کے دارالافتاء کی خدمت جلیلہ انجام دیں اور اس دور میں سیکڑوں ہی ایسے اہم اور مشکل فتاویٰ بھی سپر قلم فرمائے جو نہ صرف فتوٰں بلکہ معرکہ الاراء مہمات میں محاکمہ کی حیثیت رکھتے تھے اور صرف چند لفظوں میں، کوئی مسئلہ جب عقدہ لا ینحل ہو جاتا تھا، اور علماء وقت آپ کی طرف رجوع فرماتے تو آپ کا جواب آپ کی خدا داد علمی بصیرت اور فقہ فی الدین کے سبب قاطع شکوک و شبہات ہوتا تھا۔ بلکہ عموماً ایسے مسائل میں آپ کا اسم گرامی سامنے آ جانا ہی علماء عصر کے لئے تسلی وطمینانیت کا باعث ہو جاتا تھا۔

سفر و حضر میں استفتاء کا بڑا ذخیرہ نہا تھا، اور عام حالات میں بلا مراجمت کتب بے محس حداقت و مہارت اور کمال استعداد سے بے تکلف فتویٰ ثبت فرماتے۔ اور نصوص فقہیہ اکثر و بیشتر حفظ و یادداشت سے تحریر فرمادیتے تھے جن میں فرق نہیں نکلتا تھا، حتیٰ کہ آخر میں خود ہی بہ نفس نفیس کتاب ناطق بن گئے تھے۔ افتائی حکم نہایت بجا تلاش و زوائد سے

پاک، وجیز مختصر اور جامع ہوتا تھا۔

فتاویٰ کی ترتیب:

جس کا شاہد عدل وہ ذخیرہ فتاویٰ ہے، جس کا ایک حصہ بہت پہلے مولانا محمد شفیع صاحب مفتی پاکستان نے ”عزیز الفتاویٰ“ کے نام سے شائع فرمایا تھا۔ مگر اس طرح کہ کچھ حصے مرتب تھے اور کچھ غیر مرتب، کچھ صحیح جس پیمانہ پر ہونی چاہیے تھی نہ ہو سکی تھی۔

اصل ذخیرہ دارالعلوم دیوبند کے دارالافتاء میں محفوظ ہے۔ اب اس ذخیرہ کو از سر نو دارالعلوم کے ایک پورے عملہ کے ذریعہ باضابطہ مرتب کرایا جا رہا ہے، جس کا پہلا حصہ یہ زیر نظر مجموعہ ہے، جو ہدیہ قارئین کیا جا رہا ہے۔ امید ہے کہ باقی ماندہ مجموعے بھی جلد ہی شائع ہوں گے۔ جو حضرت ممدوح کی باقیات صالحات ہیں، اور جریدہ عالم پر رہتی دنیا تک ثبت رہیں گے۔ لاکھوں افراد نے ان فتاویٰ پر چل کر اپنی عاقبت درست کی اور لاکھوں سعید الارواح ہوں گے جو اپنی عاقبت کو سنواریں گے اور یہ غیر منقطع صدقہ جاریہ چلتا رہے گا۔

بیعت و ارشاد:

حضرت ممدوح نہ صرف عالم اور مفتی ہی تھے بلکہ عارف باللہ اور صاحب باطن اکابر میں سے تھے۔ بیعت و ارشاد کا سلسلہ مستقلاً قائم تھا، اور ہزار ہا بندگان خدا اطراف ہندوستان میں آپ کی باطنی تلقین و تربیت سے فیض یاب ہو کر مراد کو پہنچے، اور یہ سلسلہ دور دور تک پھیلا۔ آپ حضرت اقدس مولانا شاہ رفیع الدین صاحب دیوبندی قدس سرہ مہتمم ثانی دارالعلوم دیوبند کے ارشد خلفاء میں سے تھے، اور سلسلہ نقشبندیہ کے نہایت ہی صاحب حال اور ممتاز مشائخ میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔

آپ کے فیوض و برکات باطنی کا سلسلہ دور دور تک پھیلا۔ میرٹھ میں حضرت ممدوح کے سلسلہ کا ایک بڑا حلقہ تھا۔ حضرت مولانا قاری محمد احق صاحب رحمۃ اللہ علیہ آپ کے خلفاء مجازین میں سے تھے۔ میں نے حضرت قاری صاحب کی بہت کافی اور بار بار زیارت کی ہے نہایت بے نفس بزرگ اور رفیع المقامات ہستی تھے ان کا کافی سلسلہ پھیلا۔ قاری صاحب ممدوح کے مجاز خلفاء میں سے اول نمبر کی شخصیت فاضل یگانہ حضرت مولانا بدر عالم صاحب میرٹھی مہاجر مدنی سلمہ کی ہے، جنہوں نے دارالعلوم میں حضرت الاستاذ مولانا انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے فن حدیث کی تکمیل کر کے ابتداء بطور معین المدرسین دارالعلوم دیوبند میں کار تدریس انجام دیا۔ پھر جامعہ اسلامیہ ڈابھیل میں حضرت شاہ صاحب کی معیت میں بطور استاذ حدیث درس جاری کیا اور ساتھ ہی حضرت شاہ صاحب کے حلقہ درس سے استفادہ کر کے حضرت ممدوح کے حدیثی علوم و فیوض بنام فیض الباری بطور شرح بخاری مدون کئے جو مصر میں طبع ہوئی اور آج علماء کے کتب خانوں کی زینت بنی ہوئی ہے۔ تقسیم ملک کے بعد مولانا ممدوح پاکستان تشریف لے گئے، اور جامعہ اشرفیہ ٹنڈوالہیار کے ناظم کی حیثیت سے کام کیا، اس کے بعد آپ نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ اور اب مستقلاً

وہیں دیار حبیب میں مقیم ہیں، لیکن ان تمام مقامات کے قیام کے دوران آپ کے اشغال باطنیہ کا سلسلہ قائم رہا۔ تربیت کی شان برابر کام کرتی رہی۔ آج بحمد اللہ مدینہ میں آپ کا ایک حلقہ ہے۔ اطراف سے آنے والے حاج آپ کی طرف رجوع کرتے ہیں، یہ وہی سلسلہ نقشبندیہ کا فیض ہے جو حضرت مفتی اعظم ہند کے سلسلہ سے پہنچا، اس لئے حضرت مفتی اعظم کا سلسلہ فیض ہندوستان اور پاکستان سے گذر کر آج حجاز میں بھی اپنا کام کر رہا ہے۔

حضرت مفتی صاحب اور چھوٹی مسجد:

نقش بندیت کے مشہور معمولات میں سے ختم خواجگان ہے جو حضرت مفتی صاحب کی مسجد میں (جو دیوبند میں چھوٹی مسجد کے نام سے مشہور ہے) پابندی کے ساتھ روزانہ صبح کی نماز کے بعد ہوتا تھا۔ آج بھی ہم لوگوں کے لئے مسرت کا مقام ہے کہ حضرت مفتی اعظم قدس سرہ کے چھوٹے صاحب زادے مولانا قاری جلیل الرحمن صاحب عثمانی مجدد دارالعلوم دیوبند اس سلسلہ کو پابندی کیساتھ قائم کئے ہوئے ہیں جس سے حضرت ممدوح کے دور کی یاد تازہ ہوتی رہتی ہے۔ حضرت اقدس کی اس مسجد میں اس احقر کا قیام لڑکپن میں بہت کافی رہا ہے۔ میرے اولین استاذ حضرت مولانا قاری عبدالوحید خاں صاحب الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ جن سے میں نے تجوید کے ساتھ حفظ قرآن کیا، اسی چھوٹی مسجد میں رہتے تھے، میں بھی خارج از اوقات مدرسہ قرآن شریف یاد کرنے کے لئے قاری صاحب مرحوم کے پاس اسی مسجد میں حاضر رہتا تھا اور اس طرح حضرت مفتی اعظم کی زیارت کا ہمہ وقت موقع میسر آتا رہتا تھا۔ متعدد اعمال شریعیہ کی ہیئت میں نے حضرت ممدوح کے عمل سے سیکھی، مثلاً وضو کرتے ہوئے انگلیوں میں خلال کرنے کی ہیئت جو مجھے نہیں آتی تھی میں نے حضرت ممدوح ہی کے عمل سے سیکھی۔

تواضع اور خدمت خلق:

علم و عمل کے ساتھ تواضع و کسر نفسی اپنے کو چھپانا اور مٹانا آپ کا خاص رنگ تھا، جو چھوٹی چھوٹی جزئیات تک میں نمایاں ہوتا تھا۔ روزانہ کا معمول تھا کہ بعد نماز عصر محلہ کے آس پاس کے گھروں کے دروازوں پر جا کر پوچھتے کہ بازار سے کسی کو کچھ سودا منگانا ہو تو بتلا دے گھروں سے آواز آتی مفتی جی مجھے چار پیسے کی مرچیں لا دوں، کہیں سے آواز آتی کہ تیل چاہئے۔ کسی گھر سے کہا جاتا کہ نمک درکار ہے۔

حضرت ممدوح سب کے پیسے لے لیتے، اور بازار جا کر ایک ایک کا فرمائشی سودا خریدتے کسی کا نمک کسی کی مرچ، کسی کا دھنیا، اور یہ سب سامان رومال کے الگ الگ کونوں میں باندھ کر خود ہی لاتے، یہ کبھی گوارا نہ فرماتے کہ اس بوجھ کو کوئی بٹوائے۔ خود ہی یہ سامان اپنے کندھوں پر لاد دتے۔ بعض اوقات بوجھ سے دوہرے ہو جاتے تھے۔ مگر کسی حالت میں گوارا نہ تھا کہ اسے دوسروں کے حوالے فرما کر کچھ ہلکے ہو جائیں۔ پھر خود ہی گھر گھر جا کر یہ اشیاء فرمائش کنندوں کے سپرد فرماتے۔ بے نفسی اور خدمت خلق کے مدعی ہزاروں نظر آئیں گے۔ لیکن عمل اور وہ بھی جزئیاتی عمل جس میں شواہد و ثبوت کا نشان نہ ہو، کوئی جو انہر ہو تو دکھلائے، لیکن خود ان کی پاک نفس میں اس کا تصور بھی نہ تھا کہ میں کوئی

خدمت کر رہا ہوں، یا یہ کوئی بڑا عمل ہے جو میرے ہاتھوں انجام پا رہا ہے۔ یا میں کس نفسی کا کوئی عظیم کارنامہ انجام دے رہا ہوں؟

برسات میں بار بار دیکھا گیا محلہ کے مکانوں کی چھت ٹپکی اور محلہ دار بنی بیوں نے کہلا بھیجا کہ ”مفتی جی ذرا ہماری چھت دیکھ لو، بہت ٹپک رہی ہے۔“ یہ سنتے ہی حضرت اقدس لنگی باندھ کر بارش میں نکل کھڑے ہوئے اور محلہ والوں کے مکانات کی چھتوں پر بارش میں مٹی ڈالنے کی خدمت انتہائی ذوق و شوق اور درمندی کے ساتھ انجام دینا شروع فرما دیتے۔

حضرت کی بے نفسی کا ایک واقعہ:

حضرت مفتی اعظم کے مکان سے ملے ہوئے مکان میں ایک بڑی بوڑھی مقیم تھیں۔ جنہیں سب ”اماں خوبی“ کہا کرتے تھے۔ عمر میں حضرت مدوح سے بہت بڑی تھیں، انہوں نے ایک دن کہا ”عزیز الرحمن مکان کی چھت بہت خراب ہو گئی ہے بارش میں پکا اتالاگ ہے کہ رات بھر ٹپکتے گذر گئی ہے، مٹی ڈالوانے کا کوئی بندوبست کرادو۔“ فرمایا کہ بہت اچھا۔ چنانچہ مٹی منگوائی اور ان کے گھر میں ڈھیر کرادی اس پر کہنے لگیں کہ عزیز الرحمن مٹی تو آگئی مزدور کوئی نہیں کہ اسے چھت پر ڈالو دوں۔ فرمایا ”اماں اس کا بھی بندوبست ہو جائے گا۔“ اس بارش میں لنگی باندھ کر خود چھت پر چڑھے اور خود ہی چھت پر مٹی ڈالنی شروع فرمائی۔ بارش میں بھیگتے ہوئے مٹی ڈالنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ بخار آ یا سخت تکلیف اٹھائی مگر اس بوڑھی اماں پر واضح نہ ہونے دیا کہ اس مٹی ڈالنے میں کون سے مزدور نے کام کیا۔ اور اس محنت سے اس پر کیا گزری؟

عظمت و للہیت:

کسی نمایاں مقام پر کسی اونچی خدمت کا انجام دے دینا آسان کام ہے کہ اس میں مدح خلاق اور نام آوری کے مواقع ممکن ہوتے ہیں لیکن یہ گناہ خدمات اور وہ بھی ایسے چھوٹے درجہ کی کہ بڑائی پسند کبھی اس خدمت کے آس پاس بھی نہیں پھٹک سکتا۔ بلکہ اسے اپنے وقار اور منصب کے خلاف سمجھتا ہے اور تحقیر کے ساتھ رد کر دینا ہی اپنی شان سمجھتا ہے۔ انجام دینا کوئی آسان کام نہیں، مگر حضرت اقدس اسے کیسی للہیت، کیسی شغف اور کیسی درمندی سے انجام دیتے تھے کہ اسے آنکھیں زیادہ محسوس نہیں کر سکتیں، دل محسوس کریں گے کہ اس کی کیا نوعیت تھی؟ یہ خدمت نہیں تھی مجاہدہ عظیم تھا جسے عظماء ہی انجام دے سکتے ہیں، ہر ایک کا حوصلہ نہیں ہے کہ ان خدمات کے قریب بھی آ سکے، اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ بزمانہ خلافت رعایا کے گھروں میں مشکیزہ اٹھا کر پانی تک بھر آتے تھے اور گناہم بوڑھیوں کے گھروں پر پہنچ کر ان کا کھانا تک پکا آتے تھے تو ان کے اس نقش قدم پر چلنا ہر ایک کا کام نہیں، یہ مفتی اعظم ہی جیسی بے نفس، ستیوں کا مقام تھا کہ خدمت خلق کے اس جذبہ سے سرفراز ہوں، اور انہیں کا حوصلہ اور نصیب تھا کہ وہ ان پاکیزہ اعمال کے لئے منتخب کئے گئے۔

جماعت دارالعلوم میں آپ کی انکساری اور کس نفسی کے یہ کارنامے سب کے نزدیک امتیازی شان رکھتے تھے،

یہ شان بے ربائی اور تواضع کی یہ بے مثال عملی صورتیں دائرۃ دارالعلوم میں آپ ہی کی ذات کے ساتھ مخصوص تھیں جن کو یہاں کے تمام اکابر عظمت و وقعت کی نگاہوں سے دیکھتے تھے، اور ان خدمات کو انہیں کا حصہ سمجھتے تھے۔

درس و تدریس:

ان عملی مجاہدات کے ساتھ عملی باریک بینیاں مستزاد تھیں۔ افتاء کے ساتھ درس کا شغل مستقل رہتا تھا۔ فقہ و حدیث اور تفسیر کے اونچے اسباق آپ کے یہاں ہوتے تھے بڑی بڑی باریک تحقیقات جو آپ کے ذہن رسا کی پیداوار ہوتی تھیں کبھی بھی اپنی طرف منسوب کر کے دعوے کے رنگ میں نہیں فرماتے تھے، بلکہ بطور احتمال کے ارشاد فرماتے اور تقریر کے ضمن میں کہتے کہ ”اس مسئلہ میں ایک صورت یہ بھی ہو سکتی ہے۔“ حالانکہ وہ ان کی تحقیق ہوتی تھی۔ مگر کبھی بھی یوں نہیں فرماتے تھے کہ اس مسئلہ میں میری رائے اور تحقیق یہ ہے، غور کیا جائے تو یہ مقام اس عملی خدمت اور عملی بے نفسی کے مقام سے بھی زیادہ بلند اور نازک تر ہے، جس تک پہنچنا ہر ایک کا حوصلہ نہیں۔ علمی ذائقہ خود اپنا ذہن پیش کرے اور اس ذہن کو کبھی بھی آگے نہ لایا جائے، بے نفسی اور فنا کا نہایت ہی اونچا مقام ہے اور یہ اسی کو میسر آ سکتا ہے جس نے نفسانیت کو کچل کر رکھ دیا ہو اور کس نفسی اور تواضع ان کے رگ و پے میں ساگئی ہو۔

دنیا آپ کی نظر میں:

میرے خسر مولوی محمود صاحب مرحوم رام پوری اپنے زمانہ طالب علمی میں چھوٹی مسجد میں حضرت مفتی اعظم قدس سرہ کے پاس ہی ایک حجرے میں رہتے تھے اور حضرت کی زندگی کے اکثر معمولات ان کی نگاہوں میں آتے رہتے تھے۔ فرماتے تھے کہ ”میں نے کبھی بھی حضرت مدوح کو پیر پھیلا کر لیٹے ہوئے یا سوتے ہوئے نہیں دیکھا ہمیشہ سکر کر اور گھٹنے پیٹ میں دے کر لیٹے اور سوتے تھے، پہلے تو میں اسے اتفاقات پر محمول کرتا رہا مگر جب مسلسل یہی طرز عمل دیکھا تو میں نے سمجھا کہ یہ اتفاقی بات نہیں بلکہ ارادی فعل ہے تو ایک دن میں نے عرض کیا کہ حضرت آپ پیر پھیلا کر کبھی نہیں سوتے، فرمایا کہ ”دنیا پیر پھیلا کر سونے کی جگہ نہیں ہے اس کا مقام قبر ہے جہاں آدمی پیر پھیلا کر سوتے گا۔“ سبحان اللہ یہ کلام اسی کی زبان سے ادا ہو سکتا ہے جسے ہر وقت آخرت متحضر اور عظمت خداوندی اس کے دل پر محیط اور چھائی ہوئی ہو۔ دوسرے لفظوں میں جو دنیا کی لذت و عیش کو دل سے نکال چکا ہو اور صرف اللہ کے سچے وعدوں پر شوق آخرت کو اپنی دل و دماغ کا تکیہ بنائے ہوئے ہو۔ ایک دودن ایسا کر لینا ممکن ہے۔ لیکن اس پر عمر گزارنا استقامت کی نادر ترین مثال ہے۔

فنائیت اور انکساری:

مجھے یہ سعادت حاصل ہے کہ میں نے جلالین شریف، مؤطا امام مالک، مؤطا امام محمد، اور طحاوی شریف حضرت اقدس سے پڑھی ہے۔ لفظ نہایت پھو کے پھو کے، گفتگو نہایت ہی دھیمی دھیمی، تقریر نہایت معصومانہ، لفظ، لفظ سے رحمت و شفقت برتی تھی کلمہ کلمہ سے بھولا پن، معصومیت اور سادگی نپیتی تھی، گویا ان کے دل میں کسی وقت بھی یہ تصور نہ تھا کہ میں

کوئی چیز ہوں یا یہ درس قرآن وحدیث میرا کوئی عظیم کارنامہ ہے جو مجھ سے انجام پا رہا ہے، یا یہ سیکڑوں شاگردوں اور مستفیدوں کا حلقہ میری کسی عظیم مقبولیت کی نشانی ہے؟ ان خیالات سے قلب خالی اور دماغ فارغ تھا۔ سوتے اور جاگتے میں جس ذات کو ہر وقت یہ تصور رہتا ہوا کہ دنیا نہ آرام کرنے کی جگہ ہے نہ پیر پھیلانے کی۔ اس کے قلب میں یہ خود پسندی یا خود بینی کے خیالات کیا سما سکتے تھے، بہر حال انہیں اس کا کبھی دھیان بھی نہیں آتا تھا کہ میں کوئی بڑی شخصیت ہوں، یا مجھ سے علم و عمل کی کوئی بڑی خدمت انجام پا رہی ہے بلکہ ہر وقت جس چیز کا دھیان رہتا تھا وہ یہ تھا کہ میں نہ کوئی چیز ہوں، نہ میری کوئی شخصیت ہے نہ مجھ سے کوئی خدمت بن پڑ رہی ہے، میں بھی منجملہ عام مسلمانوں کے ایک مسلمان ہوں۔ اور یہ تمام علمی و عملی خدمات میری کسی جوہر کا نتیجہ نہیں بلکہ صرف فضل خداوندی ہے جو کام کر رہا ہے اسے مجھ جیسے ہزاروں بندے مل سکتے ہیں، میں اسکے بندوں میں لاشے محض ہوں۔

اللہ اکبر سب کچھ کر کے یہ یقین رکھنا کہ کچھ نہیں ہوں بڑوں ہی کا کام ہے اور بڑا ہی مقام ہے۔ ملائکہ جیسی مقدس ہستیوں کا یہ مقام ہوگا کہ کمال معرفت کے باوجود قیامت کے دن پکارتے ہوں گے کہ ماعرفناک حق معرفتک۔

اے پروردگار ہم تجھے کماحقہ پہچان ہی نہ سکے کہ تیرا کوئی حق ادا کرتے۔ انبیاء علیہم السلام جیسی مقدس ذوات کا یہ مقام ہے کہ عمر کا ایک ایک لمحہ خالص و مخلصانہ عبادت میں بسر کر کے قیامت کے دن یہی کہتے ہوں گے کہ۔

ما عبد ناک حق عبادتک۔ اے مالک ہم تیری کوئی عبادت نہیں کر سکے کہ تیرا کوئی حق بندگی ادا ہو سکتا ہے۔ اور یا پھر ان برگزیدہ ہستیوں کے نائب اور وارثان نبوت حضرت مفتی اعظم جیسی ہستیوں کا مقام ہو سکتا ہے کہ سب کچھ کر کے دل میں کچھ کرنے کا دھیان تک نہ لائیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ فنایت و بے نفسی کی انتہا ایک ایسی ممتاز شان ہے جو ایسی ہی مقدسین کو نصیب ہو سکتی ہے۔

غم آخرت:

غم آخرت کا قلب پر تسلط یہ تھا کہ جلالین شریف کے درس میں ایک دن خود ہی یہ واقعہ ارشاد فرمایا کہ ”میں ایک شب سونے کے لئے لیٹا تو اچانک قلب میں یہ اشکال وارد ہوا کہ قرآن کریم نے تو یہ دعویٰ فرمایا ہے کہ۔

لیس للانسان الا ماسعی۔

انسان کے کام اسی کی سعی آئے گی۔

جس کا واضح نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ آخرت میں کسی کے لئے غیر کی سعی کا رآمد نہ ہوگی۔ اور حدیث نبوی میں ایصال ثواب کی ترغیب آئی ہے جس سے تخفیف عذاب، رفع عقاب اور ترقی درجات کی صورتیں ممکن بتلائی گئی ہیں۔ نیز شفاعت انبیاء و صلحاء، شفاعت حفاظ و شہداء سے رفع عذاب اور نجات اور ترقی درجات کا وعدہ دیا گیا ہے، جس سے صاف

نمایاں ہے کہ آخرت میں غیر کی سعی بھی کارآمد ہوگی۔ پس یہ آیت و روایت میں کھلا تعارض ہے۔ فرمایا کہ اس کا حل سوچتا رہا مگر ذہن میں نہ آیا۔ بالآخر سوچتے سوچتے یہ خوف قلب پر طاری ہوا کہ جب آیت و روایت میں یہ تعارض ذہن میں جاگزیں ہے اور حل ذہن میں نہیں ہے تو گویا اس آیت پر میرا ایمان سست اور مضحل ہے، اور اگر اس حالت میں موت آگئی تو یہ قرآن کی ایک آیت میں غلبان اور ریب کی سی کیفیت لے کر جاؤں گا۔ اور ایسی حالت کے ساتھ حق تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوں گا کہ قرآن کے ایک حصہ پر میرا ایمان سست اور مضحل ہوگا، تو میرا انجام کیا ہوگا اور کیا اس خاتمہ کو حسن خاتمہ کہا جاسکے گا؟

پیادہ پاراتوں رات گنگوہ:

اس دھیان کے آتے ہی فکر آخرت اس شدت سے دامن گیر ہوا کہ میں اسی وقت چار پائی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اور سیدھے گنگوہ کی راہ لی۔ مقصد یہ تھا کہ راتوں رات گنگوہ پہنچ کر حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ اشکال حل کروں کہ میرا ایمان صحیح ہو، اور حسن خاتمہ کی توقع بندھے،

حالانکہ آپ پیدل چلنے کے عادی نہ تھے اور وہ بھی گنگوہ جیسے لمبے سفر کے جو دیوبند سے بائیس کوس کے فاصلہ پر ہے، یعنی تقریباً تیس ۳۰ میل، اور وہ بھی رات کے وقت، لیکن جب کہ خوف آخرت نفس کا حال بن چکا تھا تو اس میں وساوس کی کہاں گنجائش تھی، اس جذبہ سے عزم پیدا ہوا اور اسی عزم صادق سے اتنا لمبا سفر کرنے کے لئے اندھیری رات میں پیدل ہی چل کھڑے ہوئے، صبح صادق سے پہلے گنگوہ پہنچے۔ حضرت گنگوہی قدس سرہ تہجد کے لئے وضو فرما رہے تھے کہ حضرت مفتی اعظم نے سلام کیا۔ فرمایا کون؟ عرض کیا کہ عزیز الرحمن۔ فرمایا تم اس وقت کہاں؟ عرض کیا کہ حضرت ایک علمی اشکال لے کر حاضر ہوا ہوں جس میں مبتلا ہوں۔ اور وہ یہ کہ ”قرآن تو نفع آخرت کو صرف اپنی ذاتی سعی میں منحصر بتلا رہا ہے۔ جس سے غیر کی سعی کے نافع ہونے کی نفی نکل رہی ہے، اور حدیث غیر کی سعی کو نافع اور مؤثر بتلا رہی ہے۔ جس میں نفع آخرت ذاتی سعی میں منحصر نہیں رہتا جو صراحتاً قرآن کا معارضہ ہے تو ذہن میں اس تعارض کا حل نہیں آتا۔“ حضرت نے وضو کرتے ہوئے برجستہ فرمایا کہ آیت میں سعی ایمانی مراد ہے جو آخرت میں غیر کے کارآمد نہیں ہو سکتی کہ ایمان تو کسی کا ہو اور نجات کسی کو ہو جائے اور حدیث میں سعی عملی مراد ہے جو ایک کی دوسرے کے کام آ سکتی ہے اس لئے کوئی تعارض نہیں۔“ فرمایا کہ ایک دم میری آنکھ سی کھل گئی جیسے کوئی پردہ آنکھ کے سامنے سے اٹھ گیا ہو اور علم کا ایک عظیم دروازہ کھل گیا۔

بہر حال علم کا جو دروازہ اس مفتی اعظم پر کھلا وہ تو ان ہی کی ذات جان سکتی تھی کہ اس دروازہ کے اندر کیا کیا نوادرات پنہاں ہیں۔ غور کرنے کے قابل یہ عظیم جذبہ ہے کہ ایک جزوی مسئلہ کے ایک علمی اشکال پر اس درجہ خوف آخرت کا قلب پر مسلط ہو جانا کہ چار پائی پر ایک لمحہ کے لئے قرار نہ رہے اور ۳۰ میل کے لمبے اور شوار گزار سفر کی شان لی جائے اور وہ سفر بھی راتوں رات ہی شروع کر دیا جائے، یہ عالم آخرت سے کس درجہ قلبی لگن اور دنیائے ادنیٰ اور اس کی راحت و لذت سے کس قدر بے تعلقی اور استغناء کی نادر مثال ہے جو اکابر سلف ہی کی تاریخوں میں مل سکتی ہے۔

بہر حال علم اور افتاء جیسے علمی مقام پر اتنا اونچا پہنچ کر بھی اپنے علم و منصب کی عظمت کا کوئی تصور ذہن میں نہ آنا تواضع اور کسر نفسی کا اتنا ہی مقام ہے، ان اونچے مقامات کے لئے اول تو آپ کی فطرت صالحہ ہی مستعد تھی جس کو حق تعالیٰ نے ان ہی احوال و مقامات کے لئے منتخب فرمایا لیا تھا۔ اوپر سے آپ کے مربی اعظم حضرت مولانا رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہمت نامی دارالعلوم دیوبند کی مخصوص توجہات نے اس پر اور چار چاند لگا دیئے تھے۔

فطری صلاحیتیں:

چنانچہ منشی سعید احمد صاحب حضرت اقدس کے علاقائی بھائی فرماتے تھے کہ بچپن ہی سے حلم، تحمل، بردباری آپ کے نفس کا جو ہر تھی اگر کسی چیز کو جی چاہا اور والدہ نے نہ دی تو رونایا چلانا نہیں یا چپ ہو کر رہ جاتے، یا اس شے سے محرومی پر بہت ہی دل کڑھتا تو کوٹھری میں اندر گھس کر کسی کونہ میں منہ چھپا کر سبک لیتے اور رو لیتے۔ لیکن چینا چلانا یا داویلا اور فریاد کرنا بچپن میں بھی کبھی نہیں دیکھا گیا جو قلب کے فطری طور پر صالح اور ضابطہ ہونے کی علامت ہے، گویا آپ کو بچپن ہی سے مقام رفیع کے لئے تیار کیا جا رہا تھا، اور آپ کی فطری صلاحیتیں خود ہی ان بلند مقامات کو مانگ رہی تھیں۔

چنانچہ حسب بیان محترم منشی سعید احمد صاحب عثمانی (برادر خود حضرت مفتی اعظم ہند) جب حضرت مفتی اعظم نے حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت کی اور ریاضت و سلوک کا راستہ اختیار فرمایا تو مزاج میں یکسوئی اور غنا عن الخلق بڑھتا گیا، بیوی بچوں کی طرف سے التفات ہٹ گیا، خلوت گزینی یکسوئی اور مخلوق سے انقطاع کی کیفیات کا غلبہ ہو گیا تو ان کے والد ماجد حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا رفیع الدین صاحب سے عرض کیا کہ جس راہ پر آپ نے عزیز الرحمن سلمہ کو ڈالا ہے اس کے اچھے اور مبارک ہونے میں تو کوئی کلام ہو ہی نہیں سکتا اور اسے چھڑایا بھی نہیں جاسکتا، صرف اتنا چاہتا ہوں کہ عزیز الرحمن بیوی بچوں کی طرف توجہ کرنے لگے۔ اس پر شیخ نے فرمایا کہ مولوی صاحب آپ کو اللہ نے اور بھی اولاد دی ہے اور آئندہ اور ہوگی بھی، انہیں آپ جس طرح اور جہاں چاہیں لگادیں۔ اس ایک کو صرف اللہ ہی کے لئے چھوڑ دیں۔ اس پر والد نے خاموشی اختیار فرمائی۔

توجہ الی اللہ اور اس کے اثرات:

اس حقیقت کا ظہور مستقبل میں ان مختلف رنگوں میں ہوا اور واقعات نے بتلایا کہ حقیقتاً ایک ذات جب اللہ ہی کے لئے مخصوص ہوگئی تھی تو اللہ بھی اس کے ساتھ ہو گیا، جس کے پاکیزہ آثار نمایاں ہوتے رہے اور ایک زندہ تاریخ بن گئی۔ اس توجہ الی اللہ اور توجہ حق کے اثرات کفار اور حکام تک بھی قبول کرنے لگے۔ حضرت مفتی اعظم کے داماد بابو عبداللطیف صاحب حال منیجر ریاست وقف کرنا ل نے اس دور میں سرکاری ملازمت کے لئے درخواست دی۔ اس عہدہ کے لئے امیدوار اور بھی کافی تعداد میں تھے، بابو صاحب نے حضرت مفتی صاحب سے عرض کیا کہ اس جگہ کے لئے میں بھی امیدوار ہوں، مگر اتنے امیدواروں کے ہوتے ہوئے نہ معلوم میں کامیاب ہو سکوں گا یا نہیں؟ دعا فرمادیں۔

اس زمانہ میں مظفرنگر کا یورپین کلکٹر مارش نامی تھا۔ اسی کے یہاں سب امیدواروں کو انٹرویووں کے لئے پیش ہونا تھا۔ حضرت مفتی صاحب نے فرمایا کہ مارش سے انٹرویو کے وقت یہ کہہ دینا کہ میں مفتی عزیز الرحمن کا داماد ہوں۔ بابو صاحب کو حیرانی ہوئی کہ بھلا کلکٹر اور وہ بھی انگریز اور انگریزوں کے بھی اس ابتدائی دور کا کلکٹر جو ضلع کا تنہا مالک ہوتا تھا۔ اس پر مدد رس دیوبند کے ایک مولوی کا اثر کیا ہو سکتا ہے کہ وہ اس کا نام سنتے ہی جھک جائے گا اور ملازمت دے دے گا۔ بابو صاحب نے اسے حضرت مفتی اعظم کی سادگی پر محمول کر کے اس بات کو کوئی اہمیت نہ دی۔ انٹرویو میں گئے، اور کلکٹر سے یہ جملہ نہ کہا، اور نا کامیاب ہو کر چلے آئے۔ اور حضرت مفتی صاحب سے عرض کیا کہ میں تو کامیاب نہیں ہوا۔ فرمایا کہ ”تم نے اس سے کہہ دیا تھا کہ میں مفتی عزیز الرحمن کا داماد ہوں؟“ کہا نہیں میں نے تو یہ نہیں کہا۔ فرمایا کہ ”اچھا اب جا کر کہہ دینا۔“ انہیں اور زیادہ حیرت ہوئی کہ اب تو انٹرویو کا بھی قصہ نہیں رہا۔ اب اس بے عمل سفارشی جملہ سے کیا ہوگا۔ تاہم مارش کلکٹر کے پاس گئے اور کہا کہ انٹرویو میں میں بھی تھا اور میں مفتی عزیز الرحمن کا داماد ہوں۔ اس پر مارش متاثر ہوا اور اس عہدہ پر انہیں کو مامور کر دیا۔

یہی وہ تعلق مع اللہ ہے جس سے ان اہل اللہ کو ملک القلوب کہا گیا ہے جن کی حکومت قلوب پر ہوتی ہے اور حکام و سلاطین بھی ان کے اثرات قبول کرتے ہیں، اور وہ بھی اس طرح کہ ان اللہ والوں کا نام لے دیا جانا مشکل معاملات کے لئے کافی حل ہوتا ہے۔

اسی انداز کا ایک اور واقعہ منشی سعید احمد صاحب نے بیان فرمایا کہ ”حضرت مفتی صاحب کسی سفر کے لئے تیار ہوئے۔ گاڑی آخر شب میں جاتی تھی، اس لئے نماز عشاء کے بعد ہی اسٹیشن تشریف لے گئے۔ اس وقت دیوبند کے اسٹیشن پر کوئی مسجد بنی ہوئی نہیں تھی۔ مسجد کے نام سے ایک چبوتہ تھا جس پر مسافر جا لیٹتے تھے۔ حضرت مفتی اعظم بھی اسی پر جا کر بیٹھ گئے ساتھ میں منشی سعید احمد صاحب موصوف اور بعض دوسرے اعزہ بھی تھے، باہم کچھ بات چیت بھی ہوتی رہی۔ پھر بعض نے نماز و تلاوت شروع کر دی۔ جس میں کچھ آوازیں ذرا اونچی ہو گئیں تو اسٹیشن ماسٹر جو ہندو تھا اور متعصب بھی جھلا کر اپنے گھر میں سے نکلا اور بڑبڑاتا ہوا آ کر ان حضرات کو کچھ سخت سست کہنے لگا کہ نہ سو تے ہیں نہ سونے دیتے ہیں، یہ کہاں کی نماز اور قرآن لگایا ہے کہ لوگوں کو پریشان کرنے چلے آئے، اور غصہ میں بھرا ہوا بولتا اور بکتا رہا۔ حضرت مفتی صاحب نے اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اتنا فرمایا۔ ”یہ اس لئے بول رہے ہیں کہ ہم نہیں بولتے۔“ خدا جانے اس جملہ میں کیا تاثیر تھی کہ وہ ٹھنڈا ہو کر اک دم ایسا گیا کہ نہ پھر بولا نہ لوٹا۔ اور ان سب حضرات نے اس چبوتہ پر رات باطمینان بسر کی۔

اللہ والے اس قوت غناء و یقین کی طاقت سے جب تصرفات کرتے ہیں تو یہ تو ایک دنیوی بات تھی جو ان کے یہاں کوئی اہمیت نہیں رکھتی، دنیا ہی میں رہتے ہوئے آخرت بھی سنو رتی چلی جاتی ہے۔

والد محترم کا آخری وقت اور آپ کی توجہ باطنی:

منشی سعید احمد صاحب مدوح ہی نے بیان فرمایا کہ ”جب مفتی صاحب کے والد ماجد مولانا فضل الرحمن

صاحب کے انتقال کا دن آپہنچا تو گیارہ، بارہ بجے کے قریب ان پر ایک غیر معمولی بے چینی اور اضطراب کی کیفیت طاری ہوئی۔ حد درجہ بے چین اور مضطرب تھے اور کسی کروٹ چین نہ تھا، یہ کسی کو تصور بھی نہ تھا کہ وقت آخرت قریب آ رہا ہے، تاہم اس اضطراب پر سارا گھر بے چین اور متاثر تھا۔

مولانا فضل الرحمن صاحب ساری اولاد میں حضرت مفتی کو بلا لفظ ”مولوی“ کے کبھی خطاب نہیں فرماتے تھے۔ اس بے چینی میں بھی ان سے (منشی سعید احمد صاحب سے) فرمایا کہ مولوی عزیز الرحمن کہاں ہیں۔ انہوں نے جواب دیا ابھی تو یہیں تھے، شاید کھانا کھانے چلے گئے ہیں فرمایا ”بلا لاؤ“ وہ کہتے ہیں کہ میں بلانے گھر پہنچا، اور والد کی بے چینی کا ذکر کیا، اور یہ کہ آپ کو ابھی بلایا ہے، حضرت مفتی صاحب کھانا کھانے بیٹھ چکے تھے، مگر بلاوے کا لفظ سنتے ہی اسی حالت میں اٹھ کھڑے ہوئے اور میرے ساتھ چلے آئے، والد نے دیکھ کر اب جو خطاب کیا تو لفظ ”مولوی“ سے نہیں بلکہ صرف عزیز الرحمن کہہ کر مخاطب بنایا اور فرمایا کہ عزیز الرحمن تو نے ابھی تک میرے لئے انگلی تک نہیں اٹھائی۔ (شاید یہ مطلب تھا کہ دعا نہیں کی) اس پر حضرت مفتی صاحب بے حد نادم و شرم سار سے ہو گئے، اور زبان سے کچھ عرض کرنے کے بجائے والد کی چار پائی سے مونڈھا ملا کر بیٹھ گئے اور سر پر رومال ڈال کر گردن جھکائی اور مراقب ہو گئے، چند منٹ کے بعد ہی دیکھنے میں آیا کہ والد کے چہرے پر جو بے چینی اور بدحواسی تھی وہ سکون وطمینانیت سے بدلنے لگی، اور آخر کار چہرے پر اس درجہ بشاشت آئی کہ آنکھیں آسمان کی طرف اٹھا کر بے اختیار ہنسنے لگے اور ہنستے ہوئے اپنے صاحبزادوں مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی اور مولانا مطلوب الرحمن صاحب کو خطاب کیا کہ شبیر ذرا دیکھو تو یہ اوپر کیا ہے اور مطلوب دیکھو تو سہی یہ کیا ہے؟ اور چہرہ حد درجہ منفرح اور بشاشت تھا، خوشی چہرہ سے ٹپکی پڑتی تھی، اور حضرت مفتی صاحب برابر مراقب اور ان کی طرف متوجہ تھے۔ اسی حالت بشاشت میں والد نے کلمہ طیبہ پڑھا اور چند منٹ کے بعد روح نقس غصہ سے پرواز کر گئی۔

اس واقعہ سے حضرت مدوح کے اس غیر معمولی تصرف اور توجہ کا پتہ چلتا ہے جو مخلوق کا بیڑا پار لگانے میں ان بزرگوں سے نمایاں ہوا ہے ان کے شیخ نے گویا آج ہی کے دن کے لئے کہا تھا کہ ایک کو اللہ کے لئے چھوڑ دو۔ یہ اسی کے آثار تھے جو ہویدا ہوئے اور ہوتے رہے۔ ان تصرفات میں یہ کس قدر عجیب و غریب تصرف تھا جو بیٹے نے اپنے شفیق باپ کے لئے دکھلایا جس کے تحت حق تعالیٰ نے نہ صرف ان کے والد کے کرب و بے چینی ہی کو سکون و بشاشت سے بدل دیا بلکہ حسن خاتمہ اور مقبولیت کے آثار بھی نمایاں کر کے دکھلا دیئے۔ رحمہم اللہ رحمۃً واسعۃً۔

آثار نسبت باطنی:

ان رفیع احوال کے ساتھ نظم شریعت کے ادب و تحفظ کا یہ عالم تھا کہ حسب بیان دفتری نور الحق صاحب ایک عجیب و غریب صورت یہ پیش آئی کہ حضرت مولانا رفیع الدین صاحب رحمہم اللہ کے والد ماجد کی قبر میں سے ہر جمعرات کو قرآن شریف کی تلاوت کی آواز سنائی دینے لگی، جس کا لوگوں میں چرچا شروع ہوا۔ اور نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ اس قبر کے ارد گرد جمع ہونے لگے۔ اور جگہ جگہ شروع ہو گیا، ہر وقت لوگ گھرے رہتے۔ اس کا قدرتی ثمرہ یہی ہو سکتا تھا کہ توجہ الی الخلق بڑھ جاتی اور توجہ الی اللہ گھٹ جاتی اور وہ تو کل جو بصورت عبادت ہمہ وقت حق تعالیٰ کے سامنے نمایاں ہوتا قبر کے

ساتھ لگ کر منقسم ہو جانا، جیسا کہ اس قسم کی غیر معمولی صورتوں سے اس قسم کے نتائج برآمد ہوتے رہے ہیں اور بہت سی بدعات کا ظہور بھی ہوتا رہا ہے۔

حضرت مفتی صاحبؒ نے اسے محسوس فرمایا، اور ایک دن اس قبر پر تشریف لے گئے۔ مقررہ وقت پر وہ تلاوت کی آواز سنائی دی تو اسی وقت حضرت ممدوحؒ نے فرمایا ”کیوں لوگوں کو فتنہ میں مبتلا کر رکھا ہے۔“ اس جملہ کا زبان سے نکلنا تھا کہ وہ آواز بند ہو گئی، اور پھر کبھی سنائی نہیں دی۔ کیا ٹھکانا ہے اس تصرف کا جو زندوں سے گذر کر برزخ تک پہنچا ہوا ہو اور قبر والوں پر بھی مؤثر ہوتا ہو۔ گویا قبر والے برزخ میں بھی ان مریدان دین کے وعظ و پند اور تنبیہ کے شائق اور ان پر عمل درآمد کرنے کے لئے مستعد رہتے ہیں۔ سبحان اللہ ایسے ارباب تصرف کی توجہ تام بھلا دنیا والوں پر تو کیوں مؤثر نہ ہوگی، جب کہ ناسوتی زندگی میں دنیا ان کا وطن بھی ہوتی ہے اور ان سے جسمانی قرب و اتصال بھی رہتا ہے، اسی لئے دنیا میں ان کا فیضان و دوست اور دشمن سب کے لئے یکساں ہوتا ہے، جس کی برکات سے اپنا اور پر اپنا کوئی بھی محروم نہیں رہ سکتا۔ نسبت باطنی کے یہ روشن آثار اور تصرفات کبھی زبان کے راستے سے نمایاں ہوتے ہیں جیسے وعظ و پند کے الفاظ کی راہ سے قلوب میں اثرات پہنچ جاتے ہیں اور کبھی ہمت باطنی اور توجہ تام کے راستہ سے یہ آثار فیض ظاہر ہوتے ہیں، کبھی نگاہ سے اور کبھی اور کسی ہیئت کذائی سے۔ غرض جیسا موقع ہوتا ہے اسی کے مناسب حال یہ حضرات تصرفات کی صورت اختیار فرماتے ہیں اور نتائج مطلوبہ نمایاں ہو جاتے ہیں۔

دل جوئی و دل داری:

مجھے یاد ہے کہ ۱۳۴۲ھ میں میں جب پہلے حج سے واپس ہوا تو دارالعلوم کے طلبہ اسٹیشن پر لینے آئے، اس میں اکابر بھی شامل تھے۔ جمعیۃ الطلبة نے کچھ خوبصورت جھنڈیاں بنا کر ان سے استقبال کیا۔ چونکہ اب تک اپنے بڑوں کے خیر مقدموں اور بالخصوص عبادۃ حج سے واپسی کے وقت یہ رسمی صورت نظر سے نہیں گذری تھی اس لئے طلبہ کی محبت کے باوجود یہ روشن اس وقت کے ماحول میں دل پر شاق گذری اور بھاری محسوس ہوئی۔ دل میں آ رہا تھا کہ ان رسمیات سے انہیں روکوں، میری اس کیفیت کو حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے (جو اپنی بزرگانہ شفقت سے خود بھی اسٹیشن پر تشریف لائے تھے) اپنی فراست باطنی سے محسوس فرمالیا اور انہیں یہ خیال گذرا کہ ایسا نہ ہو کہ یہ (احقر) اس ناگواری کا اظہار اس موقع پر کر جائے اور اس کا اثر طلبہ اور ان کے حوصلوں پر بھی برا پڑے اور ساتھ ہی یہ برا اثر لوٹ کر خود اس پر (احقر) پر بھی پڑے۔ میں حضرت ممدوحؒ کی اس بزرگانہ شفقت و خیر خواہی اور ساتھ ہی دانائی کی کیفیت کچھ عرض نہیں کر سکتا کہ کس خوبی اور خوبصورتی سے حضرت نے مجھے اس ناگواری صورت سے بچالیا۔ طلبہ سے تو یہ فرمایا کہ ”تم مسجد میں چلو ہم وہیں آتے ہیں، وہ تو ادھر گئے اور ادھر حضرت مفتی صاحبؒ نے میرے پاس پہنچ کر اور میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ ”بھائی یہ محبت سے آئے ہیں دو چار کلمات شکریہ کے ان کے سامنے کہہ دینا، ان کا دل بڑھ جائے گا۔ اس وقت مجھے اپنی غلطی پر تنبیہ ہوا، چنانچہ مسجد پہنچ کر حضرت ممدوحؒ کی موجودگی میں، باوجود یہ کہ بولنے کی ہمت نہ ہوتی تھی۔ مگر میں نے تعیلاً لار شاہ طلبہ کے سامنے تشکر کے جملے کہے۔ جس پر طلبہ بھی خوش ہو گئے اور جس برے اثر کے پڑنے کا مجھ پر

حضرت کو احتمال تھا میں بھی اس سے بچ گیا اس بچاؤ اور سلجھاؤ پر جو حضرت ممدوح کو خوشی ہوئی جو محسوس ہو رہی تھی وہ بھی بیان سے باہر ہے، انہیں خوشی اس کی تھی کہ ان سب چھوٹوں کی بات بن گئی اور کسی کے لئے بھی ناگواری کی صورت پیش نہیں آئی۔

اللہ اکبر اپنے چھوٹوں کی دلداری ان کے تحفظ کی رعایت اور ان کی بات رکھنے کا خیال ان اکابر کا ایک طبعی حال تھا، جس میں حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نمایاں اور ممتاز تھے۔

حضرت ممدوح کی مربیانہ شان صرف اپنے چھوٹوں اور متوسلین و مسترشدین ہی تک محدود نہ تھی بلکہ اپنے ہم عصروں اور پیر بھائیوں پر بھی اس کے اثرات نمایاں ہوتے تھے۔ مولانا محمد ابراہیم صاحب کراچی، حضرت مفتی اعظم کے پیر بھائی تھے جو حضرت مولانا رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت اور ان کے خلفاء مجازین میں سے تھے صاحب تصرف بزرگ تھے۔ دیوبند شریف لاتے اور حضرت مفتی اعظم کے پاس قیام کرتے تھے ایک مرتبہ دیوبند آئے، دارالعلوم کے قریب ایک دودھ والے کی دوکان تھی جس سے ان ممدوح کا کچھ معاملہ ہوا۔ اس سلسلہ میں دوکاندار نے ایک دن بد معاملگی کے ساتھ مولانا سے کچھ بدکلامی کی اور ناموزوں کلمات کہے، جس پر مولانا کو غصہ آ گیا صاحب تصرف تھے، اس کی دوکان پر تیز نگاہ ڈالی تو اس کی دوکان کے سنار اسامان الٹ پلٹ ہو گیا، کچھ برتن گر گئے کچھ ٹوٹ گئے، اور ساری دوکان الٹ پلٹ ہو کر رہ گئی۔ جس سے دوکاندار تو ہیبت زدہ ہو کر دم بخود رہ گئے، اور مولانا دوکان کو درہم برہم کر کے قیام گاہ پر چلے آئے۔ حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سنا تو مولانا محمد ابراہیم کا یہ طرز عمل سخت گراں گذرا۔ اور فرمایا کہ مولانا آپ یہاں کیوں آئے ہیں میرے پاس کیا رکھا ہے ایک طالب علم آدمی ہوں، پڑھنے پڑھانے کا شغل ہے، اور آپ ماشاء اللہ خود صاحب تصرف ہیں پھر آپ کو کہیں آنے جانے کی کیا ضرورت ہے، اور ہم جیسوں کے پاس ٹھہرنے کی آخر حاجت ہی کیا ہے آپ کے پاس سب کچھ موجود ہے یہ باتیں ناگواری کے لہجہ میں فرمائیں گویا فہمائش کی، اور بتلایا کہ اہل اللہ کو تصرف کی طاقت اس لئے نہیں دی جاتی کہ وہ مخلوق خدا سے انتقامی کارروائیاں عمل میں لائیں اور اپنے جذبات سے ان کی تخریب کرتے پھریں، اور اپنے تصرفات کی طاقت دکھاتے پھریں اس پر مولانا ممدوح نادم ہوئے توبہ کی اور یہاں سے جا کر اس دوکاندار سے بھی معافی مانگی حضرت ممدوح کی وفات کی شب میں حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب اور دوسرے بزرگوں کی معیت میں میں بھی حضرت ممدوح کے پاس حاضر ہوا۔ وقت اخیر تھا، مگر حواس بالکل قائم تھے، مجھے دیکھ کر آنکھوں میں آنسو بھرا لے اور شفقت سے ہاتھ سر پر رکھ کر پیار کیا اور کچھ دعائیہ کلمات بھی فرمائے جو میں سن اور سمجھ نہیں سکا۔

مولانا اشتیاق احمد صاحب استاذ کتابت دارالعلوم سے میں نے یہ واقعہ سنا کہ ”مولانا طفیل احمد صاحب نے (جو سلسلہ نقشبندیہ کے بزرگوں اور دارالعلوم دیوبند کے فضلاء میں سے ہیں اور آج کل کراچی میں افادہ و افاضہ میں نمایاں کام کر رہے ہیں) فرمایا کہ میں نے حضرت مفتی اعظم قدس سرہ کی وفات کے بعد انہیں خواب میں دیکھا کہ حضرت ممدوح ایک نہایت ہی پر فضا مقام پر ہیں۔ اور نہایت بشاش، اور بہترین حالات و مقامات میں ہیں۔ حسب عادت اخلاق و شفقت سے ملے اور تھوڑی دیر کے بعد اٹھے، فرمایا کہ ”یہ وقت حاضری دربار کا ہے، اس وقت ہم کو دیدار

کرایا جاتا ہے، اس وقت مجھ کو وہاں جانا ہے۔“ اور یہ کہہ کر تشریف لے گئے۔

تصرفات باطنی کے چند واقعات :-

آپ کے تصرفات بعض اوقات نہایت کھلے کھلے ہوتے تھے جسے صاحب معاملہ واضح طریقہ پر محسوس کر لیتا تھا۔ منشی سعید احمد صاحب کا بیان ہے کہ ”گھر والوں میں سے کوئی بھی کسی قسم کی بے چینی میں مبتلا ہو جاتا، یا کوئی بھی حادثہ پیش آ جاتا اور مبتلا ہو کر اہل خانہ پریشان ہو جاتے، مگر جب بھی حضرت مفتی صاحب کے پاس جا کر اپنی سراسیمگی پیش کی جاتی اور ضیق قلب کا اظہار کیا جاتا تو چند ہی جملوں سے اس درجہ اس کا ازالہ فرما دیتے تھے کہ لوگ جاتے تھے بے چینی لے کر اور واپس ہوتے تھے طمانینت و ایشانت لے کر۔“

مولانا اشتیاق احمد صاحب ممدوح کا بیان ہے کہ میں ایک باطنی حالت میں مبتلا ہوا، اور اگر وہ چند دن رہ جاتی تو میں سخت نقصان اور خسران میں مبتلا ہو جاتا میں اسی حالت میں حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوا، اور اپنی حالت پیش کی۔ فرمایا کہ ”یہ اسم پڑھ لیا کرو“ میں نے عرض کیا کہ حضرت دعاء فرمادیں۔ فرمایا ”دعاؤ کروں ہی گا تم یہ پڑھ لیا کرو۔“

مولانا اشتیاق احمد صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے وہ اسم پڑھا، اور میری حالت رو بسکون ہو گئی اور وہ تمام کیفیات جو پریشان کن تھیں یکسر زائل ہو گئیں۔

مولانا ظہور احمد صاحب مدرس دارالعلوم کا بیان ہے کہ حضرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے کھلے کھلے تصرفات سے اپنے علاقائی بھائی مولانا مطلوب الرحمن صاحب عثمانی کی بہت زیادہ دہنگیری فرمائی، اور متعدد مہلکوں سے انہیں اپنے تصرفات سے سنبھالا اور بچایا۔ دیوبند میں ایک زمانہ میں ایک فتنہ جسے شعبہ کہنا چاہئے احیاء موتی کا پیش آیا۔ بعض متصوفین نے مردہ پرندوں کو بظاہر زندہ کرنے کی نمائش کی، جس میں مولوی صاحب ممدوح بھی مبتلا ہو گئے۔ حضرت مفتی صاحب کو معلوم ہوا تو اس صنعت گری کا پردہ چاک فرمایا۔ اور مولوی صاحب موصوف کو اس مہلکے سے بچایا۔ جس سے ان کی حالت سنبھل گئی۔

بہر حال اس قسم کے تصرفات کبھی کسی دنیوی معاملہ میں ظاہر ہوتے، کبھی الجھے ہوئے مقامات سے نکال لے جانے کے سلسلہ میں صادر ہوتے، اور کبھی مدارج باطنی طے کرانے کے باب میں ظہور پذیر ہوتے اور بکثرت پیش آتے تھے دارالعلوم کے مختلف اطراف کے طلبہ اور کارکنوں میں بکثرت لوگ حضرت ممدوح کے سلسلہ بیعت میں شامل ہو کر صفا، قلب کی دولت کھاتے تھے۔ اور اس طرح آپ کا سلسلہ اطراف ہندوستان میں پھیلا۔

غرض علم و عمل اور حال و مقال میں حضرت ممدوح کی ہستی، اکابر دارالعلوم میں ایک مایہ ناز ہستی تھی۔ اگر ان اکابر کی زندگی میں یہ خیال رہتا کہ یہ ہستیاں ایک دن ہم سے چھین لی جانے والی ہیں اور اس خیال سے ان کے حالات قلم بند کرنے کی طرف دھیان دیا جاتا تو ان بزرگوں کے قدم قدم پر استقامت و کرامت کی اتنی وارداتیں تھیں کہ ہم لوگ ان سے صفحے کے صفحے رنگ لیتے، اور ایسے نادرہ روزگار واقعات ہزاروں قلمبند کر لیتے لیکن ان حضرات کی موجودگی میں کبھی یہ

تصور ہی نہیں آتا تھا کہ ایک دن یہ نہیں ہوں گے اور ہم اس وقت کف افسوس ملتے رہ جائیں گے کہ ہم نے ان کے علمی اور عملی اسوؤں کو کیوں نہ قلم بند کر لیا کہ ان کا نقش قدم قدم پر ساتھ دیتا۔

یہ چند واقعات جو قلم اٹھا کر بے ساختگی سے لکھ دیئے گئے ہیں نہ سوانح ہیں نہ تاریخ، صرف ایک تذکرہ کی حیثیت رکھتے ہیں جو دلوں کی تسلی کے طور پر سپرد قلم کر دیئے گئے ہیں۔ خدا کرے کہ کوئی باخبر اور باہمت ان پر اضافہ کر کے اس شیریں ذکر کو اور زرا طویل کر دے کہ ذکر محبوبان الہی خود محبوب اور شکر فشاں ہوتا ہے۔

وفات :-

حضرت مددِ وحی فی ۱۷ جمادی الثانی ۱۳۴۷ھ مطابق یکم دسمبر ۱۹۲۸ء کی شب کے دو بجے داعی اجل کو لبیک کہا، اور اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔ ۱۰ بجے دن میں احاطہ مونسری دارالعلوم میں آپ کی نماز جنازہ حضرت مولانا سید اصغر حسینؒ نے پڑھائی، اور ۱۱ بجے آپ دارالعلوم کے قبرستان میں سپرد خاک کئے گئے۔ طاب اللہ ثراہ وجعل الجنة مثواہ۔ بہر حال آپ کی ذات جامع اوصاف اور جامع علوم تھی، علم میں مزید وسعت و حداقت اور گہرائی، افتاء کی ساتھ دارالعلوم دیوبند کی طویل تعلیمی خدمت نے پیدا کر دی تھی، ذہانت و ذکاوت آپ کا خاندانی ورثہ تھی۔ اس لئے فقہات اور تفقہ فی الدین میں آپ کا سر بلند ہونا تعجب خیز نہ تھا اخلاق کی بلندی حضرت اقدس مولانا شاہ رفیع الدین صاحب دیوبندی قدس سرہ مہتمم ثانی دارالعلوم دیوبند کی صحبت و مجلس نشینی اور استفادہ کا ثمرہ تھی۔ اور اس طرح آپ علم و عمل۔ اخلاق و ملکات، معرفت و بصیرت، اور فقہات و درایت کی بے مثل شخصیتوں میں سے ایک بلند پایہ شخصیت تھے۔ جن سے دارالعلوم دیوبند کے دارالافتاء کو زینت بخشی گئی۔

حضرت والا کے فتاویٰ کی تعداد :-

افسوس ہے کہ آپ کے لکھے ہوئے تمام فتاویٰ کا مکمل ریکارڈ ہمیں دستیاب نہیں ہو سکا۔ جس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ دارالافتاء کی ابتدائی دور میں ریکارڈ اور ذخیرہ رکھنے کا کوئی خاص دستور نہ تھا۔ چنانچہ ۱۳۱۰ھ سے ۲۱ ذیقعدہ ۱۳۲۹ھ تک بیس سال کا کوئی ریکارڈ دفتر افتاء میں موجود نہ ہونا اس کی واضح دلیل ہے۔ اس کے بعد نقل فتاویٰ کی طرف توجہ ضرور ہوئی۔ مگر ریکارڈ اور دفتری طور پر ذخیرہ کے تحفظ کی طرف پھر بھی خاص توجہ نہیں پائی جاتی۔ چنانچہ ۱۳۳۰ھ سے ۱۳۴۶ء تک کی درمیانی مدت میں بعض سال کے رجسٹر نقول فتاویٰ دستیاب نہیں ہوتے۔ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ عالم وجود ہی میں نہیں آئے یا محفوظ نہیں رہے، اور ایسا کیوں ہوا؟ البتہ ان بعض سنین کے علاوہ ۳۰ سے ۳۶ تک حضرت مفتی اعظم کے تحریر فرمودہ فتاویٰ کا جو مکمل ریکارڈ دفتر افتاء میں محفوظ ہے اس میں ۵۶۱ سے ۳۷ کی تعداد۔ (۱) میں فتاویٰ تفصیل ذیل مرقوم ہیں۔

(۱) یہ تعداد مستفتی حضرات کے اعتبار سے ہے یعنی اتنے لفافے اور کارڈ موصول ہوئے، باقی کوئی لفافہ یا کارڈ ایسا نہیں ہوتا جس میں متعدد سوالات نہ ہوتے ہوں الا ماشاء اللہ۔ اگر اوسطاً ہر لفافہ میں تین سوالات بھی مان لئے جائیں تو یہ تعداد ایک لاکھ بارہ ہزار چھ سو تریس ہو جاتی ہے۔ (مرتب)

تفصیل فتاویٰ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند

از ۲۲۔ ذیقعدہ ۱۳۲۹ھ تا ۸۔ رجب ۱۳۳۶ھ سال ۸۵۰ھ

سنہ	تعداد فتاویٰ	سنہ	تعداد فتاویٰ	سنہ	تعداد فتاویٰ
از ۲۲ ذیقعدہ ۱۳۲۹ھ تا آخر	۳۰۲	۱۳۳۶ھ	۲۱۲۶	۱۳۳۲ھ	۳۲۰۱
۱۳۳۰ھ	۱۷۱۹	۱۳۳۷ھ	۲۸۶۳	۱۳۳۳ھ تا ۱۳۳۴ھ ذیقعدہ	۲۸۸۶
از ۱۳ رجب تا ختم ۱۳۳۲ھ	۸۴۵	۱۳۳۸ھ	۲۳۲۸	از ۲ صفر ۱۳۳۳ھ تا آخر سال	۱۰۷۰
۱۳۳۳ھ	۲۰۶۷	۱۳۳۹ھ	۲۹۹۸	۱۳۳۵ھ	۳۶۳۶
۱۳۳۴ھ	۱۹۴۳	۱۳۴۰ھ	۲۹۵۰	۱۳۳۶ھ ۸ رجب تک	۱۷۲۱
۱۳۳۵ھ	۱۹۹۴	۱۳۴۱ھ	۲۸۹۲	میزان	۳۷۵۶۱

حضرت مرحوم کے یہ صرف پندرہ سالہ فتاویٰ کی تعداد ہے جو بذیل ریکارڈ محفوظ ہے، انیسویں ہے کہ ۲۲ سالہ خدمت کا ذخیرہ سطح کاغذ پر نہیں ملتا۔ اگر اسی تناسب سے جو نقشہ بالا سے واضح ہے چالیس سال کا ایک سرسری اندازہ لگایا جائے تو کم و بیش ایک لاکھ اٹھارہ ہزار فتاویٰ ہونے چاہئیں جو حضرت کے قلم مبارک سے صفحہ قرطاس پر مرتب ہوئے ہیں۔ اور ایک جلیل القدر مفتی کے فضائل و مناقب کے لئے یہ کہہ دینا کافی فضیلت اور ممتاز منقبت ہے کہ انہوں نے ایک لاکھ اٹھارہ ہزار مقبول فتاویٰ سے عالم اسلامی کے ایمان و اسلام کے تحفظ کی خدمت کی جن میں سینکڑوں فتاویٰ حاکم اور فیصلے کی حیثیت بھی رکھتے ہیں۔

ترتیب فتاویٰ:-

فتاویٰ کا یہ بے نظیر مجموعہ اور مسائل فقہیہ کا یہ بے مثال ذخیرہ بطون و اوراق میں محبوس اور عام نگاہوں سے اوجھل تھا۔ ان فتاویٰ سے صرف مستفتیوں ہی نے اپنے اپنے وقت میں فائدہ اٹھایا دوسرے طالبوں کی ان تک رسائی کی کوئی صورت نہ تھی اور اس طرح پر نفع محدود اور خاص ہو کر رہ گیا تھا۔ جذبات کے درجہ میں کئی بار تڑپ پیدا ہوئی کہ اس انمول ذخیرے اور دارالعلوم کی اس باقیات صالحات کو عام نگاہوں کے سامنے لایا جائے، لیکن اسباب مساعد نہ ہوئے۔ بالآخر ۱۳۶۶ھ میں لکھنؤ کے ایک سفر کے دوران میں حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی مدیر ”الفرقان“، لکھنؤ و ممبر مجلس شوریٰ دارالعلوم کی اتفاقی معیت ریل میں ہو گئی اور مدوح نے حسن اتفاق سے اسی تڑپ کا اظہار فرمایا جو احقر کے دل میں پہلے سے موج زن تھی۔ دورانیں مجتمع ہونے سے قدرتی طور پر اصل رائے اور جذبے میں قوت پیدا ہو گئی۔ احقر نے اسی تفصیل سے یہ رائے بطور استشارہ اس دور کے شیخ الافاء حضرت مولانا محمد اعجاز علی صاحب مرحوم کے سامنے رکھی۔ آپ نے نہ

صرف اس رائے سے اتفاق ہی فرمایا بلکہ اسے ایک الہامی تجویز بتلا کر میری کافی حوصلہ افزائی فرمائی جس سے قوت رائے کے ساتھ اس بارہ میں عزم عمل بھی پیدا ہو گیا اور احقر نے ایک باضابطہ تجویز دارالافتاء میں بھیج کر ترتیب فتاویٰ کا کام شروع کرادیا۔

الحمد للہ کہ تھوری ہی مدت کے بعد ترتیب فتاویٰ کا ایک معتد بہ ذخیرہ بطور نمونہ احقر کے سامنے لے آیا گیا۔ عمل کا ایک نمونہ سامنے آ جانے پر احقر نے اس خیال کو مجلس شوریٰ دارالعلوم کے سامنے رکھا، مجلس نے کافی حوصلہ افزائی کے ساتھ طے کیا کہ اس ذخیرہ فتاویٰ کی مزید ترتیب اور تفصیل کے لئے ایک مستقل شعبہ ترتیب فتاویٰ قائم کیا جائے اور ایک مستقل مرتب فتاویٰ کی منظوری دی۔ اس دور میں کئی مرتب فتاویٰ کیے بعد دیگرے رکھے جاتے رہے اور کام جاری رہا۔ بالآخر اس سلسلہ کی انتہا جناب مولانا محمد ظفر الدین صاحب زید مجدہ پر ہوئی اور انہوں نے غیر معمولی جانفشانی اور تندہی سے لگ کر ترتیب فتاویٰ کا کام حسن اسلوب سے انجام دینا شروع کیا جو آج اپنی مرتب صورت میں ناظرین کے سامنے موجود ہے اور ہم اس کی طباعت و اشاعت کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ اور انشاء اللہ باقسط و حصص (متعدد جلدوں میں) یہ نورانی ذخیرہ ناظرین کی خدمت میں پیش کرتے رہیں گے۔

سلسلہ ترتیب میں مرتبوں کو کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا جن میں ناقولوں کی غلط نویسی سب سے بڑی مشکل اور سخت ترین مصیبت ہے جس کا حل کافی محنت طلب ہوتا ہے۔ مگر چونکہ مرتبین خود علماء و فضلاء ہیں اور ایک علمی جماعت کی نگرانی میں ترتیب کا کام انجام دیا جا رہا ہے۔ اس لئے امید ہے کہ ان تمام مشکلات پر انشاء اللہ عبور حاصل کر لیا جائے گا۔ کام اپنے راستہ پر آ کر بعون الہی چل پڑا ہے جس نے اپنا راستہ خود نکال لیا ہے۔ امید ہے کہ بہت جلد فتاویٰ کا یہ پورا ذخیرہ منصوبہ شہود پر آ جائے گا۔ اور جس طرح فتاویٰ عالمگیری نے قدیم ہندوستان کے قانون میں جگہ پالی تھی اسی طرح امید ہے کہ فتاویٰ دارالعلوم ہندوستان جدید کے قانون زندگی میں روح بن کر دوڑ جائے گا۔ کیونکہ اس میں ہر شعبہ زندگی کے متعلق احکام کا ذخیرہ جمع شدہ موجود ہے۔

فتاویٰ کا نفع عام کرنے کے لئے ابواب و فصول کی ترتیب قائم کر کے ہر ہر مسئلہ کو متعلقہ باب اور فصل میں رکھ دیا گیا ہے تاکہ استخراج احکام کے وقت طالبوں کو دشواری پیش نہ آئے اور عوام و خواص اس سے یکساں فائدہ حاصل کر سکیں، البتہ کمرات حذف کر دیئے گئے ہیں۔

فتاویٰ سے منتفع ہونے والے حضرات سے استدعاء ہے کہ اس ناکارہ خلاق اور مرتبین فتاویٰ اور منتظین کو اپنی مخلصانہ دعاؤں میں یاد رکھیں۔ وبالله التوفیق۔

آقہ عبداللہ محمد طیب غفرلہ، مہتمم دارالعلوم دیوبند۔ ۵۔ جمادی الثانی ۱۳۸۱ھ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

حضرت مولانا مفتی محمد ظفر الدین صاحب مدظلہ مرتب فتاویٰ دارالعلوم

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى

ہمیں اس سے انکار نہیں کہ موجودہ دور، علم فن، تحقیق و تدقیق اور اکتشافات جدیدہ کے میدان میں بہت آگے نکل چکا ہے، مگر ساتھ ہی اس کے اظہار میں بھی ذرہ برابر تذبذب نہیں ہے کہ دنیا میں اس ”نظام حیات“ سے بہت دور جا پڑی ہے جو انسانوں کو انسانیت بخشتا ہے۔ اور انسانی مجد و شرف سے ہم آغوش کرتا ہے۔

یہ درست ہے کہ انسانی دماغ نے فضا کو محسوس بنالیا اور زمین کا سینہ چیر کر اس کے خزانے نکال لایا، یہ بھی واقعہ ہے کہ نئی ایجادات نے دنیا کی آنکھیں خیرہ کر ڈالیں، اور انسانی جدوجہد اپنے شباب پر پہنچ چکی، لیکن اسی کے ساتھ اس کا بھی انکار نہیں کیا جاسکتا ہے کہ اس وقت نہ اخلاق و اعمال کی پاکیزگی باقی رہی، اور نہ عقائد و معاملات کی پختگی، نہ دلوں میں اخلاص و للہیت کی روشنی رہی، اور نہ سینوں میں امانت و دیانت کی جلوہ گری، مختصر یہ کہ انسان سب کچھ ہے مگر آدمیت سے کوسوں دور ہے۔

دین اسلام اور اس کے اغراض و مقاصد:-

ہر شخص اچھی طرح جانتا ہے کہ اسلام خدا کا آخری اور مکمل ترین دین ہے، جس کی تکمیل کا اعلان قرآن مقدس میں موجود ہے، یہ روئے زمین پر آیا ہی اس لئے ہے کہ پوری کائنات کو اس خدائی نظام پر چلائے اور ان گوشوں کو جاگر کرے، جو انسانوں کو فضل و کمال، شرف و کرمیت، پہنچتی و یکانگت اور اخوت و محبت کی لازوال دولت سے مالا مال کر دے اور اس کے ساتھ ہی انسان انسانیت اور اس کے تقاضوں سے ایک لمحہ کے لئے الگ تھلگ نہ ہونے پائے، جو اس کا سب سے نمایاں طرہ امتیاز ہے۔

رب العالمین نے اس عظیم الشان ”نظام حیات“ کی بقاء کے لئے قرآن مقدس جیسی کتاب نازل کی اور قیامت تک کے لئے اس کی حفاظت کا اعلان کیا، پھر رحمت عالم ﷺ کو ایک پاک باز و برگزیدہ رسول اور معصوم معلم کائنات بنا کر مبعوث فرمایا، اور ختم نبوت کے تاج سے سرفراز کیا تاکہ پورے اطمینان کے ساتھ آپ کی تعلیم و تبيين، تزکیہ و تطہیر اور آپ کے پیش کردہ نشان راہ پر ایمان لایا جائے۔ اور اپنی زندگی کا محور و مرکز بنالیا جائے، اور اس طرح انسان اس منزل مقصود تک پہنچ جائے جو اس کی تخلیق کا منشاء ہے۔

اسلامی نظام حیات پر عمل عہد صحابہ میں:

عہد صحابہ تک یہ نظام، فکر و نظر سے بڑھ کر عمل اور ہر حرکت و سکون میں جاری و ساری تھا، آفتاب نبوت گور و پوش ہو چکا تھا۔ مگر اس کی گرمی سے سینے اسی طرح معمور تھے۔ جمال نبوی آنکھوں سے اوجھل ہو چکا تھا۔ لیکن جامہائے دیدار نبوی نے جوشہ پیدا کر دیا تھا اس میں کوئی کمی نہیں آئی تھی، بلکہ کیف و مستی کا وہی عالم تھا، جدہر دیکھئے، اور جہاں دیکھئے وہی حوروں کی سی پاکیزہ دلی اور فرشتوں کا سا تقدس، جانوٹس کی قربانی دی جاسکتی تھی لیکن شعبہ جات ایمان کی شاخوں میں کسی شاخ کی پر مردگی ایک لمحہ کے لئے بھی انہیں برداشت نہیں تھی۔

صحابہ کرامؓ آنحضرت ﷺ کے اعمال و اقوال کے چلتے پھرتے مجسمے تھے، ان کی کوئی ادا اسوۂ نبوی کے خلاف نہ تھی، اور سچ پوچھیے تو کتاب و سنت کی یہ ایسی دل فرور شمعیں تھیں جن سے پوری آبادی نفع نور بنی ہوئی تھی۔

ضرورت تدوین فقہ:

مگر جس جس طرح انسان ترقی کرتا گیا، اس کی ضرورتیں بڑھتی اور پھیلتی گئیں، پھر اسلامی حکومتوں کے بڑھتے ہوئے حدود نے نئے نئے مسائل سامنے لا کھڑے کئے، ادھر مزاجوں میں بڑی تیزی سے انقلاب آچکا تھا۔ اور وہ رات دن پھیلتا جا رہا تھا، سوز و گداز اور سادہ دلی و سادہ زندگی جو صحابہ کرامؓ کا شیوہ خاص تھا، ختم ہوتا جا رہا تھا۔ ایران و روم اور دوسرے عجیب ممالک کی سہل پسندی طبعیتوں میں مرکوز ہوتی جا رہی تھی، اس لئے حالات کا تقاضا ہوا کہ کتاب و سنت کی تعلیمات ایک نئے انداز سے مرتب ہوں۔ صحابہ کرامؓ کے اقوال تلاش کئے جائیں اور دین کا سارا ذخیرہ سامنے رکھ کر ”نظام حیات“ کی ترتیب ایسے جاذب نظر اور دل کش انداز میں ہو کہ جسے عالم و جاہل، ذہین و غبی، عربی و عجمی اور شہری و بدوی ہر ایک باسانی سمجھ لے، اور جو مسائل صراحتہ کتاب و سنت اور اقوال صحابہ میں موجود نہیں ہیں۔ علماء کے باہمی غور و فکر اور بحث و تحقیق سے مستنبط ہوں۔ تاکہ آنے والی نسلیں پریشانیوں سے دوچار نہ ہونے پائیں۔ اور کتاب و سنت کی روشنی میں تیز گامی سے چل سکیں اور ساتھ ہی ان کی محنت پسند اور سہل طلب طبعیتیں تلاش و تجسس کی مشقت سے محفوظ رہ جائیں۔

تدوین فقہ اور امام ابوحنیفہؒ:

یہ تو سب ہی جانتے ہیں کہ اسلام ایک ہمہ گیر، وسیع اور دائمی ”نظام حیات“ ہے اور اس نے اپنی اس امتیازی شان ہمہ گیری اور دوامی حیثیت کی بقاء کی خاطر اپنے اندر ایسی چمک اور گنجائش رکھی ہے کہ ہر دور میں اور ہر جگہ انسانی ضروریات کا ساتھ دے سکے اور کسی منزل پر اپنے پیرو کی رہبری سے قاصر نہ رہے۔

چنانچہ علماء ربانین نے اس ضرورت کا احساس کیا اور اس کے لئے باضابطہ سب سے پہلے سراج الامت حضرت امام ابوحنیفہؒ آمادہ ہوئے اور آپ نے اپنے عہد کے علماء کرام کی ایک ایسی معقول تعداد جمع کی جس میں ہر علم و فن کے ماہرین شریک تھے، اور جو اپنے علم و فن میں بصیرت و مہارت کے ساتھ ساتھ زہد و اتقاء، خدا ترسی و فرض شناسی، اور دوسرے اوصاف سے بھی متصف تھے۔

خود امام ابو حنیفہؒ جنہیں اس مجلس علماء کے صدر کی حیثیت حاصل تھی، ان سارے کمالات و فضائل کے جامع تھے جن کی ایسے اہم دینی کام میں ضرورت ہوتی ہے، اس زمانہ کا کوئی ایسا دینی مکتب فکر نہیں تھا، جس سے آپ نے بیدار مغزی کے ساتھ استفادہ نہ کیا ہو، ہزاروں محدثین و شیوخ کے فیض یافتہ تھے کم و بیش چار ہزار تابعین علماء و مشائخ سے آپ نے علم حاصل کیا تھا۔

شرف تابعیت:

پھر خود آپ کو بھی تابعی ہونے کا شرف حاصل تھا۔ بعض روایات کے مطابق جس زمانہ میں آپ کوفہ میں پیدا ہوئے تھے، بہت سے صحابہ کرامؓ وہاں موجود تھے، اور اس میں تو کسی کو بھی شبہ نہیں ہے کہ بعض صحابہ کو آپ نے دیکھا تھا، اور بہت سے صحابہ کرامؓ مختلف شہروں میں اس وقت بقید حیات تھے۔

اما روايته الا نس واداركة لجماعة من الصحابة بالسن فصحيحان لا شك فيهما. (الخيرات الحسان ص ۲۵)

ان کا یعنی امام ابو حنیفہؒ کا حضرت انسؓ سے روایت کرنا، اور صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت کا زمانہ پانا دونوں باتیں صحیح ہیں اور شک و شبہ سے پاک۔

امتیازی شان:

یہ شرف ایسا تھا کہ جس میں کوئی ہم عصر آپ کا سہیم و شریک نہ تھا، بلکہ یہ امتیازی شان اس وقت صرف آپ کو ہی حاصل تھی۔

وفي فتاوى شيخ الاسلام ابن حجر انه ادرک جماعة من الصحابة كانوا بالكوفة بعد مولده بها سنة ثمانين فھو من طبقة التابعين ولم یثبت ذلک لا حد من ائمة الا مصار المعاصرين کالاوزاعی بالشام والحمدادين بالبصرة و الثوری بالكوفة وما لک بالمدينة الشریفه واللیث بن سعد بمصر. (الخيرات الحسان ص ۲۳)

شیخ الاسلام ابن حجر کے فتاویٰ میں صراحت ہے کہ انہوں نے (یعنی امام ابو حنیفہؒ) نے ان صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت کو پایا تھا جو ۸۰ھ میں آپ کی پیدائش کے بعد کوفہ میں زندہ سلامت تھی، اور اسی وجہ سے آپ کا شمار تابعین میں ہے یہ شرف ایسا ہے جو آپ کے معاصرین میں سے کسی کو حاصل نہیں، جیسے شام میں اوزاعی، بصرہ میں حماد، کوفہ میں امام ثوری، مدینہ میں امام مالک، اور مصر میں لیث بن سعد (ان میں سے کسی کو تابعی ہونے کا شرف حاصل نہیں ہے)

امام اعظم کی حیثیت:

ائمہ اربعہ جن کے مذاہب اس وقت دنیا میں رائج ہیں ان میں امام ابو حنیفہؒ اپنے علم و فضل اور سن و سال میں

سب سے مقدم تھے اور بالواسطہ یا بلاواسطہ بقیہ تمام ائمہ آپ کے فیض یافتہ تھے۔

الا من اشتهرت مذاہبہم ہم اربعۃ (۱) ابو حنیفہ الکوفی، و مالک و احمد و الشافعی . و اولہم الاول و یعاصرہ الثانی . و قیل روى الاول من الثانی . و قیل بل الثانی تلمیذ للاول، و الثالث تلمیذ للاربع و الرابع تلمیذ للثانی و لبعض تلامذۃ الاول (مقدمہ الفوائد البہیہ ص ۷)

جن کے مذاہب نے شہرت حاصل کی، وہ چار امام ہیں۔ (۱) امام ابو حنیفہ گونی، (۲) امام مالک، (۳) امام احمد (۴) اور امام شافعی۔ ان چاروں میں سے پہلے (یعنی امام ابو حنیفہ) مقدم ہیں اور دوسرے آپ کے ہم عصر ہیں یعنی امام مالک۔ اور بعضوں نے کہا پہلے (امام ابو حنیفہ) نے دوسرے (امام مالک) سے روایت کی، اور بعضوں کا بیان ہے کہ دوسرے (امام مالک) پہلے (امام ابو حنیفہ) کے شاگرد ہیں۔ اور تیسرے (امام احمد) چوتھے (امام شافعی) کے شاگرد ہیں اور چوتھے (امام شافعی) دوسرے (امام مالک) اور پہلے (امام ابو حنیفہ) کے بعض تلامذہ کے شاگرد ہیں۔

اس کا ماحصل یہ ہوا کہ امام اعظم ابو حنیفہ ان چاروں میں مقدم ہیں اور ان چاروں میں سے آپ کے ہم عصر صرف امام مالک ہیں جو آپ سے پندرہ سال چھوٹے تھے، پھر بعض علماء تاریخ کے بیان کے مطابق امام مالک آپ کے شاگردوں میں ہیں، اور یہ بات عقل میں آتی بھی ہے، اس لئے کہ یہ عمر میں آپ سے کم تھے۔ اور اس میں تو قطعاً شبہ ہی نہیں کہ امام شافعی، امام مالک کے اور امام محمد وغیرہ کے شاگرد ہیں، اور دنیا جانتی ہے کہ امام محمد امام اعظم ابو حنیفہ کے شاگرد رشید تھے اور بعض علماء کے قول کے مطابق امام مالک بھی۔ رہ گئے امام احمد یہ امام شافعی کے شاگرد ہیں۔ اس طرح یہ سلسلہ بھی امام اعظم سے جا کر ملا، اور امام شافعی اور امام احمد، امام اعظم سے عمر میں بہت چھوٹے ہیں، اور ان کی پیدائش آپ کی وفات کے بعد ہے۔ ان میں سے پہلے امام اعظم سے ستر سال چھوٹے ہیں اور دوسرے چوراسی سال۔

امام اعظم کو ایک طرف تابعی ہونے کا شرف حاصل ہے جو ان بقیہ تینوں ائمہ میں سے کسی کو حاصل نہیں۔

دوسری طرف آپ ان میں سب سے بڑے ہیں۔

ملا علی قاریؒ آپ کے انہی فضائل و مناقب کے پیش نظر تحریر فرماتے ہیں۔

الحاصل ان التابعین افضل الامة بعد الصحابة فعقدان الامام الاعظم والهمام الاقدم ابو حنیفۃ افضل الائمة المجتہدین و اکمل الفقہاء فی علوم الدین ثم الامام مالک، فانہ من اتباع التابعین . ثم الامام الشافعی لکونه تلمیذ الامام مالک بل تلمیذ الامام محمد . ثم الامام احمد بن حنبل فانہ کا تلمیذ للشافعی (شرح فقہ اکبر ص ۱۴۶)

حاصل یہ ہے کہ تابعین کا درجہ صحابہ کرام کے بعد امت میں سب سے بڑھا ہوا ہے، اسی وجہ سے ہمارا اعتقاد ہے کہ امام اعظم، امام اقدم ابو حنیفہ کا مرتبہ ائمہ مجتہدین میں سب سے اونچا ہے۔ اور فقہاء علوم دینیہ میں آپ سب سے بلند و اکمل ہیں۔ آپ کے بعد امام مالک کا درجہ ہے جو تبع تابعین کی صف میں ہیں۔ پھر امام شافعی کا۔ اس لئے کہ آپ امام مالک بلکہ امام محمد کے شاگرد ہیں۔ پھر امام احمد کا جو امام شافعی کے شاگرد کے درجے میں ہیں (شرح فقہ اکبر ص ۱۴۶)

(۱) امام ابو حنیفہ ۸۰ھ میں پیدا ہوئے، امام مالک ۹۵ھ میں، امام شافعی ۱۵۰ھ میں اور امام احمد ۱۶۳ھ میں اس کا ماحصل یہ ہوا کہ امام ابو حنیفہ کے پندرہ سال بعد امام مالک پیدا ہوئے اور ستر سال بعد امام شافعی اور چوراسی سال بعد امام احمد (اکمال فی اسماء الرجال)

ماہرین علم و فن کی جماعت:-

اس مختصر تفصیل کا مقصد یہ ہے کہ صدر مجلس اپنے محاسن و مناقب میں، بہت اونچا مقام رکھتے تھے۔ چنانچہ آپ نے کتاب و سنت اور لغت و محاورات کے ان ماہرین علماء ربانین کے ساتھ مل کر اسلامی نظام کے دفعات مرتب کئے، اور اصول و فروع کا نقشہ تیار کیا، اور اس طرح کہ اس علمی و دینی پارلیمنٹ میں سمجھوں نے وسعت نظری کے ساتھ ایک ایک مسئلہ پر غور کیا، اور بحث و مباحثہ، تحقیق و جستجو کی ضرورت پیش آئی، تو اس سے بھی گریز نہیں کیا۔

تدوین فقہ میں احتیاط:-

کتاب و سنت اور اقوال صحابہ کا پورا ذخیرہ سامنے رکھا تا کہ کوئی توشہ نظروں سے اوجھل نہ رہنے پائے، اور ہر طرح چھان پھٹک کر سچے تلے جملوں میں اسے قلم بند کیا، اور اس دیدہ ریزی، غور و فکر، اخلاص و لہمیت اور فضل و کمال کے ساتھ فقہ کا جو عمل میں آیا، جو ہر جہت سے مہذب و مرتب اور زندگی کے تمام شعبوں پر حاوی ہے۔

طریقہ تدوین:-

جن علمائے قائمین بالحق کی مجلس میں استنباط و استخراج مسائل کا یہ مہتمم بالشان کام انجام پایا، ان کی تعداد سینکڑوں سے بڑھ کر ہزار تک تھی، ان میں چالیس علماء خصوصی صلاحیتوں کے مالک تھے، اور مختلف علم و فن کے ماہرین شمار کئے جاتے تھے۔ (۱)

روی الامام ابو جعفر الشیر ماذی عن شقیق البلخی، انه يقول كان الامام ابو حنیفہ من اورع الناس و اعبد الناس و اکرم الناس و اکثرهم احتیاطا فی الدین و ابعدهم عن القول بالرأی فی دین اللہ عزوجل۔ کان لا یضع مسئلة فی العلم حتی یجمع اصحابه علیها ویعقد علیها مجلسا فاذا اتفق اصحابه کلهم علی موافقتها للشریعه قال لا بی یوسف او غیره ضعیفی فی الباب الفلانی اه (رد المحتار ص ۶۲ ج ۱)

امام ابو جعفر الشیر ماذی شقیق بلخی سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے تھے کہ امام ابو حنیفہ لوگوں میں سب سے بڑھ کر پرہیزگار، عبادت گزار، کریم النفس اور دین کے باب میں محتاط تھے، آپ اللہ تعالیٰ کے دین میں ذاتی رائے کے اظہار سے کوسوں دور تھے کسی علمی مسئلہ کی اس وقت تک تفریع نہیں کرتے جب تک تمام احباب کو جمع کر کے اس پر بحث نہ کر لیتے۔ جب سارے علماء شریعت کے اس مسئلہ میں متفق ہو جاتے، تو کہیں جا کر امام ابو یوسف سے یا ان کے سوا کسی اور سے فرماتے کہ اسے فلاں باب میں داخل کرلو۔

(۱) ونقل عن مسند الخوارزمی ان الامام اجمیع معہ الف من اصحابه اجلهم و افضلهم اربعون قد بلغوا الاجتهاد فقر بهم و ادناهم (رد المحتار ص ۶۲ ج ۱)

ان چالیس علماء کے حالات کے لئے (جو خصوصی طور پر مجلس تدوین فقہ میں شریک تھے) دیکھئے مقدمہ انوار الباری مؤلف مولانا احمد رضا صاحب ۱۲ ظفر۔

ایک ایک مسئلہ پر بحث:-

امام شعرانی نے بھی امام صاحب کے اس طرز استنباط کا تذکرہ کیا ہے اور تقریباً کم و بیش انہی الفاظ کے ساتھ، چنانچہ علامہ شامی نے بھی لکھا ہے۔

و کذا فی المیزان للامام الشعرانی قدس سرہ (ایضاً)
امام شعرانی کی کتاب ”المیزان“ میں ایسا ہی ہے۔
پھر علامہ ابن عابدین لکھتے ہیں۔

فکان اذا وقعت واقعة شاورهم وناظرهم وحاوهم وسألهم فیسمع ما عندهم من الاخبار و الاثار و یقول ما عنده ویناظرهم شهرا او اکثر حتی یستقر اخر الاقوال فیثبتہ ابو یوسف حتی اثبت الاصول علی هذا المنهاج شوری لا انه تفرد بذلك (ایضاً)
جب کوئی واقعہ (مسئلہ) آپڑتا تو امام ابو حنیفہ اپنے تمام اصحاب علم و فن سے مشورہ بحث و مباحثہ، اور تبادلہ خیالات کرتے۔ پہلے ان سے فرماتے کہ جو کچھ ان کے پاس حدیث اور اقوال صحابہ کا ذخیرہ ہے وہ پیش کریں، پھر خود اپنا حدیثی ذخیرہ سامنے رکھتے اور اس کے بعد ایک ماہ یا اس سے زیادہ اس مسئلہ پر بحث کرتے، تا آنکہ آخری بات طے پاتی اور امام ابو یوسف اسے قلم بند کرتے۔ اس طرح شورائی طریقہ پر سارے اصول منضبط ہوئے۔ ایسا نہیں، ہوا کہ تنہا کبھی کوئی بات کہی ہو۔

کتاب وسنت کی حیثیت:-

”اخبار و آثار“ کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ پہلے ان علماء کے پاس کتاب وسنت کا جو ذخیرہ ہوتا تھا، وہ سنایا جاتا تھا پھر صدر مجلس کے علم میں کتاب وسنت کا جو خزانہ محفوظ ہوتا، وہ پیش ہوتا۔ اور ان تمام مرحلوں کے بعد ان کی روشنی میں ہر شخص پیش آمدہ مسئلہ پر بحث کرتا اور اپنی رائے دیتا، دوسرے اس پر مختلف پہلو سے اعتراض اور اشکالات پیدا کرتے، پھر اشکالات کا ہر ایک اپنے فہم کے مطابق مگر کتاب وسنت کی روشنی میں جواب دیتا، خود امام ابو حنیفہ بھی اس بحث و مباحثہ میں حصہ لیتے، اور جیسا کہ آپ نے ابھی پڑھا ایک ایک مسئلہ پر مہینوں بحث جاری رہتی، جب ہر پہلو سے اطمینان حاصل کر لیا جاتا تو اسے نیچے تلے الفاظ میں درج رجسٹر کیا جاتا۔

خود سوچئے اگر تنہا کسی ایک کی بات ہوتی تو غلطی کا احتمال تھا، مگر یہاں چالیس چالیس۔ جید ماہر فن علماء ہوں اور پوری سنجیدگی اور دیانت داری سے ہفتوں اور مہینوں تک ایک ایک اصل پر کتاب اللہ، سنت رسول اللہ اور اقوال صحابہ کی روشنی میں بحث و تمحیص ہو، غلطی کا سوال ہی کہاں پیدا ہوتا ہے۔

انسانی غلطی کا تدارک:-

لیکن بہر حال تھے یہ سارے علماء ربانینین انسان ہی، اس لئے ممکن تھا کہ کہیں کسی مسئلہ میں لغزش رہ گئی ہو، یا

آیات واحادیث سے استنباط واستخراج میں چوک ہوگئی ہو اس لئے صدر مجلس نے ضروری سمجھا کہ بائیں ہمہ جزم واحتیاط اور کدوکاوش، انسانی بھول چوک اور محدود نظری سے صرف نظر کسی طرح بھی مناسب نہیں۔ چنانچہ اعلان کر دیا کہ اگر کسی مستنبط مسئلہ کا کتاب وسنت کے خلاف ہونا ثابت ہو جائے تو ہر مسلمان کو کامل اختیار، بلکہ اس کا فریضہ ہے کہ وہ اسے ترک کر دے اور صراحتاً حدیث سے جو مسئلہ جس طرح ثابت ہوتا ہے، اسی پر عمل کرے۔

فقد صح عن ابی حنیفۃ انه قال اذا صح الحدیث فهو مذہبی وقد حکى ذلک الامام عبد البر عن ابی حنیفۃ وغیرہ من الائمة ونقلہ ایضاً الامام الشعرائی . (عقود رسم المفتی ص ۱۷)

یہ روایت امام ابوحنیفہؒ سے بالکل درست ہے آپ نے فرمایا ”جب حدیث صحت کو پہنچ جائے تو پھر میرا مذہب وہی حدیث ہے۔“ اسے امام عبدالبر اور دوسرے ائمہ دین نے امام ابوحنیفہؒ کے باب میں بیان کیا ہے اور امام شعرائی نے بھی اسے نقل کیا ہے۔

امام اعظمؒ کا اعلان :-

صاحب ہدایہ سے مختلف حضرات نے ان کی یہ روایت نقل کی ہے، جو روضۃ العلماء زندوسیہ کی باب فضل صحابہ میں ہے۔

سئل ابو حنیفۃ اذا قلت قولاً و کتاب اللہ یخالفہ قال اترکوا قولی بکتاب اللہ .

فقیل اذا کان خبر الرسول صلی اللہ علیہ وسلم یخالفہ ، قال اترکوا قولی بخبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقیل اذا کان قول الصحابة یخالفہ قال اترکوا قولی بقول الصحابة رضی اللہ عنہ (عقد الجید للشاہ ولی اللہ ص ۵۳)

امام ابوحنیفہؒ سے پوچھا گیا کہ جب آپ کے کسی قول کی کتاب اللہ سے مخالفت ہوتی ہو تو ایسی حالت میں کیا کیا جائے آپ نے فرمایا ”کتاب اللہ کے مقابلہ میں میرا قول ترک کر دو۔“ کہا گیا اگر حدیث رسول اللہ ﷺ سے اس کی مخالفت ہوتی ہو تو؟ فرمایا ”آنحضرت ﷺ کے مقابلہ میں میرا قول چھوڑ دو۔“ کہا گیا اور اگر ایسا ہی قول صحابہؓ کے خلاف پڑے تو؟ فرمایا ”قول صحابہؓ کے مقابلہ میں بھی میرا قول چھوڑ دو۔“ یعنی میرے قول کی وقعت اس وقت کچھ نہیں جب وہ ان میں سے کسی کے بھی خلاف ثابت ہو۔

بات بالکل درست ہے کہ دراصل جو جدید ترتیب مسائل کی ہو رہی تھی، یہ کتاب وسنت اور اقوال صحابہؓ کی روشنی ہی میں تو ہو رہی تھی، اس طرز جدید کا منشا صرف یہی تو تھا کہ امت کے سامنے زمانہ حال کے مطابق مسائل سہل اسلوب میں آجائیں، اس لئے کہ زمانہ کی رفتار کا جو رخ تھا، وہ بتا رہا تھا کہ انسانی مزاج سہل طلب بنتا جا رہا ہے، اگر اس وقت توجہ نہیں دی گئی تو آگے چل کر دشواری بڑھتی ہی چلی جائے گی۔

دلائل پر بنیاد :-

امام ابوحنیفہؒ نے اسی پر بس نہیں کیا تھا بلکہ اپنے تلامذہ اور اصحاب کو حکم دے رکھا تھا کہ تم خواہ مخواہ کسی ایک بات

پر جم نہ جانا، بلکہ اگر کسی مسئلہ میں کوئی وزنی اور قابل اعتماد دلیل شرعی مل جائے تو پھر اس کو اختیار کرنا، اور اسی کا دوسروں کو حکم دینا، اس لئے کہ مقصد کتاب وسنت اور اقوال صحابہ پر عمل ہے، اپنی بات پر ضد اور اپنے فہم کی اشاعت پیش نظر نہیں ہے۔

فاعلم ان ابا حنیفۃ من شدۃ احتیاطہ وعلمہ بان الاختلاف من اثار الرحمة قال لاصحابہ ان توجه لکم دلیل فقولوا بہ (عقود رسم المفتی ص ۱۶)

غایت احتیاط اور اس یقین کی وجہ سے کہ اختلاف آثار رحمت سے ہے امام ابو حنیفہؒ نے اپنے اصحاب سے فرمادیا تھا کہ ”اگر کوئی دلیل تم کو مل جاوے تو پھر اسی پر عمل کرو اور اسی کا حکم دو۔“

بعد والوں کی احتیاط:-

چنانچہ آپ کے تلامذہ واصحاب اور بعد والوں نے اس قول کی اہمیت محسوس کی، اور جب کبھی اور جہاں کہیں کسی مسئلہ کے اندر دلائل وبراہین کی روشنی میں شبہ پیدا ہوا اسے ترک کر دیا، اور کتاب وسنت کے دائرہ میں جو دوسری صحیح صورت نظر آئی، اس پر عمل کیا۔

وقد يتفق لهم ان يخالفوا اصحاب المذهب لدلائل واسباب ظهرت لهم (رد المحتار ج ۱ ص)

اور کبھی کبھی دلائل وبراہین کے پیش نظر اصحاب مذہب کی مخالفت بھی ان لوگوں نے کی ہے۔

ضد سے اجتناب کی بکثرت مثالیں:-

یہ تو آپ کے اصحاب وتلامذہ کا حال تھا کہ انہوں نے بیسیوں مسئلہ میں آپ سے دلائل اور اپنے فہم کی بنیاد پر اختلاف کیا، اور اسی پر ان کا عمل رہا دوسری طرف خود امام اعظمؒ کا حال یہ تھا کہ اگر کسی طے کردہ مسئلہ کے خلاف کوئی دوسری رائے کتاب وسنت کی روشنی میں وزنی معلوم ہوئی، اور کتاب وسنت سے قریب تر، تو آپ نے اس طے کردہ مسئلہ کو ترک کر دیا اور اس سے رجوع کر کے دوسری صورت کے قائل ہو گئے، ایک دو نہیں بیسیوں مسائل ایسے ہیں جن سے آپ کا رجوع ثابت ہے۔ جن لوگوں نے دقت نظر سے فقہ کا مطالعہ کیا ہے ان کی نگاہوں سے یہ چیزیں پوشیدہ نہیں ہیں۔

کتاب وسنت کے مقابلہ میں رائے کی شدید مذمت:-

یہ خوب اچھی طرح ذہن نشین رہے کہ امام ابو حنیفہؒ اس رائے کی مذمت کرتے تھے جو کتاب وسنت سے مستفاد نہ ہو، بلکہ اسے ضلالت سے تعبیر فرمایا کرتے تھے۔

وقد روی الشيخ محی الدین فی الفتوحات المکیۃ بسندہ الی الامام ابی حنیفۃ رضی اللہ عنہ انہ کان یقول ایا کم والقول فی دین اللہ تعالیٰ بالرأی وعلیکم باتباع السنۃ فمن خرج عنها ضل (کتاب المیزان للشعرانی ج ۱ ص ۵۰)

فتوحات مکہ میں شیخ محمد الدین نے مسلسل ابوصیفہ تک اپنی سند بیان کرنے کے بعد ان کا یہ قول نقل کیا ہے،
کہ امام صاحب فرماتے تھے ”اللہ تعالیٰ کے دین میں محض رائے کی بنیاد پر حکم کرنے سے بچو، اور اپنے اوپر سنت کی پیروی
ضروری کر لو، اس لئے کہ جو اس سے خارج ہوا، وہ گمراہ ہو گیا۔“

آپ یہ بھی فرماتے تھے کہ جب تک شریعت میں کسی بات کا ثبوت نہ مل جائے اسے زبان پر لانا بھی گناہ
ہے۔

وكان يقول لا ينبغي لاحد ان يقول قولاً حتى يعلم ان شريعة رسول الله صلى الله عليه وسلم تقبله (كتاب الميزان للشعراني ج ۱ ص ۵۱)

امام ابوصیفہ فرماتے تھے ”جب تک یہ یقین نہ ہو جائے کہ یہ بات شریعت رسول اللہ ﷺ کے مطابق ہے کسی
کے لئے اس کا زبان پر لانا درست نہیں ہے۔“

استنباط مسائل اور اس کے لئے اہتمام:-

جو مسائل صراحتاً کتاب و سنت اور اقوال صحابہ میں نہیں ملتے ان کے لئے پوری مجلس طلب کرتے بحث و تحقیق
کے کام لیتے، اور جب تک کوئی چیز باجمعی اتفاق سے طے نہ ہو جاتی، الطمینان خاطر نہ ہوتا، امام شعرانی لکھتے ہیں:-

وكان يجمع العلماء في كل مسألة لم يجهدها صريحة في الكتاب والسنة ويعمل بما
يفتقون عليه فيها. (كتاب الميزان للشعراني ج ۱ ص ۵۱)

جو مسئلہ کتاب و سنت میں صراحتاً نہیں ملتا، اس کے لئے تمام علماء کو جمع کرتے اور جس پر بھوں کا اتفاق ہوتا،
عمل فرماتے۔

ایسا ہی استنباط و استخراج کے موقع پر کیا کرتے، علماء و معمر سے مشورہ اور ان کا اتفاق ضروری سمجھتے تھے تبہا ہر گزارش
طرح کو کوئی قدم نہیں اٹھاتے۔

و كذلك يفعل اذا استبسط حكماً فلا يكتبه حتى يجمع عليه علماء عصره فان رضوه قال
لاي يورسف اكتبه. (ایضاً)

جب کبھی کسی حکم کا استنباط مقصود ہوتا، تو اس وقت تک اسے ضبط تحریر میں نہیں لاتے جب تک تمام علماء کو جمع کر
کے مشورہ نہ کر لیتے اگر سب اس سے متفق ہوتے اور پندرہ تے تو امام ابو یوسف سے فرماتے ”اے گھول۔“

صحابہ الرائے کا حاصل:-

علماء نے آپ کو اور آپ کے اصحاب کو جو ”صاحب الرائے“ قرار دیا ہے، اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ کوئی
ذاتی یا من مافی رائے ہوا کرتی تھی، اس لئے کہ آپ پڑھ چکے کہ امام صاحب ایسی رائے کو گمراہی فرمایا کرتے تھے لہذا
اگر کسی نے ایسا کہا ہے یا سمجھا ہے تو اس نے کھلی ہوئی غلطی کا ارتکاب کیا ہے خواہ وہ بڑے سے بڑا محدث ہی کیوں نہ ہو۔

امام موصوف اور آپ کے اصحاب اس سے بالکل بری ہیں، ابن حجر کی شافعی نے درست لکھا ہے۔

اعلم انه يتعين عليك ان لا تفهم من اقوال العلماء عن ابي حنيفة واصحابه انهم اصحاب الراي على سنة رسول الله صلى الله عليه وسلم وعلى قول اصحابه لا نهم براء من ذلك (الخيرات الحسان ص ۲۹)

خوب یقین کر لو کہ علماء کے اقوال کی وجہ سے ہرگز یہ نہ سمجھنا کہ امام ابوحنیفہؒ اور آپ کے اصحاب سنت رسول اللہ اور اقوال صحابہ کے مقابلہ میں ”اصحاب الرائے“ کی حیثیت رکھتے تھے اس لئے کہ یہ حضرات اس سے بالکلیہ بری ہیں۔

تدوین فقہ میں ترتیب:-

آگے دلائل کے طور پر لکھتے ہیں کہ امام صاحبؒ اور آپ کے اصحاب کا طرز فکر اور استنباط و استخراج کیا تھا، اور آپ کس اصول پر گامزن تھے، فرماتے ہیں۔

فقد جاء عن ابي حنيفة من طرق كثيرة ما ملخصه انه اولاً يأخذ بما في القرآن فان لم يجد فبالسنة، فان لم يجد فبقول الصحابة فان اختلفوا اخذ بما كان اقرب الى القرآن او السنة من اقوالهم ولم يخرج عنهم فان لم يجد لاحد منهم قولاً، لم يأخذ بقول احد من التابعين. بل يجتهد كما اجتهدوا. (الخيرات الحسان ص ۲۹)

امام ابوحنیفہؒ کے متعلق کثرت طرق سے جو بات ثابت شدہ حقیقت ہے وہ یہ ہے کہ آپ پہلے قرآن اختیار کرتے، اگر قرآن میں وہ چیز نہیں ملتی تو سنت رسول اللہ ﷺ پر عمل کرتے اور اگر سنت میں بھی کوئی چیز نہیں ملتی تو پھر قول صحابہ اختیار کرتے، اگر کسی مسئلہ میں صحابہ کا اختلاف ہوتا تو ان میں جو کتاب و سنت سے زیادہ قریب معلوم ہوتا اسے قبول کرتے اور اس حد سے باہر نہ جاتے اور اگر صحابہ کا بھی کوئی قول نہیں ملتا تو تابعین میں سے کسی کا قول اختیار نہیں کرتے بلکہ خود اجتہاد کرتے جیسا کہ دوسرے لوگ کرتے۔

تدوین فقہ میں اولیت کا شرف:-

امت میں ترتیب فقہ اور مسائل کے استنباط و استخراج میں آپ کو اولیت کا شرف حاصل ہے، اس سے پہلے عام طور پر لوگوں کا دار و مدار حافظہ پر تھا امام مالکؒ بھی اس سلسلہ میں آپ کے خوشہ چیں ہیں، ابن حجر شافعی نقل کرتے ہیں۔

انه اول من دون علم الفقه ورتبه ابو اباو كتبنا على نحو ما هو عليه اليوم وتبعه مالک في مؤطاہ ومن قبله انما كانوا يعتمدون على حفظهم. (الخيرات الحسان ص ۳۱)

امام ابوحنیفہؒ پہلے شخص ہیں جنہوں نے علم فقہ کو مدون کیا اور اسے اس طرح باب و فصل وار مرتب کیا، جس طرح

آج اس کی مرتب شکل پائی جاتی ہے۔ امام الہام نے اپنی مؤلفات میں آپ کی بیرونی کی ہے، امام ابو حنیفہؒ سے پہلے لوگوں کا اعتقاد خاصا غلط یہ ہوا کرتا تھا۔

امام عظیمؒ اور آپ کے اصحاب پہلے محدث پھر فقیہ:-

امام عظیمؒ ابو حنیفہؒ اور آپ کے اصحاب پہلے محدث پھر فقیہ تھے۔ اس لئے کہ جس زمانہ میں احادیث کے مجموعے پائے نہیں جاتے تھے، بغیر علم حدیث کے مسائل کا استخراج کہاں سے ہو سکتا تھا ”فقہ حنفی“ کا انتظام عظیم الشان ذخیرہ جس سے ساری دنیا اب بعد کے مجتہدین نے اپنے زمانہ میں استفادہ کیا، بغیر حدیث کے کہاں سے آگیا، اور آج اس کے سارے مسائل و اصول کس طرح حدیث کے مطابق ہو گئے، لہذا امامنا پڑ گئے ”فقہ حنفی“ کتاب وسنت سے الگ کوئی چیز نہیں ہے، ان چر شاہ فیؒ نے لکھا ہے۔

مروانہ اخذ عن اربعة الاف شيخ من ائمة التابعين وغيرهم ومن ثم ذكره الله هبى وغيره فى طبقات الحفاظ من المحدثين (ايضا ص ۶۶)

یہ بات گلدرد کی کہ امام ابو حنیفہؒ نے چار ہزار ائمہ تابعین اور دوسرے شیوخ سے علم حدیث حاصل کیا اور یہی وجہ ہے کہ امام ذہبی وغیرہ نے محدثین کے طبقہ حفاظ میں آپ کا شمار کیا ہے۔

امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا ذوق حدیث (۱) ان کی ان کتابوں سے معلوم ہوتا ہے، جو انہوں نے لکھی ہیں، کتاب الآثار، کتاب الخراج، کتاب الرد علی سیرالارزامی، کتاب الحج، موطا امام محمدؒ، اور دوسری کتابیں عام طور پر ملتی ہیں، ان کو لے کر پڑھا جائے اور ان کو سامنے رکھ کر اندازہ لگایا جائے۔

آج بھی فقہ حنفی کا کوئی طالب العلم اس وقت تک مطمئن نہیں ہوتا جب تک ایک ایک مسئلہ حنفی کی تحقیق کتاب وسنت کی روشنی میں نہیں کر لیتا۔

غلام پروپیٹیکٹر:-

یہ کہنا درست نہیں ہے کہ ان حضرات کو حدیث نبوی ﷺ سے اتنا شغف نہیں تھا جتنا فقہ سے، اور نہ یہ کہنا بجا ہے کہ ان حضرات کی تمام توجہ آیات اور احادیث سے مسائل و احکام کے استنباط و استخراج پر مرکوز تھی اور مدینہ و مدینہ حدیث سے ان کو کوئی دلچسپی نہ تھی، بلکہ بات صرف اس قدر ہے کہ مدینہ و مدینہ فقہ جس کی طرف تب تک کسی نے توجہ نہیں دی تھی انہوں نے اس کی ضرورت محسوس کی اور انتہائی طور پر پوری محنت کے ساتھ یہ کام شروع کر دیا، جو ظاہر ہے کہ استنباط

(۱) استنباط اولاد و آلہ کرنا طریقہ اس کے اپنی کتاب میں لکھا ہے ”فان ابنا يوسف صاحب حديث حتى روى انه قال احفظ عشرين الف حديث من المنسوخ فاذا كان يحفظ من المنسوخ هذا القدر فما ظلك بالناسخ وكان صاحب فقه ومعنى (ص ۳۰) جس کا اصل ہے کہ امام ابو یوسفؒ محدث تھے، اور جس روایت کے مطابق خود امام موصوف کا بیان ہے کہ ”مجھے منسوخ حدیثیں بہت زیادہ ہیں۔“ ایک سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ کتنا حدیثیں کتنی زیادہ ہیں کی۔ اس طرح امام محمدؒ کے بارے میں بھی لکھا ہے کہ آپ کا حدیث کی معرفت حاصل تھی، فقہ اور تہذیب و ثقافت ہی۔ محمد صاحب فرماتے ہیں ”احوال الناس وعادتهم وصاحب فقه و لہذا اقل رجوعا فی المسائل وكان يفتيهم في معرفة اللغة وله معرفة بالا حادith ايضا“ (ایضا) اور امام محمدؒ کی چیز میں بڑے بڑے تھے و ابو حنیفہؒ کا ان مقدمہ مافی ذلک ۱۲ ظہیر۔

مسائل واحکام اس وقت کا سب سے اہم کام تھا اور یہ سب کے بس کی بات بھی نہ تھی۔ کیونکہ اس میں بڑے غور و فکر اور فہم و بصیرت کی ضرورت ہوتی ہے باقی تدوین حدیث کا کام تو یہ عہد نبوی سے ہوتا آرہا تھا، اور اس وقت بھی بطور خود ہر شخص کو اس سے دلچسپی تھی، جس کا بڑا ثبوت خود امام اعظمؒ کی ”جامع المسانید“ ہے اور پھر پہلی صدی ہجری کے ختم پر جب کہ صحابہ کرامؓ گور و پوش ہوئے ابھی دس ۱۰ ابیس ۲۰ سال بھی نہ گزرے تھے۔

یہ تو سب ہی جانتے ہیں کہ جمع حدیث میں اہم کام اسناد اور رواۃ پر نظر ہے، اور سچ پوچھئے تو یہی معیار ہے، امام اعظمؒ کے دور میں جس وقت تابعین کا بڑا طبقہ بقید حیات تھا، اسناد اور رواۃ کی اس بحث کی گنجائش ہی کہاں تھی جو بعد میں ہوئی، صحابہؓ کے متعلق یہ مسلم ہے کہ الصحابة کلہم عدول صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سب کے سب عادل ہیں۔ رہ گئے تابعین تو یہ موجود ہی تھے۔

پھر یہ بھی سوچنے کی بات ہے کہ جب فقہ کی تدوین آیات واحادیث سے ہی ہو رہی تھی، تو ان چیزوں سے عدم توجہ کا موقع بھی کیا تھا، اس لئے کہ اس کام میں پہلے احادیث کی ہی ضرورت پڑتی ہے۔

ابن حجر مکی شافعیؒ نے لکھا ہے کہ جس طرح صدیق اکبرؓ اور فاروق اعظمؓ سے باوجود جلالت علم اور آنحضرت ﷺ کے اقریت کی احادیث کا وہ ذخیرہ مروی نہیں ہے، جو دوسرے چھوٹے بڑے صحابہ کرام سے کہ یہ حضرات عامۃ المسلمین اور اسلام کے مصالح اور احکام میں اس طرح منہمک تھے کہ ان کو روایت کی طرف وہ توجہ نہ رہی جو اور لوگوں کو تھی، لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہو سکتا کہ آپ حضرات احادیث سے شغف نہیں رکھتے تھے۔

اسی طرح امام ابو حنیفہؒ اور آپ کے اصحاب، فقہ کی ترتیب اور استنباط و استخراج کے اشتغال کی وجہ سے اگر احادیث کی روایت میں نمایاں نظر نہیں آتے، تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ آپ حضرات نے حدیث کی دولت سے وافر حصہ نہیں پایا تھا۔ ان کے الفاظ یہ ہیں۔

ولا جل اشتغاله بهذا الا هم لم يظهر حديثه في الخارج كما ان ابا بكر وعمر رضي الله عنهما لما اشتغلا لمصالح المسلمين العامة لم يظهر عنهما من رواة الاحاديث مثل ما ظهر عن دونهما حتى صغار الصحابة رضوان الله عليهم و كذلك مالک والشافعی لم يظهر عنهما مثل ما ظهر عن تفرغ عن الرواية كابي زرعة وابن معين. (الخيرات الحسان ص ۶۶)

امام ابو حنیفہؒ حدیث و قرآن سے چونکہ مسائل کے استنباط و استخراج میں منہمک تھے جو براہم کام تھا اس وجہ سے آپ کی خدمت حدیث نمایاں نہ ہو سکی اس کی مثال ایسی ہے جیسے حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ مصالح عامہ سے متعلقہ امور میں اشتغال کی وجہ سے روایت حدیث میں وہ نمایاں مقام نہیں حاصل کر سکے جو دوسرے چھوٹے بڑے صحابہؓ کرام کو حاصل رہا۔ اور یہی حال امام مالکؒ و شافعیؒ کا ہے کہ ان کی خدمت حدیث ان لوگوں کی طرح نمایاں نہیں جو اسی کام کے ہو کر رہ گئے تھے، جیسے ابو زرہؓ اور ابن معین۔

بہر حال حقیقت یہ ہے کہ امام صاحبؒ اور آپ کے اصحابؒ نے احادیث کے ساتھ بھی اپنے دور کے مذاق کے مطابق وہی شغف رکھا جو رکھنا چاہئے تھا۔

تدوین فقہ اور مسائل کا پھیلاؤ:-

فقہ کا جو کام امام اعظمؒ کی زیر نگرانی انجام پایا تھا وہ ضرورت اور تقاضائے وقت کے ساتھ پھیلتا اور بڑھتا ہی گیا کسی منزل پر جا کر رکنا نہیں، اور یہی ہونا بھی چاہئے تھا، کیونکہ انسانی ضرورتیں نئی نئی شکلیں اختیار کرتی رہیں اور نئی ایجادات اور جدت پسندی کے ساتھ مسائل ابھرتے رہے اور انشاء اللہ یہ سلسلہ تاقیامت یوں ہی جاری رہے گا۔ اور یہی وجہ ہے کہ فقہ کی حدیث میں بڑی تفصیلات بیان کی گئی ہیں۔ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

من یرد اللہ بہ خیر ایفقہ فی الدین . انما انا قاسم واللہ یعطی متفق علیہ . (مشکوٰۃ کتاب

العلم ص ۳۲)

اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بہتری کا ارادہ فرما لیتا ہے دین میں اسے بصیرت عطا کر دیتا ہے اور میرا کام تو بس تقسیم کر دینا ہے۔ حقیقت میں عطا و بخشش خدا کا کام ہے۔

اس حدیث میں اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ فقہات اور استنباط و استخراج میں بصیرت فیضان الہی ہے، انسانی عمل کو اس میں دخل نہیں، قدرت کی طرف سے یہ فیضان ان بندوں پر ہوتا ہے جسے وہ نوازنا چاہتا ہے۔

فقہ کی برکت :-

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا بیان ہے کہ رسول الثقلین ﷺ نے فرمایا۔

فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد رواہ الترمذی (مشکوٰۃ)

ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابد سے زیادہ بھاری ہے۔

اور چیزوں کے ساتھ اس حدیث میں یہ بھی اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر فقہاء مسائل میں صحیح طور پر رہنمائی نہیں فرماتے تو شیطان کا لشکر انسانوں کو غلط راستہ پر ڈال دیتا اور گمراہی کے جہنم میں لاکھڑا کرتا۔ اور یہی وجہ ہے کہ شیطان جس قدر فقیہ سے گھبراتا ہے، عبادت گزار سے نہیں

اس وقت صرف اشارہ کرنا مقصد ہے، تفصیل میں جانا نہیں۔

فتویٰ اور اس کی اہمیت :-

فقہ اور دین کے وہ پیش آمدہ مسائل جو دریافت کرنے والوں اور سالکین کے جواب میں بتائے گئے یا اس سادہ انداز پر مرتب ہوئے وہ ”فتاویٰ“ کے قالب میں جلوہ گر ہوئے، اور اس سلسلہ نے انسانی ضرورتوں کا پورا پورا ساتھ دیا، کتاب و سنت اور فقہ سے مستنبط اس مفید و جدید شکل نے عام مسلمانوں کو تحقیق و جستجو کی ایک صبر آزا مصیبت سے بچالیا، فتاویٰ کا یہ پھیلاؤ انسانی ضرورتوں اور سوالات کے ساتھ بڑھتا گیا انسانی زندگی کی مختلف شعبہ جات سے متعلق مسائل جس طرح پیدا ہوتے گئے، کتاب و سنت اور فقہ سے ان مستنبط مسائل کے ذخیرہ میں بھی اضافہ ہوتا گیا، کسی مرحلہ پر جمود پیدا نہیں ہوا، چنانچہ آج انسانی زندگی سے متعلق کوئی ایسا سوال نہیں ہے جس کا جواب مفتی آپ کو فراہم کر کے نہ دے سکے۔

تنگ نظری کا الزام:-

جن لوگوں نے اپنی کم علمی اور وسعت مطالعہ کی کمی کی وجہ سے علماء دین پر جمود اور تنگ نظری کا الزام لگایا ہے وہ بڑی حد تک معذور ہیں۔ البتہ قابلِ صدمہ و ملامت وہ حاسدین ہیں، جو ازراہ کینہ پروری ایسی باتیں کہتے ہیں، ہر دور کے فتاویٰ کی کتابیں مختلف زبانوں میں چھپی ہوئی ملتی ہیں ان میں ہر دور کے نئے مسائل بھی درج ہیں اور ان کے جوابات بھی، ان کتابوں سے بڑھ کر ثبوت میں اور کیا کہا جاسکتا ہے۔

فقہ و فتاویٰ ایسا فن ہے، جس سے کسی کو بھی مفر نہیں ہے اس لئے کہ انسانی زندگی میں جس قدر واسطہ اس فن اور اس کے اصول و جزئیات سے پڑتا ہے، اور جس قدر آئے دن کے مسائل کا جواب یہاں ملتا ہے کہیں اور سے ممکن نہیں ہے۔

تاریخ فتاویٰ:-

”فتاویٰ“ کی تاریخ بہت قدیم اور اس کی نسبت بہت اونچی ہے، اس لئے کہ کوئی بھی مسلمان ہو، خواہ وہ ولی ہو، قطب ہو، محدث ہو، مفسر ہو، مؤرخ ہو، غرض جو بھی ہو، وہ اپنی معلومات میں ”مفتی“ کا محتاج ہے بغیر اس کی کدو کاوش اور تحقیق و جواب مسئلہ کا حل آسان نہیں ہے۔ کوئی شخص دعویٰ نہیں کر سکتا ہے کہ ہمیں اپنی زندگی میں کسی مرحلہ پر کوئی ایسا سوال سامنے نہیں آیا جس میں فقہ و فتاویٰ کی طرف رجوع کی ضرورت نہیں پڑی۔

ایک شخص اپنے کو مسلمان بھی کہے، یعنی وہ ایک مکمل ضابطہ حیات کا پابند بھی ہو اور اسے دینی مسائل اور اس کی صحیح صورت سے بے پروائی بھی ہو، غیر ممکن ہے، عبادات و معاملات، اور اخلاق و اعمال میں سینکڑوں مواقع ایسے آتے ہیں، جہاں اسے رہنمائی کی ضرورت محسوس ہوتی ہے اور وہ ان کٹھن مواقع میں یقینی طور پر فقہ و فتاویٰ اور فقہائے کرام و مفتیان عظام کی رہبری کا محتاج ہوتا ہے، ہر شخص کو اپنی منہمک زندگی میں اس قدر مہلت کہاں ہے کہ وہ یک سر قرآن و حدیث کا غور و فکر کے ساتھ مطالعہ کرے اور دقت کے وقت پیش آمدہ مشکل مسئلہ کا حل تلاش کر لے۔

فقہ و فتویٰ کے لئے مخصوص جماعت اور اس کی وجہ:-

اس سے انکار نہیں ہے کہ مسائل و احکام کا سارا ذخیرہ دراصل ”کتاب و سنت“ ہی ہے لیکن اتنی بات تو ہر صاحب عقل و خرد تسلیم کرے گا کہ حدیث و قرآن کے اندر ایک خاص انداز میں حقائق و احکام پر روشنی ڈالی گئی ہے اور دوسری طرف یہ بھی مسلم ہے کہ عموماً ہر شخص کو ہر زمانہ میں حالات یکساں پیش نہیں آتے بلکہ مختلف ڈھنگ سے صورت حال سامنے آتی ہے، سمجھوں میں یہ فہم و بصیرت کہاں ہے جو کلام اللہ اور سنت نبوی سے اپنے حالات کے مطابق ہر ہر جزئیہ کا جواب حاصل کر لے، اور وہ جواب بالکل صحیح بھی ہو، اگر گئے چنے کچھ افراد اس طرح کے نکلیں بھی، تو کوئی ضروری نہیں کہ انہیں کتاب و سنت میں مہارت بھی ہو اور وہ اپنے اندر ان تمام شرائط کو پاتے ہوں جو ایک صاحب نظر مفتی کے لئے ضروری ہے۔ اور اگر ان تمام اوصاف کے جامع بھی ہوں، تو ان کو اتنی مہلت کہاں، کہ اس عظیم الشان ذخیرہ سے

مفید مطلب آیت وحدیث فوراً تلاش کر لیں، اور اس طرح کہ وہ آیت وحدیث دوسری آیتوں اور احادیث سے متعارض بھی نہ ہوں، اس لئے عقل کا بھی تقاضا ہے کہ قرآن وحدیث پر گہری نظر رکھنے والی ایک معتمد جماعت مسائل ضروریہ مستنبط کر کے یک جا کرتی رہے، تاکہ امت کے عام افراد، اپنے دن رات کے پیش آمدہ مسائل کے اندر کہیں الجھاؤ میں گرفتار نہ ہونے پائیں۔ اور بلاشبہ اور بلا مبالغہ انہی مستنبط احکام ومسائل کا نام فقہ وفقوی ہے۔

مفتیان کرام کی جماعت جن کوفقہ سے مناسبت تامہ ہوتی ہے ہر زمانہ میں پائی گئی، اور عوام و خواص ہر ایک کا اس جماعت کی طرف رجوع عام رہا، اور یہ اپنے علمی رسوخ، خداداد صلاحیت اور مخصوص فہم کی وجہ سے اس کام میں ممتاز اور نمایا رہی، اور اسے رات دن اسی کام کے ساتھ اشتغال رہا۔

دین کے مخصوص خدام:-

یہ ایک حقیقت ہے کہ علماء کرام کے دو طبقے مخصوص طور پر دین کی اس طرح کی خدمت میں نمایاں اور پیش پیش رہے۔

ایک محدثین کا..... جس کا مشغلہ احادیث نبوی کی حفاظت وصیانت رہا، یعنی اس طبقہ کو احادیث نبوی کی روایات اور ان کے بیان وضبط کا اہتمام رہا۔ اور انہوں نے اسناد والفاظ حدیث پر گہری نظر رکھی۔
دوسرا طبقہ فقہاء امت کا۔ جنہوں نے قرآنی آیات اور احادیث نبوی سے مسائل واحکام کا استنباط واتخراج کیا اور الفاظ حدیث سے زیادہ معانی حدیث اور اس سلسلہ کے اصول وقواعد پر ان کی نظر مرکوز رہی۔

ملت اسلامیہ کے پہلے مفتی:-

مفتیوں کا تعلق اسی دوسرے طبقہ سے ہے، اور اس امت کے سب سے پہلے مفتی اعظم خود رسول اللہ ﷺ کی ذات بابرکت ہے، اور یہ دولت آپ تک رب العزت کی طرف سے پہنچی، قرآن پاک میں افتاء کا لفظ خود رب العالمین کے لئے بھی استعمال ہوا ہے۔ ارشاد باری ہے۔

وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ قُلِ اللَّهُ يَفْتِيكُمْ فِيهِنَّ وَمَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ (النساء۔ ۱۹)
اور لوگ آپ سے عورتوں کے بارے میں حکم دریافت کرتے ہیں، آپ فرمادیتے کہ اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں حکم دیتے ہیں، اور وہ آیات بھی جو قرآن کے اندر تم کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں۔
کلام کے سلسلہ میں آیت نازل ہوئی۔

يَسْتَفْتُونَكَ، قُلِ اللَّهُ يَفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ.

لوگ آپ سے حکم دریافت کرتے ہیں۔ آپ فرمادیتے کہ اللہ تعالیٰ تم کو کلام کے باب میں حکم دیتے ہیں۔
آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں کہ ان آیتوں میں ”افتاء“ کی نسبت خود رب العزت جل مجدہ کی طرف کی گئی ہے، جس سے اس منصب کی جلالت شان کا اندازہ ہوتا ہے، اور یقیناً یہ نسبت اس شعبہ کی اہمیت وافضلیت کی سب سے بڑی

سند ہے، یہیں سے یہ بھی پیش نظر رکھنا چاہئے کہ جو عالم دین اس عظیم الشان منصب پر فائز ہوتا ہے، اس کی ذمہ داری کس درجہ اہم ہے، اور اسے کس بلندی کا حامل ہونا چاہئے۔

یہ بتایا جا چکا کہ اس منصب عظیم پر سب سے پہلے اس امت میں رسول اکرم ﷺ فائز ہوئے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبوت کی ذمہ داری کی وجہ سے عصمت کی بیش بہا دولت سے نوازا تھا، تاکہ دین کے سلسلہ میں آپ جو حکم فرمائیں وہ انسان غلطیوں اور لغزشوں سے محفوظ ہو، چنانچہ صحابہ کرامؓ اور دوسرے لوگ آپ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوتے اور اپنے پیش آمدہ مسائل کے سلسلہ میں حکم دریافت کرتے، اور آپ ان تمام کو جوابات سے شاد کام فرماتے، ان جوابات و سوالات کا بڑا ذخیرہ آج بھی کتب حدیث میں محفوظ ہے، بہت سے علماء کرام نے اس حصہ کو علیحدہ بھی جمع کرنے کی سعی کی ہے۔

آنحضرت سے سوالات اور جوابات کے لئے حضرت جبرائیلؑ کی حاضری:-

کتب احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض ایسے سوالات بھی آنحضرت ﷺ سے ہوئے جس کا جواب آپ کو معلوم نہیں تھا۔ چنانچہ آپ نے توقف فرمایا، پھر فوراً جبرائیل امین حاضر خدمت ہوئے، آپ نے ان کے سامنے سوال پیش کر کے جواب طلب کیا، مگر روح الامین بھی بول اٹھے کہ اس سوال کے جواب میں میرا حال آپ جیسا ہی ہے اور پھر کہنے لگے ”آپ انتظار فرمائیں، میں ابھی رب ذوالجلال کی بارگاہ سے جواب لے کر حاضر ہوتا ہوں۔“

چنانچہ حضرت ابوامامہؓ صحابی کا بیان ہے کہ ”ایک مرتبہ ایک یہودی عالم خدمت نبوی ﷺ میں حاضر ہوا، اور اس نے آپ سے پوچھا ای البقاع خیر؟ کون سا خطہ ارض بہتر ہے؟ یہ سن کر آنحضرت خاموش ہو گئے اور فرمایا میری یہ خاموشی اس وقت تک ہے جب تک روح الامین تشریف نہ لے آئیں، اتنے میں فوراً حضرت جبرائیل خدمت اقدس میں حاضر ہوئے، آپ نے ان کے سامنے یہ سوال پیش کیا، اور دریافت کیا، اس کا جواب کیا دیا جائے؟ حضرت جبرائیلؑ نے آپ کے سوال کے جواب میں عرض کیا۔

ما المسئول عنها بأعلم من السائل ولكن استأل ربی تبارک وتعالیٰ . (مشکوٰۃ باب

المساجد ص ۱۷)

جس سے پوچھا جا رہا ہے وہ اس مسئلہ میں پوچھنے والے سے کچھ زیادہ نہیں جانتا، لیکن میں پروردگار عالم بزرگ و برتر سے پوچھتا ہوں۔

یہ کہہ کر حضرت جبرائیلؑ روانہ ہو گئے، پھر تھوڑی دیر بعد تشریف لے آئے، اور کہنے لگے، آج میں رب العزت سے اس قدر قریب ہوا جتنا کبھی نہیں ہوا تھا، آپ نے پوچھا۔ اس کی نوعیت کیا تھی، کہا ”میرے اور میرے رب کے درمیان صرف ۷۰۰۰۰ ستر ہزار نوری پردے پڑے ہوئے تھے۔“ پھر جو سوال کیا گیا تھا اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا جواب نقل کیا، کہ رب العزت نے ارشاد فرمایا ہے۔

شر البقاع اسواقها . وخیر البقاع مساجدھا رواہ ابن حبان فی صحیحہ عن ابن عمر (ایضاً)

زمین کا بدترین حصہ اس کے بازار ہیں، اور بہترین حصہ اس کی مسجدیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر سوال کا جواب پہلے سے آنحضرت ﷺ کو معلوم نہیں ہوتا تھا، لیکن جواب بحیثیت رسول آپ کے ذمہ ضروری تھا۔ لہذا آپ کبھی حضرت جبرائیل امین کے ذریعہ جواب معلوم کرتے اور پھر سائل کو جواب مرحمت فرمایا کرتے تھے۔

عجلت پسندی سے اجتناب اور بڑے کی طرف رجوع:-

ملاعلی قاریؒ نے اس حدیث کے ضمن میں طبعی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ:-

ان من استفتی عن مسئلہ لا یعلمہا فعلیہ ان لا یجعل فی الافتاء ولا یتستکف عن الاستفتاء عنہ ہوا علم ولا یبادر الی الاجتہاد لما لم یضطر الیہ فان ذلک من سنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم . وسنۃ جبریلؑ .

جس مفتی سے کوئی ایسا مسئلہ دریافت کیا جائے جس کا جواب وہ جانتا نہیں ہے تو اس کا فرض ہے کہ نہ وہ فتویٰ دینے میں عجلت کرے، اور نہ اپنے سے بڑے عالم سے پوچھنے میں شرمائے اور جب تک بالکل اضطرار کی سی کیفیت پیش نہ آجائے اجتہاد کی ہمت نہ کرے، کیونکہ آنحضرت ﷺ اور حضرت جبرائیلؑ کا طریقہ یہی تھا۔

گویا مفتی کے فرائض میں یہ بھی داخل ہے کہ اولاً نص کی تلاش کرے، اور اس سلسلہ میں اپنی طرف سے کوئی کوتاہی نہ ہونے دے، اگر اسے کوئی نص نہ مل سکے تو کسی بڑے عالم یا مفتی سے دریافت کر لے، پوچھنے میں ننگ و عار سے کام نہ لے اور جب تک قابل اطمینان طور پر جواب مل نہ جائے، بغیر علم صحیح جوبی میں آئے جواب دینے کی کوشش نہ کرے اور یہ کہ مسائل میں اجتہاد اس وقت کیا جائے، جب صراحۃً کوئی آیت، یا حدیث یا کوئی قول صحابہ نہ مل سکے۔

آنحضرت ﷺ کے فتاویٰ کی حیثیت:-

کوئی شبہ نہیں کہ آنحضرت ﷺ کے فتاویٰ کی حیثیت اسی قدر اونچی ہے جس قدر آپ کی ذات اقدس اونچی تھی، اور بلند سے بلند تر ہونی ہی چاہئے کہ خاتم النبیین تھے اور عصمت کی دولت سے نوازے ہوئے، یہ ایک اصولی بات ہے کہ جواب کی جامعیت و کاملیت اور اس کے الفاظ کا چچا تلا ہونا جواب دینے والے کی علمی لیاقت اور اس کے منصب کے مطابق ہی ہوا کرتا ہے، اور یہی وجہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے جوابات کی حیثیت ”جوامع الکلم“ اور ”فصل خطاب“ کی ہے جس سے سرتابی کا خیال بھی ایک مسلمان کے لئے گناہ عظیم ہے۔ ارشاد ربانی ہے:-

وان تنازعتم فی شئی فردوہ الی اللہ ورسولہ ان کنتم توئمنون باللہ والیوم الآخر ذلک خیر

واحسن تاویلاً ○ (النساء ۸)

پھر اگر تم کسی امر میں اختلاف کرنے لگو تو اس امر کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف حوالہ کیا کرو اگر تم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو، یہ طریقہ سب سے بہتر ہے اور اس کا انجام خوش تر ہے۔

آنحضرت ﷺ کے بعد منصب افتاء پر صحابہؓ۔

آنحضرت ﷺ کے بعد اس عظیم الشان منصب پر آپ کے وہ جلیل القدر، صاحب بصیرت صحابہ کرام فائز ہوئے، جن کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

رضی اللہ عنہم ورضو اعنہ (توبہ ۱۳)

اللہ تعالیٰ ان سے راضی و خوش ہوئے، اور یہ اللہ تعالیٰ سے خوش اور راضی ہیں۔

اور رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے۔

اصحابی کا لنجوم بایہم افتدیتم اھتدیتم (مشکوٰۃ باب مناقب الصحابہؓ)
میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں، ان میں سے جن کی تم اقتداء کرو گے ہدایت یاب ہو گے۔

اور جنہیں کتاب و سنت کا فہم خصوصی حاصل تھا، اور جن کے باب میں امت کا فیصلہ ہے۔

الین الامة قلوبا، واعمتھا علما، و اقلھا تکلنا . واحسنھا بیانا، واصدقھا ، ایمانا و اعمھا
نصیحة و اقر بها . الی اللہ وسیلہ (اعلام الموقعین ج ۱ ص ۵)
(صحابہ کرامؓ) امت میں سب سے زیادہ نرم دل سب سے زیادہ گہرے علم والے، سب سے کم تکلف والے،
اور حسن بیان میں سب سے بڑھ کر ہیں، اسی طرح ایمان میں سب سے زیادہ سچے، خیر خواہی میں سب سے آگے، اور
باعتماد وسیلہ اللہ سے قریب تر ہیں۔

صاحب فتویٰ صحابہ کرامؓ کی تعداد:-

صحابہ کرامؓ باہمی فہم و فراست اور ذہانت و ذکاوت میں مختلف تھے، ان میں جو صاحب فتویٰ تھے ان کی تعداد
کے متعلق حافظ ابن القیمؒ کا بیان ہے کہ وہ کچھ اوپر ایک سو تیس ۱۳۰ ہیں جن میں مرد و عورت دونوں شامل ہیں۔ ان کچھ اوپر
ایک سو تیس ۱۳۰ ہیں ساکک مکشرین میں شمار کیا گیا ہے، یہ وہ بزرگوار ہیں جن کے فتاویٰ کتب حدیث میں بکثرت منقول
ہیں، اور کہا گیا ہے کہ اگر ان تمام حضرات کے فتاویٰ یکجا کئے جائیں تو ان میں سے ہر ایک کے فتاویٰ کی تعداد اتنی ہو کہ اس
کی ضخیم جلدیں تیار ہو جائیں، بلکہ حافظ ابن القیمؒ نے لکھا ہے کہ ابو بکر بن موسیٰ بن مامون نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے
فتاویٰ کو جمع کیا تو اس کے بیس ۲۰ جزو ہوئے۔ ان سات کے نام یہ ہیں۔

حضرت عمر بن الخطابؓ، حضرت علی بن ابی طالبؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، ام المؤمنین حضرت عائشہ
صدیقہؓ، حضرت زید بن ثابتؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت عبداللہ ابن عمرؓ۔

صحابہؓ کے بعد فتاویٰ:-

پھر ان حضرات اور دوسرے صحابہ کرام کے ذریعہ دینی علوم نے نشوونما پائی اور اس طرح چراغ سے چراغ جلتا چلا گیا، یہ سلسلہ الحمد للہ کسی منزل پر پہنچ کر رکنا نہیں بلکہ اب تک مسلسل چلا جا رہا ہے۔ اور یقین کامل ہے کہ تاقیامت یونہی جاری رہے گا۔ چنانچہ صحابہ کرامؓ کے بعد تابعین، تابعین کے بعد تبع تابعین، پھر بعد کے علماء و فقہاء نے اس سلسلہ کو جاری رکھا۔

فقہ حنفی:-

فقہ حنفی یوں تو تمام تر کتاب اللہ و سنت رسول اللہ ﷺ اور اقوال صحابہؓ سے مستفاد ہے مگر سلسلہ اسناد اس کا حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت عمرؓ حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت علیؓ پر جا کر منتهی ہوتا ہے، جو اولین ایمان لانے والوں میں ہیں، اور ان کے علاوہ ان صحابہ کرامؓ سے بھی ملتا ہے جن کے شاگردوں سے امام اعظمؒ نے استفادہ کیا جن کی تعداد کم و بیش چار ہزار ۴۰۰۰ مؤرخین نے لکھی ہے۔ حضرت عبداللہ مسعودؓ کے باب میں آنحضرت ﷺ نے ایک موقع سے ارشاد فرمایا۔ جو فقہ حنفی کے مورث اعلیٰ کی حیثیت رکھتے ہیں۔

رضیت لا متی ماری لہا ابن ام عبد یعنی عبداللہ بن مسعودؓ (اکمال)

میں نے اپنی امت کے لئے ان چیزوں کو پسند کیا جنہیں عبداللہ بن مسعودؓ نے پسند کیا۔

اور امام نوویؒ نے اپنی کتاب ”التقریب“ میں حضرت مسروقؓ سے یہ روایت نقل کی ہے۔

انتهی علم الصحابة الى ستة عمرؓ وعلیؓ وابی و زیدؓ وابی الدرداء و ابن مسعودؓ۔ ثم

انتهی علم الستة الى علیؓ و عبداللہ بن مسعودؓ (رد المحتار ج ۱ ص ۴۶)

صحابہ کرام کے علوم چھ پر آ کر ختم ہوئے حضرت عمرؓ، ابی، زیدؓ، ابوالدرداءؓ، اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ۔ پھر

ان چھ کا علم دو میں سمٹ آیا حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ (المتوفی ۳۲ھ) اور دوسرے صحابہ سے کتاب و سنت کی تعلیم حضرت علقمہؓ نے حاصل

کی، جن کی پیدائش حیات نبوی ﷺ میں ہی ہو چکی تھی۔ اور آپ کے علاوہ انہوں نے حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت

عائشہؓ اور حضرت ابوالدرداءؓ سے بھی خصوصی طور پر تعلیم پائی تھی، حضرت علقمہؓ سے حضرت ابراہیم الخثعمیؓ (المتوفی ۹۶ھ) نے

اور حضرت ابراہیم الخثعمیؓ سے حماد بن مسلم الکوفیؓ (المتوفی ۱۱۵ھ) نے تعلیم پائی۔ اور حماد بن مسلم الکوفیؓ سے امام ابوحنیفہؒ (المتولد

۸۰ھ و المتوفی ۱۵۰ھ) نے، امام ابوحنیفہؒ سے امام ابو یوسفؒ، امام محمدؒ اور امام زفرؒ، اور دوسرے سیکڑوں علماء و مشائخ نے علم

حاصل کیا اور پھر اس طرح یہ ”فقہ حنفی“ پورے عالم میں پھیل گیا اور بقول ملا علی قاریؒ دو تہائی مسلمان اس فقہ پر عمل کرنے

والے نظر آنے لگے اور اب تک آرہے ہیں۔

دارالافتاء دارالعلوم:-

اور سچ پوچھتے تو یہی سلسلہ چل کر ہمارے اس دور تک پہنچا ہے، یوں دوسرے سلسلے بھی اس میں آ کر ملے ہیں جس کا سب سے بڑا مرکز اس وقت عالم اسلام میں دارالعلوم دیوبند ہے، جہاں کتاب و سنت اور فقہ و فتاویٰ کی تعلیم کا ایک خاص اسلوب اور مخصوص معیار ہے، اور جسے اس وقت بھگت اللہ بین الاقوامی حیثیت حاصل ہے اور جہاں اس وقت ہندوستان، پاکستان، افغانستان، برما، ملائیا، افریقہ، انڈونیشیا، نیپال اور دوسرے ممالک کے طلبائے دین حاضر ہوتے ہیں اور اپنی علمی تشنگی بجھاتے ہیں۔

افتاء کی اہمیت:-

افتاء ایک اہم ذمہ داری ہے، اور یہی وجہ تھی کہ اسلاف اس ذمہ داری کے قبول کرنے سے احتراز کرتے تھے، اور جن کو وہ اپنے سے علم و عمل میں برتر سمجھتے تھے، ان کے سر یہ ذمہ داری ڈالنا چاہتے تھے، پھر اس باب میں ان کا یہ حال تھا کہ اگر مسئلہ متفسرہ کی صحیح صورت معلوم ہوتی، بلا تکلف بتا دیتے، اور اگر معلوم نہ ہوتی، تو صفائی سے کہہ دیتے ہمیں یہ مسئلہ معلوم نہیں ہے، کسی اور سے پوچھ لیا جائے، کھینچ تان اور تکلف و تصنع کو کسی حال میں پسند نہیں کرتے تھے۔

افتاء کے لئے علم و فہم:-

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ جو شخص پوچھنے والے کے ہر سوال کا جواب بے سمجھے بوجھے دینے لگے وہ ”پاگل“ ہے، الفاظ یہ ہیں۔

ان من افتی الناس فی کل ما یسألونہ عنہ لمجنون (اعلام الموقعین ج ۱ ص ۱۲)
جو شخص لوگوں کے تمام سوالوں کا جواب دینے کے لئے تیار بیٹھا رہے وہ ”پاگل“ ہے۔
حضرت سعید بن جبون کا بیان ہے۔

اجراً الناس علی الفتی اقلہم علماً (ایضاً)

فتوے پر بڑا بے باک وہ ہوتا ہے، جو کم علم ہوتا ہے۔

حافظ ابن القیم اس طرح کے تمام بیانات نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

الجرء علی الفتی اتکون من قلة العلم ومن غرارة وسعة فاذا قل علمه افتی عن کل ما یسئل

عنہ بغیر علم (اعلام الموقعین ج ۱ ص ۱۲)

فتوے پر جری ہونا قلت علم، نا تجربہ کاری اور بھولے پن کی دلیل ہے، کیونکہ جب آدمی کا علم کمتر ہوتا ہے تو وہ ہر سوال کا جواب دیتا ہے بغیر جانے بوجھے۔

مفتی کا فریضہ:-

یہ ایک حقیقت ہے کہ جس کو اپنی اس ذمہ داری کا احساس ہوگا، استفتاؤں کے جوابات دینے یا لکھنے میں پوری بصیرت سے کام لے گا، اور سوچ سمجھ کر جواب دے گا۔ معلوم نہ ہوگا، کہہ دے گا، ”دوسرے علماء سے تحقیق کر لی جائے“ اور جسے ذمہ داری کا پورا احساس نہ ہوگا، اور جو صرف اپنے مفتی ہونے کا رعب قائم رکھنا چاہے گا اس کے پیش نظر صرف یہ بات ہوگی کہ میری زبان کسی سائل کے سوال پر بند نہ ہو، اور کہیں سے کسی کو پتہ نہ چل سکے کہ کچھ مسائل ایسے بھی ہیں جن کا جواب میں نہیں دے سکتا، اور یہ طے شدہ بات ہے کہ ایسا سوچنے والا جاہل ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اس سلسلہ میں قیمتی ہدایت فرمائی ہے اور ہدایت بھی مدلل فرماتے ہیں۔

یا یہا الناس من علم شیئا فلیقل به ومن لم یعلم فلیقل اللہ اعلم فان من العلم ان تقول لما لا تعلم اللہ اعلم ، قال اللہ تعالیٰ لنبیہ قل ما اسئلكم علیہ من اجر وما انا من المتكلفین متفق علیہ. (مشکوٰۃ کتاب العلم)

اے لوگوں جو شخص کسی چیز کا علم رکھتا ہو، اسے چاہیے کہ وہ اسے بیان کرے۔ اور جسے علم نہ ہو اسے کہنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ کیونکہ یہ بھی علم ہے کہ جوابات نہ جانتا ہو اس کے متعلق کہہ دے کہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے ارشاد فرمایا ہے کہ آپ فرمادیں کہ میں تم سے اجرت کا خواہاں نہیں ہوں اور نہ تکلف کرنے والوں میں سے ہوں۔

خوف خدا:-

لیکن دراصل مفتی وہی ہے جو جواب دیتے وقت اپنے دل میں خوف خدا کا پورا احساس رکھتا ہو، اور جو جواب دے خوب دیکھ بھال کر، تاکہ اس کی اپنی دانست میں کوئی غلطی باقی نہ رہ جائے مفتی اس حدیث کو ہر وقت پیش نظر رکھے کہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے۔

من قال علی مالہ اقل فلیتوبأ بیتا فی جہنم ومن افنی بغير علم کان اثمہ علی من افتاہ ، رواہ ابو داؤد (مشکوٰۃ کتاب العلم)

جو شخص میرے خلاف وہ بات کہے جو میں نے کہی نہیں ہے تو اسے چاہئے کہ وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنائے اور جو مفتی بغیر علم کسی مسئلہ کا جواب دے گا اس کا گناہ اسی مفتی پر ہوگا۔

غور و فکر:-

اس حدیث کے معنی بیان کرتے ہوئے ملا علی قاریؒ تحریر فرماتے ہیں۔

یعنی کل جاہل سأل عالما عن مسئلة افتاہ العالم بجواب باطل فعمل السائل بها لم یعلم

بطلانہا فاثمہ علی المفتی ان قصر فی اجتہادہ. (مرواۃ ج ۱ ص ۲۴۶)

یعنی اگر کوئی جاہل کسی عالم سے کوئی مسئلہ دریافت کرے اور وہ عالم غلط جواب دے، پس سوال کرنے والا اس غلط جواب پر اپنی عدم واقفیت کی وجہ سے عمل کرے تو اس کا گناہ اور وبال مفتی پر ہے اگر اس کی طرف سے صحیح جواب کی تلاش میں کوتاہی ہوئی ہے۔

اور اصولاً ذمہ داری مفتی ہی پر ہے، کیونکہ اس کی غلطی بہت نقصان دہ ہے، فتویٰ عام ہوتا ہے، صرف سائل تک اس کا حکم محدود نہیں ہوتا، بلکہ جسے بھی مسئلہ کی یہی مخصوص صورت پیش آئے گی مسئلہ کی اسی صورت پر عمل کرے گا، جو مفتی نے جواب میں لکھا ہے۔

مستفتی کا فریضہ:-

اس حدیث میں بعض لوگوں نے دوسرے ”فتی“، ”کو“ ”استفتی“ کے معنی میں لکھا ہے، اور مطلب یہ بیان کیا ہے کہ گناہ مستفتی پر ہوگا، کہ اس نے بغیر جانے بوجھے ایسے شخص سے دریافت کیا جو اس کا اہل نہیں تھا۔

قال الا شرف وزین العرب يجوز ان يكون الفتى الثانى بمعنى استفتى وافتى الاول معروف اى كان اثمه على من استفناه فانه جعله فى معرض الافشاء بغير علم (مرقاۃ ج ۱ ص ۲۴۵)

اشرف اور زین العرب نے کہا کہ یہ بھی درست ہے کہ دوسرا لفظ ”فتی“، ”استفتی“ کے معنی میں ہو اور پہلا فتی معنی معروف میں، اور مطلب یہ ہو کہ اس کا گناہ اس شخص پر ہوگا، جس نے پوچھا ہے۔ اس لئے کہ اس نے بغیر جانے بوجھے اسے مفتی بنا لیا۔

مفتی و مستفتی دونوں کا فریضہ ہے کہ وہ اس باب میں احتیاط سے کام لے، مستفتی کو چاہئے وہ دیکھ لے کہ جس سے مسئلہ دریافت کر رہا ہے، وہ اس منصب کے لائق ہے بھی یا نہیں، ابن سیرینؒ نے دینی علوم کے سلسلہ میں فرمایا ہے۔

قال ان هذا العلم دين فانظر واعلم تاخذون دينكم رواه مسلم (مشکوٰۃ کتاب العلم ص ۳۷)

کہا کہ یہ علم دین ہے، لہذا خوب اچھی طرح دیکھ لیا کرو کہ تم کس شخص سے اپنا دین حاصل کر رہے ہو۔

نالائق مفتی اسلام کی نظر میں:-

اور مفتی کا فریضہ ہے کہ اگر وہ اس منصب کے لائق نہیں ہے تو پھر ہرگز افتاء کی جرأت نہ کرے، ورنہ وہ گنہگار ہوگا، اور سخت مجرم، اور جس صاحب اقتدار نے اسے اس منصب پر فائز کیا ہے وہ بھی گناہ گار ہوگا، ابن القیمؒ نے لکھا ہے۔

من افشى الناس وليس باهل للفتوى فهو اثم عاص، ومن اقره من ولاية الامور على ذلك فهو اثم ايضا (اعلام الموقعين ج ۲ ص ۲۵۶)

جو نااہل ہونے کے باوجود لوگوں کو فتویٰ دینے لگے وہ گناہ گار اور نافرمان ہے اور ذمہ داروں میں سے جو ایسے شخص کو اس عہدہ پر رہنے دے وہ بھی گناہ گار ہے۔

نااہل مفتی اور حکومت وقت کا فریضہ:-

ابن الجوزیؒ اور دوسرے علماء نے لکھا ہے کہ صاحب اقتدار کا فرض ہے کہ وہ ایسے نااہل مفتی کو کارافتاء سے سختی کے ساتھ روک دے، اس لئے کہ اس کی ایسی مثال ہے کہ کوئی راستہ نہ جانتا ہو، اور پھر قافلہ کی رہنمائی پر مامور کر دیا جائے یا خود ہو جائے، یا اس ڈاکٹر و طبیب کی طرح، جسے خبر نہیں کہ مرض کیا ہے اور علاج شروع کر دے، حدیث میں ایسے طبیب کو علاج سے منع کیا گیا ہے اور اسلامی قانون میں ایسا معالج مجرم ہے یہی حال اس نااہل مفتی کا ہے، ابن ماجہ میں مرفوع حدیث ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:-

من افقی بفتی بغیر علم کان اثم ذلک علی الذی افناه (اعلام الموقعین ص ۲۵۶ ج ۲)
جو شخص بغیر علم فتویٰ دے گا، اس کا گناہ اس پر ہوگا جو فتویٰ دے رہا ہے، یعنی مفتی کنہگا، ہوگا۔

علامات قیامت میں:-

صحیحین میں حدیث ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:-

ان الله لا يقبض العلم انتزاعا ينتزعه عن صدور الرجال ولكن يقبض العلم بقبض العلماء
فاذا لم يبق عالم اتخذ الناس رؤسا جهالا فاستلوا فافتوا بغیر علم فضلوا واضلوا متفق عليه. (مشکوٰۃ
کتاب العلم ص ۳۳)

اللہ تعالیٰ علم اس طرح نہیں ختم کرے گا کہ لوگوں کے سینوں سے اسے زبردستی کھینچ لے گا، بلکہ علم علماء کے اٹھ جانے سے ختم ہوگا۔ جب کوئی عالم باقی نہ بچے گا تو اس وقت لوگ جاہلوں کو اپنا سردار بنائیں گے، چنانچہ ان سے لوگ سوال کریں گے اور وہ بلا علم فتویٰ صادر کریں گے اس طرح وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔

بغیر علم فتویٰ:-

یعنی جب مفتی وقاضی جاہل کو بنایا جائے گا تو پھر اس سے سوائے گمراہی و بربادی کے اور کچھ حاصل نہ ہوگا۔
ابن القیمؒ نے ابوالفرج کے حوالہ سے اس اثر مرفوع کو نقل کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:-

من افقی الناس بغیر علم لعنة ملائكة السماء وملائكة الارض (اعلام الموقعین ج ۲ ص

(۲۵۶)

جو شخص بغیر علمی بصیرت کے کارافتاء انجام دیتا ہے اس پر زمین و آسمان کے فرشتے لعنت برساتے ہیں۔

امام مالکؒ کا فرمان:-

امام مالکؒ نے بڑی اچھی بات فرمائی ہے کہ جس سے کوئی مسئلہ پوچھا جائے اسے چاہئے کہ جواب سے پہلے اپنے آپ کو جنت و دوزخ پر پیش کرے اور سوچ لے کہ آخرت میں اسے چھٹکارا کیونکر حاصل ہوگا۔

امام مالکؒ اور فتویٰ:-

خود امام مالکؒ کا اپنا حال یہ تھا کہ ایک دفعہ کسی نے آپ سے کوئی مسئلہ دریافت کیا، آپ نے جواب میں فرمایا، مجھے یہ بات معلوم نہیں، وہ کہنے لگا اتنا ذرا سا مسئلہ ہے، اور ایسا فرماتے ہیں، یہ سن کر آپ بہت غصہ ہوئے اور فرمایا:-

ليس في العلم شئ خفيف اما سمعت قول الله عز وجل . انا سنلقي عليك قولاً ثقیلاً
فالعلم كله ثقیل الخ (اعلام ص ۲۵۷ ج ۲)

علم میں کوئی چیز ہلکی نہیں ہوا کرتی، کیا تم نے یہ آیت کبھی نہیں سنی ہے۔ انا سنلقى الخ البتہ ہم ڈالیں گے تم پر ایک بھاری بات، لہذا علم سارا کا سارا بھاری ہے۔
اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا:-

ما اقيت حتى شهد لي سبعون انا اهل لذلك (ايضا)

میں نے اس وقت تک فتویٰ کی جرأت نہیں کی جب تک ۷۰ اکابر نے میری اہلیت کی شہادت نہیں دی۔

امام احمد بن حنبلؒ کا قول:-

امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ جس نے اپنے کو فتویٰ کے لئے پیش کر دیا، اس نے ایک امر عظیم کو اٹھالیا، جب تک ضرورت مجبور نہ کر دے اس منصب پر فائز ہونے کی جرأت نہ کرے۔

سعید بن المسیبؒ:-

سعید بن المسیبؒ جیسا آدمی جب فتویٰ دینے چلتا تو ان کی زبان پر یہ کلمات ہوتے۔

اللهم سلمني وسلم مني (اعلام ج ۲ ص ۲۵۷)

اے اللہ مجھے خود سلامت رکھنا کہ غلطی نہ ہونے پائے اور مجھ سے محفوظ رکھنا کہ دوسرے میری وجہ سے غلطی میں نہ مبتلا ہوں۔

قاسم بن محمدؒ کا جواب:-

قاسم بن محمد بن ابی بکرؓ سے کسی نے کوئی بات دریافت کی، آپ نے جواب دیا مجھے یہ مسئلہ اچھی طرح معلوم نہیں ہے، اس شخص نے کہا ”میں تو آپ کے سوا کسی کو اس منصب کے لائق جانتا ہی نہیں، اسی لئے آپ کے پاس آیا۔“
حضرت قاسم بن محمدؒ نے فرمایا:-

لا تنظرا لي طول لحيتي وكثرة الناس حولي (ايضا)

میری لمبی داڑھی اور میرے ارد گرد لوگوں کی بھیڑ پر مت جا۔

یہ اور اس طرح کے بیسیوں واقعات ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ سلف صالحین منصب افتاء کے سلسلہ میں

بڑا اہتمام کیا کرتے تھے اور ان میں اس منصب پر وہی فائز ہونے کی ہمت کرتا، جو علوم دینیہ میں ہر طرح باکمال ہوتا۔

مفتی کے لئے شرائط:-

اسی اہمیت کے پیش نظر امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں۔

”مسند افتاء پر وہی بیٹھنے کی جرأت کرے جو جوہ قرآن، اسانید صحیحہ اور سنن نبوی ﷺ سے پورے طور پر واقف ہو۔“

ایک دفعہ آپ نے فرمایا۔

لا يجوز الفتيا الا لرجل عالم بالكتاب والسنة (اعلام الموقعین ج ۲ ص ۲۵۲)

فتویٰ دینا جائز نہیں ہے مگر اس شخص کے لئے جو کتاب و سنت کا عالم ہو۔

موجودہ دور اور کار افتاء:-

مفتی کے لئے جن شرائط کا ہونا ضروری ہے، ان سارے اوصاف سے پورے طور پر متصف انسان کا ملنا آج کل مشکل ہے، لیکن موجودہ دور میں جب کہ کتب احادیث و فقہ مدون و مرتب ہو کر شائع ہو چکی ہیں۔ اور حافظہ کا حال بھی پہلا جیسا باقی نہیں رہا جو کبھی تھا کہ ایک عالم کو کئی کئی لاکھ حدیثیں یاد ہوا کرتی تھیں، لہذا اب دیکھا جائے گا کہ جن لوگوں کو فقہ و حدیث سے شغف ہے، کتاب و سنت میں دادرست حاصل ہے اور مطالعہ و کتب بینی کا ذوق سلیم حاصل ہے، اور ساتھ ہی اس نے علوم دینیہ باضابطہ علمائے دین سے سبقاً سبقاً حاصل کیا ہے، تو ان میں سے ان لوگوں کو یہ خدمت سپرد کی جائے گی، جو مسائل شرعیہ میں دقیق نظر رکھتے ہیں، اس لئے کہ اب موجود اصطلاح میں یہی فقیہ کہے جاتے ہیں۔

ان الفقیہ من یدقق النظر فی المسائل وان علم ثلاث مسائل بادلثها (رد المحتار ج ۱ ص ۳۵)

فقیہ وہ ہے جو مسائل شرعیہ میں دقیق نظر رکھتا ہو خواہ اسے تین ہی مسئلے دلائل کے ساتھ کیوں نہ معلوم ہوں۔

علامہ ابن عابدینؒ نے صاحب التحریر کی تعریف کو ترجیح دی ہے وہ یہ ہے۔

وذكر في التحرير ان الشائع اطلاقه على من يحفظ الفروع مطلقا اي سواء كانت بدلائلها

اولا: (ايضا)

”تحریر“ میں مذکور ہے کہ عام طور سے (فقیہ) کا اطلاق اس شخص پر ہوتا ہے جسے جزئی مسائل یاد ہوں خواہ

دلائل کے ساتھ خواہ بغیر دلائل۔

فقیہ اور اجتہاد:-

بات یہ ہے کہ فقہ کی جو اصولیین نے تعریف کی ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ فقیہ کے لئے مجتہد ہونا ضروری

واصطلاحاً عن الاصولیین العلم باحکام الشریعة الفرعیة المكتسب من ادلتها التفصیلیة
(الدر المختار علی حاشیہ ردالمحتار ص ۳۴ ج ۱)
علماء اصول فقہ کی اصطلاح میں فقہ ان احکام شرعیہ فرعیہ کے جاننے کو کہتے ہیں جو تفصیلی دلائل سے حاصل
ہوئے ہوں۔

چنانچہ البحر المحرق میں ہے۔

فالعاصل ان الفقه فی الاصول علم الاحکام من دلائلها کما تقدم فلیس الفقه الا
المجتهد عندهم (ردالمحتار ج ۱ ص ۳۵)
حاصل یہ ہے کہ اصول فقہ میں فقہ نام ہے دلائل کی ساتھ احکام شرعیہ کے جاننے کا جیسا کہ گذرا، چنانچہ یہی
وجہ ہے کہ ان کے نزدیک سوائے مجتہد کے کوئی فقیہ نہیں ہے۔

غیر مجتہد فقیہ:-

باقی مقلد کو جو آج کل فقیہ کہا جاتا ہے، اس کے متعلق لکھتے ہیں۔

واطلاقة علی المقلد الحافظ للمسائل مجاز (ایضاً)

فقیہ کا اطلاق اس مقلد پر جو مسائل یاد رکھتا ہے بطور مجاز ہے۔

فقہاء فقہ کی تعریف میں دلائل کی قید نہیں لگاتے۔

وعند الفقهاء حفظ الفروع و اقله ثلاث (درمختار)

فقہاء کے نزدیک فروع کے یاد رکھنے کا نام فقہ ہے جس کا کتر درجہ تین مسئلے ہیں۔

افتاء کے لئے اجتہاد کی شرط:-

اس قدر مسلم ہے کہ اصولیین نے فقہ کی جو تعریف لکھی ہے، اس کے مطابق فقیہ اور مفتی دونوں کے لئے مجتہد
ہونا ضروری ہوتا ہے، فقیہ کے متعلق تو آپ پڑھ چکے مفتی کے سلسلہ میں ابن الہمام فتح القدیر میں لکھتے ہیں۔

وقد استقر رأی الاصولیین علی ان المفتی هو المجتهد فاما غیر المجتهد ممن یحفظ

اقوال المجتهد فلیس بمفت (ردالمحتار ج ۱ ص ۶۴)

اصولیین کی رائے طے پا چکی ہے کہ مفتی وہی ہے جو مجتہد ہو، باقی وہ غیر مجتہد شخص جو مجتہد کے اقوال یاد رکھتا
ہے مفتی نہیں ہے۔

پھر آگے چل کر انہوں نے اس کی صراحت کر دی ہے کہ موجودہ مقلد علماء کا فتویٰ دراصل فتویٰ نہیں، نقل فتویٰ

ہے۔

فعرف ان مایکون فی زماننا من فتویٰ الموجودین لیس بفتویٰ بل هو نقل کلام المفتی

یاخذہ المستفتی (رد المحتار ج ۱ ص ۶۲)

پس معلوم ہوا کہ ہمارے موجودہ علماء کا فتویٰ حقیقتاً فتویٰ نہیں بلکہ مفتی کے کلام کی نقل ہے، تاکہ مستفتی اسے اختیار کر کے عمل کرے۔

موجودہ دور میں کارا فقاء۔

جس کا خلاصہ یہ ہوا کہ ہمارے اس زمانہ میں کارا فقاء انجام دینے والے علماء مجازاً مفتی کہے جاتے ہیں، لیکن اس زمانہ میں بھی ایسے علماء کے لئے فقہ میں پوری بصیرت ضروری ہے اور باضابطہ تحصیل علم دین بھی۔ علامہ ابن عابدین لکھتے ہیں۔

وقدرأیت فی فتاویٰ العلامة ابن حجر سئل فی شخص یقرأ ویطالع فی الكتب الفقهية بنفسه ولم یکن له شیخ ویفتی ویعتمد علی مطالعة الكتب فهل یجوز له ذلک ام لا . فاجاب بقوله لا یجوز له الا فناء بوجه من الوجوه لانه عامی جاهل لا یدری ما یقول ، بل الذی یاخذ العلم عن المشائخ المعتبرین . (عقود رسم المفتی ص ۸)

میں نے علامہ ابن حجرؒ کے فتاویٰ میں یہ بات دیکھی ہے کہ آپ سے ایک ایسے شخص کے متعلق پوچھا گیا، جو کتب فقہ پڑھتا ہے اور خود سے مطالعہ کرتا ہے کوئی اس کا استاد نہیں ہے اور وہ اپنے مطالعہ کتب کے اعتماد پر افتاء کا کام کرتا ہے، تو کیا یہ اس کے لئے درست ہے یا نہیں؟ آپ نے جواب دیا کہ کسی طرح بھی اس کے لئے کارا فقاء درست نہیں ہے اس لئے کہ وہ درحقیقت جاہل و عامی ہے اسے خود معلوم نہیں کہ وہ کیا کہہ رہا ہے بلکہ فتویٰ دینا ان لوگوں کا کام ہے جنہوں نے مستند علماء و مشائخ سے علم حاصل کیا ہے۔

معتمد علماء کی صحبت:-

اس سے یہ بات واضح طور پر معلوم ہوگئی کہ صرف مطالعہ و کتب بینی سے خواہ معلومات کتنی ہی کیوں نہ ہو جائیں کسی درجہ میں قابل اعتماد نہیں ہے۔ بلکہ وہ عامی جاہل کے درجہ میں ہے۔ قابل اعتماد ہونے کے لئے ضروری یہ ہے کہ اس نے علوم دینیہ معتمد علماء دین سے باضابطہ حاصل کئے ہوں، اور صاحب بصیرت ہو، چند کتابوں کا پڑھ لینا کافی نہیں ہے، چنانچہ آگے مذکور ہے۔

لا یجوز له ان یفتی من کتاب ولا من کتابین . بل قال النووی "ولا من عشرة فان العشرة والعشرین قد یعتمد ون کلهم علی مقالة ضعیفة فی المذهب فلا یجوز تقلیدهم فیها (عقود رسم المفتی ص ۸)

ایسے شخص کے لئے ایک دو کتاب سے فتویٰ دینا درست نہیں ہے بلکہ امام نوویؒ کا قول ہے "دس بیس سے بھی نہیں، اس لئے کہ کبھی یہ کل کے کل مذہب کے باب میں ایک کمزور بات پر اعتماد کر لیتے ہیں، لہذا ان کی تقلید درست

نہیں ہے۔

افتاء کے لئے ضروری شرائط:-

جسے فقہ میں بصیرت تامہ حاصل ہو، اور فتویٰ کی صلاحیت ہو، وہ البتہ فتویٰ دے سکتا ہے۔ مندرجہ شرائط کا بغور مطالعہ کیا جائے، لکھتے ہیں۔

بخلاف الماهر الذی اخذ العلم عن اہله و صارت له فیہ ملکہ نفسانیۃ فانہ یمیز الصحیح من غیرہ و یعلم المسائل وما یتعلق بها علی الوجه المعتمد بہ فہذا هو الذی یفتی الناس و یصلح ان یکون واسطۃ بینہم و بین اللہ تعالیٰ. (ایضاً)

البتہ ایسا ماہر فتویٰ دے سکتا ہے جس نے لائق و فائق اور اہل علم سے اخذ علم کیا ہو اور اسے خود اس فن میں مہارت تامہ اور ملکہِ راسخہ اس طرح حاصل ہو چکا ہو کہ وہ صحیح کو غیر صحیح سے متمیز کر سکے اور مسائل اور اس کے متعلقات سے قابل اعتماد طور پر واقف ہو، یہ البتہ ایسا شخص ہے جو لوگوں کو فتویٰ دے سکتا ہے، اور اس لائق ہے کہ یہ بندوں اور خدا کے درمیان واسطہ بن سکے۔

ماہر استاذ کا تربیت یافتہ ہونا:-

پھر یہ بھی ضروری ہے کہ وہ کسی ماہر استاذ کا تربیت یافتہ ہو اور قواعد شرع کی صحیح معرفت رکھتا ہو۔

فان المتقدمین شرطوا فی المفتی الاجتہاد و هذا مفقود فی زماننا فلا اقل من ان یشرط فیہ معرفۃ المسائل بشروطها و قیودها التی کثیرا ما یسقطونها ولا یصرحون بها اعتمادا علی فہم المتفقہ (عقود رسم المفتی ص ۴۰)

مقدمین نے مفتی کے لئے اجتہاد کی شرط بیان کی تھی جو ہمارے اس دور میں مفقود ہے، لہذا اب کم سے کم اتنی شرط تو ضرور لگائی جائے گی کہ وہ مسائل کی معرفت ان تمام قیود و شروط کے ساتھ رکھتا ہو جنہیں بسا اوقات مصنفین اس اعتماد پر چھوڑ دیتے ہیں اور صراحت نہیں کرتے، کہ فقیہ ان کو سمجھ لے گا۔

زمانہ کے عرف و عادت سے واقفیت:-

زمانہ کے عرف اور اہل زمانہ کے احوال سے واقف ہونا بھی ضروری ہے۔

و کذا لا بد له من معرفتہ عرف زمانہ و احوال اہلہ (ایضاً)

اور ایسا ہی مفتی کے لئے عرف زمانہ کی معرفت اور اپنے دور کے لوگوں کے احوال سے واقفیت بھی ضروری

ماہر فقہ کی شاگردی:-

کسی قابل اعتماد ماہر فقیہ و مفتی کے پاس رہ کر اس نے فتویٰ نویسی کا سلیقہ باضابطہ سیکھا ہو۔

والتخرج فی ذلک علی استاذ مہرو لذا قال فی اخر منیۃ المفتی لو ان الرجل حفظ جمیع کتب اصحابنا لا بد ان یتلمذ للفتویٰ حتی یہتدی الیہ۔ (ایضاً)

اور وہ کسی ماہر استاذ کا تربیت یافتہ ہو اور اسی وجہ سے منیۃ المفتی کے اخیر میں صراحت ہے کہ گو وہ شخص ائمہ احناف کی تمام کتابیں یاد کر چکا ہو لیکن پھر بھی اس کے لئے یہ بات ضروری ہے کہ فتویٰ کے لئے اس نے تلمذ اختیار کیا ہو اور اس کی راہیں معلوم کر چکا ہو۔

اس کی وجہ لکھتے ہیں۔

لان کثیرا من المسائل یجاب عنہ علی عادات اہل الزمان فیما لا یخالف الشریعة (ایضاً)
اس لئے کہ بہت سے مسائل کا جواب اہل زمانہ کی عادات کے لحاظ سے دیا جاتا ہے، جن میں شریعت کی مخالفت کا شائبہ نہ ہو۔

عرف زمانہ کی رعایت:-

عرف زمانہ کی رعایت مفتی وقاضی کے لئے ضروری قرار دی گئی ہے۔

وفی المقنیۃ لیس للمفتی ولا للقاضی ان یحکما علی ظاہر المذہب و یتروک العرف۔ و هذا صریح فیما قلنا ان المفتی لا یفتی بخلاف عرف زمانہ۔ (عقود رسم المفتی ص ۴۰)
تقریب میں ہے کہ مفتی اور قاضی کے لئے یہ درست نہیں ہے کہ عرف زمانہ سے صرف نظر کر کے صرف ظاہر مذہب پر فیصلہ دیں۔

اس سے صراحتاً یہ بھی ثابت ہوا کہ مفتی اپنے عرف زمانہ کے خلاف فتویٰ نہ دے، جیسا کہ ہم نے کہا تھا۔
عرف کی تبدیلی سے مفتی کو واقف ہونا چاہئے۔

فاللمفتی اتباع عرفہ الحادث فی الالفاظ العرفیۃ (ایضاً)
مفتی کو چاہئے کہ وہ رسم و رواج زمانہ کی اپنے الفاظ عرفیہ میں رعایت کرے۔

احوال زمانہ سے واقفیت کی قید اور اس کی وجہ:-

مفتی کے لئے عرف زمانہ اور احوال کے علم کی قید کیوں لگائی گئی ہے، لکھتے ہیں۔

ظہر لک ان جمود المفتی او القاضی علی ظاہر المنقول مع ترک العرف والقرائن

الواضحة والجهل باحوال الناس یلزم منه تضییع حقوق کثیرۃ وظلم خلق کثیرین (ایضاً ص ۴۱)

جو کچھ عرض کیا گیا اس سے آپ پر یہ بات عیاں ہو چکی ہوگی کہ اگر مفتی اور قاضی نے عرف عام اور قرائن

واضح کو ترک کر دیا اور لوگوں کے حالات سے بے خبر رہا اور ظاہر پر ہمارا تو پھر یقین کر لینا چاہئے کہ اس طرح بہت سے حقوق ضائع کرنا اور بہتیرے لوگوں پر ظلم کرنا لازم آئے گا۔
چنانچہ اسی وجہ سے لکھا ہے۔

فلا بد للمفتی من معرفة احوال الناس وقد قالوا من جهل باهل زمانه فهو جاهل (ایضاً)

لہذا مفتی کے لئے لوگوں کے احوال کی معرفت ضروری ہے اور اہل علم کا فیصلہ ہے کہ جس نے اپنے زمانہ کے لوگوں کو نہ جانا وہ جاہل ہے۔

مناقب کردری میں مذکور ہے کہ امام محمد رنگریزوں کے پاس تشریف لے جاتے اور ان کے معاملات کے سلسلہ میں معلومات حاصل کرتے، اور ان میں جو رواج ہوتا اس کا پتہ لگاتے۔

اغلاط سے محفوظ ہونا:-

مفتی کے لئے یہ بھی ضروری قرار دیا گیا ہے کہ اس سے غلطیاں بہت کم واقع ہوں، ورنہ وہ لائق افتاء نہیں ہو سکتا ہے۔
ولا يصير اهلا للفتوى ما لم يصير صوابه اكثر من خطاه لا ان الصواب متى كثر فقد غلب ولا عبرة في المغلوب بمقابلة الغالب فان امور الشرع مبينة على الا عم الا غلب كذا في اللؤلؤ الحبية (عقود رسم المفتی ص ۲۲)

اس وقت تک مسند افتاء پر بیٹھنے کے لائق کوئی مفتی نہیں ہو سکتا، جب تک اس کی درستی اس کی غلطیوں سے بڑھی ہوئی نہ ہو، اس لئے کہ اکثر جواب کی صحت غلبہ کی حیثیت میں ہے اور غالب کے مقابلہ میں مغلوب کا کوئی اعتبار نہیں ہوا کرتا اس لئے کہ شرعی امور کا دار و مدار عموم اور اغلب پر ہی ہے۔

جو کچھ عرض کیا گیا اس سے اتنی بات واضح ہو کر سامنے آگئی ہوگی کہ اہل علم میں اس منصب پر وہی حضرات فائز کئے جائیں، اور فائز ہوں جن میں علمی استعداد اس درجہ کی ہو کہ وہ اس اہم کام (۱) کو حسن و خوبی کے ساتھ سنبھال سکیں، اب تک علمی استعداد پر بحث ہو رہی تھی، دوسرے اوصاف بعد میں آرہے ہیں۔

نااہل مفتی کی تعزیر:-

لیکن اگر کوئی مفتی بننے کا اہل نہیں ہے اور وہ بن گیا ہے تو اس کی تعزیر ضروری ہے، اس سلسلہ میں کوئی رو رعایت نہیں ہونی چاہئے، اس لئے کہ مفتی بظاہر بندوں اور خدا کے درمیان واسطہ ہوتا ہے، اس لئے اگر ایسے اشخاص کو نہیں روکا گیا تو مفاسد کے دروازے کھل جائیں گے اور مخلوق خدا اگر اہی میں مبتلا ہو جائے گی۔

(۱) مفتی کے لئے صرف بالغ ہونے کی شرط ہے جیسا کہ آ رہا ہے کسی مخصوص عمر کی قید نہیں کہ مثلاً وہ اس عمر کا ہو یا بڑھا ہو تو اس کو ترجیح ہوگی، ولا يعتبر السن ولا كثرة العدد الا صغر الواحد قد يوفق للصواب في حادثة مالا يوفق الا كبرو الجماعة الخ (مع من الاحكام ص ۳۰) پھر عبداللہ بن عباسؓ کا واقعہ نقل کیا ہے اظہیر۔

واما غیرہ فیلزمہ اذا تسور هذا المنصب الشريف التعزیر البلیغ والزجرا لشدید الزاجر
ذلک لا مثاله عن هذا الامر الا مر القبیح یؤدی الی المفاصد لا تحصی (عقود رسم المفتی ص ۸)
جو افتاء کے لائق نہ ہو اور اس منصب عظیم پر آدھکے اس کی تعزیر شدت کے ساتھ لازم ہے اور ایسی سختی ایسے
لوگوں کے ساتھ ہونی چاہئے کہ پھر وہ اس طرح کی جرأت نہ کر سکیں، کیونکہ اگر ایسا نہ کیا گیا تو بے انتہا مفاصد کے
دروازے کھل جائیں گے۔

ابن خلدون کی صراحت:-

ابن خلدون نے بھی لکھا ہے کہ دینی حکومت کے فرائض میں یہ بھی داخل ہے کہ وہ منصب افتاء پر اس کے لائق
اور قابل تر آدمی کو تلاش کر کے فائز کرے، اور جو شخص اس کے لائق نہ ہو، اور یہ کام انجام دے رہا ہو، اسے سختی کے ساتھ منع
کر دے۔

اما الفتيا فللخليفة تفحص اهل العلم و التدريس ورد الفتيا الى من هو اهل لها و اعانة على
ذلک و منع من ليس اهل لها و زجره لانها من مصالح المسلمين في اديانهم فتجب عليه مراعاتها
لئلا يتعرض لذلك من ليس له باهل فيضل الناس. (مقدمہ ابن الخلدون ص ۱۲۵)
فتویٰ کے لئے خلیفہ وقت کا فریضہ ہے کہ صاحب درس و تدریس اور ذی علم کی تلاش کرے اور افتاء کا کام ایسے
شخص کے سپرد کر دے جو اس خدمت کے لائق ہو، اور پھر اس کی مدد بھی کی جانی چاہئے، اور جو اہل نہ ہو، اسے روکنا چاہئے
اور سختی کے ساتھ علیحدہ رکھنا چاہئے اس لئے کہ یہ ایک اہم دینی ذمہ داری ہے، اگر عہدہ کی رعایت نہ ہوئی تو نااہل لوگ
آجائیں گے اور لوگوں کو گمراہی میں ڈال دیں گے۔

لائق ترین کی جستجو:-

واقعہ بھی یہی ہے کہ ایسے نااہل کو روک دیا جانا ہی ضروری ہے جو باعث گمراہی ہو، حافظ ابن قیمؒ نے اس سلسلہ
میں اپنے شیخ علامہ ابن تیمیہ کا واقعہ نقل کیا ہے، کہ وہ نااہل کی مسند افتاء پر بیٹھنے سے سخت نکیر کیا کرتے تھے، اور فرماتے تھے
کہ اسے قطعاً اس کی اجازت نہیں ہونی چاہئے، یہ بھی کوئی بات ہے کہ ہر معمولی سے معمولی کام پر احتساب ہو اور اس قدر
اہم کام پر احتساب کی ضرورت محسوس نہ کی جائے۔ (۱) طحاویؒ نے عالمگیری کے حوالہ سے لکھا ہے۔

وعلى ولى الامران يبحث عن من يصلح للفتوى ويمنع من لا يصلح (طحاوی علی الدر

ص ۱۷۵ ج ۳)

گورنر کا فرض ہے کہ وہ فتویٰ کے لائق ترین افراد کو تلاش کرے اور جو اس منصب کے لائق نہ ہو، اسے منع کر دے۔
پیش آمدہ مسائل و واقعات کے حکم بیان کرنے کا نام اصطلاح میں فتویٰ رکھا جاتا ہے۔ اگر خدا نخواستہ کوئی

شخص علوم دینیہ بالخصوص احکام فروع و اصول میں مہارت نہ رکھتا ہو، تو خود سوچئے وہ کس مرض کی دوا بن سکتا ہے علمی استعداد و مہارت کے ساتھ کچھ اور اوصاف ہیں جن کا ایک مفتی میں پایا جانا بے حد ضروری ہے، تاکہ وہ اپنی ذمہ داری حسن و خوبی کے ساتھ ادا کر سکے۔

پانچ خوبیاں :-

امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ جب تک کسی میں پانچ چیزیں نہ ہوں، مسند افتاء کو زینت بخشنے کی جرأت نہ کرے۔ (۱) نیت صالحہ (۲) حلم و وقار (۳) مسائل میں بصیرت اور ان پر ثابت قدمی کی شان (۴) بقدر ضرورت ذرائع معاش (۵) لوگوں کے احوال کی معرفت۔

نیت صالحہ :-

نیت صالحہ تو اس لئے ضروری ہے کہ ہر کام کی جان اور روح دراصل یہی پاک نیت ہے، جب تک نیت میں پاکیزگی اور اخلاص نہ ہو، کام میں برکت نہیں ہو سکتی، اور نہ وہ اللہ تعالیٰ کے یہاں قبول اور قابل اجر ہوگا۔ پھر ایسا جواب نور الہی سے خالی ہوگا اور خصوصی برکت سے محروم، حدیث نبوی ﷺ ہے انما الا اعمال بالنیات۔

حلم و وقار :-

حلم و وقار ہر اہل علم کے لئے از بس ضروری ہے کہ اس سے خود اس کی ذات کی بھی رونق ہے اور اس کے علم و عمل کی بھی، اور مفتی کے لئے خصوصی طور پر اس لئے کہ وہ اپنے منصب پر ایک دینی شعبہ کا ذمہ دار ہے، اور عوام و خواص کے لئے رہنما کی حیثیت رکھتا ہے۔

بصیرت و مہارت :-

علم میں بصیرت اور اپنی بصیرت پر اعتماد اگر نہ ہوگا تو پھر وہ دوسروں کی رہنمائی کیا کر سکے گا۔ اور دوسرے ان کی اس تجویز کردہ اور بتائی ہوئی صورت پر یقین کے ساتھ کس طرح عمل پیرا ہو سکیں گے۔

ذرائع معاش :-

بقدر ضرورت ذرائع معاش کی قید غالباً اس لئے لگائی ہے کہ وہ عوام کی نگاہوں میں ہلکا نہ ہو جائے۔ اور کسی کو اس کی جرأت نہ ہو کہ وہ مفتی کو حرص و لالچ میں ڈالنے کی بات سوچ بھی سکے۔

احوال اہل زمانہ سے واقفیت :-

اسی طرح لوگوں کے احوال سے واقفیت بھی ضروری ہے، جس کی طرف اوپر بھی اشارہ گذر چکا ہے کہ اس واقفیت کی وجہ سے وہ سوالات کو صحیح طور پر سمجھ سکے گا اور پھر صحیح جواب دے سکے گا۔

بلند کرداری اور عفت :-

مفتی کا بلند کردار، عفت مآب، کامل العقل اور صاحب صلاح و تقویٰ ہونا بھی ضروری ہے، صاحب درمختار نے قاضی کی بحث میں جہاں اس کے اوصاف گنائے ہیں مفتی کے لئے بھی ان اوصاف کی نشان دہی کی ہے کہ اس میں مندرجہ ذیل تمام اوصاف و خصائل کا پایا جانا ضروری ہے۔

وینبغي ان يكون موثوقا به في عفافه وعقله وصلاحه وفهمه وعلمه بالسنة والاثر ووجود الفقه والاجتهاد شرط الاولوية لستعذره على انه خلو الزمن عنه عند الاكثر ومثله فيما ذكر المفتي (الدر المختار على رد المحتار باب القضاء ص ۱۷۵ ج ۴)

اور ضروری ہے کہ وہ (قاضی) اپنی پارسائی، عقل و فہم صلاح و تقویٰ، اور سنت و آثار اور فقہ کے علوم میں قابل اعتماد ہو، رہا اجتہاد تو یہ صرف اولویت کی شرط ہے، کیونکہ اکثر علماء کے نزدیک ہر زمانہ میں اس کا پایا جانا دشوار ہے، اور اسی طرح ان تمام اوصاف مذکورہ کا مفتی میں پایا جانا بھی ضروری ہے۔

بردباری اور نرم خوئی :-

ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی لکھا ہے۔

ويعجب ان يكون المفتي حليما رزينا لين القول منبسط الوجه (ايضا)

اور واجب ہے کہ مفتی بردبار، سنجیدہ و متین، شیریں مقال اور خندہ جبین ہو۔

دینداری :-

مفتی کا دیندار اور خدا ترس ہونا بھی ضروری ہے، اس لئے کہ فاسق مسند افتاء کے لائق نہیں ہے، اور نہ اسے اس کا حق حاصل ہے، فقہاء نے صراحت کر دی ہے کہ فاسق نہ مفتی ہو سکتا ہے اور نہ ایسے شخص سے استفادہ ہی درست ہے۔

والفاسق لا يصلح مفتيا لان الفتوى من امور الدين والفاسق لا يقبل قوله في الديانات (الى قوله)

وظاهر مافی التحریر انه لا يحل استفاءه اتفاقا (الدر المختار علی هامش رد المحتار ج ۴ ص ۳۱۸)

فاسق مفتی نہیں ہو سکتا، وجہ یہ ہے کہ فتویٰ دینی امور میں سے ہے اور دیانات میں فاسق کا قول قابل قبول نہیں ہوا کرتا ہے، کتاب التحریر میں جو کچھ ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ فاسق سے مسئلہ دریافت کرنا بالاتفاق درست نہیں ہے۔

حقیقت بھی یہی ہے کہ مسائل شرعیہ میں خشیت الہی اور طاعت خداوندی فیضان الہی کا موجب ہوا کرتی

ہے، (۱) جو لوگ معصیت میں مبتلا ہیں اگر وہ اس کی توقع رکھتے ہیں کہ وہ اپنے اسی حال میں فقہ کے دقائق اور مسئلہ کی روح کو پالیں گے تو یہ ان کا محض خواب و خیال ہے واقعہ سے اسے دور کا بھی لگاؤ نہیں ہے۔

اسلام اور عقل و فہم:-

ساتھ ہی مفتی کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ وہ مسلمان، صاحب عقل و فہم، اور بیدار دماغ ہو، اس پر غفلت اور سہو نسیان کا غلبہ نہ ہو،

ولا خلاف فی اشتراط اسلامه وعقله وشرط بعضهم تیقظہ (ایضاً)
مفتی کے لئے اسلام و عقل کی شرط میں کسی کا اختلاف نہیں، بلکہ بعض علماء نے اس کے لئے بیدار دماغ ہونا بھی شرط قرار دیا ہے۔

دور اندیشی اور بیدار دماغی:-

ابن عابدین شامیؒ لکھتے ہیں کہ اس دور میں تیقظ کی شرط لازم ہے
قلت وھذا الشرط لازم فی زماننا..... والحاصل ان من غفلتہ المفتی یلزم ضرر عظیم فی
ھذا الزمان (رد المحتار ج ۴ ص ۴۱۸)
میں کہتا ہوں کہ بے دماغ ہونے کی شرط ہمارے اس زمانہ میں لازم ہے، کیونکہ مفتی کی غفلت اور بے پرواہی سے اس دور میں بڑا نقصان لازم آئے گا۔

بالغ و عادل:-

مفتی بالغ بھی ہو اور عادل بھی۔

قال فی البحر فشرط المفتی اسلامه وعد التہ والزم منھما بلوغه وعقله فیرد فتویٰ الفاسق
و الکافر وغیرہ المکلف. (طحطاوی علی الدر المختار ج ۳ ص ۱۷۵)
بحر الرائق میں ہے کہ مفتی کے لئے جو شرائط ہیں، ان میں اس کا مسلم ہونا اور عادل ہونا بھی ہے اور ان دونوں
شرطوں سے یہ بھی لازم آتا ہے کہ وہ بالغ و عاقل بھی ہو۔ لہذا فاسق، کافر اور غیر مکلف کا فتویٰ رد کر دیا جائے گا۔
پسندیدہ ضروری اوصاف:-

علامہ طحطاویؒ نے عالمگیری سے نقل کیا ہے کہ مفتی میں مندرجہ ذیل اوصاف بھی ہونے چاہئیں۔
”استفتاء کے کاغذات وہ احترام کے ساتھ لے، اسے پہلے بار بار غور سے پڑھے، تاکہ سوال کی صحیح صورت

(۱) ارشاد نبوی ہے ”ما زھد عبد فی الدنیا الا ابت اللہ الحکمۃ فی قلبہ وانطق بها لسانہ وبصر عیب الدنیا وداءھا ودواءھا
واخرجہ سالماً الی دار السلام رواہ البیہقی فی شعب الایمان“ (مشکوٰۃ کتاب الرقاق ص ۴۴۳)

اس کے سامنے کھل کر اور متعین ہو کر آجائے، کاغذات استفتاء کی بے حرمتی نہ کرے کہ یہ آداب افتاء کے خلاف ہے اگر کبھی جواب میں غلطی واقع ہو جائے تو معلوم ہونے پر اس سے فوراً رجوع کرے، ضد و ہٹ کے ذریعہ اپنی اس غلطی کو صحیح باور کرانے کی فکر نہ کرے، اور رجوع میں ننگ و عار محسوس نہ کرے، فتویٰ کی تحقیق میں تساہل سے کام نہ لے کہ ایسا کرنا مفتی کے لئے حرام ہے غرض فاسد کی وجہ سے حیلوں کو کام میں نہ لائے، جس وقت مزاج میں اعتدال نہ ہو، جواب تحریر نہ کرے، بلکہ صرف اعتدال کے وقت جواب لکھے، جواب لکھنے کے معاملہ میں کسی کی رورعایت ہرگز نہ ہو، جس ترتیب سے اس کے پاس استفتے آئیں اسی ترتیب سے جواب دے اس سلسلہ میں اغنیاء، امراء اور دوست و احباب اور خویش و اقارب کی ایسی رعایت نہ کرے جس سے دوسروں کی حق تلفی ہو۔ اس باب میں چاہئے کہ اس کے یہاں امیر و غریب اور شاہ و گدا، یکساں ہوں اور کسی بھی مستفتی سے کوئی اجرت نہیں قبول کرنی چاہئے کہ یہ اس منصب کے شایان شان نہیں ہے۔“

مسائل پر عبور اور قواعد کا علم:-

ان سب سے بڑھ کر یہ کہ مفتی اپنے امام کے مسائل پر پورا عبور رکھتا ہو اور اس کے قواعد و اسالیب سے اچھی طرح واقف ہو۔

ویشترط ان يحفظ مسائل امامه ويعرف قواعد و اساليبه. (طحطاوی علی الدر المختار ص ۷۵ ج ۳)

اور مفتی کے لئے اس کی بھی شرط ہے کہ اسے اپنے امام کے مسائل ازبر ہوں۔ اور وہ اس کے قواعد اور اسالیب میں مہارت رکھتا ہو۔

بات لمبی ہوتی جا رہی ہے کہنا صرف یہ ہے کہ مفتی کی ذات و صفات کے لئے کچھ شرائط، کچھ فرائض اور کچھ حقوق و آداب ہیں جن کا لحاظ بڑی حد تک مفتی کا فریضہ ہے، یوں ہمارے یہاں یہ مسئلہ مصرح ہے کہ اگر کسی مفتی سے جواب میں تھوڑی بہت غلطی واقع ہو جائے تو اسے افتاء سے فوراً معزول نہیں کر دیا جائے گا۔

وذكر في الملتقط اذا كان صوابه اكثر من خطأه حل له ان يفتي وان لم يكن من اهل الاجتهاد (ایضاً ج ۱ ص ۳۶)

ملتقط میں مذکور ہے کہ اگر مفتی کی درستی اس کی خطا اور غلطی پر غالب ہو تو اس کے لئے فتویٰ دینا درست ہے، گو وہ مجتہدین میں سے نہ ہو۔

دماغی توازن:-

گوچاہئے یہی کہ جن کو مسائل کا استخراج حاصل ہے، یا اس کی دماغی ساخت ہی ٹیڑھی واقع ہو، یا اپنے کسی مرض کی وجہ سے اس فریضہ کو ادا نہ کر سکے تو وہ اس طرح کی ذہنی ہرگز قبول نہ کرے، اس لئے کہ جواب کے لئے جس طرح ظاہری بنیت اچھی ہونی چاہئے، دماغی توازن کا برقرار رہنا بھی بے حد ضروری ہے، حد یہ ہے کہ فقہاء نے لکھا ہے کہ

7

۱۰۰ :- اید، ایتیه

[illegible]

قال اللقيطه ينبغي لمن جعل نفسه مفتيا او قولا شيئا من امور المسلمين وجعل وجهه الناس

جو ضرورت مند تھے ان کے لئے کھانا اور کپڑے کی ضرورت تھی۔

اللہ کے لئے اس سخت ترین اور بدترین آزمائش کو برداشت کرنا ہے۔ اس لئے اللہ

وَأَمَّا الْفُلُ فَأُرْسِلَتْ بِرَحْمَةٍ مِنَّا لِيُبَيِّنَ مَا بَيْنَ أَيْمَانِهِ هَذِهِ وَأَيْمَانِ ذُو الْأُنْثَىٰ هَذِهِ ۚ فَيَقْبِضُوا عَلَىٰ الْأُصْبَاطِ ۚ فَيَرْجِعُونَ إِلَىٰ رَبِّكَ مُسْتَمْسِكِينَ ۚ

سے جس سے کہ

၎င်းတို့သည် နေရာအနှံ့တွင် နေထိုင်ကြသည်။

[illegible][illegible][illegible]

اگر یقین ہے اور اسی کو رائج سمجھتا ہے، تب تو جواب تحریر کرے، یا بتائے، ورنہ اٹکل بچو جواب دینے کی ہرگز جرأت نہ کرے، یا اسی طرح جب خود اسے اعتماد نہ ہو، تو دوسروں کو وہ جواب نہ دے۔

فالمفروض علی المفتی والقاضی التثبت فی الجواب وعدم المجازفة فیہما خوفاً من الافتراء علی اللہ تعالیٰ بتحزیم حلال وصدہ (عقود رسم المفتی ص ۵)

پس مفتی اور قاضی کا فرض ہے کہ جو کچھ جواب دے رہا ہے اس پر وہ پورا یقین رکھتا ہو، اٹکل بچو بات نہ کرتا ہو، تاکہ اس افتراء کا خطرہ باقی نہ رہے کہ کسی حرام کو حلال یا حلال کو حرام قرار دے گا۔

عدم تثبت کی صورت میں کوئی حیرت کی بات نہیں ہے کہ وہ کیا سے کیا لکھ جائے، ہو سکتا ہے حرام کو حلال لکھ جائے یا حلال کو حرام، اس لئے ایسی صورت میں افتاء سے پرہیز ہی ضروری ہے۔

قول رائج پر فتویٰ:-

پھر جواب میں اس قول کو اختیار کرے جو علمائے مذہب کے نزدیک رائج ہو، مرجوح کو ہرگز اختیار نہ کرے مگر یہ کہ کوئی ایسی خاص وجہ ہو، اور دلائل کی روشنی میں یہی رائج نظر آئے۔

ان الواجب علی من اراد ان يعمل لنفسه او یفتی غیره ان یتبع القول الذی رجحه علماء مذهبہ فلا یجوز له العمل او الا فتاء بالمرجوح الا فی بعض المواضع وقد نقلوا الا جماع علی ذلک (ایضاً ص ۳)

جو شخص خود عمل کا ارادہ کرے یا غیر کو حکم بتائے دونوں صورتوں میں اس پر واجب ہے کہ اس قول کی پیروی کرے، جسے علمائے مذہب نے رائج قرار دیا ہے، لہذا مرجوح پر عمل یا فتویٰ دینا درست نہیں ہے، بجز چند خاص مواضع کے فقہاء نے اسی اصل پر اجماع نقل کیا ہے۔
ابن عابدین شامیؒ نے لکھا ہے۔

وکلام القرافی دال علی ان المجتہد والمقلد لا یحل لهما الحکم والافتاء بغیر الراجح لانہ اتباع للہوی وهو حرام اجماعاً (ایضاً)

قرانی کا کلام بتاتا ہے کہ غیر رائج پر فتویٰ دینا، یا فیصلہ کرنا کسی کے لئے بھی جائز نہیں ہے، خواہ وہ مجتہد ہو، یا مقلد، کیونکہ اس وقت خواہش نفس کی پیروی ہوگی جو بالاتفاق حرام ہے۔

مختصر یہ کہ اگر صاحب نظر اور صاحب بصیرت ہے، تو دلائل اور اس کی قوت پر نظر کر کے رائج پہلو پر عمل کرے اور فتویٰ دے، اور اگر مسائل میں بصیرت تامہ حاصل نہیں ہے تو اپنے علماء مذہب کے قول پر عمل کرے۔

اما الحکم والفتیٰ بما هو مرجوح فخلافاً لاجماع (عقود رسم المفتی ص ۳)

صاحب قول کے متعلق معلومات

پھر جس مجتہد کے قول پر فتویٰ دے اس کے متعلق معلوم ہونا چاہئے کہ روایت میں اس کا کیا درجہ ہے
لا بد للمفتی المقلد ان يعلم حال من يفتي بقوله بل معرفته في الرواية ودرجة في
الدراية وطبقة (ايضا)
مفتی مقلد جس کے قول پر فتویٰ دے رہا ہے، اس کے متعلق مفتی کو یہ علم ہونا ضروری ہے کہ روایت و درایت
میں اس کا کیا درجہ ہے اور یہ کس طبقہ میں داخل ہے۔

خواہشات سے اجتناب

ہر حال میں خواہشات نفس، لالچ اور اس طرح کے دوسرے رذائل سے فتویٰ دینے کے وقت مفتی کا بچنا
ضروری ہے اس لئے کہ ان جذبات کی پیروی حرام ہے۔
ويحرم اتباع الهوى والتشهى والميل الى المال الذى هو الداهية الكبرى والمصيبة
العظمى، فان ذلك امر عظيم لا يتجاسر عليه الاكل جاهل شقى. (ايضا ص: ۵)
خواہشات نفس کی پیروی، میلان نفس، اور مال و دنیا طلبی کار حجام حرام ہے جو سب سے بڑی مصیبت اور
سب سے بڑی ہلاکت ہے، یہ ایسا خطرناک اقدام ہے جس کی جسارت جاہل بد بخت کے سوا کوئی دوسرا نہیں کر سکتا ہے۔

ناجائز حیلے

جو حیلے حرام اور مکروہ ہوں مفتی کے لئے ان کا اختیار کرنا درست نہیں ہے، اسی طرح ان رخصتوں کی تلاش میں
پڑنا بھی جن سے غلط طور پر کچھ لوگ استفادہ کے خواہاں ہوں۔
حافظ ابن القيم لکھتے ہیں۔
لا يجوز للمفتي تتبع الحيل المحرمة والمكروهة ولا تتبع الرخص لمن اراد نفعه فان تتبع
ذلك فسق و حرام استفتاء ه (اعلام الموقعين ج: ۲ ص: ۲۵۸)
حرام اور ناجائز حیلوں کی تلاش و جستجو مفتی کیلئے درست نہیں ہے، اسی طرح ایسے شخص کیلئے رخصتوں کی جستجو میں
پڑنا بھی جائز نہیں ہے جو ناجائز نفع اٹھانے کا ارادہ رکھتا ہو، کیونکہ یہ فسق ہے اور اس طرح کا استفتاء حرام ہے۔
طحطای میں ہے:-

ويحرم التساهل في الفتوى واتباع الحيل ان فسدت الاغراض (طحطاوى على الدر
المختار ج: ۳ ص: ۱۷۵)
فتویٰ میں تساہل اور حیلوں کی پیروی جب اغراض فاسدہ کے پیش نظر ہو حرام ہے۔

جائز حیلہ

البتہ وہ شرعی حیلہ جن پر عمل فقہائے امت نے جائز قرار دیا ہے اور اس میں کوئی شرعی مفسدہ نہیں ہے، ان کے ساتھ فتویٰ دینا درست ہے۔ حافظ ابن القیم رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:-

فان حسن قصده في حيلة جائزة لاشبهة فيها ولا مفسدة لتخليص المستفتي بها من حرج جاز ذلك بل استحباب، وقد ارشد الله تعالى نبيه ايوب عليه السلام الى التخلص من الحنث بان ياخذ بيده ضغثا فيضرب به المرأة ضربة واحدة وارشد النبي ﷺ بلالا الى بيع التمر بدرهم ثم يشتري بالدرهم تمرا اخر. ۱۰ عام الموقعين ص ۲۵۶ ج ۲

اگر کوئی جائز حیلہ اچھے ارادہ سے اختیار کرے جس میں نہ کوئی شبہ ہو، نہ مفسدہ بلکہ منشاء مستفتی کو تنگی سے نکالنا ہو تو یہ جائز ہے، بلکہ مستحب، خود اللہ تعالیٰ نے اپنی نبی حضرت ایوب علیہ السلام کی حث (قسم توڑنے کے گناہ) سے بچاؤ کیلئے رہنمائی فرمائی تھی اور بتایا تھا کہ وہ اپنے ہاتھ میں نکلوں کا ایک مٹھالے لیں اور اس سے اپنی اہلیہ کو ایک مرتبہ ماریں، اور نبی کریم ﷺ نے حضرت بلالؓ سے بتایا کہ وہ کھجور دراہم کے بدلے بیچ دیں اور پھر ان دراہم سے دوسری کھجور خرید لیں۔

اب تک جو کچھ بیان کیا گیا ہے اس میں آداب افتاء کا تذکرہ بھی آ گیا، اب سرسری طور پر ایسی چند ضروری چیزوں کا ذکر بھی ضروری ہے جن کا تعلق باب افتاء میں متعلقہ مسائل سے ہے۔

سہل پہلو اور رخصت پر فتویٰ

جو چیزیں بغیر کراہت جائز ہیں، اور شریعت میں ان کے لئے رخصت ہے، مفتی کو چاہئے عوام کے لئے ایسے سہل پہلو کو اختیار کرے اور اس پر فتویٰ دے۔
حضرت شاہ ولی اللہؒ لکھتے ہیں:-

وفي عمدة الاحكام من كشف البزدوى يستحب للمفتي الاخذ بالرخص تيسرا على العوام مثل التوضي بماء الحمام والمسلوة في الاماكن الطاهرة بدون المصلى. الخ (عقد الجيد ص: ۷۳)
كشف البزدوى کے حوالہ سے عمدة الاحكام میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ مفتی کیلئے مستحب ہے کہ عوام کی آسانی کی غرض سے رخصتوں پر فتویٰ دے جیسے حمام کے پانی سے وضو کرنا اور پاک جگہوں میں بغیر جائے نماز کے نماز پڑھنا وغیرہ وغیرہ۔

لیکن جو لوگ محتاط اور خواص ہیں ان کے لئے عزیمت پر ہی عمل بہتر ہے۔

ولا يليق ذلك باهل العزلة بل الاخذ بالاحتياط والعمل بالعزيمة اولي بهم. (ايضا)
یہ رخصت گوشہ نشینوں کے مناسب نہیں بلکہ ان کے لئے بہتر یہ ہے کہ یہ احتیاط کو اختیار کریں اور عزیمت پر عمل کریں۔

مفتی کو یہ بھی چاہیے کہ لوگوں کو ایسی بات کا فتویٰ دے، جو ان کے حق میں زیادہ آسان ہو بالخصوص کمزوروں کے لئے۔ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی تحریر فرماتے ہیں۔

ينبغي للمفتي ان ياخذ باليسر في حق غيره خصوصا في حق الضعفاء لقوله عليه السلام لا بني موسى الاشعري ومعاذ حين بعثهما الى اليمن يسرا ولا تعسرا.

مناسب یہ ہے کہ مفتی ایسا قول اختیار کرے جو دوسروں کے حق میں خصوصا کمزوروں کے حق میں آسان تر ہو، اس وجہ سے کہ آنحضرت ﷺ نے جب حضرت ابوموسیٰ اشعری اور حضرت معاذ بن جبلؓ کو یمن روانہ کیا تو ارشاد فرمایا ”تم دونوں آسانی کرنا اور تنگی نہ کرنا۔“

مفتی کے اختیارات اور فضائل

مفتی مناسب جانے، تو اس کے لئے درست ہے کہ مسائل نے جتنا پوچھا ہے وہ اس سے زیادہ بتادے، ابن القیمؒ لکھتے ہیں۔

يجوز للمفتي ان يجيب السائل باكثر مما سأل عنه وقد ترجم البخاري على ذلك في صحيحه فقال باب من اجاب السائل باكثر مما سأل عنه ثم ذكر حديث ابن عمرؓ (اعلام الموقعين ج: ۲ ص: ۲۳۳)

یہ جائز ہے کہ مفتی مسائل کو اس کے سوال سے زیادہ مسائل بتائے، امام بخاریؒ نے اس عنوان کا ایک باب قائم کیا ”باب اس بات میں کہ سوال کرنے والے کو اس سے زیادہ جواب دے جتنا اس نے پوچھا۔“ پھر اس کے بعد حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی حدیث ذکر کی ہے۔

اگر کوئی جواب ایسا ہو، جس میں اندیشہ ہو کہ مستفتی کا ذہن غلطی کی طرف جاسکتا ہے تو اس پر متنبہ کر دے۔

افتی المفتی للسائل بشئ ینبغی له ان ینبہ علی وجه الاحتراز مما قد ینذهب الیه الوهم منه من خلاف الصواب. (ایضاً ج: ۲ ص: ۳۳)

کسی مسئلہ کا مفتی نے جواب لکھا اور اس میں اندیشہ ہے کہ مسائل کا ذہن درست کی مخالف سمت میں جاسکتا ہے تو مفتی کو چاہئے کہ اس غلطی سے بچنے پر متنبہ کر دے۔

حتی الامکان جو حکم بیان کیا جائے اس کی دلیل کا بیان کر دینا بہتر ہے تاکہ مستفتی کو سکون قلب حاصل ہو جائے ینبغی للمفتی ان یدکر دلیل الحکم وماخذہ ما امکنہ من ذلک (ایضاً)

حتی الامکان مفتی کو چاہئے کہ حکم کی دلیل اور اس کا ماخذ بیان کر دے۔

جواب کافی و شافی ہو، اشکال و تذبذب میں ڈالنے والا نہ ہو، چنانچہ علماء نے لکھا ہے۔

لا يجوز للمفتي تخيير السائل والقاءه في الاشكال والحيرة بل عليه ان يبين بيانا مزیلا

للاشكال كافيا في حصول المقصود. (اعلام الموقعين ج: ۲ ص: ۲۴۱)

یہ درست نہیں ہے کہ مفتی سائل کو اختیار دیدے اور اس طرح اسے مشکلات میں ڈال دے، بلکہ اس کا فریضہ یہ ہے کہ اس طرح مسئلہ کو کھول کر بیان کر دے کہ کوئی اشکال باقی نہ رہ سکے اور وہ جواب مقصود کے لئے کافی دوائی ہو۔ اگر کوئی مسئلہ تفصیل طلب ہو، تو ایسی صورت میں اسے مجمل نہیں بیان کرنا چاہیئے، اعلام الموقعین میں ہے۔

لیس للمفتی ای یطلق الجواب فی مسئلۃ فیہا تفصیل. (ایضاً ج: ۲ ص: ۲۴۵)

تفصیل طلب مسئلہ میں یہ جائز نہیں ہے کہ مفتی اجمالی جواب دے۔

اگر اس کے پاس کوئی قابل وثوق دیندار عالم ہو اور مسئلہ اہم ہو تو اس سے مشورہ کرے۔

وان کان عندہ من یثق بعلمہ و دینہ فینبغی لہ ان یشاورہ. (ایضاً ج: ۲ ص: ۲۷۱)

اگر کوئی قابل وثوق عالم باعمل موجود ہو تو اس سے مشورہ کرے۔

مفتی کو چاہیئے کہ جواب لکھتے وقت اپنا قلب خدا کی طرف پھیر لے اور محتاج محض بن کر خدا کے آگے اپنے کو ڈال دے اور بجز خدا کے۔

و حقیق بالمفتی ان یکثر الدعاء بالحديث الصحيح (ایضاً)

مفتی بکثرت دعاء ماثورہ پڑھتا رہے۔

اور فقہاء نے لکھا ہے کہ مفتی کو چاہیئے کہ وہ جب استفتاء کا جواب لکھ چکے تو اس کے اخیر میں لکھے ”واللہ اعلم“ اللہ زیادہ بہتر جانتا ہے۔ اور عقائد سے متعلق مسئلہ ہو تو لکھے ”واللہ الموفق“ (اللہ تعالیٰ توفیق بخشے والا ہے)

علامہ طحاویؒ لکھتے ہیں:-

ینبغی ان یکتب عقب جوابہ واللہ اعلم وقیل یکتب فی العقائد واللہ الموفق. (طحطاوی

علی الدرج: ۱ ص: ۴۹)

اپنے جواب کے ختم پر ”واللہ اعلم“ لکھنا مناسب ہے اور عقائد سے متعلق مسئلہ ہو تو کہا گیا ہے کہ ”واللہ الموفق“ لکھے۔

استدلال

استدلال کا ذکر فتویٰ میں اس کا حسن و جمال ہے، اس لئے اس کے نقل کرنے میں کوتاہی نہ کرے، ابن القیمؒ

لکھتے ہیں:-

عاب بعض الناس ذکر الاستدلال فی الفتویٰ وهذا العیب اولی بالمعيب بل جمال

الفتویٰ (ایضاً)

بعض لوگوں نے استدلال کو فتویٰ میں معیوب قرار دیا ہے حالانکہ ایسا کہنا خود عیب قرار دینے والے کیلئے معیوب ہے، اس لئے کہ دلیل کا اظہار فتویٰ کا حسن و جمال ہے۔

حوالہ جات

آج کل حوالہ کا طریقہ یہ ہے کہ جس مستند کتاب سے مسئلہ لیا گیا ہے اس کی عبارت نقل کر دے اور اس کے

صفحات و باب کا حوالہ دیدے۔

مستند کتابوں کا حوالہ

اس سلسلہ میں طحاویؒ اور دوسرے علماء صراحت کرتے ہیں کہ سند نہ ہونے کی صورت میں متداول مستند کتاب سے مسئلہ اخذ کیا گیا ہو۔

وطریق نقلہ احد من امرین، اما ان یکون له سند فیہ او یأخذہ کتاب معروف تداولتہ الایدی من کتب الامام محمد بن الحسن ونحوها من التصانیف المشہورۃ لانہ بمنزلۃ الخبر المتواتر او المشہور (طحاوی علی الدر المختار ج: ۱ ص: ۴۹)۔

نقل کے دو طریقے ہیں، ان میں سے کوئی ایک ہو یا مسئلہ میں مسلسل اس کے پاس سند ہو، یا ایسی مشہور و معروف کتاب سے لیا گیا ہو، جو علماء میں مقبول رائج ہو جیسے امام محمدؒ کی تصانیف مشہورہ، یا ان جیسی دوسری کتابیں، اس لئے کہ یہ بھی خبر متواتر و مشہور کے درجہ کی چیز ہے۔

او کوئی شبہ نہیں کہ اس سلسلہ میں آج کل دوسری ہی صورت اسلم اور محکم ہے اور اسی پر موجودہ مفتیوں کا عمل بھی ہے کہ وہ حکم کرنے کے بعد کسی معتمد (۱) کتاب کی عبارت نقل کر دیتے ہیں، اور کوشش کرتے ہیں کہ جس حد تک صریح جزئیہ مل جائے اچھا ہے۔

شامی متاخرین کی کتابوں میں

ہمارے اس دور میں رد المحتار لا بن عابدین شامی سب سے زیادہ مقبول و مشہور کتاب ہے، اس لئے کہ اس میں مستند کتب فقہ کا سارا ذخیرہ پوری خوبی سے یکجا جمع کر دیا گیا ہے، اور یہی وجہ ہے کہ عالم ربانی حضرت مفتی عزیز الرحمن صاحبؒ کے سامنے بیشتر یہی کتاب رہتی تھی۔

صراحت نقل کی جائے

بلکہ بعض علماء نے لکھا ہے کہ جو مسئلہ بیان کیا جائے، اس کا ایسا حوالہ نقل کیا جائے جس میں کوئی جھگڑا نہ ہو اور مفتی کو چاہیے کہ وہ بجائے قواعد و ضوابط سے مسئلہ اخذ کرنے کے صراحت نقل کرے اور اسی سے فتویٰ دے۔ شرح حموی میں ہے۔

(۱) امام محمدؒ کی کتابوں سے نقل در نقل ہوتے ہوئے جو قابل اعتماد کتابیں علماء میں مقبول ہیں ان کا حوالہ بھی درست ہے، اما الاعتماد علی کتب الفقہ الصحیحۃ الموثوق بہا فقد اتفق العلماء فی ہذہ العصر علی جواز الاعتماد علیہا لان الثقة قد حصلت بہا کما تحصل بالروایۃ (معین الحکام ص: ۳۱)۔

البتہ غیر مشہور کتابوں سے فتویٰ دینا درست نہیں ہے علی ہذا تحرم الغریبۃ الی تم تشرحتی تنقظ علیہا الخواطر و یعلم صحیحہ ما فیہا۔ (ایضاً ص: ۳۲)۔

اسی طرح ان کتابوں سے بھی فتویٰ دینا درست نہیں ہے جو نئی تصنیفات میں شمار کی جاتی ہیں اور جن میں معتبر کتابوں کے حوالہ سے مسئلہ نہ اخذ کیا گیا ہے۔ و کذلک الکتاب الحدیثۃ التصریف اذا لم یشہر عز وما فیہا من المنقول الی الکتاب المشہورۃ ان۔ (ایضاً) ظفر

لما ذکر فی الفوائد الزبیدیہ انه لا یحل الافتاء من القواعد والضوابط وانما علی المفتی حکایۃ النقل الصریح کما صرحوا بہ شرح حموی علی الاشباہ والنظائر ص: ۱۲۱)

فوائد زبیدیہ میں مذکور ہے کہ قواعد و ضوابط سے فتویٰ دینا درست نہیں ہے بلکہ مفتی کا فریضہ ہے کہ وہ نقل صریح کی حکایات کرے جیسا کہ فقہاء نے اس کی صراحت کی ہے

مفتی اور قیاس واجتہاد

لیکن یہ طے شدہ بات ہے کہ ہر زمانہ کے مفتی کے سامنے کچھ مسائل ایسے ضرور آتے ہیں جو کتابوں میں صراحتاً مذکور نہیں ہوتے، ایسی حالت میں اس مفتی پر مسئلہ کا اخذ اصول و قواعد سے ضروری ہوتا ہے، کیونکہ اس کے بغیر کام چل ہی نہیں سکتا اس لئے مفتی کے لئے ایسے مواقع میں اس کی اجازت ہر زمانہ میں ہوگی، اور اسی وجہ سے مفتی کے لئے جہاں بہت سارے اوصاف بیان کئے گئے ہیں، یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ وہ اپنے مذہب اور امام کے اصول اور اسالیب سے مناسبت تامہ رکھتا ہو (جیسا کہ پہلے گذر چکا) تاکہ بوقت ضرورت ان نئے مسائل کا جواب فراہم کر سکے، جس کی صراحت امام اور اصحاب امام وغیرہم سے منقول نہ ہو، اور یہی وجہ ہے کہ مفتی کے لئے فقیہ النفس، صاحب حسن تصرف اور سلیم الذہن ہونا بھی شرط قرار دیا گیا ہے۔ طحاوی علی الدر المختار میں ہے۔

وینبغی ان یکون متتہا عن خوارم المروءۃ فقیہ النفس، سلیم الذہن، حسن التصرف۔ (طحاوی ج: ۳ ص: ۱۷۵)

لائق یہ ہے کہ مفتی خوارم مروت سے منزہ ہو، اور ساتھ ہی فقیہ النفس، سلیم الذہن اور حسن تصرف کے اوصاف سے متصف ہو۔

ان اوصاف کا جو حامل ہوگا وہ مقلد ہونے کے باوجود اصول و ضوابط اور کتاب و سنت کی روشنی میں نئے مسائل کا آسانی جواب دے سکے گا، اور تاریخ گواہ ہے کہ اب تک یہی ہوتا آیا ہے۔

مصلحت کو ترجیح

اسی طرح اگر کسی مسئلہ میں دو صحیح اقوال ہوں، تو مفتی اپنی صواب دید اور مصلحت وقت کے پیش نظر کسی بھی قول پر فتویٰ دے سکتا ہے۔ صاحب الاشباہ والنظائر لکھتے ہیں۔

المفتی انما یفتی بما یقع عنده من المصلحة کما فی مہر البزازیة.

(الاشباہ والنظائر ص: ۳۱۸)

مفتی بلاشبہ اس مصلحت پر فتویٰ دیتا ہے جسے وہ مناسب جانتا ہے جیسا کہ فتاویٰ برازیہ کے باب المہر میں ہے اس پر جموی لکھتے ہیں:-

لعل المراد بالمفتی هنا المجتہد اما المقلد فلا یفتی الا بالصحيح سواء کان فیہ المصلحة للمستفتی او لا ویجوز ان یراد به المقلد ان کان فی المسئلة قولان مصححان فانه مخیر فی الفتوی بکل واحد منهما فیختار ما فیہ المصلحة منهما هکذا ظہر لی. (شرح حموی ص: ۳۱۸)

• شاید یہاں مصلحت میں مفتی سے مراد مجتہد ہے، اس لئے کہ جو مقلد ہے وہ تو صرف صحیح نقل پر فتویٰ دے گا، خواہ وہ مستفتی کی مصلحت کے مطابق ہو یا نہ، اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہاں مفتی مقلد ہی مراد ہو اور اس کی صورت یہ ہو کہ اگر کسی مسئلہ میں دو صحیح قول ملتے ہیں، تو اسے اختیار ہے کہ ان دو میں سے جسے مصلحت کے مطابق پائے اس پر فتویٰ دے ایسا ہی میری سمجھ میں آیا۔

قاضی اور مفتی میں فرق

باتیں لکھنے کی بہت ہیں مگر طوالت کے خوف سے نظر انداز کی جاتی ہیں اور یہی وجہ ہے کہ صرف اشارات پر اکتفا کیا گیا ہے، انشاء اللہ جو کچھ سرسری طور پر لکھ دیا گیا ہے وہی کافی ہوگا، اور اندازہ ہوگا کہ افتاء کا کام کس قدر اہم اور ذمہ دارانہ ہے، اصول قضائیں صراحت ہے۔

ولا فرق بین المفتی والقاضی الا ان المفتی مخبر والقاضی ملزم به .

(عقود ص: ۳ و در مختار)

مفتی اور قاضی میں اس کے سوا کچھ فرق نہیں ہے کہ مفتی مسئلہ بتانے والا ہوتا ہے اور قاضی اسے منوانے والا۔

مفتی کا مقام

اس سے معلوم ہوا کہ مفتی اپنی ذمہ داری میں قاضی سے بڑھا ہوا ہے، کم نہیں ہے، اس لئے فقہاء نے جہاں قاضی کے عالم و جاہل ہونے کی بحث کی ہے وہاں اس کی بھی صراحت ہے کہ قاضی مفتی کے فتویٰ پر فیصلہ کر سکتا ہے، اگر اس نے قضاء کی بنیاد پر فتویٰ دیا ہو، اس لئے کہ مفتی کا منصب دراصل دیانت کی بنیاد پر فتویٰ دینا ہے۔

فی ایمان البزازیة المفتی یفتی بالدیانة والقاضی یقضی بالظاہر (الدر المختار علی ہامش رد المحتار ج: ۴ ص: ۴۲۴)

فتاویٰ بزازیہ کی کتاب الایمان میں ہے کہ مفتی دیانت پر فتویٰ دیتا ہے اور قاضی ظاہر حال پر فیصلہ کرتا ہے۔ البتہ مفتی اور قاضی میں یہ فرق ضرور ہے کہ مفتی صرف حکم بتانے کا ذمہ دار ہے، اب مستفتی پر موقوف ہے کہ وہ عمل کرے یا نہ کرے، مفتی اسے مجبور نہیں کر سکتا، پھر سوال کرنے والا جیسا سوال کرے گا مفتی اسی کو پیش نظر رکھ کر جواب لکھ دیگا، یا زبانی بتا دے گا۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ مفتی چونکہ کتنا اور دور اندیش ہو، ایسا نہ ہو کہ مستفتی کے سامنے قبل از وقت صورت مسئلہ بیان کر دے، اور وہ اس کے مطابق سوال ڈھال لائے لیکن ہر حال میں بحث و مباحثہ اور تفتیش و تجسس صرف قاضی کے سر ہے مفتی کے ذمہ نہیں۔

عورت مسند افتاء پر بیٹھ سکتی ہے

اسی وجہ سے فقہاء نے صراحت کی ہے کہ افتاء انخس (گوٹگا) کیلئے بھی درست ہے جس طرح یہ ضروری نہیں

ہے کہ مفتی مردہ ہو، عورت نہ ہو، یا آزاد ہو غلام نہ ہو، اسی طرح یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ وہ بولنے والا ہی ہو، گونگا نہ ہو۔
ردالمحتار میں ہے:-

لاحرية ولا ذكورة ولا نطق فيصح افتاء الاخرس (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار ج: ۴ ص: ۴۱۹)

مفتی ہونے کے لئے نہ آزاد ہونے کی شرط ہے نہ مرد ہونے کی اور نہ صاحب نطق ہونے کی، لہذا گونگے کا فتویٰ دینا درست ہوگا۔

اس کا حاصل یہ ہوا کہ افتاء کے فرائض عورتیں، غلام اور گونگے بھی انجام دے سکتے ہیں، اگر ان میں وہ تمام شرائط و محاسن جمع ہیں جو ایک مفتی کے لئے ضروری ہیں، اور جن کا اجمالی تذکرہ اوپر گذر چکا۔

ہندوستان میں کار افتاء

ہندوستان میں عرصہ ہوا کہ مسلمانی حکومتیں ختم ہو چکیں، اور اسی کے ساتھ جو کچھ بچا کچھا اسلامی نظام رائج تھا وہ بھی جاتا رہا، انگریزوں نے اپنے دور حکومت میں دینی مدارس و مراکز کو جس طرح برباد کیا وہ ایک دل گداز اور لمبی تاریخ ہے، اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا کرے ان علماء کرام کو، جنہوں نے پرائیوٹ طور پر اسلامی نظام کی یادگار کو کسی نہ کسی شکل میں باقی رکھا، خواہ وہ کتابوں اور فتاویٰ کی ہی شکل میں کیوں نہ ہو۔

شاہ عبدالعزیز اور مولانا فرنگی

انگریزی دور حکومت میں جن علماء نے افتاء کے فرائض ذاتی طور پر انجام دیئے ان میں سب سے زیادہ مشہور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ (المتوفی ۱۲۳۹ھ) کا نام نامی ہے جن کے فتاویٰ کا مجموعہ فتاویٰ عزیزیہ کے نام سے چھپا ہوا ہے۔

ان نامی گرامی علماء میں حضرت مولانا عبداللہ فرنگی محلی لکھنؤ (المتوفی ۱۲ھ) کی ذات بھی ہے جن کے فتاویٰ کا ایک عمدہ مجموعہ طبع ہو کر ایک عرصہ سے لوگوں کو فائدہ پہنچا رہا ہے، اور کوئی شبہ نہیں کہ آپ کا مجموعہ فتاویٰ گراں قدر معلومات کا بیش قیمت خزانہ ہے۔

دارالعلوم دیوبند

انگریزی دور حکومت میں جب ۱۸۵۷ء کے بعد انگریز پوری قوت سے اپنے چنگل یہاں جما چکا تھا، حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی (المتوفی ۱۳۹۷ھ) نے اپنے چند ساتھیوں اور عقیدت مندوں کے ساتھ مل کر ۱۵ محرم ۱۳۸۳ھ کو ایک دینی ادارہ کی ”مدرسہ اسلامی عربی“ کے نام سے داغ بیل ڈالی، جس نے تھوڑے ہی دنوں میں دارالعلوم (ایک اسلامی یونیورسٹی) کی حیثیت اختیار کر لی اور اس اسلامی و دینی یونیورسٹی میں جہاں دوسرے شعبہ جات قائم

ہوئے ”دارالافتاء“ کا قیام بھی عمل میں آیا۔

کار افتاء اور دارالعلوم

ابتداء میں استفتاء بانی دارالعلوم حضرت قاسم العلوم نانوتویؒ کی خدمت اقدس میں آتے رہے، اور پھر عالم ربانی حضرت مولانا رشید احمد صاحب ”گنگوہی (المتوفی ۱۳۲۳ھ) کی خدمت بابرکت میں، حجت الاسلام حضرت نانوتویؒ پر چونکہ ولایت غالب تھی اس لئے آپ کی تاکید تھی کہ سوالات عارف باللہ حضرت گنگوہیؒ کی خدمت میں پیش کئے جائیں اس لئے کہ آپ فقیہ انفس عالم باعمل تھے۔

کچھ دنوں امام ربانی حضرت نانوتویؒ نے یہ خدمت افتاء اپنے استاذ زادے حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتویؒ (المتوفی ۱۳۰۲ھ) سے بھی لی، خود امام ربانی خدمت افتاء سے عموماً احتراز فرماتے تھے۔

عرصہ تک دارالعلوم دیوبند میں باضابطہ ”دارالافتاء“ قائم نہ ہو سکا۔ ۱۲۸۳ھ سے ۱۳۰۹ھ تک یہ کام دارالعلوم کے اساتذہ کرام ہی انجام دیتے رہے۔ ۱۳۰۱ھ میں شوریٰ نے ایک تجویز کے ذریعہ اس کام کے لئے حضرت مولانا یعقوب صاحب صدر مدرس کو بڑی حد تک اسباق سے فارغ کر دیا، صرف چند اسباق آپ کے ذمہ رہنے دئے جیسا کہ اس سن کی روئداد صفحہ ۱۰۴ سے ظاہر ہے، گویا حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب صدر مدرس ہونے کے ساتھ ساتھ مفتی بھی تھے۔ ۱۳۰۲ھ میں آپ کا وصال ہو گیا، اس کے بعد یہ کام مختلف لوگوں سے لیا گیا، مگر یہ سب حضرات مدرسین ہی تھے، ۱۳۰۴ھ میں دارالافتاء کی ضرورت قیام کا اشتہار دیدیا گیا۔ اور اس شعبہ کی اہمیت جتنائی گئی نیز اس سلسلہ میں کہا گیا تھا کہ اگر باضابطہ اس کا نظم ہو گیا تو ایک دن جدید عالمگیری کا وجود عمل میں آ سکتا ہے، لیکن ۱۳۰۹ھ تک باضابطہ اس کے قیام کی کوئی صورت پیدا نہ ہو سکی۔

دارالافتاء کا قیام

۲۷ ربیع الاول ۱۳۰۹ھ کو قدوة السالکین حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب دیوبندی میرٹھ مدرسہ سے بلا کر نائب مہتمم کے عہدہ پر فائز کئے گئے، ڈیڑھ سال سے زیادہ آپ اس عہدہ پر برقرار رہے، مگر دوسرے ہی سال اراکین مجلس شوریٰ نے ۷ ذیقعدہ ۱۳۱۰ھ کو سرپرست مدرسہ ہذا حضرت گنگوہیؒ کی خدمت میں لکھا کہ مہتمم مدرسہ کو نائب کی ضرورت نہیں ہے اس لئے تحریر فرمایا جائے کہ مولانا عزیز الرحمن صاحب سے کیا کام لیا جائے پھر خط ختم کر کے اخیر میں یہ بھی لکھا کہ مفتی مقرر نہ ہونے کی وجہ سے مستفتیوں کو جواب دیر میں ملتا ہے، جس سے ان کا حرج^(۱) ہوتا ہے۔ ۹ ذیقعدہ ۱۳۱۰ھ کو حضرت گنگوہیؒ کا یہ جواب موصول ہوا کہ

”بندہ کے نزدیک مولوی عزیز الرحمن صاحب کو اہتمام سے جدا کر کے افتاء مدرسہ واسباق طلبہ دیئے

جاویں اور اعانت مدرسین کی کریں، اور لاریب جواب فتویٰ دیر میں ملنے سے بسبب عدم فرصتی

[illegible][illegible]

۱۔ یہ بھی ہے کہ اس وقت کے مسلمانوں میں ایک اور قسم کی

ای طرح فقیہ اسلامیت امامی تھے اور امام علیؑ کے تلامذہ اور ائمہ علم و ادب کی ایک شاخ ہے۔ آپ کے بیٹے اور بیٹوں کی طرف سے جو چیزیں پھیل رہی ہیں، ان کی اصلاح و ترمیم کے لئے اس شاخ سے رہنمائی ملے گی۔

۱۔ مناجات و دعا و استغاثہ کی حقیرانہ درخواستیں

[illegible]

وہاں پہنچے۔

[illegible][illegible][illegible]

وہی ہے جو ان کے لئے ہے۔

۱- حضرت، سرکارِ شریفینہ تھیں، کشتی - دلفریب کی ہے، اچھا۔

سید جس کے ساتھ ہے اے میرا بیٹا: یہ سچا ہے کہ میں نے اس کی راہ میں کچھ خرچ کیا ہے اور اس کی اصلاح

(۱۰۳) محرمی پر توختی سر از ایستاده جوی

وہ کہتا ہے کہ میں نے اس کو دیکھا ہے، اور اس کی

ترتیب فتاویٰ

۲۳ ربیع الثانی ۱۳۷۴ھ کی مجلس انتظامیہ میں حکیم الاسلام حضرت مولانا محمد طیب صاحب مدظلہ نے اپنی ایک عرض داشت کے ساتھ ترتیب فتاویٰ کی تجویز پیش کی، مجلس کے بیدار داغ اراکین نے بخوشی پہلے عارضی طور پر اس کی منظوری دی اور اس طرح یہ کام ۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۴ھ سے شروع کر دیا گیا۔^(۱) بعد میں اراکین شوریٰ نے مستقل منظوری دی اور یہ کام باقی رکھا گیا لیکن ساتھ ہی یہ بھی طے ہوا کہ فتاویٰ مدلل و مکمل آئیں اور یہ کہ وہ ہر طرح دارالعلوم کے شایان شان ہوں۔

۴ یقعدہ ۱۳۷۶ھ کی مجلس عاملہ نے ایک تجویز کے ذریعہ یہ کام خاکسار کی طرف منتقل کر دیا اور اس طرح وسط یقعدہ ۱۳۷۶ھ سے یہ اہم ذمہ داری خاکسار کو قبول کرنی پڑی، ۱۳۷۸ھ میں آکر سرسری ترتیب کا کام ۱۳۷۶ھ تک مکمل ہو گیا، جو عارف باللہ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب قدس سرہ کے دوران افتاء کا آخری سال ہے۔ مستفتی حضرات کے نام کے اعتبار سے جو نمبرات ڈالے گئے ہیں خاکسار کے زمانہ ترتیب کی تعداد بتیس ہزار چھ سو اٹھائیس ہے، اور خاکسار سے پہلے دو تین سال تک اس کام کو جو دوسرے حضرات^(۲) نے انجام دیا تھا ان کی تعداد کم و بیش پانچ ہزار ہے، دونوں کو ملانے کے بعد یہ تعداد کم و بیش اڑتیس ہزار ہو جاتی ہے اس کا ما حاصل یہ ہوا کہ ۱۳۷۹ھ سے لے کر جب ۱۳۷۶ھ تک محفوظ رجسٹر کے مطابق اڑتیس ہزار افراد نے ”دارالافتاء“ میں سوالات بھیجے اور جوابات حاصل کئے اور یہ صرف درج رجسٹر تعداد ہے ان کے علاوہ کچھ حضرات ایسے بھی ہوں گے کہ غفلت کی وجہ سے ان کے فتاویٰ درج رجسٹر ہونے سے رہ گئے ہوں گے اور درمیان میں کچھ رجسٹر غائب بھی ہیں۔ یہ آپ بھی جانتے ہیں کہ ایک مستفتی کئی کئی سوالات اپنے کاغذ استفتاء میں لکھتے ہیں۔ اگر اوسطاً تین سوالات ہر مستفتی کے مان لئے جائیں تو اس طرح اصل مسائل کی تعداد تین گنی ہو کر سو اڑھ کے لگ بھگ ہو جاتی ہے، اور یہ تعداد صرف پندرہ سولہ سال کی ہے۔ حضرت مفتی صاحب نے اس سے پہلے بھی ایکس بائیس سال خدمت افتاء انجام دی ہے، جس زمانہ کی نقلیں موجود نہیں ہیں اگر اتنی ہی تعداد اس دور کی بھی فرض کر لی جائے اور یقیناً کم و بیش اسی قدر تعداد رہی ہوگی تو اس طرح صرف حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کے فتاویٰ کی تعداد کم و بیش ڈھائی تین لاکھ ہو جاتی ہے۔

ترتیب میں بعض ضروری امور کا لحاظ

درج رجسٹر فتاویٰ میں ایک بڑی مقدار ان فتاویٰ کی ہے جن کی مکمل نقل موجود نہیں ہے صرف یہ لکھ دیا گیا ہے کہ فلاں چیز سے متعلق سوالات آئے جن کے جوابات بھیجے گئے پھر ترتیب کے وقت حسب ہدایت شوریٰ وہ مسائل حذف کر دیئے گئے جو مکرر تھے اس طرح زیر نظر مجموعے میں فتاویٰ کا بڑا حصہ نہ آسکا اور مکررات لانے کا کوئی خاص فائدہ بھی نہ تھا البتہ اگر کسی مسئلہ کی نوعیت میں کوئی نمایاں فرق محسوس کیا گیا ہے اسے دوبارہ بھی لے لیا گیا ہے۔

نقول فتاویٰ تاریخ و درج رجسٹر ہیں، ان میں کوئی ترتیب نہیں ہے مرتب نے باب فصل قائم کیا ہے پہلے بر کتاب الگ کئی گئی، مثلاً ”کتاب الطہارۃ“ ”کتاب الصلوٰۃ“ ”کتاب الزکوٰۃ“ ”کتاب الصوم“ ”کتاب الحج“

۱۔ دیکھئے ریڈرڈ افتاء، نقول احکامات ۱۳۷۴ھ۔ ۲۔ ان میں ہمارے نائب مفتی مولانا جمیل الرحمن صاحب سیوہاروی بھی ہیں آپ نے یک سال خیمہ انجام دی ۱۳۷۴ھ

”کتاب النکاح“ وغیرہ وغیرہ۔ پھر ہر کتاب میں مختلف ابواب قائم کئے گئے جیسے کتاب الطہارت میں ”باب الوضوء“ ”باب الغسل“ ”باب المیاء“ ”باب التیمم“ وغیرہ وغیرہ۔ پھر ہر باب میں تفصیل قائم کی گئیں۔ مثلاً باب الوضوء میں مندرجہ ذیل تفصیل قائم کرنی پڑیں۔ فصل اول فرائض وضو، فصل ثانی سنن وضو، فصل ثالث مستحبات وضو، فصل رابع مکروہات وضو، فصل خامس نواقض وضو۔

اکثر مسائل ایسے تھے جن کا حوالہ درج نہیں تھا، مرتب نے حاشیہ پر ان تمام مسائل کے حوالہ جات نقل کئے اور ہر حوالہ مع نام کتاب و باب و صفحہ نقل کیا، تاکہ رجوع کرنے میں کوئی دقت پیش نہ آئے کچھ مسائل ایسے تھے کہ ان میں حوالجات ڈھونڈ کر نکالے اور مع باب و نمبر صفحہ حاشیہ پر درج کئے اگر جواب میں حدیث کا کوئی جملہ آ گیا ہے تو اسے بھی کتب حدیث میں تلاش کیا، اور حاشیہ پر اس کا حوالہ بھی درج کیا، یہی صورت قرآنی آیات کے سلسلہ میں اختیار کی گئی۔ ناقل کی غلطی سے اگر حوالہ کی عبارت میں کوئی غلطی ہو گئی تھی تو اصل سے ملا کر اس کی تصحیح کا فریضہ بھی انجام دیا گیا ہے اسی طرح اگر کسی تاریخی واقعہ کا ذکر جواب میں آیا ہے تو اس کا حوالہ بھی درج کیا گیا ہے۔

ایمان و عقائد سے متعلق جو جوابات ہیں یا تفسیر و حدیث سے ان کے لئے الگ الگ عنوانات قائم کئے گئے، اسی طرح بدعات و محدثات کو ایک الگ باب میں جمع کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ سوالات کے ساتھ جو پتے تاریخ اور نمبرات تھے حضرت مہتمم صاحب دامت برکاتہم کے مشورے سے اصل کتاب میں وہ سب حذف کر دیئے گئے، کہ ان کی اب قطعاً ضرورت نہیں تھی، مسودے میں البتہ یہ ساری چیزیں رکھی گئی ہیں تاکہ کبھی مقابلہ کی نوبت آئے تو آسانی سے یہ کام انجام پذیر ہو سکے، البتہ اب مکررات کے حذف کے بعد جو مسائل کتاب میں باقی رہ گئے ہیں ان پر مسلسل نمبرات ڈال دیئے گئے تاکہ کتاب میں جتنے مسائل آسکیں ان کی تعداد معلوم ہو سکے۔

یہ پہلی جلد کتاب الطہارت کی ہے، ان میں مسائل کی تعداد سب سے کم ہے۔ اولاً عوام طہارت کے مسائل پوچھتے بھی کم ہیں، اور ان میں کوئی الجھاؤ بھی نہیں ہے، ثانیاً مکررات کی تعداد زیادہ تھی، اور ان میں باہم کوئی خاص فرق بھی نہیں تھا، اس لئے وہ حذف کر دیئے گئے لیکن اگر سارے مسائل من و عن نقل ہو جاتے تو ایسی کئی جلدیں ہو جاتیں، البتہ کتاب الصلوٰۃ میں مکررات کے حذف کے باوجود بھی مسائل کی تعداد بہت زیادہ ہے اور انشاء اللہ وہ جلد کتاب الطہارت سے کئی گنا زیادہ ضخامت کی حامل ہوگی۔

حضرت مفتی صاحب کا طرز افقاء

یہاں یہ بتادینا بھی ضروری ہے کہ حضرت مفتی علام قدس سرہ ایک طرف عارف باللہ صاف باطن تھے، اور دوسری طرف علوم دینیہ فقہیہ میں رسوخ تامہ اور ملکہ راخہ کے مالک تھے، آپ کے دور افقاء کے کم و بیش سوالات مسائل جن کے جوابات آپ کے قلم کے لکھے ہوئے ہیں، انہیں خاکسار نے بار بار بغور پڑھا ہے، اور مختلف نقطہ نظر سے اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ آپ کا انداز فکر سلجھا ہوا، صاف ستھرا، اور پختہ تھا، کہیں کسی مسئلہ میں آپ تذبذب کی راہ اختیار نہیں کرتے، بلکہ مسائل کی تہ تک پہنچ جانے ہیں، اور جو جوابات تحریر فرماتے ہیں وہ ہر پہلو سے ٹھوس اور مکمل ہیں کمال یہ ہے کہ دماغ و حافظہ

کبھی خیانت نہیں کرتا، ذہن جب جاتا ہے تو صحت ہی کی طرف، یہی وجہ ہے کہ جوابات بے جا طول اور تکلیف دہ اختصار سے پاک ہیں، انداز بیان سلیس اور جامع، معمولی پڑھا لکھا آدمی بھی آسانی کی ساتھ آپ کا جواب سمجھ لیتا ہے۔ کسی کو کوئی الجھن پیش نہیں آتی۔

حضرت مفتی صاحب قدس سرہ کا کمال یہ ہے کہ عرف زمانہ سے کبھی صرف نظر نہیں کرتے بلکہ اس پر گہری نظر رکھتے ہیں، اگر کسی مسئلہ کے دو مختلف مفتی بہ پہلو ہیں، تو ایسے موقع پر آپ سہل پہلو کو اختیار کرتے ہیں اور اسی پر فتویٰ دیتے ہیں ایسی صورت ہرگز اختیار نہیں کرتے، جو عوام کے لئے مشکلات پیدا کرنے والی ہو، چنانچہ آپ دیکھیں گے کہ آپ نے کنوئیں کی پاکی کے سلسلہ میں تین سوڈول نکالنے والی صورت پر فتویٰ دیا ہے، اسی طرح غیر ممالک سے تجارت میں بینک کا سود جو مجبوراً ادا کرنا پڑتا ہے اور اس کے بغیر تجارت ممکن نہیں اسے اصل قیمت میں داخل کر کے تجارت کی اجازت مرحمت فرمائی ہے، حرام قرآن و دیگر مسلمانوں کو اس طرح کی تجارت سے محروم نہیں کیا۔

اسی طرح ان کارخانوں میں جن کے اندر عام داخلہ کی اجازت نہیں ہوتی، جمعہ کی نماز کے جواز کا فتویٰ دیتے ہیں، دوسرے لوگوں کی طرح ”اذن عام“ کے پیش نظر عدم جواز کا فتویٰ نہیں دیتے، بلکہ ثابت کرتے ہیں کہ داخلہ ممنوع ہونے کی وجہ دوسری ہے، پھر جب تعداد جمعہ پر عمل ہے تو اذن عام کی شرط کی کوئی خاص اہمیت نہیں رہ جاتی، اور شامی کی لمبی عبارت حوالہ میں درج کرتے ہیں۔

آپ یہ بھی دیکھیں گے کہ سوال پڑھ کر پہلے سائل کی حیثیت ذہن میں قائم کرتے ہیں اور پھر اسی کے مطابق جواب تحریر فرماتے ہیں ایک ہی طرح کے متعدد سوالات میں آپ پڑھیں گے کہ کوئی مختصر ہے جسمیں صرف حکم بیان کر دیا گیا ہے اور کوئی مفصل جس میں پوری علمی بحث ہے اور حدیث و فقہ کے متعدد حوالے، یہ فرق محض اس وجہ سے ہے کہ سائلین کے درجے مختلف ہیں عوام کے لئے حکم بتا دینا ہی کافی ہے، مگر علماء کے لئے دلائل کا فراہم کرنا بھی ضروری ہے۔

اسی طرح فتویٰ ہمیشہ مفتی بہ قول پر دیا کرتے تھے، بڑے سے بڑا عالم بھی اس کے خلاف اپنا رجحان ظاہر کرتا ہے تو اس کی پرواہ نہیں کرتے، جیسے تشہد میں ”اشارہ بالسبابہ“ کا مسئلہ اس میں حضرت مجدد الف ثانیؒ نے مکتوبات میں عدم جواز لکھا ہے، مگر اسے آپ تسلیم نہیں کرتے اور مجدد صاحب قدس سرہ کے قول کی توجیہ کرتے ہیں، یا بعض سوال میں کوئی مستفتی حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کا نام لے کر لکھتا ہے کہ انہوں نے ایسا لکھا ہے، آپ جواب میں تحریر فرماتے ہیں کہ ہم امام ابو حنیفہؒ کے مقلد ہیں، یا اسی طرح تراویح میں ابن الہمامؒ کے رجحان کو کوئی اہمیت نہیں دیتے۔

اگر کوئی کسی حکم کی علت دریافت کرتا ہے اور وہ عوام میں سے ہے تو اسے صرف اتنا لکھ کر خاموش کر دیتے ہیں کہ خدا و رسول کا ایسا ہی حکم ہے (۱) لیکن اگر کوئی عالم پوچھتا ہے تو اسے علمی انداز میں حکم کی روح سمجھانے کی سعی کرتے ہیں۔

یہی حال حوالہ کا ہے کہ اگر وہ عام مشہور مسئلہ ہے یا کوئی عامی شخص پوچھتا ہے تو حوالہ نہیں درج کرتے، ورنہ جگہ

(۱) اسی طرح کے بعض جوابات کے نیچے مرتب نے علت کا اضافہ کر دیا ہے تاکہ ناظرین مستفید ہو سکیں۔ ۱۲ مرتب

جگہ حوالہ بھی درج کرتے ہیں، اکثر آپ کے پیش نظر درمختار اور شامی ہے، مرتب نے بھی اسی وجہ سے بکثرت انہیں کتابوں کا حوالہ دیا ہے کیونکہ اکثر جوابات میں لکھتے ہیں کہ درمختار یا شامی میں ایسا ہے

مرتب کا اعتراف کم علمی

اخیر میں اس قدر عرض کر دینا اور ضروری ہے کہ خاکسار مرتب نے اپنی محنت کی حد تک کوئی کوتاہی نہیں ہونے دی ہے یوں اس کی کم مائیگی ظاہر ہے، حوالہ جات میں حتیٰ الوسع صریح جزئیہ نقل کرنے کی جدوجہد کی گئی ہے، الا ماشاء اللہ مرتب نے بہت کوشش کی کہ اس کے حوالہ جات پر کوئی دوسرا فقہی نظر ڈال لے، تاکہ اگر کہیں کوئی خامی رہ گئی ہو تو اس کی اصلاح ہو جائے۔ مگر افسوس اس وقت یہ کام نہ ہو سکا۔ یوں بعض علماء دارالعلوم نے سرسری طور پر نظر ڈالی ہے۔ بہر حال جو لوگ اس سے استفادہ کریں انہیں اگر کہیں کوئی غلطی نظر آئے تو مرتب فتاویٰ کو اس سے ضرور آگاہ فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح کر دی جائے۔ مرتب بھی بہر حال انسان ہی ہے اس لئے غلطیوں کا امکان ہے۔

اللہ العالمین تو خوب جانتا ہے کہ تیرا یہ حقیر بندہ ان تمام اسلحہ سے خالی ہے جن کی آج کی دنیا میں قدر و قیمت ہے اور سچی بات تو یہ ہے کہ تیری ذات پر اعتماد تو کل کی پونجی کے سوا اس کے پاس کچھ ہے بھی نہیں۔ صرف اسی پونجی کے بھروسہ پر اس نے اتنے اہم کام کی ذمہ داری قبول کی ہے، تیری امداد و اعانت نہ ہوتی تو اس کی اس خدمت میں کوتاہیوں اور خامیوں کے سوا کیا ہوتا۔

رب العالمین! تو نے جب محض اپنے فضل و کرم سے بغیر طلب اتنے عظیم الشان علمی کام پر لگا دیا ہے تو اس عظیم المرتبت فتاویٰ کی جو خدمت خاکسار سے متعلق ہے اسے بھی دارالعلوم جیسے ادارہ کے شایان شان بنادے اگرچہ یہ درست ہے کہ مفتی ایک عارف باللہ بزرگ ہیں اور مرتب ایک سراپا گناہ گار انسان، مگر ذرہ میں آفتاب کی سی چمک تیری قدرت سے بعید نہیں۔

پروردگار عالم! یہ حقیر خدمت قبول فرمالے اور اسے ہمارے لئے زادِ آخرت اور فلاح دارین کا ذریعہ بنادے، آمین یا رب العالمین۔

ربنا تقبل منا انک انت السميع العليم. و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین. والصلوة والسلام علی سید المرسلین و علی آلہ واصحابہ اجمعین.

طالب دعاء

محمد ظفیر الدین غفرلہ۔ پورہ نوڈیہاوی

دارالافتاء دارالعلوم دیوبند

۲۵۔ جب ۱۳۸۱ھ مطابق ۳ جنوری ۱۹۶۲ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد المرسلين
وعلى آله واصحابه اجمعين

كتاب الطهارة

الباب الاول في الوضوء

فصل اول فرائض وضوء

سر کے مسح میں مقدار فرض کیا ہے؟۔

(سوال ۱) سر کے مسح میں مقدار فرض کیا ہے؟ مقدار ربع راس کے، یا مقدار تین انگلی کے۔

(جواب) علامہ شامی (۱) نے لکھا ہے کہ معتبر روایت فرضیت مسح ربع راس کی ہے، کما قال فی شرح قوله ومسح ربع (الرأس) واعلم فی مقدار فرض المسح روايات اشهرها ما فی المتن الثانية مقدار الناصية واختارها القدوری وفي الهداية وهي الربع والتحقيق انها اقل منه الثالثة مقدار ثلاثة اصابع رواها هشام عن الامام الى ان قال والحاصل ان المعتمد رواية الربع وعليها مشى المتأخرون كابن الهمام وتلميذه ابن امير حاج وصاحب النهر والبحر والمقدسي والمصنف والشره نبلا لی وغيرهم (۲)۔

داڑھی گنجان اور ہلکی دونوں کا حکم ایک ہے یا علیحدہ علیحدہ اور داڑھی کے لئے علیحدہ پانی کب لیا جائے گا۔

(سوال ۲) وضو میں داڑھی کے واسطے علیحدہ تین دفعہ پانی لینا کب ضروری ہے، اور کب نہیں، کیا گنجان داڑھی اور ہلکی کا ایک ہی حکم ہے؟

(جواب) درمختار کا یہ مضمون ہے کہ جمیع لمحیہ کا غسل فرض ہے لیکن لنگی ہوئی کا دھونا اور مسح کرنا فرض نہیں بلکہ سنت ہے اور لمحیہ خفیفہ جس میں جلد نظر آوے اس کے ماتحت کا دھونا ضروری ہے۔ (۳) اور جس کا دھونا فرض ہے اس میں تثلیث سنت

(۱) آپ کا نام محمد امین ہے مگر مشہور ”ابن عابدین“ کے ساتھ ہیں، آپ کے حاشیہ کا نام (رد المحتار علی الدر المختار شرح تنویر الاضواء) ہے مگر کلام میں شامی کے نام سے مشہور ہے، حضرت مفتی غلام نے جہاں لکھا ہے کہ شامی میں یہ ہے اس سے مراد یہی رد المختار ہے (۲) (رد المحتار کتاب الطهارة فرائض وضوء ج ۱ ص ۹۲ ط. س. ج ۱ ص ۹۹) کتاب رد المحتار مختلف مطابع میں چھپی ہے، اور ہر ایک کے صفحات الگ ہیں، اسی وجہ سے باب اور فصل کا حوالہ بھی دیا گیا ہے، زیر نظر فتاویٰ میں جس مطبوعہ رد المختار کے صفحات کا حوالہ ہے، وہ دار الخافض عثمانیہ کے ”مطبع عثمانیہ کی چھپی ہوئی ہے، اگر آپ کو صفحات نکالنے ہوں تو مذکورہ مطبع کی چھپی ہوئی ”رد المختار سامنے رکھئے۔ حضرت مفتی اعظم نے بھی بعض جگہ صفحات لکھے ہیں مگر وہ مطبع مجتہبی دہلی کی مطبوعہ نسخہ کے ہیں اس لئے وہاں بھی حاشیہ پر مطبع عثمانیہ کے صفحات نقل کر دیئے گئے، تاکہ ہمواری باقی رہے۔ حوالہ مفتی داکتین۔ طالب دعا محمد ظفر الدین غفرلہ۔

(۳) غسل جمیع اللحية فرض یعنی عملیاً ایضاً الخ ثم لا خلاف ان المسترسل لا یجب غسله ولا مسحہ بل یسن۔ وان الخفیفة التي تری بشورتها یجب غسل ماتحتها الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار فرائض الوضوء ج ۱ ص ۹۳ ط. س. ج ۱ ص ۱۰۰) ظفر۔

(۱) ہے

(داڑھی چونکہ چہرہ میں داخل ہے، اس لئے اسے اسی پانی سے دھویا جائے گا، جو چہرہ کے لئے لیا جائے گا۔ مثلاً پہلی دفعہ دونوں چٹو میں پانی لیں گے اور پورا چہرہ مع داڑھی دھوئیں گے، پھر دوبارہ دونوں چٹو میں پانی لیں گے، اور پورا چہرہ داڑھی سمیت دھوئیں گے، اسی طرح تیسری مرتبہ، داڑھی کے لئے الگ پانی اس وقت لیں گے جب خلال کریں گے، اور وہ بھی ایک مرتبہ (۲) ظفیر)

کیا گھنی داڑھی کے بال وضو میں دھونا فرض ہے؟:-

(سوال ۳) وضو میں گھنی داڑھی کے بالوں کا دھونا فرض ہے، یا مستحب، اور جڑوں میں پانی پہنچانا ضروری ہے یا فقط بالوں کا مسح کر لیا جائے؟

(جواب) درمختار میں ہے غسل جميع اللحية فرض یعنی عملياً ايضاً على المذهب المفتى به المرجوع اليه وما عدا هذه الرواية مرجوع عنه كما في البدائع الخ (در مختار) قوله وما عدا هذه الرواية اي من رواية مسح الكل او الربع او الثلث او ما يلاقى البشرة او غسل الربع او الثلث الخ. شامی (۳)

(اس سے معلوم ہوا کہ کل داڑھی کا دھونا فرض ہے مسح کرنا کافی نہیں، اور گھنی داڑھی ہو تو نیچے جلد تک پانی کا پہنچانا ضروری نہیں ہے۔ البتہ ہلکی ہو تو ضروری ہے، درمختار میں ہے ثم لا خلاف ان المسترسل لا يجب غسله ومسحه بل يسن وان الخفيفة التي تری بشرتها يجب غسل ما تحتها كذا في النهر وفي البرهان يجب غسل بشرة لم يسترها الشعر كحاجب وشارب الخ (۴) قاضی خان میں ہے ولا يجب ايصال الماء الى منابت الشعر الا ان يكون الشعر قليلا يبدو المنابت الخ ظفیر.)

پاؤں کا دھونا فرض ہے شیعوں کا قول صحیح نہیں:-

(سوال ۴) شیعہ کہتے ہیں کہ وضو میں پاؤں کا دھونا نہیں، بلکہ مسح ہے۔ اس کا کیا جواب ہے؟

(جواب) وضو اور تیمم دونوں منصوص حکم ہیں ہر ایک کی تشریح قرآن شریف میں مذکور ہے، اس میں قیاسات عقلیہ کو

(۱) وتكرار الغسل الى الثلث سنة ايضاً لمواظبة عليه الصلوة والسلام عليه الخ (غنية المستملى سنن الوضوء ص ۲۵) ظفیر غنية المستملى یہ ”کبیری“ اور ”شرح منیہ“ کے نام سے مشہور ہے شیخ ابراہیم حلبی کی تصنیف ہے یہ بھی مختلف مطابع میں چھپی ہے، زیر نظر فتاویٰ میں صفحات کا حوالہ فخر المطابع لکھنؤ کے مطبوعہ نسخہ کا ہے ۲ ظفیر۔

(۲) وتحليل اللحية الغير المحرم بعد التلث (در مختار) ای اتلث غسل الوجه امداد الخ روی ابو داؤد عن انس ؓ کان ضلی الله عليه وسلم اذا توضأ اخذ كفا من ماء تحت حنكه فخلل به لحيته وقال بهذا امرني ربي (ردالمحتار كتاب الطهارة، سنن وضوء ص ۲۰۹ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۱۱۷)

(۳) ردالمحتار كتاب الطهارة بحث وضوء جلد اول ص ۹۳ ط. س. ج ۱ ص ۱۰۰ ۱۲۰ ظفیر.

(۴) الدر المختار علی هامش ردالمحتار فرائض الوضوء ص ۹۳ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۱۰۰ ۱۲۰ ظفیر.

گنجائش نہیں۔ (۱)

(لہذا وضو میں پاؤں کا دھونا فرض ہے۔ مسح جوشیعوں کا قول ہے ہرگز درست نہیں ہے ظفیر)

پیر کا دھونا وضو میں فرض ہے:-

(سوال ۵) آیا وضو میں پیر کا مسح فرض ہے اور دھونا سنت ہے۔ یہ ازالۃ الخفاص ۴۵۹ میں ہے۔ یہ صحیح ہے یا نہیں؟
(جواب) وضو میں پیروں کا دھونا فرض ہے اور نص قطعی وارجلکم سے ثابت ہے مسح اس صورت میں ہے کہ پیروں میں موزے پہنے ہوں، بشرائط المذکورۃ فی کتب الفقہ۔ (۲)

ازالۃ الخفاء کو دیکھا گیا اس میں یہ مضمون کہیں نظر نہیں آیا۔ آپ نے جس صفحہ کا حوالہ دیا ہے اس صفحہ تک کتاب مذکور کے دونوں مقصد نہیں پہنچے، کیوں کہ مقصد اول کے کل صفحات ۳۳۶ ہیں اور مقصد ثانی کے کل صفحات ۲۸۴ ہیں۔ شاید آپ نے ترجمہ دیکھا ہو، اصل کتاب جو فارسی میں ہے نہیں دیکھی۔

فصل ثانی سنن وضو

وضو میں دونوں ہاتھ تین مرتبہ دھوئے جائیں:-

(سوال ۶/۱) وضو میں دونوں ہاتھ ایک مرتبہ پہلے دھوتے ہیں، پھر تین مرتبہ پانی بہاتے ہیں۔ درست ہے یا کہ تین ہی مرتبہ پانی بہانا چاہئے اور دھونا نہیں چاہئے۔ یعنی چوتھی مرتبہ ہو گیا کیونکہ تین مرتبہ سے زیادہ منع ہے۔

پانی ہاتھ پر انگلی کی طرف سے بہائے یا کہنی کی طرف سے:-

(سوال ۷/۲) بعض شخص بائیں ہاتھ پر پانی کہنی کی طرف سے بہاتے ہیں یہ درست ہے یا مکروہ، یا بدعت؟

انگلیوں میں خلال کس وقت کرنا چاہئے:-

(سوال ۸/۳) خلال انگلیوں میں وقت ضوء کے کرتے ہیں، وہ دھوتے وقت چاہئے۔ یا بعد دھونے کے؟
(جواب) (۱) تین مرتبہ دھونا چاہئے یہی سنت ہے، باقی ترک کرنے کے لئے ایک بار ہاتھ پھیرنا اس میں کچھ حرج نہیں ہے،

(۱) اذا قمتم الى الصلوة فاغسلوا وجوهكم الآية ففرض الطهارة غسل الاغضاء الثلاثة ومسح الرأس هداية كتابة الطهارة ج ۱ ص ۲۹ وقد ثبت في الصحيحين من رواية عبد الله بن عمر رضي الله عنهما ان رسول الله صلى الله عليه وسلم رأى قوماً توضعوا وعقبا بهم تلوح لهم يمسحها الماء فقال ويل للعقاب من النار الخ وعن عطاء ما علمت ان احداً من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم مسح على القدمين فهذا اجماع من الصحابة على وجوب الغسل وهو يؤيده الا حديث الصحيحة فلا عبرة بمن جاوز المسح على القدمين من الشيعة ومن شذ (غنية المستملی ص ۱۵ و ص ۱۶ ظفیر)

(۲) ارکان الوضوء اربعة الخ غسل الوجه الخ وغسل اليدين الخ والرجلين البا ديتين السليميتين فان المجروحين المستورتين بالخف وظفتهم المسح الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار فرائض الوضوء ص ۸۶ ج ۱ ص ۹۱ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۹۳..... ۹۵..... ۹۸) ظفیر.

- بلکہ اچھا ہے، تاکہ تین مرتبہ پوری طرح پانی بہہ جاوے۔ (۱)
 (۲) درست ہے (۲) (مگر مسنون طریقہ یہ ہے کہ انگلی کی طرف سے دھونا شروع کرے۔ ظفیر)
 (۳) دھوتے وقت کرے یا بعد میں ہر طرح درست ہے۔ (۳) فقط۔

بغیر ناک میں پانی ڈالے ہوئے وضوء درست ہے مگر خلاف سنت :-
 (سوال ۹) وضوء کے اندر اگر کوئی شخص منہ میں پانی یا ناک میں پانی ڈالنا بھول گیا تو وضوء ہوا یا نہیں۔
 (جواب) وضوء ہو گیا مگر ترک سنت ہوا۔ (۴) فقط۔

وضوء اور غسل میں پانی کی مقدار کیا ہے :-
 (سوال ۱۰) وضوء اور غسل کے بارہ میں پانی کی مقدار کے لئے مد اور صاع وغیرہ جو وارد ہے اس سے کمی زیادتی جائز ہے یا نہیں؟
 (جواب) مد اور صاع جو وضوء اور غسل میں وارد ہے وہ تحدید نہیں ہے اس لئے کمی زیادتی جائز ہے۔ (۵) فقط۔

کانسی اور پیتل کی لوٹے سے وضوء جائز ہے :-
 (سوال ۱۱) کانسی یا پیتل کے لوٹے سے وضوء کرنا کیسا ہے؟
 (جواب) درست ہے۔ (۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

- (۱) وتثلث الغسل المستوعب ولا عبرة للغرفات ولو اكتفى بمرة ان اعتاد اثم والا لا ، ولو زاد لطمانية القلب او لقصده الوضوء على الوضوء لا باس به وحديث فقد تعدى محمول على الاعتقاد (درمختار) قوله ولو زاد الخ اشار الى ان الزيادة مثل نقصان في المنع عنها بلا عذر (ردالمحتار كتاب الطهارة سنن الوضوء ج ۱ ص ۱۱۰ ط.س. ج ۱ ص ۱۱۸) اس سے معلوم ہوا کہ بغیر عذر تین مرتبہ سے زیادہ ہاتھ کا دھونا منع ہے ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ ۲ ظفیر۔
 (۲) ومن السنن البدایة عن رؤس الاصابع في اليدين والرجلين كذا في فتح القدير (عالمگیری کشوری فصل ثالث مستحبات وضوء ص ۷ ج ۱) ظفیر۔ (۳) وتخليل اصابع اليدين بالتشبيك والرجلين بخضريده اليسرى (درمختار) وفيه عن الظهيرية ان التخليل انما يكون بعد التثليث لانه سنة التثليث (ردالمحتار كتاب الطهارة سنن وضوء ج ۱ ص ۱۰۹ ط.س. ج ۱ ص ۱۱۷) اس سے معلوم ہوا کہ خلال تین مرتبہ جب دھو چکے تو بعد میں کرے ۲ ظفیر۔
 (۴) وغسل القدم اي استيعابه ولذا عبر بال غسل او للاختصار بمياه ثلثة والا نف ببلوغ الماء المارن بمياه وهما سنتان مؤكدتان الخ والمبالغة فيهما بالغرغرة ومجاوزة المارن لغير الصائم (درمختار) قوله وهما سنتان مؤكدتان فلو تر كهما اثم على الصحيح الخ (ردالمحتار كتاب الطهارة سنن الوضوء ص ۱۰۷ ج ۱ و ج ۱ ص ۱۰۸ ط.س. ج ۱ ص ۱۱۵) ظفیر۔
 (۵) ثم يفيض الماء على كل يد نه ثلاثا مستوعبا من الماء المعهود في الشرع للوضوء والغسل وهو ثمانية ابطال وقيل المقصود عدم الاسراف وفي الجواهر لا اسراف في الماء الجاري لانه غير مضيع (درمختار) وقيل المقصود الا صوب حذف قيل لما في الحلية انه نقل غير واحد اجماع المسلمين على ان ما يجزئ في الوضوء والغسل غير مقدر بمقدار وما في ظاهر الرواية من ان ادنى ما يكفي في الغسل صاع وفي الوضوء مد للحديث المتفق عليه الخ ليس بتقدير لا زم بل هو بيان ادنى القدر المستون اه قال في البحر حتى من اسبع بدون ذلك اجزاء ه وان لم يكفه زاد عليه لان طابع الناس واحوالهم مختلفة كذا في البدائع (ردالمحتار كتاب الطهارة سنن الغسل ص ۱۲۵ ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۱۵۸) ظفیر۔
 (۶) ويكره الاكل في نحاس او صفروالا فضل الخزف (درمختار) وفي الجوهرية اما الآية من غير الفضة والذهب فلا بأس بالاكل والشرب فيها والا تنفعا بها كالحديد والسفر والنحاس والرصاص والخشب والطين اه فتنه (ردالمحتار كتاب الخطر والا باحة ص ۳۰۰ ج ۵ ط.س. ج ۶ ص ۳۴۳) ظفیر۔

کسی مجبوری کی وجہ سے وضو میں کلی نہ کرنا درست ہے:-

(سوال ۱۲) ایک شخص اگر کلی کرتا ہے تو اس کے منہ سے خون نکلتا ہے کچھ عرصہ کے بعد بند ہو جاتا ہے، تب وہ وضو ختم کرتا ہے۔ چونکہ کلی کرنے سے وضو ٹوٹنے کا اندیشہ ہے اس لئے اگر وہ کلی نہ کرے اور نماز پڑھے تو درست ہے یا نہیں؟ (جواب) ایسی حالت میں کلی نہ کرنا درست ہے، بدون کلی کے نماز صحیح ہے۔ (۱) فقط۔

مسواک کس وقت کی جائے:-

(سوال ۱۳) مسواک کس وقت کرنی چاہئے۔ قبل دوپہر یا بعد۔ چونکہ مسواک سے بوزاں ہو جاتی ہے۔ وہ حق تعالیٰ کو پسند ہے۔ (جواب) حنفیہ کے نزدیک رمضان شریف میں بھی ہر ایک وضو میں مسواک مستحب ہے۔ (۲) روزہ میں بعد زوال کے ظہر اور عصر میں بھی مستحب ہے کیونکہ وہ خلوف جو حق تعالیٰ کو پسند ہے بعد مسواک کے بھی رہتا ہے۔ (۳) طریقہ مسح سر:-

(سوال ۱۴) ایک ہاتھ سے مسح کرنا کیسا ہے؟

(جواب) مسح میں طریقہ سنت یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں سے کرے۔ (۴) لیکن اگر ایک ہاتھ سے کرے گا تو مسح ادا ہو جائے گا۔ مگر طریقہ سنت کے موافق نہ ہوگا۔ (۵) فقط۔

مسواک کی مقدار کیا ہے:-

(سوال ۱۵) مسواک کی مقدار کیا ہے؟

(جواب) درمختار میں ہے کہ مسواک کی مقدار میں ایک بالشت ہونا مستحب ہے۔ لیکن ظاہر ہے کہ دراصل اس کی کچھ تحدید نہیں ہے جس قدر بھی کارآمد ہو سکے کافی ہے البتہ علماء نے ابتداءً یک بالشت ہونا پسندیدہ کہا ہے۔ (۶) فقط۔

(۱) وغسل القم الخ بمياه ثلثة والانف بمياه وهما سنتان مؤكدتان (درمختار) فلو تركها اثم على الصحيح سراج قال في الحلية لعله محمود على ما اذا جعل الترك عادة له من غير عذر (ردالمحتار سنن وضو ص ۱۱۳ ط. س. ج ۱ ص ۱۱۳)
(۲) والسواك سنة مؤكدة عند المضمضة وقبل قبلها وهو للوضوء عندنا (درمختار) اى سنة للوضوء (ردالمحتار قبيل مطلب في منافع السواك ص ۱۰۵ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۱۱۳) ظفیر. (۳) ولا باس بالسواك الرطب بالغداة والعشي للصائم لقوله صلى الله عليه وسلم خير خلال الصائم السواك من غير فصل وقال الشافعي يكره بالعشي لما فيه من ازالة الاثر المحمود وهو الخلوف فشابه دم الشهيد قلنا هو اثر العبادة والا ليق به الاخفاء بخلاف دم الشهيد لانه اثر الظلم (هداية باب ما يوجب القضاء ج ۱ ص ۲۰۳) ظفیر. (۴) ومنها مسح كل الرأس مرة والاظهر انه يضع كفيه واصابعه على مقدم راسه ويمدحها الى قفاه على وجه يستوعب جميع الرأس (عالمگیری الفصل الثاني في الوضوء ص ۷ ج ۱)
(۵) ومسح كل رأسه مرة مستوعبة فلو تركه وداوم عليه اثم (درمختار) والاظهر ان يضع كفيه واصابعه على مقدم راسه ويمدحها الى القفا على وجه يستوعب جميع الرأس (ردالمحتار كتاب الطهارة سنن الوضوء ص ۱۱۲ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۱۲۰) ولو كان في كفه بلل فمسح به اجزاه (عالمگیری كشوری ص ۳ ج ۱) ظفیر. (۶) ثم المستحب ان يكون السواك من شجرة الخ وان يكون طول شبر في غلظ الخصر (غنية المستملی ص ۳۲) والسواك الخ وكونه لنا مستويا بلا عقد في غلظ الخصر وطول شبر الخ ولا يزداد على الشبر الخ (درمختار) قوله طول شبر الطاهر انه في ابتداء استعماله فلا يضع نقصه بعد ذلك بالقطع منه لتسوية تامل وهل المراد شبر المستعمل او المعتاد الظاهر الثاني لانه محل الاطلاق غالبا (ردالمحتار كتاب الطهارة سنن الوضوء ج ۱ ص ۱۰۶ و ج ۱ ص ۱۰۷ ط. س. ج ۱ ص ۱۱۲) اس سے معلوم ہوا کہ بالشت سے کم ہو کر بالشت سے زیادہ بھی ہونا چاہئیں واللہ اعلم ۱۲ ظفیر۔

جماعت ہو رہی ہو تب بھی کامل وضو کرے یا سنن چھوڑ دے:-

(سوال ۱۶) جماعت قریب ختم تو فرائض وضو ادا کر کے شریک ہونا بہتر ہے یا تمام سنن کو ادا کر کے تنہا نماز پڑھے۔

(جواب) سنن وضو کا پورا کرنا ضروری ہے اگرچہ جماعت ختم ہو جائے۔ (۱) فقط۔

وضو میں تقاطر کا شرط ہونا:-

(سوال ۱۷) وضو کی صحت کے لئے تقاطر شرط ہے۔ اور یہ مسئلہ ہے کہ اگر لمعہ رہ جاوے تو صرف ترک کرنا کافی ہوتا ہے،

پس اتنے عضو میں تقاطر نہ ہوا اس بنا پر وضو نہ ہونا چاہئے۔ ایسے ہی غسل ہے۔

(جواب) ایک عضو میں نقل بلہ وضو میں درست لکھا ہے۔ اور غسل میں تمام بدن میں نقل بلہ صحیح ہے اور تقاطر کو اس میں

شرط کیا ہے۔ وصح نقل بلة عضو الى عضو اخر فيه بشرط التقاطر. صرح به في فتح القدير قوله الى

عضو اخر الخ مفاده انه لو اتحد العضو صح في الوضوء ايضاً (۲) اور شرط تقاطر سے معلوم ہوا کہ اس میں بھی

تقاطر شرط ہے۔ فقط۔

فصل ثالث مستحبات واداب وضو

وضو کے بعد رومال سے ہاتھ منہ پوچھنا جائز ہے یا نہیں:-

(سوال ۱۸) وضو کر کے رومال سے بدن سکھانا درست ہے یا نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ جب ریش کا پانی زمین پر گرنا

ہے تو فرشتوں کو اٹھانے میں تکلیف ہوتی ہے، یہ کہاں تک صحیح ہے؟

(جواب) اعضائے وضو کو رومال سے پوچھنا مستحب اور آداب میں سے ہے۔ درختار میں ہے ومن الآداب تعاهد

موقیہ و کعبیہ الخ والتمسح بمنديل (۳) الخ اور شامی نے اس میں زیادہ تفصیل کی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ رومال

سے پوچھنا مکروہ نہیں ہے بلکہ جائز ہے، اور منہ کا پوچھنا بھی درست ہے اور ریش کا بھی۔ اور اگر نہ پوچھا جاوے تو اس میں

بھی کچھ حرج نہیں ہے۔ (۴) اور یہ قول کہ ریش کا پانی گرنے سے فرشتوں کو اس کے اٹھانے کی تکلیف ہوتی ہے، بے

اصل ہے۔

ایک ہاتھ سے وضو کرنا درست ہے یا نہیں:-

(سوال ۱۹) ایک ہاتھ سے وضو کرنا درست ہے یا نہیں؟

(۱) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اسبغوا الوضوء رواه مسلم (مشکوٰۃ باب سنن الوضوء فصل اول) ای اتموہ باتیان
جميع فرائضه وسننه او اكملوا واجباته (مرقاۃ ص ۳۱۰ ج ۱) ظفیر.

(۲) ردالمحتار كتاب الطهارة ابحاث الفصل ص ۱۴۷. ط. س. ج ۱ ص ۱۵۴۹. ۱۲. ۱۲. ظفیر.

(۳) الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الطهارة مطلب في التمسح بمنديل ص ۱۲۱ ج ۱. ط. س. ج ۱ ص ۱۳۱.

(۴) ظفیر. (۴) وانما وقع الخلاف في الكراهة ففي الخانية ولا بأس للمتوضي والمغتسل روى عن رسول الله صلى الله عليه

وسلم انه كان يفعلهم ومنهم من كره ذلك ومنهم من كرهه للمتوضي دون المغتسل والصحيح ما قلنا الا انه ينبغي ان لا يبالغ

ولا يسقضي فيبقى اثر الوضوء على اعضائه (ردالمحتار كتاب الطهارة مطلب في التمسح بمنديل ص

۱۲۱ ج ۱. ط. س. ج ۱ ص ۱۳۱) ظفیر.

(جواب) درست ہے مگر خلاف سنت ہے بلا ضرورت ایسا نہ کرنا چاہئے۔ (۱) فقط

گردن کا مسح:-

(سوال ۲۰) گردن پر مسح کرنے کے وقت جو انگلیاں کھینچ لیتے ہیں، یہ فعل کیسا ہے؟

(جواب) گردن کا مسح انگلیوں کی پشت کو کھینچ کر جیسا کہ معروف ہے درست ہے۔ (۲) فقط۔

چہرہ کا دھونا ایک ہاتھ سے ہے یا دونوں ہاتھ سے:-

(سوال ۲۱) شستن وجہ در وضو بدو دست باید یا بیک دست؟

(جواب) شستن وجہ در وضو بدو دست باید، اگر عذر نہ باشد۔ کما یظهر من قوله ومستحب الخ التیا من فی

الیدین والرجلین لا الا ذینین والخ در مختار قوله لا الا ذینین فی مسحهما معاً ان امکنه الخ

شامی قوله التیا من . ای البدء بالیمین الخ شامی . (۳) فقط۔

ہاتھ کا دھونا کس طرف سے شروع کیا جائے:-

(سوال ۲۲) وضو میں انگلیوں سے پانی کہنیوں تک لے جائے یا کہنیوں سے انگلیوں کی طرف گرے؟

(جواب) احادیث سے زیادہ راجح یہ معلوم ہوتا ہے کہ کہنیوں سے انگلیوں کی طرف کو پانی گرے، باقی جائز دونوں طرح

ہے۔ (۴) فقط۔

ہاتھوں کے دھونے میں ابتداء کس طرف سے کی جائے:-

(سوال ۲۳) زید کہتا ہے کہ وضو میں غسل یدین کی ابتداء اصابع سے کرے کہ مرفق کی طرف پانی جائے۔ جیسا کہ قرآن

میں الی المرافق ہے اور عمر کہتا ہے کہ حدیث میں ادرار الماء علی المرفق آیا ہے، لہذا مرفق پر پانے ڈالے کہ

اصابع کی طرف جائے یبدأ من الا صابع آیا ہے یا من المرافق آیا ہے۔

(جواب) دونوں طرح درست ہے لیکن احادیث سے مرفق سے اصابع کی طرف پانی آنا معلوم

(۱) قال ابن عباس دخل علی علی وقد اهرق الماء فدعا بوضو ینحوہ وفیہ ثم تمضمض واستنشر ثم ادخل یدیه فی الاناء

جمیعاً فاخذ بهما حفنة من ماء فغسل بهما علی وجہہ الحدیث (جمع الفوائد صفة الوضوء ص ۳۵ ج ۱) ظفیر .

(۲) ومستحبہ التیا من الخ ومسح الرقبة بظہر یدیه (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ومستحبات وضو ج ۱ ص

۱۱۵ ط.س. ج ۱ ص ۱۲۳..... ۱۲۴) ظفیر . (۳) ردالمحتار کتاب الطہارت مستحبات وضو ص ۱۱۵

ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۱۲۳ قال ابن عباس اتحنون ان اریکم کیف کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتوضاء فدعا باناء فیہ

فاغترف غرفة بیدہ الیمنی فتمضمض واستنشق ثم اخذ احرى فجمع بها یدیه ثم غسل وجہہ الخ (جمع الفوائد صفة

الوضوء ص ۳۶ ج ۱) ظفیر . (۴) کوئی حدیث ایسی نہیں مل سکی مگر فقہاء نے صراحت کی ہے کہ سنت یہ ہے کہ دھونا انگلیوں کے سروں سے شروع کیا

جائے ومن السنن البدایة من رنوس الا صابع فی الیدین والرجلین کذا فی فتح القدیر وھکذا فی المحيط (عالمگیری

کشوری الفصل الثالث فی المستحبات ص ۷ ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۸) والبدء بأعلى الوجه وأطراف الا صابع ومقدم الرأس

وقد منا ان الا خیرین سنة (ردالمحتار کتاب الطہارت مطلب فی تیمم مندوبات الوضوء ط.س. ج ۱ ص ۱۲۴) ظفیر .

ہوتا ہے (۱)

مقدار ماء وضوء :-

(سوال ۲۴) وضوء کے لئے کتنا پانی لینا چاہئے، پانچ سیر پانی لینا جائز ہے یا نہیں؟
(جواب) وضوء ایک مد پانی سے ہو سکتی ہے حدیث شریف میں ایسا ہی آیا ہے، غایت یہ کہ دو ڈیڑھ مد یعنی سوا سیر ڈیڑھ سیر پانی ہو۔ (۲) اور اسراف کرنا وضوء میں مکروہ ہے۔ (۳) فقط۔

فصل رابع نواقض وضوء

انفلات رتخ والے کی نیند ناقض وضوء ہے یا نہیں :-

(سوال ۲۵) اگر کسی کو خروج ریح کا مرض ہو تو اس کے حق میں نوم ناقض وضوء ہے یا نہیں؟
(جواب) انفلات رتخ والے کی نوم ناقض وضوء ہے یا نہیں۔ اس میں دو قول ہیں، شامی نے کہا کہ یہ صحیح ہے کہ ناقض وضوء نہیں۔ (۴) فقط

آنکھ سے پانی گرنا ناقض وضوء ہے یا نہیں :-

(سوال ۲۶) عام کتب فقہ میں مرقوم ہے کہ آنکھ اٹھی ہو، یا اس میں کوئی ضرب لگنے سے مٹی وغیرہ پڑ جانے سے یا آنکھ میں درد پیدا ہو جانے سے، یعنی ہمہ صورتوں میں جب درد پیدا ہونے سے پانی جاوے گا تو وہ نجس ہے اور ناقض وضوء ہے۔ اور حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ کا فتویٰ فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم میں ص ۲۷ پر عدم ناقض وضوء مرقوم ہے۔ آنکھ دکھنے میں جو پانی نکلتا ہے پاک ہے، اگرچہ بعض نے ناپاک کہہ دیا۔ لیکن خلاف تحقیق ہے۔

(جواب) آنکھ دکھنے میں جو پانی نکلتا ہے اس میں تحقیقی قول وہی ہے جو حضرت مولانا رشید احمد صاحب قدس سرہ نے ارقام فرمایا ہے، اس مسئلہ کی بحث در مختار و شامی ج ۱ ص ۱۳۷ میں اس طرح کی ہے کہ صاحب در مختار نے یہ لکھا ہے کہ وہ

(۱) ومن السنن البدایة من رؤس الاصابع في اليدين والرجلين كذا في فتح القدير وهي كذا في المحيط (عالمگیری کشوری مستحبات وضوء ص ۷ ج ۱ ط. ماجدیہ ۱ ص ۸) ایسی حدیث جس میں صراحت ہو کہ مرقی سے انگلی کی طرف پانی بہائے نہیں مل سکتی، ہر ان کے الفاظ اہل الرائق اور اہل العین سے فقہاء کی تائید ہوتی ہے واللہ اعلم ۱۲ ظفیر۔

(۲) عن انس قال كان النبي صلى الله عليه وسلم يتوضأ بالماء ويغسل بالصابون الى خمسة امداد متفق عليه (مشکوٰۃ باب الغسل ص ۴۸، ۴۹) و مكرهه لطم الوجه او غيره بالماء تنزيها والتقيرو الا سراف ومنه الزيادة على الثلث فيه تحريما ولو بماء النهرو المملوك له (الدر المختار) قوله والا سراف اي بان يستعمل منه فوق الحاجة الشرعية الخ وقال في البدائع انه الصحيح حتى لو زاد او نقص واعقدان الثلاث سنة لا يلحقه الوعيد وقد منا انه صريح في عدم كراهة ذلك يعني كراهة تحريم (ردالمحتار كتاب الطهارة مطلب في تعريف المكروه ص ۱۲۲ ج ۱) ظفیر۔

(۳) وينقضه نوم (در مختار) اقول ينبغي ان يكون عينيه ناقضا اتفاقا فيمن فيه انفلات ريح اذا مالا يخلو عنه النائم لو تحقق وجوده لم ينقض فالتوضوء اولي نهر قلت فيه نظرو الا حسن مافي فتاوى ابن السلبی حيث قال سئل عن شخص به انفلات ريح هل ينقض وضوءه بالنوم فاجبت بعدم النقص بناء على ما هو الصحيح من ان النوم نفسه ليس بناقض وانما الناقض ما يخرج وما ذهب الى ان النوم نفسه ناقض لزوم النقص (ردالمحتار نواقض الوضوء ص ۱۳۰ ج ۱ و ص ۱۳۱ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۱۴۱) ظفیر صدیقی۔

پانی نجس اور ناقض وضو ہے عبارت اس کی یہ ہے فد مع من بعینہ رمد او عمش ناقض الخ۔ (۱) اس پر علامہ شامی نے امام ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق یہ نقل کی ہے کہ ایسی صورت میں وضو کا امر استحباباً ہے وجوباً نہیں ہے جیسا کہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے، پس معلوم ہوا کہ وہ پانی ناقض وضو نہیں ہے۔ عبارت شامی کی یہ ہے قولہ ناقض الخ قال فی المنیة وعن محمد رحمہ اللہ اذا کان فی عینہ رمد وتسيل الدموع منها امرہ بالوضوء لوقت کل صلاة لا نی اخاف ان یکون ما یسیرل منها صدید افیکون صاحب العذر اه (۲) اس عبارت سے معلوم ہوا کہ امام ابن ہمام رحمہ اللہ کی تحقیق یہ ہے کہ وہ ناقض وضو نہیں۔ اور یہ موافق قواعد شرعیہ کے ہے یہی راجح ہے۔ (۳) فقط۔

قطرہ باہر نہ نکلے، اندر نظر آئے، تو وضو ٹوٹا یا نہیں۔
(سوال ۲۷) جس شخص کو قطرہ آتا ہے، اگر سوراخ کے اندر قطرہ نظر آتا ہو تو وضو باقی رہے گا یا نہ۔
(جواب) وضو باقی رہے گا، جب تک باہر کی طرف یعنی منہ پر ظاہر نہ ہوگا وضو نہ ٹوٹے گا۔ (۴)

گھٹنا اور دوسرے ستر کے کھلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔
(سوال ۲۸) (۱/۲۸) مشہور ہے کہ گھٹنا کھلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور کون کون عورت کے کھلنے سے وضو ٹوٹتا ہے۔
(۲۹) (۲/۲۸) ستر کے دیکھنے یا ہاتھ لگانے سے وضو ٹوٹتا ہے یا نہ۔
(جواب) یہ مشہور غلط ہے۔ کسی عورت (ستر) کے کھلنے سے وضو نہیں جاتا۔ (۵)
(۲) وضو نہیں ٹوٹتا (۶) فقط۔

کون سی نیند وضو توڑنے والی ہے۔
(سوال ۳۰) مطلق نوم ناقض وضو ہے یا کسی خاص حالت میں؟

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الطہارة نواقض الوضوء ص ۱۳۷ ج ۱ ط. س. ج. ص ۱۴۷..... ۱۴۸. ظفیر.

(۲) رد المحتار کتاب الطہارة نواقض الوضوء ص ۱۳۷ ج ۱ ط. س. ج. ص ۱۴۸. ظفیر.
(۳) قال فی الفتح هذا التعلیل یقتضی انه امر استحباب فان الشک والا حتمال لا یوجب الحکم بالنقض اذا لیقین لا یزول بالشک نعم اذا علم باخیر الا طباء او بعلا مات تغلب ظن المبتلی یجب له الخ وقد استدرک فی البحر علی ما فی الفتح بقوله لكن صرح فی السراج بانه صاحب عذر فیکان للايجاب ويشهد له قول المجتبی ینقض وضو له (رد المحتار نواقض الوضوء ص ۱۳۷ ج ۱ ط. س. ج. ص ۱۴۸) اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ اختلاف کی بنیاد پانی پر ہے کہ وہ مرض کی وجہ سے آ رہا ہے اور وہ پیپ ہے، یا یوگی آ رہا ہے ۱۲ واللہ اعلم محمد ظفیر الدین غفرلہ.

(۴) كما ینقض لوسحسا اخلیلہ بقطنۃ وابتل الطرف الظاهر هذا لو القطنۃ عالیۃ او محاذیۃ وان مسفلة عنه لا ینقض الخ وابتل الطرف الداخل لا ینقض (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الطہارة نواقض الوضوء ج ۱ ص ۳۸ ط. س. ج. ص ۱۴۸) ظفیر. (۵) ستر کھانا نواقض وضو نہیں ہے، اس لئے کسی نے اس جزئیہ کا تذکرہ نہیں کیا ہے ۱۲ ظفیر.
(۶) لا ینقضه مس ذکر لكن یغسل یدہ نذا و امرأة وامرد الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الطہارة نواقض الوضوء ص ۱۳۶ ج ۱ ط. س. ج. ص ۱۴۷) ظفیر.

(جواب) نوم جو ناقض وضو ہے وہ ہے جو لیٹ کر ہو، بیٹھے ہوئے اگر سو جائے۔ یا سجدہ میں تو وضو نہیں ٹوٹتا۔ (۱)

خون تھوک پر غالب ہو تو ناقض وضو ہے۔

(سوال ۳۱) ایک شخص وضو کرتے وقت اگر مسواک کرتا ہے تو منہ وغیرہ دھونے کے بعد تک اس کے دانتوں سے خون آتا رہتا ہے، آیا وضو دوبارہ کرے یا نہ۔

(جواب) ایسی حالت میں وضو دوبارہ کرنا چاہئے۔ (۲)

سرمہ کی تیزی یا اس کی سلائی کی چوٹ سے جو پانی نکلے وہ ناقض وضو نہیں۔

(سوال ۳۲) سرمہ کی تیزی یا سلائی کی چوٹ سے جو پانی آنکھ سے نکلتا ہے وہ ناقض وضو ہے یا نہیں؟

(جواب) ناقض وضو نہیں ہے۔ (۳)

عورت کی چھاتی سے دودھ نکلنا ناقض وضو نہیں۔

(سوال ۳۳) عورت کا دودھ پستان سے نکلنا ناقض وضو ہے یا نہیں؟

(جواب) ناقض وضو نہیں۔ وینقضہ خروج کل خارج نجس منہ۔ (۴) پس جو چیز نجس نہیں خروج اس کا ناقض وضو نہیں۔

جور طوبت باہر نہ آئے وہ ناقض وضو ہے یا نہیں۔

(سوال ۳۴) بواسیر کی پھنسی بعد مواد نکلنے کے مثل داد کے ہو جاویں اور ان کے اندر رطوبت ہو مگر سائل نہ ہو البتہ اٹھتے بیٹھتے کپڑے کو لگتی ہو تو اس صورت میں وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اور کپڑا ناپاک ہوتا ہے یا نہیں؟

(جواب) جور طوبت زخم سے باہر نہ بنے اور سائل نہ ہو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ (۵) کذا فی کتب الفقہ اور کپڑا بھی ناپاک نہیں ہوتا۔ کیونکہ قاعدہ کلیہ فقہاء لکھتے ہیں مالیس بحدث لیس بنجس (۶) پس جو صورت آپ نے تحریر فرمائی

(۱) ینقضہ حکما نوم یزل مسکة ای قوته الماسکة بحیث تزول مقعدته من الارض وهو نوم علی احد جنبیه او ورکیہ او قفاه او وجہہ (درمختار) ان النوم فی الصلوة قائم او قاعد او ساجد الا یكون حدثا سواء غلبه النوم او تعمدہ الخ (ردالمحتار تحت مطلب نوم من بہ انفلات ریح ص ۱۳۱ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۱۴۱) ظفر. (۲) وینقضہ دم مانع من خوف او قم غلب علیہ بزاق حکما للغالب او ساواہ احتیاطا الخ (الدرا المختار علی هامش ردالمحتار باب الوضوء ص ۱۲۸ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۱۳۸ ظفر. (۳) کما لا ینقص لو خرج من اذنه ونحوها کعبہ وثدیہ..... فیح ونحوہ کصدید و ماء سرة وعین لا بوجع. وان خرج به ای بوجع نقض لا نه دلیل الجرح فدمع من بعینہ زمد او عمش ناقض فان استمر صار ذاعنر (درمختار قوله لا بوجع تعقید لعدم النقض بخروج ذلک الخ) (ردالمحتار کتاب الطہارة نواقض وضو ص ۱۳۷ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۱۴۷) ظفر. (۴) الدر المختار علی هامش ردالمحتار مطلب نواقض الوضوء ص ۱۲۳ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۱۲۳ ظفر. (۵) وینقضہ خروج کل خارج نجس منہ الخ الی ما یطهر الخ ثم المراد بالخروج من السبیلین مجرد الظهور وفي غیرهما عین السیلان ولو بالقوة لما قالوا لو مسح الدم کما خرج ولو ترکہ لسال نقض والا لا کما لو سال فی باطن عین او جرح الخ (درمختار) وفي السراج عن الینا بیع الدم السائل علی الجراحة اذا لم يتجاوز وقال بعضهم هو طاهر حتی لو صلی رجل بجنبه واصابه من اکثر من قدر الدرهم جازت صلوته وبهذا اخذا لکرخی وهو الا ظہر الخ (ردالمحتار مطلب نواقض الوضوء ص ۱۳۳ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۱۳۳) ظفر.

(۶) الدر المختار علی هامش ردالمحتار مطلب نواقض الوضوء ج ۱ ص ۱۲۰ ۱۲۱ ظفر

ہے اس میں نہ وضو ٹوٹتا ہے، نہ کپڑا ناپاک ہوتا ہے۔ فقط۔

زخم کے دبنے سے جو مواد نکلے وہ ناقض وضو ہے یا نہیں:-

(سوال ۳۵) زخم ایسے موقع پر ہے کہ نشبت و برخاست سے دیتا ہے جو رطوبت دبنے کی وجہ سے نکلے وہ ناقض وضو ہوگی یا نہ؟ قصد ادا بنانے یا بلا قصد دبنے میں کچھ فرق ہے یا نہ؟

(جواب) دبنے یا دبانے سے اگر رطوبت سا نکله نکلے جو کہ موقع زخم سے باہر بہہ جاوے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے اور اگر نکل کر زخم میں ہی رہے تو وضو نہیں ٹوٹتا۔ الغرض بلا قصد دب جانا یا قصد ادا بنانا برابر ہے۔ اگر خود دب کر بہنے والی رطوبت باہر نکل آوے جو دبا کر نکالی جاوے اور بہے زخم سے باہر تک تو وضو ٹوٹ جاوے گا۔ (۱) فقط۔

نماز جنازہ والے وضو سے فرض نماز:-

(سوال ۳۶) نماز جنازہ جس وضو سے ادا کی جائے اس سے دوسری فرض نمازیں ادا کرنا درست ہے یا نہیں؟ (جواب) جس وضو سے نماز جنازہ ادا کی جاوے اس وضو سے دوسری نماز فرض پڑھ سکتے ہیں۔ (۲) فقط۔

گھٹنا اور ران وضو میں کھل جائے تو وضو ہوگا یا نہیں:-

(سوال ۳۷) اگر وضو میں بلا عذر زانو کھول دے اور ران تک کپڑا رکھے تو وضو ہوگا یا نہیں؟

(جواب) فی الشامی فالرکبة من العورة الخ (۳) پس معلوم ہوا کہ رکبہ عورت ہے ستر اس کا نماز میں ضروری ہے اور وضو میں کھلنا اس کا موجب فساد وضو نہیں ہے کما ہوا ظاہر فقط۔

روئی کی وجہ سے قطرہ پیشاب باہر نہ آئے تو وضو نہیں ٹوٹتا:-

(سوال ۳۸) متوضی نے بخوف قطرہ تحلیل میں پنبہ دیا، بعدہ نماز میں یا خارج صلوٰۃ قطرہ کا نزول مثانہ سے ہوا مگر بیوجہ پنبہ بیروں نہیں نکلا، تو اس صورت میں وضو باطل ہے یا نہیں؟

(جواب) اگر مثانہ سے قطرہ خارج ہوا اور باہر نہیں نکلا اور روئی کے باہر کسے حصہ پر کوئی اثر تری کا نہیں آیا تو وضو نہیں ٹوٹا۔ اور اگر روئی کے بیرونی حصہ پر اثر تری کا آ گیا تو وضو ٹوٹ جاوے گا۔ کذا فی الدر المختار۔ (۴)

(۱) ینقضہ خروج نجس منه الی ما یطهر الخ ثم المراد بالخروج من السبیلین مجرد الظهور اوفی غیر ہما عین السیلان ولو بالقوة لما قالوا لو مسح الدم كلما خرج ولو ترکہ سال نقض والا لا (در مختار) عین السیلان اختلف فی تفسیرہ ففی المحيط عن ابی یوسف ان یعلو او ینحدر وعن محمد اذا انتفخ علی رأس الجرح وصار اکثر من راسہ نقض والصحیح لا ینقض قال فی الفتح بعد نقلہ ذلک وفی الدرایۃ جعل قول محمد اصح ومختار السرخسی الاول وهو اولی اقوال وکذا صحیحہ قاضی خان وغیرہ (ردالمحتار) مطلب نوافض الوضو۔ ط. س. ج ۱ ص ۱۳۲ ظفیر۔

(۲) اس لئے کہ جب وضو بائی ہے، تو اس سے کچھ چاہئے نمازیں پڑھ سکتا ہے وضو شرط ہے۔ ۱۲ ظفیر۔

(۳) ردالمحتار باب شروط الصلوٰۃ مطلب فی ستر العورة ص ۳۷۵ جلد نمبر ۱۔ ط. س. ج ۱ ص ۱۲۰۴ ظفیر۔

(۴) کما ینقض لو حشا احلیہ بقطنہ وابتل الطرف الظاهر الخ وان ابتل الطرف الداخل لا ینقض (الدر المختار علی هامش ردالمحتار) نوافض الوضو ص ۱۳۸ ج ۱۔ ط. س. ج ۱ ص ۱۳۸ معلوم ہوا کہ پیشاب کا مثانہ سے صرف چلنا ناقض وضو نہیں ہے بلکہ عضو سے باہر آنا شرط ہے۔ ۱۲ ظفیر۔

[illegible][illegible][illegible]

جواب :- جو غرض و مقصد ہے۔

قطرہ کا اثر احلیل کی روئی پر:-

(سوال ۴۲) ایک شخص احلیل میں احتیاطاً کئی تیر روئی کی رکھتا ہے اور وہ روئی پیشاب میں تر ہے اگر باہر کی جانب سیلابی معلوم ہو تو وضو ضرور ہے گایا نہیں اور اس روئی میں مقدار درہم کا لحاظ ہو گایا نہیں باعتبار طول و عرض کے۔ (جواب) اگر تری باہر کی سطح پر آ جائے گی تو وضو ٹوٹے گا اور اگر تری باہر نہ آئی تو وضو باقی ہے اور نماز صحیح ہے اور اس میں مقدار درہم کا لحاظ نہیں۔ (۱) فقط۔

بچہ کا حالت نماز میں دودھ پینا:-

(سوال ۴۳) نمبر ۱ نے نماز خواند و پسرش آمدہ در تشہد شیر نوشید۔ ضرورت تجدد نماز و تجدید وضو واجب گردویانہ۔

(۴۴) نمبر ۳ نے وضو نمود فرزندش را شیر نوشانید تجدید وضو واجب گردویانہ۔

(جواب) دریں صورت وضو منقوض نہ شود لعدم خروج الخس۔ و نماز فاسد شود لحصول الارضاع۔ کذا فی الدر المختار قال فی الدر المختار فی مفسدات الصلوة او مص ثديها ثلاثاً الخ وقال فی ردالمحتار و فی المحيط ان خرج اللبن فسدت لانه يكون ارضاعاً والا فلا ولم يقيده بعدد و صححه فی المعراج حلیہ و بحر (۲)

و جواب سوال سوم (۳) ہم ازیں ظاہر شد کہ وضو آن زن منقوض نہ شود۔ لعدم خروج الخس۔ کذا فی کتب الفقہ۔ (۳)

حالت وضو میں عورت پر شہوت سے نظر ڈالنا ناقض وضو نہیں:-

(سوال ۴۵) جو شخص با وضو ہو اور اس کی نظر شہوت سے کسی عورت پر پڑ جاوے اس کا وضو ہے گایا نہیں۔

(جواب) نظر بالشہوت سے اگر خروج ندی وغیرہ نہ ہوا ہو تو وضو نہیں ٹوٹا۔ (۴) فقط۔

اثنائے وضو میں حدث ہو جائے تو از سر نو وضو کرے:-

(سوال ۴۶) ما قولکم رحمکم اللہ فی انه رجل يتوضأ وقد احدث فی اثناء الوضوء مثلاً احدث بعد

غسل اليدين وقبل المسح وغسل الرجلين فهل يجب عليه استيناف الوضوء ام لا؟

(جواب) يجب عليه استيناف الوضوء لان الحدث منافی للطهارة وخروج الريح ناقض للطهارة

(۱) لو عشا احليله بقطنه وابتل الطرف الطاهر هذا لو القطنه عالية او محاذية لاس الا حليل وان منسغله عنه لا ينقض وكذا الحكم في اللبر والفرج الداخل وان ابتل الطرف الداخل لا ينقض ولو سقطت فان رطبة انتقض والا لا (الدر المختار على هامش ردالمحتار نواقض الوضوء ج ۱ ص ۱۳۸ ط. س. ج ۱ ص ۱۳۸) ظفیر. (۲) ردالمحتار باب ما يفسد الصلوة وما يكره فيها جلد اول ص ۵۸۷ ط. س. ج ۱ ص ۲۲۸ ظفیر. (۳) وينقضه خروج كل خارج نجس منه الخ لا ينقض لو خرج من اذنه ونحوها كعينه وتديه وقبح ونحوه كصد يدوماء وسرة وعين (الدر المختار على هامش ردالمحتار نواقض الوضوء ج ۱ ص ۱۳۷ ط. س. ج ۱ ص ۱۳۶) دودھ جس نہیں ہے لہذا اس کا لگنا ناقض وضو نہیں ہوا، واللہ اعلم ۱۲ ظفیر. (۴) لا ينقضه مس ذكر الخ وامرأة وامرؤ الخ. (الدر المختار على هامش ردالمحتار نواقض الوضوء ج ۱ ص ۱۳۶ ط. س. ج ۱ ص ۱۳۷) ظفیر.

الحاصلة فان النواقض كما تنقض الطهارة الكاملة تنقض الطهارة الناقصة ايضاً او نقول ان المتوضى لما غسل اليدين فقد حصل طهارة اليدين وهكذا الى اخره فلما عرض الناقض ابطال ما سبقه من الطهارة فلذا يجب عليه الاستيناف. (۱) فقط۔

مرض کی وجہ سے دوا پر پانی بہا لینا کافی ہے:-

(سوال ۴۷) ایک شخص کے ہاتھ پاؤں پھٹے اس نے موم پگھلا کر لگایا اور وضو کر کے نماز پڑھ لی تو اس کی وضو اور نماز ہوئی یا نہیں؟

(جواب) اس کی وضو اور نماز ہو گئی۔ (۲)

درد کی وجہ سے آنکھ سے پانی آنا ناقض وضو ہے:-

(سوال ۴۸) آنکھوں سے جو پانی درد کے ساتھ برآمد ہو وہ ناقض وضو ہے یا نہیں؟

(جواب) درمختار میں ہے وان خرج به اى بوجع نقض الخ (۳) یعنی درد کے ساتھ آنکھوں سے پانی نکلنا ناقض وضو ہے۔ فقط۔

بعد وضو پانی سے استنجاء پاک کرنے سے وضو کو لوٹا لینا اچھا ہے:-

(سوال ۴۹) بعد وضو اگر یاد آوے کہ چھوٹا یا بڑا استنجاء پاک کرنا ہے تو پاک کرنے کے بعد وضو سابقہ باقی رہ سکتا ہے یا جدید وضو کی ضرورت ہے؟

(جواب) بہتر یہ ہے کہ پھر وضو کرے تاکہ اختلاف سے نکل جاوے۔ (۴) فقط۔

بلغم کے نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا:-

(سوال ۵۰) شخصے از مدت چار سال بعارضہ سرف بہتلاست پس بخروج بلغم کہ بیچ خون در اں نیست وضو شکستہ میشود یا نہ؟

(جواب) از خروج بلغم مذکور وضوئی شکستہ نہ ہو مصرح بہ فی کتب الفقہ۔ (۵) فقط۔

(۱) وسببها الحدث في الحكمية وهو وصف شرعى يحل في الاغضاء يزيل الطهارة (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الطهارة ج ۱ ص ۷۹ ظفیر۔

(۲) فی اعضائه شقاق غسله ان قدره الا مسحہ والا تركه ولو بیده ولا يقدر علی الماء تیمم (درمختار) ولو كان فی رجله فجعل فیہ الدواء یكفیه امرا الماء فوقه ولا یكفیه المسح (رد المحتار كتاب الطهارة فروع فرائض وضو ج ۱ ص ۹۵ ط.س.ج. ص ۱۰۲) کیمری میں صراحت ہے کہ اگر پانی پہنچانا نقصان دہ نہ ہو تو اس طرح پانی بہا لینا کافی نہ ہوگا اور نہ اس طرح وضو جائز ہوگا ہاں اگر پانی پہنچانے میں نقصان ہو تو البتہ جائز ہے و اذا كان برجله شقاق فجعل فیہ الشحم او المرهم ان كان لا یضره ایصال الماء لا یجوز غسله و وضوئہ وان كان یضره یجوز اذا امر الماء علی ظاهر ذالک (غنیة المستملی ص ۲۸ ظفیر۔

(۳) الدر المختار علی هامش رد المحتار نواقض الوضو ج ۱ ص ۱۳۷ ط.س.ج. ص ۱۳۷ ظفیر۔

(۴) لا ینقضه مس ذکر لکن یغسل یدہ ند باو امرأة و امر ذلک یندب للخروج من الخلاف لا سیما للامام الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار نواقض الوضوء مطلب فی ندب مراعاة الخلاف ص ۱۳۶ ج ۱ ط.س.ج. ص ۱۳۷ ظفیر۔

(۵) لا ینقضه فیء من بلغم المعتمد اصلاً (الدر المختار علی هامش رد المحتار نواقض الوضوء ص ۱۲۸ ج ۱ ط.س.ج. ص ۱۳۸ ظفیر۔

جنابت والے وضو سے نماز پڑھنی جائز ہے:-

(سوال ۵۱) غسل جنابت کے لئے جو وضو کیا جاتا ہے اسی وضو سے نماز جائز ہے یا نہیں؟
(جواب) جائز ہے۔ (۱) فقط۔

اشنائے وضو میں حدث ہو جائے تو پھر شروع سے وضو کرے:-

(سوال ۵۲) جس کا وضو نصف یا ثلث تک ہو چکا یا فقط پاؤں دھونا باقی ہے۔ پس اس کو حدث ہوا۔ کیا از سر نو وضو کرنا پڑے گا یا باقی عضو کو دھونا کافی ہوگا؟
(جواب) از سر نو وضو کرنا لازم ہے۔ لان الطهارة فرض بعد الحدث اذا قام الى الصلوة كما قال تعالى يا ايها الذين امنوا اذا قمتم الى الصلوة فاغسلوا الآية ای وانتم محدثون۔ (۲) فقط۔

شک سے وضو نہیں ٹوٹتا:-

(سوال ۵۳) ایک شخص کو بعد وضو کے شک ہوتا ہے کہ ریح نکلی یا نہیں، اور کبھی اس کو خروج ریح کا احساس نہیں ہوتا تو اس کو کیا کرنا چاہئے۔ کیا اس سے وضو ٹوٹ جائے گا؟
(جواب) شک سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ (۲) فقط۔

چارزانوں سونے سے وضو نہیں جاتا:-

(سوال ۵۴) چارزانوں سونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟
(جواب) نہیں ٹوٹتا۔ (۳) فقط۔

حقہ پینے سے وضو نہیں ٹوٹتا:-

(سوال ۵۵) حقہ پینے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟
(جواب) حقہ پینے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ فقط

ستر کے کھلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا:-

(سوال ۵۶) ستر کھلنے سے وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں؟

(۱) عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت كان النبي صلى الله عليه وسلم لا يتوضأ بعد الغسل. وهو التيمم (مشكوة باب الغسل ص ۳۸) لا يتوضأ بعد الغسل ای اكفاء بوضوء الاول في الغسل وهو سنة (مرقاة ص ۳۳۱ ج ۱) ظفیر.
(۲) اذا قمتم الى الصلوة الخ وتقديره وانتم محدثون كذا عن ابن عباس الخ (غنية المستملی ص ۱۴) ظفیر.
(۳) وشك بالحدث او بالعكس اخذ باليقين (الدر المختار علی هامش رد المحتار نوافض الرضوء ج ۱ ص ۱۴۰ ط. س. ج. ص ۱۵۰) ومن شك في الحدث فهو علی وضوئه (عالمگیری كشوری ص ۱۲ ج ۱ ط. ماجدیہ ج ۱ ص ۱۳) ظفیر. (۴) وان نام متربع لا ينقض الوضوء وكذا لو نام متوركا بان ييسط قدميه من جانب و ياصق البتية بالا رض كذا في الخلاصة (عالمگیری كشوری نوافض الرضوء ص ۱۱ ط. ماجدیہ ج ۱ ص ۱۲) ظفیر.

(جواب) نہیں ٹوٹتا۔ (۱) فقط۔

آنکھ کے پانی کا حکم:-

(سوال ۵۷) بہشتی زیور حصہ اول نواقض وضو کے ذیل میں لکھا ہے کہ اگر آنکھیں اٹھی ہوں اور کھٹکتی ہوں تو پانی بہنے اور آنسو نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، اور اگر آنکھیں نہ آئی ہوں، اس میں کچھ کھٹک ہو تو آنسو نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا، آگے چل کر بطور قاعدہ کلیہ درج ہے کہ جس چیز کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے وہ چیز نجس ہوتی ہے، ایسی صورت میں جب بچوں کی آنکھیں دکھتی ہیں اور ان کی آنکھوں کا پانی اکثر ماں وغیرہ کے کپڑوں کو تر کر دیتا ہے، کیا اس کپڑے سے بغیر دھوئے نماز جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) اس مسئلہ میں ایک یہ ہے جو بہشتی زیور میں منقول ہے اور قاعدہ مذکورہ بھی صحیح ہے۔ اور دوسرا قول یہ ہے کہ آنکھیں دکھنے والے کی آنکھ سے جو پانی نکلے وہ ناقض وضو نہیں ہے اور اس صورت میں وہ نجس بھی نہ ہوگا، حسب قاعدہ مذکورہ شامی میں منیہ سے منقول ہے وعن محمد رحمۃ اللہ علیہ اذا كان في عينيه ومداو تسيل الدموع منها امره بالوضوء لوقت كل صلوة لا نى اخاف ان يكون ما يسيل منها صديدا فيكون صاحب العذر ۱۵ قال في الفتح وهذا التعليل يقتضى انه امر استحباب فان الشك و الا احتمال لا يوجب الحكم بالنقض اذا اليقين لا يزول بالشك الخ شامی۔ (۲) پس اس تحقیق کی بناء پر وہ پانی جو دکھتی آنکھ سے نکلے جب تک متغیر نہ ہو مثلاً اس میں سرخی وغیرہ نہ ہو بلکہ صاف پانی ہو تو وہ ناقض وضو نہ ہوگا اور نجس بھی نہ ہوگا۔ فقط۔

چت لیٹنے سے وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں:-

(سوال ۵۸) کیا چت لیٹنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

(جواب) وضو نہیں ٹوٹتا۔ (۲) فقط۔

برہنہ غسل کرنے سے وضو نہیں ٹوٹتا:-

(سوال ۵۹) بعض لوگ کہتے ہیں چھپے ہوئے غسل خانہ میں برہنہ غسل کرنے سے غسل کی وضو ہو سکتی ہے اور بلا چھپے غسل خانہ میں وضو نہیں رہتی یہ صحیح ہے یا نہیں۔

(جواب) وضو دونوں حالت میں باقی رہے گا۔ فقط۔

(۱) ستر کا کھانا نواقض وضو میں داخل نہیں ہے کیونکہ ستر کا چھپانا وضو کے لئے شرط نہیں ہے ۱۲ ظفیر۔

(۲) ردالمحتار نواقض الوضوء ص ۱۳۷ ج ۱ ط۔ س۔ ج۔ ص ۱۳۸۔ ۱۲ ظفیر۔

(۳) وان لا یزیل مسکنه لا ینقض وان تعمدہ فی الصلوۃ او غیرہا الخ او متور کا الخ بان یسقط قدمیہ من جانب و یلصق الیتیہ بالا رض (الدر المختار علی هامش ردالمحتار نواقض الوضوء ج ۱ ص ۱۳۱ ط۔ س۔ ج۔ ص ۱۳۱) وان نام متر بعلا ینقض الوضو و کذا لو نام متور کابان یسقط قدمیہ من جانب و یلصق الیتیہ بالا رض کذا فی الخلاصہ (عالمگیری کشوری نواقض الوضو ج ۱ ص ۱۱ ط۔ ماجدیہ ج ۱ ص ۱۳ ظفیر۔

نابالغ سے لواطت کرے اور انزال نہ ہو تو وضو ٹوٹے گا یا نہیں:-

(سوال ۶۰) علم الفقہ جلد اول ص ۸۸ مصنفہ مولانا عبدالشکور لکھنوی میں ہے۔ ”اگر کسی نابالغ فعل ناجائز یعنی لواطت کر دہنی از و خارج نہ شد از ان وضو نہ شکنند، بشرط یہ کہ آں نابالغ بایں قدر صغیر نباشد کہ وقت دخول مشترک حصہ و خاص حصہ آں بصورت واحد گردد۔ ایں مسئلہ صحیح است یا نہ۔“

(جواب) جواب مسئلہ مذکورہ ہمین است کہ از علم الفقہ نقل کرده شدہ کما فی الدر المختار ولا عند وطی بہیمہ او میتة او صغیرة غیر مشتہاء بان تصیر مغضاة بالوطی وان غابت الحشفة ولا ینتقض الوضوء فلا ینلزم الا غسل الذکر الخ (۱) فقط۔

فضلات آنحضرت ﷺ اور نواقض وضو:-

(سوال ۶۱) زید کہتا ہے کہ فضلات یعنی بول و براز و ریم و خون آنحضرت ﷺ طاہر تھے۔ آپ کے حق میں ناقض و غسل کچھ نہ تھے آپ کا وضو غسل تعلیم الامت تھا۔ عمر اس کے مخالف ہے۔

(جواب) شامی میں منقول ہے صحیح بعض ائمة الشافعية طہارة بولہ صلی اللہ علیہ وسلم و سائر فضلاتہ وبہ قال ابو حنیفہؒ کما نقلہ فی مواہب اللدنیہ عن شرح البخاری للعینی (۲) الخ وایتضا فیہ من نواقض الوضوء عن القہستانی لا نقض من الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام و مقتضاه التعمیم فی کل النواقض لکن نقل ط عن شرح الشفاء لملا علی قاری الا جماع علی انہ صلی اللہ علیہ وسلم فی نواقض الوضوء کالامة الا ماصح من استثناء النوم الخ۔ (۳) ان روایات سے معلوم ہوا کہ رائج قول بول براز و دیگر فضلات آنحضرت ﷺ کے بارہ میں طہارت کا ہے اور نواقض وضو و موجبات غسل میں آنحضرت ﷺ مثل تمام امت کے ہیں اور اس پر اجماع ہے مگر نوم میں کہ نوم سے آپ کا وضو نہ ٹوٹتا تھا اور یہ جملہ انبیاء علیہم السلام کے لئے ہے کہ نوم انبیاء کرام علیہم السلام ناقض وضو نہیں ہے کذا فی الدر المختار۔ (۴) فقط۔

وضو کرتے ہوئے ریح کو دبا لے تو وضو ہو جائے گا:-

(سوال ۶۲) اگر کوئی آدمی وضو کر رہا ہے یا نماز پڑھ رہا ہے اور ہوا نکلنے لگی، اس نے روک لیا، تو وضو باقی رہی اور نماز ہوئی، یا نہیں؟

(جواب) اگر ریح کو روک لیا اور خارج نہ ہونے دیا تو وضو باقی ہے (۵) اور نماز صحیح ہے

(۱) الدر المختار علی هامش رد المختار بابحاث الغسل ص ۱۵۳ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۱۶۶ ۱۲ ظفیر۔
(۲) رد المختار باب الانحسار مطلب فی طہارة بولہ صلی اللہ علیہ وسلم ج ۱ ص ۲۹۳ ط. س. ج ۱ ص ۳۱۸ ظفیر۔
(۳) رد المختار نواقض الوضوء مطلب نوم الانبیاء غیر ناقض ج ۱ ص ۱۳۳ ط. س. ج ۱ ص ۱۳۳ ۱۲ ظفیر۔
(۴) والے لا ینقض کتوم الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام (الدر المختار علی هامش رد المختار نواقض الوضوء مطلب نوم الانبیاء غیر ناقض ص ۱۳۳ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۱۳۳ ظفیر۔ (۵) اس لئے کہ ریح نکل جانا ناقض وضو ہے و خروج ریح (الدر المختار علی هامش رد المختار نواقض الوضوء ج ۱ ص ۱۲۶ ط. س. ج ۱ ص ۱۳۶ ظفیر۔

(۱) در مختار فقط۔

بحالت مراقبہ چارز انوسونا ناقض وضو نہیں:-

(سوال ۶۳) بحالت مراقبہ یا در اذکار اگر استغراق ہو جائے یا غلبہ نوم ہو اور کسی چیز سے سہارا دے کر نہ بیٹھے تو اس صوت میں تجدید وضو کی ضرورت ہوگی یا نہیں؟
(جواب) اس صورت میں تجدید وضو کی ضرورت نہیں۔ (۲) فقط۔

ستر غلیظ کے چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا:-

(سوال ۶۴) عورت غلیظ کوس کرنے سے تجدید وضو کی ضرورت ہے یا اسی وضو سے نماز صحیح ہے۔
(جواب) اس صورت میں تجدید وضو کی ضرورت نہیں ہے اور اسی وضو سے نماز صحیح ہے۔ (۳) فقط۔

رتح سے طہارت ضروری نہیں اس کی وجہ:-

(سوال ۶۵) رتح کے خارج ہونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، بلا طہارت دوبارہ وضو جائز ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے۔
(جواب) استنجاء و طہارت کی ضرورت خروج رتح میں اس وجہ سے نہیں ہے کہ بدن ملوث نجاست سے نہیں ہوتا خروج رتح صرف حکمی نجاست ہے اور اس کو حدث اصغر کہتے ہیں اس میں صرف وضو کافی ہے۔ (۴) فقط۔

اثنائے وضو میں اعضاء کا خشک کرتے جانا کیسا ہے:-

(سوال ۱/۶۶) جو شخص بلا عذر یا بوعذر مرض فالج اپنے ہر ایک عضو کو مکمل طور پر دھو کر قبل اختتام وضو دھلے ہوئے اعضاء کو کسی کپڑے سے پونچھ لیتا ہے اور قبل اختتام وضو اس کے بعض اعضاء خشک ہو جاتے ہیں آیا ایسے شخص کا وضو کامل تصور ہوگا یا ناقص اور ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں، ایسی وضو سے نماز ہوگی یا نہیں؟
اعضائے وضو کا کوئی حصہ خشک رہ جائے تو وضو ہوا یا نہیں:-

(سوال ۲/۶۷) دوران وضو میں اگر کوئی حصہ کسی عضو کا خشک رہ جاوے اور اس پر پانی نہ پہنچے تو وضو یہ درست ہے یا نہیں

(۱) وكذا يكره الخ وعند مد افعة الا خيشن اوا حد هما الريح (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الصلوة ج ۱ ص ۳۵۱ ط. س. ج ۱ ص ۷۸) ظهير. (۲) ولو نام قاعدا يمتايل فسقط فلا نقض به يفتى كذا عس يفهم اكثر ما قيل عنده والعنه لا ينقض كنوم الا نباء (در مختار) قوله كذا عس اي اذا كان غير متمكن الخ وفي الخانية النعاس لا ينقض الوضوء (ردالمحتار نوافض الوضوء مطلب نوم الانبياء غير ناقض ج ۱ ص ۱۳۲ ط. س. ج ۱ ص ۱۳۳) وان نام متربعا لا ينقض الوضوء (عالمگیری مصري نوافض وضوء ج ۱ ص ۱۲ ط. ماجديه ج ۱ ص ۱۲) (۳) لا ينقضه مس ذكر لكن يغسل يده ندبا (الدر المختار على هامش ردالمحتار نوافض الوضوء ج ۱ ص ۱۳۶ ط. س. ج ۱ ص ۱۳۷) ظهير. (۴) وقيل سببها الحدث في الحكمية وهو وصف شرعي يحل في الاغضاء يزيل الطهارة (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الطهارة ج ۱ ص ۷۹ ط. س. ج ۱ ص ۸۵) وينقضه خروج نجس الخ وخروج غير نجس مثل ريح (در مختار) قوله مثل ريح فانها تنفقض لانها متباعدة عن محل النجاسة لان لا عنينها نجسة لان الصحيح ان عينها طاهرة حتى لو لبس سراويل مبتلة او ابتل من البنية البومض الذي تمر به الريح فخرج الريح لا يتنجس الخ (رد المحتار نوافض الوضوء ج ۱ ص ۱۲۶ ط. س. ج ۱ ص ۱۳۳) معلوم ہوا خود ریح نجس نہیں ہے کہ اس کی وجہ سے طہارت کی ضرورت پیش آئے ۱۲ ظفیر.

اور اگر دھلنے اور تر ہو جانے کے بعد خود بخود خشک ہو جائے تو کیا اس پر دوبارہ پانی پہنچانا ضروری ہے یا نہیں؟

(جواب) عذر کی وجہ سے ایسا کرنا جائز با کراہت ہے اور وضو اس کا کامل ہے اور نماز اس سے درست ہے اور بلا عذر ایسا کرنا البتہ خلاف سنت ہے نماز پھر بھی اس وضو سے صحیح ہے (۱) کذا فی الدر المختار۔

(۲) اس صورت میں وضو درست نہیں ہے، ضروری ہے کہ جس حصہ عضو پر پانی نہیں پہنچا اور وہ خشک رہ گیا اس پر پانی بہاؤے پھر وضو صحیح ہو جاوے گا۔ (۲) اور اگر کوئی عضو یا حصہ دھلنے اور تر ہونے کے بعد خشک ہو گیا تو اس سے وضو میں کچھ خلل نہیں آیا وضو صحیح ہے۔ (۳) فقط۔

خروج رتج جس میں آواز اور بد بونہ ہو، اس سے وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں:-

(سوال ۶۸) جس رتج میں آواز اور بد بونہ ہو، وہ وضو کو توڑتی ہے یا نہیں۔ اگر ایسی صورت ہر رکعت میں پیش آئے تو کیا کرنا چاہئے۔ اور ایسے عذر والے کو امامت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) اگر یقین خروج رتج کا ہو، خواہ آواز ہو یا نہ ہو، اور وہ شخص معذور نہ ہو، تو وضو پھر کرنا چاہئے، اور اگر محض شک ہو اور اختلاف سا ہو تو وضو نہیں کیا، نماز صحیح ہے۔ (۴) فقط۔

تہقبہ سے نماز جنازہ ٹوٹنے اور وضو نہ ٹوٹنے کی کیا وجہ ہے:-

(سوال ۶۹) اگر بلا وضو شخص خارج نماز سے تہقبہ مار کر بنے تو وضو نہیں ٹوٹتا۔ اور اگر نماز میں تہقبہ مار کر بنے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے اور نماز جنازہ میں تہقبہ مار کر بنے سے نماز ٹوٹتی ہے وضو نہیں ٹوٹتا۔ اس کی کیا وجہ ہے اور اس میں کیا حکمت ہے۔

(جواب) قیاس عقلی یہ ہے کہ تہقبہ سے وضو بالکل نہ ٹوٹے، لیکن رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہو گیا، کہ آپ نے ایک شخص کو تہقبہ کرنے کی وجہ سے اعادہ وضو و نماز کا حکم فرمایا ہے، اس لئے اس حکم کا ماننا مسلمان پر ضروری ہو گیا، اگرچہ اس کے ناقص فہم میں اس کی حکمت نہ آوے، لیکن چونکہ یہ حکم قیاس ظاہری کے خلاف ہے، اس لئے جس موقع پر وارد ہوا ہے اسی پر رکھا جائے گا، دوسرے مواقع پر نقض وضو کا حکم نہ کیا جائے گا اگرچہ ان میں تہقبہ کرنا بہ نسبت اس کے زیادہ قبیح ہو۔ مثلاً نماز جنازہ میں تہقبہ کرنا یہی قاعدہ ہے اصول کا کہ جو حکم قیاسی نہیں ہو تا اس کو اپنے موقع سے متجاوز نہیں کرتے۔ (۵) فقط۔

(۱) والو لا ۛ غسل المتأخر أو مسحہ قبل جفاف الأول بلا عذر حتی لو فنی ماء فمضى لطلبه لا بأس به (الدر المختار علی هامش ردالمحتار سنن الوضوء ج ۱ ص ۱۱۳ ط. س. ج ۱ ص ۱۲۲) ظفیر۔

(۲) ان بقی من موضع الوضوء قدر رأس ابرة أو لوزق باهل ظفیر طین یا بس اور طب لم یجز (عالمگیری مصری ص ۳ ج ۱ ط. ماجدیہ ج ۱ ص ۳) (۳) ومنها الموالاة وهي التتابع وحده لا ینفج الماء علی العضو قبل ان یغسل ما بعده فی زمان معتدل ولا اعتبار بشدة الحر والریاح ولا شدة البرد یعتبر ایضا استواء حالة المتوضی کذا فی الجوهرۃ النیرہ (عالمگیری فصل ثانی سنن وضو ج ۱ ص ۸ ط. ماجدیہ ج ۸) ظفیر۔ (۴) ینقضه خروج نجس الخ وخروج غیر نجس مثل ریح الخ من دبر الخ ولو خرج ریح من الدبر وهو یعلم انه لم یکن من الا علی فهو اختلاج فلا ینقض (الدر المختار علی هامش ردالمحتار نواقض الوضوء ج ۱ ص ۱۲۲ ط. س. ج ۱ ص ۱۳۳) ظفیر۔ (۵) المعانی الناقضه للوضوء الخ القهقهة فی صلوۃ ذات رکوع وسجود والقیاس انھا لا تنقض الخ وبمثله یتبرک القیاس والا ینرود فی صلوۃ مطلقۃ فیتقصر علیها (هدایہ فصل فی نواقض الوضوء ج ۱ ص ۳۵ ج ۱ ص ۳۶) فلا یتعدی الی صلوۃ الجنائزہ وسجدة التلاوة وصلوۃ الصبی الخ (حاشیہ ہدایہ ج ۱ ص ۳۶) ہدایہ بھی ہندوستان کے مختلف مطابع نے چھاپی ہیں، خاک سار نے نفعات کا حوالہ مطبوعہ یوٹنی سے کیا ہے ۲ ظفیر۔

خون بغیر سیلان ناقض وضو نہیں:-

(سوال ۷۰) داد ہو یا ناسور، یا آبلہ، یا زخم جو کچھ اس میں سے خارج ہوگا اس کی دو حالت ہیں، یا دبایا جاوے یا خود نکلے ہر دو حالت میں اگر قوت سیلان نہیں ہے تو ناقض وضو ہے یا نہیں اور خاص امر استفسار طلب یہ ہے کہ جب قوت سیلان نہیں ہے اور جگہ نہیں چھوڑی جیسے بعض اقسام داد میں رطوبت اوپر رہتی ہے یا گاہے گاہے نکل کر وہیں رہتی ہے، یہ رطوبت اگر خود نکلی ہو تو ناقض وضو ہے یا نہیں۔ اور اگر کسی ہاتھ یا کپڑے کو لگتے جاوے تو وضو ہے یا نہیں اور وہ کپڑا یا ہاتھ نجس ہوگا یا نہ۔

(جواب) مدار نقض وضو سیلان پر ہے اگرچہ بالقوہ ہو کما قالوا لو مسح الدم کلما خرج ولو تر کہہ لسال نقض والا لا الخ (۱) در مختار، اور خارج اور مخرج برابر ہیں یعنی خود نکلنے والا اور دبا کر نکلنے والا برابر ہیں والمخرج والخارج سیان الخ (۲) در مختار۔ پس جب کہ سیلان نہ پایا گیا نہ بالفعل نابلقوہ تو وضو نہ ٹوٹے گی اور وہ رطوبت جو غیر سائل زخم کے منہ پر ہے نجس بھی نہیں ہے۔ لانه ما لیس بحدث لیس بنجس (۳) کما صرح به الفقهاء یعنی جس رطوبت سے وضو نہیں ٹوٹتا وہ ناپاک نہیں ہے، پس زخم کے اوپر کپڑا لگنے سے جو رطوبت کپڑے کو لگ جائے اس سے کپڑا بھی ناپاک نہ ہوگا۔ فقط۔

وضو کا یقین ہونے کی وجہ سے وضو ضروری نہیں:-

(سوال ۷۱) کسی شخص کا وضو ہے وہ کھینے گیا۔ بعد کھیل کے اسے اچھی طرح معلوم نہیں ہے اور خیال نہیں ہے کہ میرا وضو ہے، کیا اس کو دوسرا وضو کرنا چاہئے۔

(جواب) اگر یہ اچھی طرح یاد ہے کہ وضو ہے تو نماز پڑھ لے وضو جدید کی کچھ ضرورت نہیں اور اگر کر لیوے تو اچھا ہے اور ثواب زیادہ ہے۔ (۴)

بستہ خون ناک سے آنے والا ناقض وضو نہیں:-

(سوال ۷۲) اکثر زکام میں، بلغم میں یا فضلہ، ناک میں بستہ خون کا ریشہ آ جاتا ہے، یہ بستہ خون ناقض وضو ہے یا نہیں؟ (جواب) بستہ خون جو ناک وغیرہ سے آوے ناقض وضو نہیں ہے۔ (۵) فقط۔

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار نواقض الوضوء ص ۱۲۵ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۱۳۵ ۱۲ ظفیر.
(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار نواقض الوضوء ص ۱۲۷ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۱۳۶ ۱۲ ظفیر.
(۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار نواقض الوضوء ص ۱۳۰ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۱۳۰ ۱۲ ظفیر.
(۴) ولو ابقن بالطهارة وشک بالحدث او بالعکس اخذ بالیقین ولو تیقنہا وشک فی السابق فهو متطهر (الدر المختار علی هامش ردالمحتار قبیل ابیحات الغسل ص ۱۲۹ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۱۵۰) ظفیر.
(۵) وما العلق النازل من الرأس فغير ناقض (الدر المختار علی هامش ردالمحتار مطلب نواقض الوضوء ص ۱۲۷ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۱۳۷) الرجل اذا استتشر فخرج من انفه علی قدر العذمة لا ینقض الوضوء کذا فی الخلاصة عالمگیری مصری نواقض الوضوء ج ۱ ص ۱۱ ط. ماجدیہ ج ۱ ص ۱۱ ظفیر.

وضوء جنازہ سے وقتی فرض نماز پڑھ سکتے ہیں:-

(سوال ۷۳) خفی جنازہ کی نماز کے لئے وضو کرے تو اس سے فرض وقتی یا قضاء پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟
(جواب) جنازہ کی نماز کے لئے جو وضو کیا جاوے اس سے فرض وقتی وقضاء نماز پڑھنا (۱) درست ہے۔

برہنہ غسل کرنے کے بعد اسی وضو سے نماز پڑھی جاسکتی ہے:-

(سوال ۷۴) اگر وضو کر کے برہنہ غسل کرے، غسل خانہ یا صحن میں تو اس وضو سے نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟
(جواب) اگر برہنہ غسل کیا تو اس سے نماز پڑھ سکتا ہے۔ (۲) ستر عورت الگ فرض ہے، جب غیر تنہائی میں غسل کرے۔ فقط۔

شرم گاہ کا دیکھنا ناقض وضو نہیں:-

(سوال ۷۵) با وضو شخص نے ایک برہنہ شخص کی شرم گاہ کو دیکھ لیا دیکھتے ہی نظر نیچی کر لی تو اس کا وضو ٹوٹا یا نہیں۔ اسی طرح اگر با وضو نے اپنی شرم گاہ کو دیکھ لیا تو اس کو وضو ٹوٹا یا نہیں؟
(جواب) دونوں صورتوں میں وضو اس کا نہیں ٹوٹا۔ (۳) فقط۔

(۱) اس لئے کہ وضو باقی ہے، ایک وضو سے کئی نماز پڑھنا درست ہے، ۱۲ ظفیر۔

(۲) برہنہ ہونا ناقض وضو نہیں ۱۲ ظفیر۔

(۳) لا ینقضہ مس ذکر لکن یغسل یدہ ندبا (الدر المختار علی هامش ردالمحتار مطلب نواقض الوضو ج ۱ ص ۱۳۶ ط. س. ج ۱ ص ۱۷۷) مس ذکرہ او ذکر غیرہ لیس بحدث عندنا کذا فی الزاد (عالمگیری کشوری نواقض وضو ج ۱ ص ۱۱ ط. ماجدیہ ج ۱ ص ۱۳) ظفیر۔

الباب الثانی فی الغسل فصل اول فرائض غسل

غسل میں غرارہ فرض ہے یا کلی:-

(سوال ۷۶) غسل میں کلی فرض ہے یا غرارہ۔ زید کہتا ہے کہ غسل میں غرارہ فرض ہے، عمر کہتا ہے کہ کلی فرض ہے؟ (جواب) غسل میں کلی کرنا فرض ہے اس طرح کہ تمام منہ میں پانی پہنچ جائے۔ اور غرارہ کرنا سنت ہے غیر صائم کے لئے۔ جیسا کہ درمختار میں ہے۔ وغسل الفم ای استيعابه الخ والمبالغة فیہما بالغر غرة ومجاوز المارن لغير الصائم لا احتمال الفساد الخ (۱) فقط۔

منہ کے اندر و ظاہر کے حدود کیا ہیں:-

(سوال ۷۷) جو کو زبان سے پرے ہے وہ غسل میں ظاہر کا حکم رکھتا ہے، یا اندر کا اور منہ کا ظاہر حکم کہاں تک ہے، جس کا دھونا فرض ہے؟

(جواب) غسل میں منہ کے اندر اس حد تک دھونا فرض ہے جو کہ وضو میں مسنون ہے جس کو کلی یعنی مضمضہ کہتے ہیں اور منہ اٹھا کر غرارہ کرنا یہ سنت ہے فرض نہیں ہے۔ کما فی الدر المختار وسننہ کسننہ (۲) پس کو ا جوز بان سے پرے ہے۔ اس کو دھونا غسل میں فرض نہیں ہے، فرض اس قدر ہے جس پر اطلاق مضمضہ کا آتا ہے۔ یعنی جب کہ پانی منہ میں کلی کے لئے لیوں تو جہاں تک سر جھکائے ہوئے بدون غرارہ کے پانی پہنچ سکے وہ فرض ہے۔ الغرض کلی کرنا اور ناک میں پانی دینا جو کہ وضو میں سنت ہے، غسل میں فرض ہے۔ (۳) فقط۔

غسل کے کچھ پہلے والا غرارہ کافی ہو گیا نہیں:-

(سوال ۷۸) ایک شخص کو احتلام ہوا، اس نے غرارہ کر کے کھانا کھا لیا تو ابتداء میں غرارہ کرنے سے فرض ادا ہو گیا یا نہ؟ (جواب) وہ غرارہ جو کھانے سے پہلے کر لیا کافی ہو گیا۔ اگر دوبارہ وقت غسل کے غرارہ نہ کرے تو کچھ حرج نہیں ہے اور غرارہ غسل میں فرض نہیں ہے بلکہ سنت ہے اگر غرارہ نہ کرے منہ بھر کر کلی کرے تب بھی کافی ہے۔ (۴) فقط۔

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار سنن الوضوء ج ۱ ص ۱۰۷..... ۱۰۸ ط.س. ج ۱ ص ۱۱۵ غسل کے فرائض کے سلسلہ میں صاحب درمختار کے الفاظ یہ ہیں "وفرض الغسل الخ غسل کل فمه ویکفی الشرب عبا لان المص لیس بشرط فی الاصح (درمختار) عبر عن المضمضه والا ستشاق بالغسل لا فادة الاستيعاب اوللا اختصار کما قدمه فی الوضوء (ردالمحتار ابحاث الغسل ج ۱ ص ۱۴۰ او ص ۱۴۱ ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۱۵۱..... ۱۵۲) ظفیر۔

(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار ابحاث الغسل ص ۱۴۳ ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۱۵۱..... ۱۵۲ ظفیر۔

(۳) وفرض الغسل الخ غسل کل فمه الخ وانفه حتی ما تحت الدثان وباقی بدنہ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ابحاث الغسل ص ۱۴۰ ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۱۵۱..... ۱۵۲) اوحد المضمضة استيعاب الماء جمیع الفم وحد الا استشاق ان یصل لافاء الی المارن کذا فی الخلاصة (عالمگیری کشوری باب الوضو فصل ثانی ص ۵ ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۱۴۰) ظفیر۔ (۴) الجنب اذا شرب الماء ولم یمجہ لم یضره ویجزیه عن المضمضة اذا اصاب جمیع فمه (عالمگیری کشوری فرائض وضو ج ۱ ص ۱۲ ط.س. ج ۱ ص ۱۳) ظفیر۔

نڈاک میں پانی ڈالنا اور کلی کرنا کتنی مرتبہ فرض ہے:-

(سوال ۷۹) غسل میں غرغره اور ناک میں پانی ڈالنا کے مرتبہ فرض ہے۔

(جواب) ایک ایک مضمضہ واستنشاق فرض ہے اور باقی سنت ہے۔ (۱)

غسل میں تمام بدن دھونا فرض ہے اس کے بغیر غسل نہیں ہوتا:-

(سوال ۸۰) زوجات کشمیر رواج مقرر نمودہ اند کہ در غسل جنابت اندام زیر ناف بشویند و بالائے ناف نشویند ایں غسل جائزست یا نہ۔

(جواب) در غسل جنابت شستن تمام بدن و رسانیدن آب بہمہ اعضاء و مقام اندام ضرور است، بدون آن غسل جائز نباشد۔ (۲) فقط۔

عورت کے لئے بال کی جڑ میں پانی پہنچانا ضروری ہے:-

(سوال ۸۱) بحالت جنابت کس وقت میں عورت گلے سے نہا سکتی ہے، سنا ہے کہ بخیاں بگڑنے سے گار کے گلے سے نہا سکتی ہے۔

(جواب) مسئلہ یہ نہیں ہے بلکہ ضروری ہے کہ سر پر سے پانی ڈالے اور تمام بدن پر پانی بہاوے۔ صرف عورت کے لئے یہ حکم ہے کہ اگر اس کے سر کے بال کی مینڈھیاں گندھی ہوئی ہوں تو ان کا کھولنا ضروری نہیں بلکہ جڑوں میں بالوں کی پانی پہنچا دینا کافی ہے، یعنی اس طرح کرے کہ سر پر پانی ڈال کر بالوں کو ہاتھ سے دباوے کہ پانی جڑوں میں پہنچ جاوے۔ (۳) فقط۔

تالاب میں غسل:-

(سوال ۸۲) تالاب میں نہاتے ہیں جہاں بہت سے ہندو لوگوں کے ساتھ نہانا ہوتا ہے، اور ان کے بدن اور کپڑے کی چھینٹیں بھی لگتی ہیں اس صورت میں کیا حکم ہے۔

(جواب) اس صورت میں غسل جائز ہے ناپاکی کا وہم نہ کرنا چاہئے۔ (۴) فقط۔

جنابت میں غسل کی حکمت:-

(سوال ۸۳) ایک ہندو نے اعتراضاً مجھ سے کہا کہ اہل اسلام اندھا دھند عبادت کرتے ہیں، اور تحقیق سے کوئی واسطہ

(۱) وفرض الغسل الخ غسل کل فمہ ویکفی الشرب عبالان المج لیس بشرط فی الاصح (الدر المختار علی ردالمحتار ابحاث الغسل ص ۱۴۰ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۱۵۱..... ۱۵۲) وسنہ کسن الوضوء سوی الترتیب الخ (ایضاً ص ۱۴۳ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۱۵۶) ظفیر.

(۲) وفرض الغسل المضمضہ والا استنشاق وغسل سائر البدن (ہدایہ فصل فی الغسل ص ۳۶ ج ۱) ظفیر.

(۳) ولیس علی المرأة ان تنقض صفاتہا فی الغسل اذا بلغ الماء اصول الشعر (ہدایہ فصل فی الغسل ج ۱ ص ۳۷) ظفیر.

(۴) البقین لا یزول بالشک (الاشباہ والنظائر مطبوعہ نول کشور لکھنؤ القاعدة الثالثة) ظفیر.

نہیں، مثلاً منی کے انزال سے لازم نہیں آتا کہ تمام جسم کا غسل کیا جائے، بلکہ صرف عضو تناسل کی تطہیر سے انسان پاک ہو جاتا ہے، اگر تمام بدن ناپاک ہو جاتا ہے تو کس طرح۔

(جواب) یہ اللہ تعالیٰ کی حکمتیں ہیں (۱) کہ ان کو ہر ایک اہل اسلام بھی نہیں پہنچتا، چہ جائے کہ ہندو۔ پس اس بحث میں نہ پڑنا چاہئے، اور زبانی تو کچھ اس کے متعلق کہا بھی جاسکتا ہے، تحریر میں اس تفصیل کو لانے کی فرصت نہیں ہے۔ (حاشیہ میں اشارہ کر دیا گیا ہے۔ ظفیر) فقط۔

غسل کے مضمضہ و استنشاق کو پہلے کر لیا جائے تو کیا حکم ہے:-

(سوال ۸۴) غسل جنابت میں جو تین فرض ہیں، کلی کرنا، ناک میں پانی دینا، تمام بدن پر پانی بہانا، تو اول کے دو فرضوں کو وضو کے ساتھ کر لینا کافی ہے یا دوبارہ کرنا چاہئے۔

(جواب) غسل سے پہلے جو وضو کیا جاوے اس میں کلی غرغره اور ناک میں پانی دینا کافی ہے فرض ادا ہو جاتا ہے، دوبارہ کلی کرنے اور ناک میں پانی دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ (۲) فقط۔

چھالی اٹک جائے تو اس کے ساتھ غسل ہو جاتا ہے یا نہیں:-

(سوال ۸۵) ڈاڑھ کے درمیانی سوراخ میں اگر چھالی اٹک جاوے تو بغیر نکالے غسل جنابت درست ہوگا یا نہیں۔

(جواب) صحیح ہے اگر آسانی سے نکل سکتا ہو تو نکال دینا چاہئے۔ (۳) فقط۔

غسل میں دانت کی میخوں کا حکم:-

(سوال ۸۶/۱) جو شخص اپنے دانتوں میں چاندی یا سونے کی میخیں جڑوا لیتے ہیں، آیا غسل کے وقت وہاں پانی نہ پہنچنے کی وجہ سے ان کا غسل صحیح ہو جائے گا یا جنابت باقی رہے گی۔

(۱) اما المسئلة الا ولي وهى ايجاب الشارع صلى الله عليه وسلم الغسل من المنى دون البول فهذا من اعظم محاسن الشريعة وما اشتملت عليه الرحمة والحكمة والمصلحة فان المنى يخرج من جميع البدن ولهذا اسماه الله سبحانه سائلة لا نه يسئل من جميع البدن الخ وايضا فان الاغتسال من خروج المنى من انفع شئ للبدن والقلب والروح بل جميع الا رواح القائمة بالبدن فانها تقوى بالاغتسال والغسل عليه ما تحلل منه بخروج المنى وهذا امر يعرف بالحس وايضا فان الجنابة توجب قفلا كسلا والغسل يحدث له نشاطا وخفة ولهذا قال ابو زراخ لما اغتسل من الجنابة كانما القيت عني جبلا الخ وقد صرح افاضل والا طباء بان الاغتسال بعد الجماع يعيد او البدن قوته ويخلف عليه ما تحلل عنه وانه من انفع شئ لبدن والروح وتركه مضر (اعلام الموقعين مطبوعه اشرف المطابع دهلي ج ۱ ص ۱۷۰) معلوم ہوتا ہے کہ منی چونکہ بدن کے تمام حصوں سے سمٹ کر خارج ہوتی ہے، پھر یہ کہ نہانے سے بدن کی ضائع شدہ قوت کی تلافی ہو جاتی ہے اس لئے اسلام نے تمام جسم کو دھونا یعنی غسل کو ضروری قرار دیا ۱۳ ظفیر۔

(۲) الجنبت اذا شرب الماء ولم يمجده لم يضره يحزبه عن المضمضة اذا اصاب جميع فمه (عالمگیری كشوری باب ثانی فی الغسل ج ۱ ص ۱۲ ط.م. ج ۱ ص ۱۳) ظفیر۔

(۳) ولو كان سنه مجوف فبقی فیہ او بین اسنانه طعام او درن رطب فی انفه تم غسله علی الاصح كذا فی الزاھدی والاحتیاط ان یخرج الطعام عن تجويفه ویجرى الماء علیہ هكذا فی فتح القدیر (عالمگیری مصری الباب الثانی فی الغسل ص ۱۳ ج ۱ ط.م. ج ۱ ص ۱۳) ظفیر۔

غسل میں چاندی کے تار جو دانت میں ہیں:-

(سوال ۲/۸۷) بعض فتاویٰ میں لکھا ہے کہ اگر دانتوں کو چاندی کے تار سے بوجہ ہلنے کے باندھ لیا جاوے تو جائز ہے، اس صورت میں بھی اگر تار کے نیچے پانی نہ پہنچے گا تو غسل درست ہوگا یا نہیں؟

عارضی دانت کا غسل میں نکالنا ضروری ہے یا نہیں:-

(سوال ۳/۸۸) جو لوگ عارضی دانت لگوا لیا کرتے ہیں آیا غسل کے وقت ان کا اتارنا ضروری ہے یا بدون اتارنے کے ان کا غسل درست ہوگا؟

(جواب) (۱) اگر پانی اندر پہنچ جاوے تو غسل صحیح ہے اور اگر پانی اندر نہ پہنچے تو شارح منیہ کی تحقیق یہ ہے کہ غسل صحیح نہ ہوگا، لہذا بلا ضرورت میخیں نہ لگانی چاہئیں و قیل ان صلبا منع وهو الا صح النخ در مختار. (۱)

(۲) اگر دانتوں کے ہلنے کی وجہ سے چاندی سونے کا تار باندھا تو اس میں غسل صحیح ہے، کیونکہ یہ بوجہ ضرورت کے ہے۔ (۲)

(۳) ان کو نکالنے کی ضرورت نہیں ہے غسل صحیح ہو جاوے گا، اور اگر علیحدہ کر کے غسل کرے تو یہ احوط ہے۔

حالت روزہ میں غسل جنابت میں کلی کرے یا غرہ:-

(سوال ۸۹) روزہ میں اگر نہانے کی ضرورت ہو تو غرہ کرے یا نہیں؟

(جواب) غرہ نہ کرے صرف کلی اچھی طرح کرے۔ (۳) فقط۔

ناپاکی تمام بدن میں لگ جائے تو غسل شرعی ضروری نہیں نجاست دور کرنا کافی ہے:-

(سوال ۹۰) در مختار میں ہے کہ تمام بدن ناپاک ہونے سے غسل واجب ہوتا ہے وہ غسل مثل جنابت کے ہے یا نہ۔ یعنی (دلک ملنا) مشروط ہے یا فقط پانی پہنچانا فرض ہے۔

(جواب) وہ غسل ایسا ہے جیسا کہ ناپاک چیز یا ناپاک عضو کو دھویا جاتا ہے۔ یعنی تین دفعہ پانی بہانا چاہئے۔ (۴) فقط۔

جو دانت گر گیا اور اسے اٹھا کر تار سے جمادیا، غسل جنابت میں کیا کوئی حرج ہے:-

(سوال ۹۱) ایک شخص کا دانت گر گیا جس کو اٹھا کر اسی جگہ کسی تار سے یا دھاگہ سے جمادیا ہے اس صورت میں غسل

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار ابحاث الغسل ص ۱۳۳ ج ۱ ص ۱۲ ط. س. ج ۱ ص ۱۵۳ ظفیر.

(۲) والصرام والصباع مافی ظفر ہما یمنع تمام الا غتسال وقیل کل ذلک یجز یہم للخرج والضرورة ومواضع الضرورة مستشاه عن قواعد الشرع کذا فی الظہیریہ (عالمگیری الباب الثانی فی الغسل ج ۱ ص ۳ ط. م. ج ۱ ص ۱۳) ظفیر.

(۳) وغسل الفم ای استیعابه الخ والمبالغ بالغرغرة ومجاوزة المارن لغیر الصائم لاحتمال الفساد (الدر المختار علی هامش ردالمحتار وسنن الوضوء ص ۱۰۷ ج ۱ ص ۱۰۸ ط. س. ج ۱ ص ۱۱۵) ظفیر.

(۴) والنجاسة ضربتان مرثیة وغیرہ مرثیة فما کان منها مرثیة فطهارتها بزوال عینہا الخ وما لیس بمرثیة فطهارتها ان یغسل حتی یغلب علی ظن الغسل انه قد طهر الخ وانما قدر بالثلث (ہدایہ باب الانجاس ج ۱ ص ۷۴) ظفیر.

جنابت میں تو کچھ حرج نہیں ہے؟

(جواب) ٹوٹے ہوئے دانت کو خواہ تار سے باندھے یا دھاگہ سے غسل میں کچھ حرج نہیں ہوگا۔ غسل میں مضمضہ کر لینا کافی ہے۔ دانتوں کی جڑ میں پانی پہنچانا مقصود اور ضروری نہیں ہے اور جس امر میں حرج ہو وہ شرعاً معاف ہے۔ (۱) فقط۔

کیا جماع کے بعد جب تک پیشاب نہ کرے پاک نہ ہوگا۔
(سوال ۹۲) سنا ہے کہ صحبت کرنے کے بعد جب تک پیشاب نہ کرے گا پاک نہ ہوگا۔
(جواب) یہ غلط مشہور ہے (۲) فقط۔

غسل جنابت میں عورت کو چوٹی کا کھولنا ضروری ہے یا نہیں۔
(سوال ۹۳) جب کہ مرد کو بعد وٹی کے غسل تمام بدن کا اور سر کے بال جڑ تک تر کرنے ضروری ہیں تو عورت کو جب کہ اس کے سر کے بال بہت لمبے اور گندھے ہوئے ہوں کیا کرنا چاہئے۔
(جواب) عورت کے سر کے بال اگر گندھے ہوئے ہیں اور مینڈھیاں گندھی ہوئی ہیں تو ان کو کھولنا اور تمام بالوں کا تر کرنا غسل میں ضروری نہیں ہے بلکہ بالوں کی جڑوں میں پانی پہنچا دینا کافی ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ سر پر پانی ڈال کر بالوں کو دبا دے کہ جڑ میں پانی پہنچ جاوے اور اگر بال کھلے ہوئے ہیں تو تمام بالوں کا تر کرنا ضروری ہے۔ (۳) فقط۔

وضو اور غسل کی حالت میں منہ کے اندر کوئی ریزہ ہو اور نہ نکالے تو غسل درست ہے یا نہیں۔
(سوال ۹۴) اگر کسی کے منہ میں پان کا ریزہ یا سپاری کا ٹکڑا ہو، اور وضو و غسل کے وقت اس کو نہ نکالے تو وضو اور غسل درست ہو گا یا نہیں؟

(جواب) نماز ہو جاتی ہے۔ (۴) (اور یہ وضو اور غسل درست ہے۔ ظفیر)

(۱) والصرام والصبغ مافی ظفرهما یمنع تمام الا غتسال وقیل کل ذلک یجزیہم للخرج والضرورة ومواضع الضرورة مستثناة عن قواعد الشرع کذا فی الظہیرۃ عالمگیری کشوری الباب الثانی فی الغسل ج ۱ ص ۱۲ ط. ماجدیہ ج ۱ ص ۱۳ ط. ظفیر. (۲) صحبت کرنے کے بعد مکمل کرنا البتہ فرض ہے، پیشاب کرنے پر پانی کا دار و مدار نہیں ہے " وفرض الغسل عند خروج منی من العضو الخ وعند ایلاج حشفة (الدر المختار علی هامش رد المحتار) بایات الغسل ج ۱ ص ۱۳۸ ط. س. ج ۱ ص ۱۶۱ ط. ظفیر. (۳) وکفی بل اصل ضفیر تھا ای شعر المرأة المصفور للخرج اما المنقوض فیفرض غسل کله اتفاقا ولو لم یبتل اصلها یجب نقضها مطلقا هو الصحیح ولو ضرها غسل راسها ترکته (درمختار) قوله اتفاقا کذا فی شرح المنیة وفيه نظر لان فی المسئلة ثلاثة اقوال کما فی البحر والحلیة الاول الا کتفاء بالوضو الی الاصول ولو منقوضا وظاهر الذخیرة انه ظاهر المذهب ویدل علیه طاهر الاحادیث طاهر حدیث الواردة فی هذا الباب الثانی التفصیل المذكور ومشی علیہ جماعة منهم صاحب المحيط والبدائع والکافی الثالث وجوب بل الذوائب مع العصر وصححه وتمام تحقیق هذه الاقوال فی الحلیة ومال فیها اخر الی ترجیح القول الثانی وهو ظاهر المتون ((رد المحتار بایات الغسل ص ۱۳۲ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۱۵۴ ط. ظفیر. (۴) ولو کان سنه مجوفا بقی فیہ اوبین استانه طعام اودرن رطب فی انفه ثم غسله علی الاصح کذا فی الذی ھدی والا حیاط ان ینخرج الطعام عن تجریفه ویجرى الماء علیہ ھکذا فی فتح القدر عالمگیری کشوری فرائض وضو ص ۱۲ ج ۱ ط. ماجدیہ ج ۱ ص ۱۳ ط. ظفیر.

وانت کی کیل غسل کی لئے مانع نہیں:-

(سوال ۹۵) اگر دانتوں کی کیلوں کو اوپر سے رگڑا لیوے۔ آیا جو سوراخوں میں کیل کا سر لگھتا ہے وہ تو نکل نہیں سکتا۔ آیا اس طرح سے غسل درست ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب) جو حصہ کیل کا دانت کے اندر داخل ہے، اور وہ نہیں نکل سکتا وہ مانع غسل سے نہ ہوگا اور غسل ہو جاوے گا بوجہ مجبوری کے۔ (۱) فقط۔

غسل خانے کی دیواروں پر جو چھینٹیں پڑتی ہیں اس سے غسل میں نقص نہیں ہوتا:-

(سوال ۹۶) غسل کرتے وقت جو چھینٹیں غسل خانہ کی دیوار پر پڑتی ہیں اس سے غسل میں کچھ نقصان ہوتا ہے یا نہیں؟

(جواب) غسل ہو گیا کچھ خرابی نہیں رہی (۲) و ہم نہ کیا جاوے۔ فقط۔

فصل ثانی سنن غسل

طریقہ غسل کیا ہے:-

(سوال ۱/۹۷) غسل کا طریقہ موافق شریعت جو ہو مطلع فرما کر مشکور و ممنون فرمائیں؟

جنابت کی وجہ سے غسل کیوں ضروری ہے:-

(سوال ۲/۹۸) آدمی حلال ہے یا حرام۔ اگر حلال ہے تو اس کو پاک ہونے کی کوئی ضرورت نہیں وہ خود پاک ہے اور اگر حرام ہے تو حرام کی نماز کیوں جائز ہے؟

(جواب) (۱) طریقہ غسل جنابت وغیرہ کا یہ ہے کہ اول ہاتھوں کو دھوئے اور بدن پر اگر نجاست ہو اس کو دور کرے، پھر پورا وضو کرے۔ پھر تمام بدن پر تین بار پانی بہا دے اس طرح کہ اول داہنے مونڈھے پر پھر بائیں مونڈھے پر، پھر سر پر تین بار پانی بہا دے اور شارح نے فرمایا کہ اول سر پر تین بار پانی ڈالے، پھر باقی بدن پر تین بار پانی بہا دے۔

الغرض تمام بدن پر تین دفعہ پانی بہا دے، تاکہ غسل بطریق سنت ادا ہو جاوے۔ (۳)

(۱) والصراغ والصباغ ما في ظفرهما يمنع تمام الا غتسال وقيل كل ذلك يجزيهم للخرج والضرورة ومواضع الضرورة مستثناة عن قواعد الشرع كذا في الظهيرية (عالمگیری الباب الثاني في الغسل ج ۱ ص ۱۳ ط. ماجدیہ ج ۱ ص ۱۳) ظفیر

(۲) فقہاء نے لکھا ہے المشقة تجلب التيسير۔ پھر لکھا ہے واعلم ان اسباب التخفيف في العبادات وغيرها سبعة ان میں چھ سبب عسر و محم و بؤی کو شمار کیا ہے اور اس قسم کے تحت جزئیات میں جو امر قابل درگزر ہے غسل خانہ کی دیوار کو بھی لکھا ہے وكذا الحمام اذا احريق فيه النجاسات ففرق حيطانها و كوتها و تقاطر منه (الاشباه والنظائر ص ۹۸) ظفیر مفتاحی

(۳) وسنة الغسل ان يقدم الوضوء عليه، كوضوء الصلاة الخ وان يزيل النجاسة الحقيقية كالمني ونحوه عن بدنه ان كانت الخ ثم يصب الماء على رأسه و سائر جسده ثلاثا كما في الصحيحين عن حديث ابن عباس قال قالت ميمونة وضعت للنبي صلى الله عليه وسلم غسلا فسترته بثوب فصب على يديه فغسلهما ثم ادخل يمينه في الاناء فافرغ بها على فرجه ثم غسله، بشماله ثم ضرب بشماله الارض فدلكها دلكا شديدا ثم غسلها فمضمض واستنشق وغسل وجهه وذراعيه ثم افرغ على رأسه ثلاث حثيات ملاء كفيه ثم غسل سائر جسده ثم تنحى فغسل قدميه فناولته ثوبا فلم يأخذه فانطلق وهو ينفض يديه. ثم كفيته الصب قال شمس الانمة الحلواني يفيض على منكبيه الايمن ثلثا ثم الايسر الخ قيل يبدأ بالرأس ثم باليسن ثم باليسر وهو ظاهر المتن والهداية وغيرها وظاهر الحديث (غنية المستملی بحث غسل ص ۳۵، ۳۶) ظفیر

(۲) آدمی جنابت وغیرہ کی وجہ سے ناپاک ہو جاتا ہے، اور غسل کرنے سے پاک ہو جاتا ہے پس غسل کرے تاکہ نماز صحیح ہو۔ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

غسل جنابت میں بسم اللہ پڑھنی درست ہے یا نہیں:-

(سوال ۹۹) غسل جنابت یا احتلام کے وقت شروع میں بسم اللہ وغیرہ پڑھنا درست ہے یا نہیں؟
(جواب) ہر غسل کے لئے شروع میں بسم اللہ پڑھنا سنت ہے بسم اللہ پڑھنی چاہئے۔ (۲)

غسل میں نیت بھول جائے تو غسل ہوگا یا نہیں:-

(سوال ۱۰۰) عمر کو غسل کی حاجت ہے، اس نے تمام شرائط ادا کئے لیکن نیت غسل کی بھول گیا ہے، کپڑے پہننے کے بعد یاد آنے پر کہتا ہے کہ میرا غسل درست ہوا۔ عمر کا قول صحیح ہے یا نہ؟
(جواب) قول عمر صحیح ہے اس صورت میں غسل ہو گیا، کیونکہ وضو اور غسل میں ہمارے نزدیک نیت فرض نہیں ہے سنت ہے، اور ترک سنت سے صحت میں کچھ شبہ نہیں ہے کذا فی کتب الفقہ فقط۔ (۳)

پانی کی مقدار غسل اور وضو میں کیا ہے:-

(سوال ۱۰۱) مقدار پانی برائے غسل وضو کیا ہے؟

(جواب) حدیث شریف میں آیا ہے کہ آنحضرت ﷺ ایک صاع پانی سے سوا صاع تک غسل فرماتے تھے اور ایک مد سے وضو فرماتے تھے۔ یعنی ادنیٰ مقدار کفایت کی یہ ہے، (۴) اور شامی نے حلیہ سے نقل کیا ہے کہ اس میں کچھ تحدید شرعی نہیں ہے، جس قدر پانی سے وضو اور غسل ہو سکے درست ہے، لیکن اسراف نہ ہو۔ (۵) فقط۔

(۱) والمعانی الموجبة للغسل انزال المنى على وجه الدفق والشهوة من الرجل والمرأة حالة النوم واليقظة الخ والتقاء الختانين من غير انزال الخ والحيض وكذا النفاس الخ (هدايه فصل في الغسل ص ۳۷ ج ۱) ظفیر.
(۲) وسننه كسسن الوضوء سوى الترتيب وادابه كادابه (درمختار) قوله كسسن الوضوء اى من البداءة بالنية والتسمية والسواك والتخليل والذلك والولاء (ردالمحتار مطلب سنن الغسل ج ۱ ص ۱۴۳ ط.س.ج ۱ ص ۱۵۶) ظفیر.
(۳) وسننه (اى الغسل) كسسن الوضوء سوى الترتيب الخ (درمختار) كسسن الوضوء اى من البداءة بالنية والتسمية (ردالمحتار ابحاث الغسل مطلب سنن الغسل ص ۱۴۳ ج ۱ ط.س.ج ۱ ص ۱۵۶) ظفیر.
(۴) عن انس كان النبي صلى الله عليه وسلم يتوضأ بالمدو ويغتسل بالصاع الى خمس امداد (مشکوٰۃ باب الغسل ص ۴۸) ظفیر.
(۵) ثم يفيض الماء على كل بدن ثلاثا مستويا من الماء المعهود في الشرع للوضوء والغسل وهو ثمانية ار طال وقيل المقصود عدم الاسراف وفي الجواهر لا اسراف في الماء الجاري لا نه غير صنيع (درمختار ط.س.ج ۱ ص ۱۵۸) قوله وقيل المقصود الخ الا صوب حذف قيل لما في الحلية انه نقل وغيره احدا جماع المسلمين على ان مايجزى في الوضوء والغسل غير مقدار وما في ظاهر الرواية من ان ادنى ما يكفي في الغسل صاع وفي الوضوء مد للحديث المتفق عليه كان النبي صلى الله عليه وسلم يتوضأ بالمدو ويغتسل بالصاع الى خمسة امداد ليس بتقدير لازم بل هو بيان ادنى القدر المستون اه قال في البحر حتى ان من اسبع بدون ذلك اجزاه وان لم يكفه زاد عليه لان طباع الناس واحوالهم مختلفة كذا في البدائع (ردالمحتار مطلب سنن الغسل ص ۱۴۷ ج ۱ ط.س.ج ۱ ص ۱۵۸) ظفیر.

فصل ثالث۔ مستحبات و آداب غسل

چہار دیواری میں ننگے غسل کرنا کیسا ہے۔

(سوال ۱۰۲) جبکہ غسل خانہ کی دیواریں بڑی بڑی ہوں اور چھت پٹی ہوئی نہیں تو اس میں برہنہ غسل کرے یا نہیں؟ (جواب) جب کہ غسل خانہ کی دیواریں بڑی بڑی ہوں کہ بے پردگی کہیں سے نہیں ہوتی تو اس میں برہنہ ہو کر نہانا درست ہے، اگرچہ چھت پٹی ہوئی نہ ہو مگر اولیٰ یہ ہے کہ ننگا ہو کر نہ نہائے۔ (۱) الا بضرورة۔

غسل کی چھینٹ گھڑے پر پڑے تو پانی کا کیا حکم ہے۔

(سوال ۱۰۳) بعد طہارت مقام نجس اور بعد وضو کے غسل کرتے وقت جو چھینٹ غسل کی گھڑے کے پانی میں پڑے اس سے پانی ناپاک ہوتا ہے یا نہیں؟

(جواب) اس میں احتیاط کرنی چاہئے۔ تھوڑی بہت چھینٹوں سے وہ پانی ناپاک نہیں ہوتا۔ (۲) فقط۔

میدان یا دیوار یا تالاب میں ننگے ہو کر نہانا درست ہے، یا نہیں۔

(سوال ۱۰۴) میدان میں یا ندی و تالاب پر برہنہ غسل کرنا درست ہے یا تہبند باندھ کر۔ اور تہبند گھنٹوں سے اونچا رہے یا نیچا، اور ران دیکھنے سے غسل میں کچھ خلل آتا ہے یا نہ، اور غسل کے وضو سے نماز جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) تہنا مکان میں برہنہ بھی غسل کرنا درست ہے، (۳) اور جہاں آدمی ہوں وہاں گھنٹوں سے نیچا تہبند باندھ کر غسل کرے (۴) اور ران وغیرہ دیکھنے سے غسل میں کچھ خلل نہیں آتا۔ (۵) اور غسل کے وضو سے نماز درست ہے۔

بند مکان میں ننگے نہانا درست ہے۔

(سوال ۱۰۵) بند مکان میں بلا تہبند غسل کرنا درست ہے یا نہ؟

(جواب) ایسے موقع میں برہنہ غسل درست ہے۔ (۶) فقط۔

(۱) وان يغتسل في موضع لا يراه احد لا حتمال بدو العورة حال الاغتسال الخ ان النبي صلى الله عليه وسلم قال الله حي ستر يحب الحياء والستر فاذا اغتسل احدكم فليستر رواه ابو داود الخ بل ذكر في جواز الكشف في الخلوة في القنية اختلافا فقال تجرد في بيت الحمام الصغير لعصر ازاره او لحلق العانة يائمه وقيل يجوز في مدة يسيرة وقيل لا بأس به وقيل لا يجوز ان يتجرد للغسل الخ (غنية المستملى ص ۲۹ و ص ۵۰) ظفير. (۲) وعفي دم سمك الخ وانتضا غسالة لا تظهر مواقع قطر ها في الا ناء عفو (در مختار) وفي الفتح وما ترشش على الغاسل من غسالة الميت مما لا يمكنه الا متناع عنه ما دام في علاجه لا ينحسه لعموم البلوى الخ (رد المحتار باب الا نجاس ص ۳۰۰ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۳۲۲..... ۳۲۵) ظفير.

(۳) وقيل يجوز ان يتجرد للغسل وتجرد زوجة للجماع ايضا اذا كان البيت صغيرا (غنية المستملى ص ۵۰) ظفير. (۴) فلا يجوز كشف العورة عند من لا يجوز نظره اليها (غنية المستملى ص ۳۹) وهي اى العورة للرجل تحت ستره الى ما تحت ركبته (در مختار) فالركبة من العورة..... لحديث علي رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الركبة من العورة (رد المحتار باب شروط الصلوة مطلب في ستر العورة ص ۳۷۵ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۴۰۴) ظفير.

(۵) وان يغتسل في موضع لا يراه احد لا حتمال بدء العورة حال الاغتسال او اللبس (غنية المستملى ص ۳۹) ظفير. (۶) وقيل يجوز ان يتجرد للغسل (غنية المستملى ص ۵۰) وحكي في القنية اقوالا في تجرده للاغتسال منفرد امنها انه يكره ومنها انه يعذر انشاء الله ومنها لا بأس به ومنها يجوز في المدة اليسيرة ومنها يجوز في بيت الحمام الصغير. (رد المحتار باب شروط الصلوة مطلب في ستر العورة ص ۳۷۵ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۴۰۴) ظفير.

فصل رابع۔ موجبات غسل

کپڑے کے ساتھ دخول سے غسل ہے یا نہیں

(سوال ۱۰۶) مرد کا حشفہ عورت کے عضو مخصوص میں داخل ہونے سے غسل فرض ہوتا ہے خواہ منی نکلے یا نہ نکلے۔ اگر دونوں کپڑے پہنے ہوں اور مندرجہ بالا صورت پیش آئے تو دونوں پر غسل فرض ہے یا نہیں؟
(جواب) اس صورت میں بھی احوط یہ ہے کہ دونوں غسل کریں۔ درمختار میں ہے الا حوط الوجوب الخ۔ (۱) فقط۔

جاگتے ہوئے منی نکلے تو بھی غسل ہے

(سوال ۱۰۷) اگر جاگتے میں منی نکل جائے تو غسل کرنا چاہئے یا نہ۔
(جواب) منی اگر جاگتے میں نکلے تب بھی غسل کرنا واجب ہے۔ (۲) فقط۔

جماع کے بعد فوراً غسل ضروری نہیں

(سوال ۱۰۸) بعض حضرات بعد از جماع فوراً غسل کا حکم دیتے ہیں جس میں احتمال بیماری کا ہے، کیا شرعی حکم ایسا ہی ہے؟

(جواب) یہ بہتر ہے لیکن اگر کچھ تاخیر کرے تو کچھ حرج اور گناہ نہیں ہے۔ (۳) فقط۔

سپاری کا کچھ حصہ داخل ہو تو عورت پر غسل ہے یا نہیں

(سوال ۱۰۹) اگر مرد کے پیشاب کے مقام کی سپاری کا حصہ پاؤ یا نصف یا تہائی حصہ فرج میں داخل ہو جاوے اور جوش کے ساتھ منی نکل کر فرج میں داخل ہو جاوے۔ اس صورت میں عورت پر بھی غسل واجب ہوگا یا نہیں؟
(جواب) عورت پر غسل واجب نہیں۔ (۴) فقط۔

منی کو روک لیا جائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۱۰) مجھ کو چند روز سے بد خوابی زیادہ ہوتی ہے اور ساتھ ہی یہ عادت بھی ہو گئی ہے کہ احتلام کو روک لیتا ہوں، بعض مرتبہ تو قطرہ وغیرہ کچھ نہیں نکلتا اور بعض وقت ایک آدھ قطرہ نکل آتا ہے۔ مجھ کو بعض وقت یہ شبہ ہوتا ہے کہ قطرہ کو روک کر

(۱) اولج حشفة او قدرها ملفوفة بخرقه ان وجد لذة الجماع وجب الغسل والا لا ، علی الا صبح ، والا حوط الوجوب (در مختار) ای وجب الغسل فی الوجهین ، بحر ، وسراج الخ (رد المحتار ابحاث الغسل ج ۱ ص ۱۵۲ و ج ۱ ص ۱۵۳ ط. س. ج ۱ ص ۱۶۲) ظفیر۔

(۲) وفرض الغسل عند خروج منی من العضو (ایضاً ج ۱ ص ۱۴۸ ط. س. ج ۱ ص ۱۵۹) ظفیر۔

(۳) عن ابن عمر قال ذکر عمر بن الخطاب لرسول الله صلى الله عليه وسلم انه تصيبه الجنابة من الليل فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم توا غسل ذکوک ثم لم يتفق علیه (مشکوٰۃ باب مخالطة الجنب وما یباح له ص ۴۹) ظفیر۔

(۴) وفرض الغسل الخ عند ایلاج حشفة هی ما فوق الختان الخ او ایلاج قدرها من مقطوعها ولو لم یبق منه قدرها قال فی الاشباه لم یعلق به حکم ولم اره (در مختار) قوله هی ما فوق الختان کذا فی القاموس و زاد الزیلعی من راس الذکر فی حاشیة نوح افندی هی راس الذکر الی الختان الخ (رد المحتار ابحاث الغسل ج ۱ ص ۱۴۹ و ج ۱ ص ۱۵۰ ط. س. ج ۱ ص ۱۶۱) ظفیر۔

شہوت کے ساتھ نکلا، اور بعض وقت کو دکر شہوت کے ساتھ نہ نکلنے کا یقین ہوتا ہے، قطرہ بعض مرتبہ چونی کے برابر بعض مرتبہ ذرا بڑا، بعض مرتبہ چھوٹا ہوتا ہے، بعض مرتبہ یہ بھی ہوتا ہے کہ احتلام کو روک دینے کے بعد بلا شہوت بھی ایک دو قطرہ آجاتا ہے، ایسی حالت میں غسل فرض ہو جاتا ہے یا نہیں؟

(جواب) جس صورت میں قطرہ آدھ قطرہ نکلنے کا یقین ہو اس صورت میں غسل واجب ہو جاتا ہے، اور جس صورت میں خروج قطرہ وغیرہ کا بالکل نہ ہو، اس صورت میں غسل واجب نہیں ہوتا، اور احتلام کو روک لینے کے بعد بلا شہوت اگر قطرہ نکل آوے تو امام ابو یوسف رحمۃ اللہ اس میں غسل کو واجب نہیں فرماتے، اور امام اعظم ابو حنیفہ و امام محمد غسل کو واجب فرماتے ہیں اور یہی احوط ہے۔ (۱) فقط۔

کپڑا لپیٹ کر جماع سے غسل کی وجہ

(سوال ۱۱۱) عضو تناسل پر کپڑا موٹا لپیٹ کر جماع کرنے سے غسل کیوں واجب نہیں ہوتا، اور یہ فعل شنیع جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) اصل یہ ہے کہ فقہاء بعض مسائل اس باب کے لکھتے ہیں جن سے اس باب کا تعلق اور دوسرے احکام اس کے وہاں نہیں لکھتے۔ یہ امور کس عالم سے زبانی معلوم کر لئے جاویں۔ پس مسئلہ وجوب غسل میں اس سے بحث نہیں کہ یہ فعل جائز ہے یا نہیں جیسا کہ غسل کے احکام میں یہ بھی لکھتے ہیں کہ احدا السبیلین میں غنیو بہ حشفہ سے غسل واجب ہو جاتا ہے اور اس موقع پر یہ تصریح نہیں فرماتے کہ یہ فعل ایلا ج احدا السبیلین جائز ہے یا ناجائز۔ یہ حکم دوسرے باب میں لکھا گیا ہے کہ ایلا ج فی الدبر حرام ہے، اسی طرح خرقہ کے ساتھ جماع کرنے کے بارے میں۔ اس باب میں صرف وجوب غسل وعدم وجوب غسل کا حکم لکھنا مقصود ہے اس کے جواز کا حکم لکھنا مقصود نہیں ہے، اس کا حکم دوسری جگہ ہے جو کہ اس باب سے متعلق نہیں ہے اور عدم وجوب غسل خاص اس صورت میں ہے کہ خرقہ ملفوف غلیظ ہو کر حرارت و لذت معلوم نہ ہو اور خرقہ رقیق میں جس میں لذت جماع حاصل ہو مجرد دخول سے غسل واجب ہے اور انزال کے ساتھ باتفاق غسل واجب ہے۔ اور خرقہ غلیظہ ہونے کی صورت میں بھی احوط یہ ہے کہ غسل کیا جاوے (در مختار کی عبارت یہ ہے اولج حشفة ملفوفة بخرقه ان وجد لذة الجماع بان كانت الخرقه رقيقة بحيث يجدد حرارة الفرج واللذة وجب الغسل والا لا علی الاصح والا حوط الوجوب الخ در مختار۔ (۲) قوله والا لا ای مالم ينزل اور والا حوط الوجوب کی شرح میں شامی میں لکھا ہے وبه قالت الائمة الثلاثة الخ وهو ظاهر حديث اذا التقى الختانان وغابت الحشفة وجب الغسل الخ شامی۔ (۳) فقط۔

(۱) وفرض الغسل عند خروج منی الخ منفصل عن مقره الخ بشهوة الخ لانه ليس بشرط عندهما خلافا للثاني ولذا قال وان لم يخرج من راس الذكر بها وشرطه ابو يوسف وبقوله يفتي الخ (در مختار) ولا سيما قد ذكره وان قوله قياس وقولهما استحسان انه الا حوط (رد المحتار ابحاث الغسل ص ۱۳۸ ج ۱ و ص ۱۳۹ ج ۱ ط. س. ج. ص ۱۵۹ ظفیر۔

(۲) الدر المختار علی هامش رد المحتار ابحاث الغسل ص ۱۵۲ ج ۱ ط. س. ج. ص ۱۶۳ ظفیر۔

(۳) رد المحتار ابحاث الغسل ص ۱۵۳ ج ۱ ط. س. ج. ص ۱۶۳ ظفیر۔

عورت کو شہوت سے منی نکلے تو غسل فرض ہے یا نہیں

(سوال ۱/۱۱۲) عورتوں کو اگر شہوت سے منی نکلے مانند مردوں کے تو ان پر غسل فرض ہے یا نہیں؟

احتلام سے غسل

(سوال ۲/۱۱۳) عورتوں کو اگر احتلام ہو تو غسل فرض ہے یا نہیں؟

(جواب) (۱) غسل فرض ہے۔ (۱)

(۲) غسل فرض ہے۔ (۲) فقط۔

انگی ڈالنے کی وجہ سے غسل نہیں ہے

(سوال ۱/۱۱۴) مرد نے قصد عورت کی پیشاب گاہ میں انگی کر دی اس حالت میں عورت کو غسل واجب ہوا یا نہیں؟

اندر دوا ڈالنے سے غسل نہیں

(سوال ۲/۱۱۵) ایک عورت اگر دوسری عورت کو جسم میں دواء پہنچانے یا کوئی خرابی اندرونی دیکھنے کو ہاتھ یا انگی کرے

یا خواہ مخواہ ہی کرے تو غسل واجب ہوگا یا نہیں؟

(جواب) (۱) اس میں غسل واجب نہیں ہے۔ (۲) فقط۔

نابالغ بالغہ سے جماع کرے تو غسل کس پر ہے

(سوال ۱۱۶ الف) اگر نابالغ لڑکا بالغہ سے یا بالغ مرد نابالغہ سے جماع کرے تو غسل کس پر واجب ہوگا؟

(جواب) عورت بالغہ پر غسل واجب ہوگا۔ اگر لڑکا اس قابل ہے کہ جماع کر سکتا ہے قریب البلوغ ہے اور اس کو شہوت

ہوتی ہے تو اسپر غسل واجب ہے۔ علیٰ ہذا القیاس اگر جماع کرے بالغ مرد نابالغہ سے تو مرد پر غسل واجب ہے۔ اگر لڑکی

مراہقہ قریب البلوغ ہے، اور اس کو شہوت ہوتی ہے تو اس پر بھی غسل واجب ہے۔ یہ مسئلہ مدیہ المصلیٰ اور ہدایہ، قدوری

وغیرہ میں ہیں۔ (۳) فقط۔

(۱) المعانی الموجبة للغسل انزال المنی علی وجه الدفق والشهوة من الرجل والمرأة حالة النوم والیقظة (ہدایہ فصل فی الغسل ج ۱ ص ۷۷) ظفیر غفرلہ۔

(۲) ایضاً ۱۲ ظفیر۔

(۳) ولا یجب الغسل عند ادخال اصبع ونحوہ کذا ذکر غیر آدمی و ذکر خشی ومیت وصبی لا یشتہی وما یصنع من نحو خشب فی الدبر او القبل علی المختار۔ (الدبر المختار علی هامش رد المحتار اباحات الغسل ج ۱ ص ۱۵۳: ط.س.

ج ۱ ص ۱۶۶) البتہ اگر کوئی عورت شدت شہوت منی سے منی نکالنے کے ارادہ سے شرم گاہ (بل) میں انگی کرے، تو غسل واجب ہوگا۔ وفی وجوب الغسل بادخال الا صبع فی القبل او الدبر خلاف والا ولی ان یجب فی القبل اذا قصد الاستمناء لغلبة الشهوة لان

الشهوة فیہن غالبۃ فی مقام المسبب وهو الانزال، دون الدبر لعدمها غنیۃ المستملی معروف بہ کبیری ص ۴۴) ظفیر۔

(۴) صبی ابن عشر جامع امرأۃ البالغۃ علیہا الغسل لوجود مرارة الحشفۃ بعد توجه الخطاب ولا غسل علی الغلام لانعدام الخطاب الا انه یؤمر بہ تخلقا کما یؤمر بالوضوء والصلوة ولو کان الزوج بالغا والزوجة صغیرۃ تشتہی فالجواب بالعکس

(غنیۃ المستملی ص ۴۴ بحث غسل) ظفیر۔

بعد غسل منی نکلے تو کیا پھر غسل واجب ہے

(سوال ۱۱۶) اگر کسی کی منی رقیق ہو اور وہ بعد پیشاب کرنے کے غسل کرے اور پھر بقیہ منی نکل آوے تو پھر غسل واجب ہو گا یا نہ۔

(جواب) اس بارہ میں شامی میں یہ تفصیل کی ہے کہ بعد بول کے اگر انتشار باقی رہے اور اس انتشار کی حالت میں بقیہ منی نکلے تو غسل دوبارہ لازم ہے اور اگر انتشار نہیں رہا تو غسل واجب نہیں اور وجوب غسل کے لئے انفصال بشہوت شرط ہے۔ اگرچہ خروج بشہوت نہ ہو مگر مواقع ضرورت میں خروج بشہوت پر فتویٰ ہے جو قول ہے ابو یوسف کا۔ پس ماسواء ضرورت کے انفصال بشہوت پر فتویٰ ہے، کذا فی الدر المختار والاشامی (۱) وغیرہما فقط۔

دھات آنے سے غسل نہیں

(سوال ۱۱۷) اگر کسی کو دھات آوے تو اس پر غسل واجب ہے کہ نہیں؟
(جواب) دھات سے غسل واجب نہیں۔ (۲) فقط۔

نابالغہ پر وطی سے غسل نہیں مگر غسل کر لینا مستحب ہے

(سوال ۱۱۸) نابالغہ لڑکی سے زنا کیا گیا تو اس پر غسل فرض ہے یا نہ؟
(جواب) نابالغہ پر غسل فرض نہیں ہے مگر غسل کر لینا اچھا ہے۔ (۳) فقط۔

جنابت کے بعد فوراً حائضہ ہو گئی تو غسل بعد ختم حیض ہے

(سوال ۱۱۹) ایک شخص اپنی بیوی سے ہم بستر ہوا۔ صبح کو اس کی بیوی حائضہ ہو گئی، تو اس کی بیوی پر غسل جنابت فرض ہے یا نہیں؟

(۱) وفي الخانية خرج مني بعد البول وذكره منتشر لزمه الغسل قال في البحر ومحمله ان وجد الشهوة (درمختار) قوله و محمله اي ما في الخانية قال في البحر ويدل عليه تعليقه في التحنيس بان في حالة الانتشار وجد الخروج والا انفصال جميعا على وجه الدفق والشهوة اشارة عبارة المحيط كما في الحلية رجل بال فخرج من ذكره مني ان كان منتشر افعليه الغسل لان ذلك دلاله لخروجه عن شهوة (رد المحتار ابحاث الغسل ص ۱۲۹ ج ۱ ط.س.ج ۱ ص ۱۶۱) لانه اي الدفق ليس بشرط عندهما خلافا للثاني ولذا قال وان لم يخرج من راس الذكر بها (اي بشهوة) وشرطه ابو يوسف وبقوله يفتي في ضيف خاف رية واستحى الخ ويقول ابى يوسف ناخذ لانه اليسر على المسلمين قلت ولا سيما في الشتاء والسفر (درمختار) فينفي الاقناع بقوله في مواضع الضرورة فقط (رد المحتار ايضا ط.س.ج ۱ ص ۱۵۰) ظفیر.

(۲) لا (اي لا يفرض الغسل) عند مذی او ودی بل الوضوء منه ومن البول جميعا على الظاهر (الدر المختار على هامش رد المحتار ابحاث الغسل ص ۱۵۳ ج ۱ ط.س.ج ۱ ص ۱۶۵) ظفیر.

(۳) وعند ايلاج حشفة ادمي الخ في احد سبيلي ادمي حتى يجامع مثله عليهما اي الفاعل والمفعول، لو كان مكلفين ولو احدهما مكلفا فعليه فقط دون المراهق لكن يمنع من الصلوة حتى يغتسل ويومر به ابن عشر تاديبا (درمختار) وفي القنية قال محمد وطى صبية يجامع مثليا يستحب لها ان تغتسلی كانه لم ير جبرها وتاديبها على ذلك (رد المحتار ابحاث الغسل ص ۱۲۹ ج ۱ ط.س.ج ۱ ص ۱۶۱..... ۱۶۲) ظفیر.

(جواب) غسل جنابت اس پر فرض نہیں رہا حیض سے پاک ہو کر غسل کرے (۱) فقط۔

زنا اور اغلام وغیرہ سے بھی غسل واجب ہے

(سوال ۱۲۰) اغلام اور زنا اور رنڈی بازی وغیرہ کا غسل واجب ہے یا مستحب؟

(جواب) اس حالت میں غسل واجب ہے (۲) اور جو گناہ کبیرہ اس فعل شنیع سے ہو اس سے توبہ کرے، اور جنابت خواہ فعل حلال سے ہو خواہ حرام سے غسل کا طریقہ ایک ہی ہے۔ فقط۔

دوا کے لئے شرم گاہ میں انگلی داخل کرنے سے غسل واجب نہیں ہوتا

(سوال ۱۲۱) اگر داخل اصبع یا اصبعین دو تین مرتبہ دایہ بغرض دوا لگانے کے کرے تو مدخولہ پر غسل واجب ہوگا یا نہیں؟ (جواب) اس سے غسل واجب نہیں ہوتا۔ (۳) فقط۔

بغیر شہوت خود اپنی انگلی شرم گاہ میں ڈالے تو اس سے نہ غسل واجب ہوتا ہے اور نہ روزہ جاتا ہے

(سوال ۱۲۲) عورت اگر بغیر شہوت کے فرج میں انگلی ڈالے تو اس پر غسل واجب ہوگا یا نہیں۔ اور حالت روزہ میں ایسا کرنے سے روزہ میں کچھ فرق آوے گا یا نہیں۔

(جواب) نہیں۔ (۴) فقط۔

نیند سے اٹھ کر عضو پرتری دیکھی اور یقین ہے کہ وہ منی نہیں تو غسل واجب ہوگا یا نہیں

(سوال ۱۲۳) ایک شخص نیند سے اٹھ کر تحلیل ذکر میں تری دیکھتا ہے، اس کو یقین ہے کہ احتلام نہیں ہوا، یا اس کو احتلام یاد نہیں اور یہ نندی کی تری ہے اور اثر منی کا بدن اور کپڑے پر مطلقاً نہیں ہے اس صورت میں غسل واجب ہے یا نہیں؟

(جواب) اس صورت میں غسل واجب نہیں ہے منیہ میں بھی مطلقاً اس صورت میں غسل کو واجب نہیں کہا جیسا کہ اس کی عبارت ان کان ذکرہ منتشر اقبل النوم (۵) سے اس کی تفصیل کی ہے جس صورت میں وجوب غسل فرمایا ہے وہ

(۱) وفرض الغسل (الیٰ قوله) عند انقطاع حیض ونفاس الخ ای یجب عنده (درمختار) ای عند تحقق الانقطاع ونحوه والمراد بعده (رد المحتار ابحاث الغسل ص ۱۵۳ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۱۶۵) الا جماع علی انه لا یجب الوضوء علی المحدث والغسل علی الجنب والحائض والنفساء قبل وجوب الصلوٰۃ او ارادة مالا یحل الا به کذا فی البحر الرائق (عالمگیری کشوری موجبات غسل ص ۱۵ ج ۱ ط. ماجدیہ ج ۱ ص ۱۶) ظفیر.

(۲) وفرض الغسل عند خروجه المنی الخ وعند ایلاج حشفۃ ما فوق الختان الخ او ایلاج قدرها من مقطوعها الخ فی احد سبیلی آدمی حی یجامع مثله علیہما ای الفاعل والمفعول لو کان مکلفین. الدر المختار علی هامش رد المحتار ابحاث الغسل ص ۱۲۹ ج ۱ و ص ۱۵۰ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۱۵۰..... ۱۶۱) ظفیر.

(۳) ولا (يفرض الغسل) عند ادخال اصبع ونحوه فی الدبر والقبل (الدر المختار علی هامش رد المحتار ابحاث الغسل ص ۱۵۳ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۱۶۶) (۴) او ادخل اصبعه الیابسة فیہ ای دبره او فرجها الخ لم یفطر (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الصوم باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ ج ۲ ص ۱۳۵ ط. س. ج ۲ ص ۳۹۷) ظفیر.

(۵) غنیۃ المستملی ص ۲۱ فصل فی الطہارۃ. الکبری ۱۲ ظفیر.

وجوب احتیاطاً فرمایا ہے، چنانچہ کبیری کی عبارت جو علیحدہ پرچہ پر منقول ہے اس میں صاف ہے کہ وجوب غسل کی اس میں کوئی دلیل نہیں ہے اور پھر دلائل عدم وجوب غسل بیان فرمائے۔ (۱) فقط۔

خواب میں کسی عورت سے جماع کیا مگر انزال نہ ہوا تھا کہ جاگ گیا اور پیشاب کے وقت سفید قطرات آئے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۲۴) زید نے خواب میں کسی عورت سے جماع کیا مگر ابھی انزال نہ ہوا تھا کہ زید بیدار ہو گیا جب پیشاب کرنے لگا تو قبل از بول چند قطرے رقیق سفید ذکر سے خارج ہوئے، آیا زید پر غسل واجب ہے یا نہ۔

(۲) عمر کو مرض سرعت انزال یعنی رقت منی لاحق ہے، اگر وہ کسی قسم کا خیال یا تصور کرے یا خواب میں یا بیداری میں اس کا ذکر منتشر ہو جائے تو ذکر سے چند قطرے رقیق سفید نکل آتے ہیں اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بغیر تصور و انتشار قبل از بول چند قطرے رقیق سفید خارج ہوتے ہیں ان تمام حالتوں میں غسل واجب ہے یا نہیں؟

(جواب) ظاہر ہے کہ ان سب صورتوں میں جو کچھ قطرات سفید نکلے وہ مذی ہے۔ جیسا کہ تعریف مذی ماء رقیق ایضاً یخرج عند الشهوة شامی۔ (۲) اس پر صادق آتی ہے لہذا اس پر غسل واجب نہیں ہے اور احتیاطاً کر لیوے تو اچھا ہے۔ (۳) فقط۔

غسل فرض ہونے کی حالت میں لوگوں کے سامنے غسل جائز ہے یا نہیں

(سوال ۱۲۵) بہشتی گوہر میں لکھا ہے کہ اگر کسی پر غسل فرض ہو اور پردہ کی جگہ نہیں تو ایسی حالت میں مرد کو مرد کے سامنے اور عورت کو عورت کے سامنے غسل کرنا واجب ہے۔ زید کہتا ہے کہ لفظ واجب اصل عربی عبارت میں نہ ہوگا۔ بکر کہتا ہے کہ یہ ترجمہ بالکل درست ہے۔ آپ فیصلہ فرمادیں۔

(جواب) یہ مسئلہ صحیح ہے درمختار میں ایسا ہی ہے عبارت عربی کی یہ ہے علیہ غسل وثمہ رجال لا یدعہ ان رواہ والمرأة بین رجال ونساء تو آخرہ لا بین نساء۔ (۴) فقط اس کا ترجمہ اور مطلب وہی ہے جو مولانا نے

(۱) وان استیقظ فوجد فی احلیہ بللا لا یدری المذی محرام مذی ولم یتذکر حلما ینظر ان کان ذکرہ منتشر اقبل النوم فلا غسل علیہ لان الا انتشار سبب لخروج المذی فیحمل علیہ وان کان ذکرہ قبل النوم ساکتا فعلیہ الغسل للاحتیاط المذکور فی الخلاصہ الخ غنیۃ المستملی ص ۴۱ ظفیر۔ (۲) رد المحتار ابحاث الغسل تحت قوله لا عند مذی ص ۱۵۳ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۱۲۵ ظفیر۔ (۳) لا (ای لا یفرض الغسل) عند مذی اوودی بل الوضوء منه ومن البول جمیعاً (الدر المختار علی هامش رد المحتار ابحاث الغسل ج ۱ ص ۱۵۳ ط. س. ج ۱ ص ۱۶۵ ظفیر۔

(۴) الدر المختار علی هامش رد المحتار ابحاث الغسل ص ۱۴۳ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۱۵۵ علامہ شامی نے اس پر جو نوٹ نقل کیا ہے وہ ہر طرح قابل غور ہے لکھتے ہیں ”قوله لا یدعہ وان راوہ عزہ فی القنیۃ الی الوبیری قال فی شرح المنیۃ وهو غیر مسلم لان ترک المنیۃ مقدم علی فعل الماء مور وللغسل خلف وهو التیمم فلا یجوز کشف العورة لاجلہ عند من لا یجوز نظره البہا بخلاف الختان وتمامہ فیہ (رد المحتار ابحاث الغسل ج ۱ ص ۱۴۳ ط. س. ج ۱ ص ۱۵۵ ظفیر۔

یہ ساری بحث نگہانہ کے لئے ہے لیکن اگر تہنید باندھ کر مرد کے سامنے گل کرے تو کوئی مضائقہ نہیں فان اردید بقولہ ”وان راوہ وبقول الاخرو ماچمہ ستورہ“ رویتہ ما سوی العورة فلا کلام وان اردید العورة کما قال البزازی کشف ازارہ فی الحمام لغسلہ وعصرہ لا یاثم لعدم امکان تطہیرہ بدوہ والا ثم علی الناظر غیر مسلم لان ترک المنیۃ قدیم الخ (غنیۃ المستملی ص ۴۹) یہاں مجیب علیہ الرمتہ کا منشاء معلوم ہوتا ہے کہ ترک علاوہ حصہ لوگ دیکھ رہے ہوں تو تہنید باندھ کر نہانا واجب ہے۔ یہ منشاء ہرگز نہیں ہے کہ لوگوں کے سامنے نگہانا واجب ہے۔ واللہ اعلم ۱۲ ظفیر۔

لکھا ہے، زید کو جب کہ عربی عبارت کے مفہوم کے سمجھنے کی استعداد نہیں تو اعتراض نہ کرنا چاہئے۔ لاید عہد کا ترجمہ لفظی تو یہ ہے کہ وہ مرد غسل کو نہ چھوڑے مگر مطلب اس کا یہ ہے کہ غسل واجب ہے۔ فقط۔

کئی بار جماع کے بعد ایک غسل کافی ہے

(سوال ۱۲۶) جس شخص نے ایک شب میں کئی بار جماع کیا ہو وہ اگر صرف صبح کو ایک ہی غسل کرے تو کافی ہوگا یا نہیں؟

(جواب) ایک غسل کافی ہے۔ (۱) فقط۔

حالت جنابت میں جزدان کے ساتھ قرآن چھونا جائز ہے یا نہیں

(سوال ۱۲۷) حالت جنابت میں قرآن شریف کو جزدان کے ساتھ چھو سکتے ہیں یا نہیں اور بے وضو قرآن شریف اور درود شریف پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب) جزدان کے ساتھ جنسی قرآن شریف کو چھو سکتا ہے۔ (۲) اور بے وضو کو پڑھنا قرآن اور درود شریف کا درست ہے۔ (۳) فقط۔

ذکر ہر حالت میں جائز ہے

(سوال ۱۲۸) ایک شخص بلا لحاظ پاکی و ناپاکی کے ہر وقت اٹھتا، بیٹھتا، یا اللہ، یا رحمن یا رحیم، یا کریم پڑھا کرتا ہے، یہ جائز ہے یا ناجائز۔ اور ثواب ہوتا ہے یا نہ۔

(جواب) یا اللہ، یا رحمن، یا رحیم، یا کریم۔ اٹھتے بیٹھتے پڑھنا اور اس کی عادت کر لینا جائز بلکہ عمدہ اور اولیٰ ہے۔ اور پڑھنے والے کے لئے اجر و ثواب ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

اور وضو سے ہو تو اچھا ہے اور زیادہ ثواب ہے، اور بے وضو بھی درست ہے اور اس میں بھی ثواب ہے۔ (۴)

فقط۔

(۱) عن انس قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یطوف علی نسانہ بغسل واحد رواہ مسلم (مشکوٰۃ باب مخالطة الجنب وما یباح له ص ۴۹)

(۲) ولا یجوز لہم ای للجنب والحائض والنفساء مس المصحف الا بغلافه وكذا کل ما فیہ ایه تامہ من لوح اودرہم ونحو ذلك لقولہ تعالیٰ لا یمسہ الا المطہرون (غنیۃ المستملی ص ۵۶) ظفیر۔

(۳) ولا تکرہ قراءۃ القرآن للمحدث ظاہرا ای علی ظہر لسانہ حفظا بالاجماع (غنیۃ المستملی ص ۵۷) والوضوء لمطلق التکرر مندوب وترکہ خلاف الاولیٰ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ابحاث الغسل ج ۱ ص ۱۶۱ ط. س. ج. ا ص ۱۷۳) ظفیر۔

(۴) والا فالوضوء لمطلب الذکر مندوب وترکہ خلاف الاولیٰ (الدر المختار علی ردالمحتار ابحاث الغسل ص ۱۶۱ ط. س. ج. ا ص ۱۷۳) ظفیر۔

الباب الثالث فی المیاء

فصل اول پاک و ناپاک پانی

وہ درود سے کم پانی نجاست پڑنے سے ناپاک ہو جاتا ہے

(سوال ۱۲۹) مثلاً قصبہ گودرہ میں شدید خشک سالی کی وجہ سے تالاب وغیرہ خشک ہو گئے، دھویوں کو کپڑے دھونے کی سخت دشواری ہے، ایسی حالت میں ایک ندی کے قریب انہوں نے پانچ پانچ گز جھیر اکھود کر کپڑے دھونا شروع کئے اور جس وقت کپڑے سفید ہو گئے تو وہ پانی نکال ڈالا اور دوسرا پانی بھر لیا، پھر وہی کپڑے اس پانی میں پاک کر لئے، اس پانی میں ہر قسم کے کپڑے صاف ہوتے ہیں۔ اب دریافت طلب یہ بات ہے کہ یہ پانی پاک ہے یا نہیں، اور اس طرح یہ کپڑے پاک ہوتے ہیں یا نہیں اور اس پانی کے دھلے ہوئے کپڑوں سے جو نماز پڑھی ہے اس کا اعادہ کرنا ہوگا یا نہیں؟ (جواب) ٹھیرا ہوا قلیل پانی جو وہ درود سے کم ہو نجاست کے واقع ہو جانے سے ناپاک ہو جاتا ہے نجس کپڑا اس میں پاک نہ ہوگا۔ اور اگر ناپاک کپڑا اس میں ڈال دیا جائے گا تو پانی نجس ہو جائے گا۔ (۱) دوسرے ناپاک کپڑے اور خود وہ ناپاک کپڑا اس سے پاک نہ ہوگا۔ (۲) پچھلی پڑھی ہوئی نمازیں جو اس پانی میں دھلے ہوئے کپڑوں سے پڑھی گئی ہیں جب تک یقین کے ساتھ یہ ثابت نہ ہو کہ ناپاک کپڑا اس پانی میں ڈالا گیا ہے اور اس کے بعد ان نمازیوں کا کپڑا اس ناپاک پانی میں گرا ہے اس وقت تک اعادہ ان پچھلی نمازوں کا لازم نہیں ہے۔ الغرض چونکہ یہ تحقیق اور یقین دشوار ہے اس لئے پچھلی نمازوں کا اعادہ ضروری نہیں ہے۔ (۳) البتہ آئندہ کو احتیاط رکھنی چاہئے۔ فقط واللہ اعلم۔

لید، گو بر سے کھانا پکانا اور پانی گرم کرنا کیسا ہے

(سوال ۱۳۰) اگر وضو کے لئے حیوانات مثل بکری گائے بھینس، گھوڑا، اونٹ اور آدمی کے گوبر و پاخانہ وغیرہ سے جلا کر پانی گرم کیا جائے یا روٹی پکائی جائے تو اس پانی سے وضو غسل جائز ہے یا نہیں؟ اور وہ روٹی کھائی جائز ہے یا نہیں؟ (جواب) وہ پانی پاک ہے اس سے وضو غسل درست ہے اور جو روٹی اس سے پکائی جائے وہ بھی پاک ہے اس کا کھانا درست ہے۔ (۴) فقط۔

حوض میں غسل جنابت وغیرہ جائز ہے یا نہیں اور اگر کتیا خنزیر گر کر مر جائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۳۱/۱) حوض کے اندر غسل جنابت یا حیض و نفاس درست ہے یا نہیں۔ اور اگر حوض میں خنزیر یا کتا گر کر مر جائے تو پانی اس کا پاک ہے یا ناپاک؟

(۱) وکل ماء (قلیل) وقعت النجاسة فيه لم یجز الوضوء به قليلا كانت النجاسة او کثیرا (هدایہ باب الماء الخ ج ۱ ص ۳۱) ظفیر۔ (۲) و بول انتضح کرؤس ابر الخ لکن لو وقع فی ماء قليل نجسه فی الاصح (درمختار) قال فی الحلیة لو وقع هذا الثوب المنتضح علیه البول مثل رؤس الابر فی الماء القلیل هل ینجس ففی الخلاصة الخ ینجس الخ المختار انه ینجس ان کان اکثر من قدر الدرهم (رد المحتار باب الانجاس ج ۱ ص ۲۹۷ ج ۱ ص ۲۹۸ ط. س. ج ۱ ص ۳۲۲..... ۳۲۳) ظفیر۔ (۳) البقین لا یزول بالشک (الا شباه والظائر القاعدة الثالثة ص ۷۵) ظفیر۔ (۴) لا یمکن نجسا ماء قدرو الا لزم نجاسة الخبز فی سائر الا مصار (درمختار) المراد به العذرة والروث (رد المحتار باب الانجاس ص ۳۰۱ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۳۲۶) ظفیر۔

جنبی سے غسل کرتے وقت جو پانی گرتا ہے وہ برتن میں پڑے تو کیا حکم ہے
(سوال ۱۳۲/۲) اگر کوئی شخص جنابت کا غسل کرے، یا عورت حیض و نفاس کا، اور قطرے برتن کے بیچ میں گریں تو پانی کا کیا حکم ہے۔

(جواب) (۱) وہ درودہ حوض کے اندر یہ سب امور درست ہیں (۱) فقط۔
(۲) اس میں کچھ حرج نہیں پانی پاک ہے، (۲) اور قلیل مستعمل کثیر غیر مستعمل کو مستعمل نہیں بناتا۔ (۳) فقط۔

پانی کا مزہ وغیرہ بدل جائے تو ناپاک ہے
(سوال ۱۳۳/۱) پانی میں اگر بوہو یا رنگ اور مزہ بدل جائے تو پاک ہے یا ناپاک ہے؟

وہ درودہ سے کم پانی جس میں ظاہری نجاست واقع نہ ہو پاک ہے
(سوال ۱۳۳/۲) پانی میں اگر نجاست ظاہری نہ ہو اور پانی وہ درودہ بھی نہ ہو اور گہرائی بھی زیادہ نہ ہو جیسے جنگل میں ڈوک ہوتے ہیں تو پانی پاک ہو گا یا ناپاک ہو گا؟

وہ درودہ کی گہرائی کتنی ہونی چاہئے
(سوال ۱۳۵/۳) وہ درودہ پانی کی کس قدر گہرائی اور عمق ہونی چاہئے؟
(جواب) (۱) نجاست سے اگر پانی کا مزہ یا بو یا رنگ یا ان میں سے دو یا تینوں بدل جائیں تو وہ ناپاک ہے۔ (۳)
(۲) پاک ہے (۵)

(۳) عمق اور گہرائی کی کچھ تحدید نہیں ہے، ہدایہ میں کہا کہ اس قدر گہرا ہونا کافی ہے کہ چلو میں لینے سے زمین نہ کھانا

(۱) وكذا يجوز براكه كثير كذلک ای وقع فيه نجس لم يثره الخ وانت خبير بان اعتبار العشر اضبط ولا سيما في حق من لا راي له من العوام فلذا افقي به المتأخرون الا اعلام (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب المياہ ص ۱۷۶ ج ۱ او ص ۱۷۷ ج ۱ ط.س.ج.ص ۱۹۰) ظفیر. (۲) جنب اغتسل فانتضح من غسله شئ في انا له لم يفسد عليه الماء (عالمگیری مصری باب المياہ ص ۲۲ ج ۱ ط.س.ج.ص ۲۳) ظفیر قوله وهو طاهر ولو من جنب الخ رواه محمد عن الا مام هذه الرواية هي المشهورة عنه واختارها المحققون قالوا عليها الفتوى لا فرق في ذلك بين الجنب والمحدث واستثنى الجنب في التنجيس الا ان اطلاق اولی وعنه التخفيف والتغليظ ومشائخ العراق نفرا، الخلاف وقالوا انه طاهر عند الكل وقد قال في المجتبى صحت الرواية عن الكل انه طاهر غير ظهور الخ قوله وهو الطاهر كذا في الذخيرة ای ظاهر الرواية وممن صرح بان رواية الطهارة ظاهر الرواية وعليها الفتوى (ردالمحتار باب المياہ ص ۱۸۵ ج ۱ ط.س.ج.ص ۲۲۰..... ۲۰۱) مگر شرط یہ ہے کہ بدن یا کپڑے کوئی نجاست حقیقیہ لگی ہوئی نہ ہو۔ ۲ ظفیر.

(۳) او مما ثلثا كمستعمل فبالاجزاء فان المطلق اكثر من النصف جازا لتطهير بالكل والا لا وهذا يعم الملقى والملا في ففی الفساقی يجوز التوضی مالم يعلم تساوی المستعمل (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب المياہ مطلب في مسئله الوضو من الفساقی ج ۱ ص ۱۶۸ ط.س.ج.ص ۱۸۲) ظفیر.

(۴) ان الغدير العظيم كالجارى لا يتنجس الا بالتغير من غير فصل هكذا في فتح القدير (عالمگیری كشوری باب المياہ ج ۱ ص ۱۶ ط.س.ج.ص ۱۸۱) ويتغير احد او صافه من لون او طعم او ريح يتنجس الكثير واما القليل يتنجس وان لم يتغير (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب المياہ ج ۱ ص ۱۷۱ ط.س.ج.ص ۱۸۵) ظفیر.

(۵) لا لو تغير بطول مكث فلو علم ننته بنجاسة لم يجوز لو شك فالأصل لظهوره (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب المياہ ج ۱ ص ۱۷۱ ط.س.ج.ص ۱۸۶) ظفیر.

چاہئے۔ (۱) فقط۔

جس تالاب میں گندہ پانی جمع ہوتا ہو وہ پاک ہے یا ناپاک
(سوال ۱۳۶) ایک جھیرے میں پانی برساتی ونہری آتا ہے اور برسات میں تمام شہر کا گندہ پانی بھی اس میں جاتا ہے
اس پانی میں کپڑے دھونا اور وضو اس سے کرنا درست ہے یا نہیں؟
(جواب) وہ پانی پاک ہے وضو کرنا و کپڑے دھونا اس سے درست ہے۔ (۲) فقط۔

وضو کے بقیہ پانی سے استنجا
(سوال ۱۳۷) وضو کے بچے ہوئے پانی سے استنجا اور استنجے کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنا کیسا ہے؟
(جواب) درست ہے۔ فقط۔

تالاب میں کتا مر کر سوچ جائے تو پانی پاک ہے یا ناپاک
(سوال ۱۳۸) ایک کچا تالاب جس میں پانی دو کنال ہے ایک کنال جگہ میں پانی کی گہرائی دو فٹ اور دوسرے کنال
میں تین فٹ ہے بلکہ کچھ زیادہ، زیادہ پانی کی طرف ایک باؤلا کتا داخل ہوا، اور مر گیا، چند گھنٹہ اس پانی میں رہا پھر نکال لیا
گیا مگر سوچ گیا۔ لوگ پانی کو استعمال نہیں کرتے، یہ پانی پاک ہے یا نہیں؟
(جواب) اگر یہ تالاب جس کی گہرائی دو اور تین فٹ بتلائی گئی ہے، پیمائش میں دس ہاتھ چوڑا اور دس ہاتھ لانا ہو یعنی دس
ہاتھ مربع تو کتے کے اس مرجانے سے اور سوچ جانے سے یہ تالاب اس وقت تک ناپاک نہ ہوگا جب تک اس پانی میں
اس مردار کی بدبو نہ آجائے یا ذائقہ اور رنگ میں فرق نہ آجائے کما فی الدر المختار و کذا يجوز برا کذا کثیر
کذا لک ای وقع فيه نجس لم ير اثره بحر (الی قوله) وفي النهر وانت خبير بان اعتبار العشر ضبط
لا سيما في حق من لا رأى (۳) فقط۔

غیر نمازی کے بھرے ہوئے پانی سے وضو جائز ہے

(سوال ۱۳۹) جو مؤذن نماز نہ پڑھے اس کے بھرے ہوئے پانی سے وضو کرنا درست ہے یا نہ؟
(جواب) اس کے بھرے ہوئے پانی سے وضو درست ہے اور وضو کرنے والوں کی نماز میں کچھ نقصان نہیں (۴) فقط۔

(۱) والمعتبر في العمق ان يكون بحال لا ينحسر بالا غتراف هو الصحيح (هداياه باب الماء ج ۱ ص ۴۲) اذ المعتمد عدم
اعتبار العمق وحده (در مختار ط. س. ج ۱ ص ۱۸۷) ظفیر.
(۲) ان الغدير العظيم كالجارى لا يتنجس الا بالتغير (عالمگیری كشوری ج ۱ ص ۱۶ ط. ماجدیه ص ۱۸) ظفیر.
(۳) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المیاء ص ۷۶ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۱۹۰ ظفیر.
(۴) تھمر نے والے کا اعتبار نہیں خواہ کوئی بھی ہو پانی پاک ہونا چاہئے۔ وتجاوز الطهارة الحکمیه بماء مطلق الخ ظاہر (غنیة المستملی
ج ۱ ص ۸۲ باب المیاء) ظفیر.

کوئی بدعتی پانی دے دے تو اس سے وضو درست ہے
(سوال ۱۴۰) عشرہ محرم کو تعزیہ کے لئے مشکیں چھڑکواتے ہیں اگر کوئی شخص یہ مشکیں پانی کی مسجد کے ستادہ میں
بھروا دے تو اس پانی سے وضو درست ہے یا نہ؟
(جواب) اس پانی سے وضو درست ہے (۱) اور چھڑکوانا اس کا تعزیہ کے لئے درست نہیں ہے (۲) فقط۔

گاؤں کا بڑا گڈھا جس میں غلیظ پانی آ کر جمع ہو پاک ہے یا ناپاک
(سوال ۱۴۱) اکثر گاؤں کے قریب گڈھے کھدے ہوئے ہوتے ہیں اس میں برسات کے موسم میں تمام گاؤں کا
غلیظ پانی آ کر جمع ہو جاتا ہے اور اتنا پانی نہیں ہوتا کہ جو بہہ کر ادھر ادھر نکل جایا کرے لیکن ہوتے وہ بڑے ہیں کیا وہ ماء
جاری کے حکم میں ہیں اور ان میں وضو غسل جائز ہے کہ نہیں؟
(جواب) وہ پانی پاک ہے اور وضو غسل اس میں درست ہے۔ (۳) فقط۔

ناپاک پانی سے غسل جائز نہیں
(سوال ۱۴۲) نجس پانی سے غسل جائز نہیں اگر جائز ہے تو کس وقت میں۔ اور نجس پانی سے اگر غسل کرے تو مسجد
میں داخل ہو سکتا ہے یا نہیں۔ اور قرآن شریف پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟
(جواب) نجس پانی سے غسل واجب نہیں اور وہ غسل معتبر نہ ہوگا، یعنی جنابت سے نہ نکلے گا پس مسجد میں داخل ہونا اور
قرآن شریف پڑھنا اس کو درست نہیں۔ درمختار میں ہے یو رفع الحدث مطلقاً بماء مطلق، قال فی الشامی
فخرج المقيّد والماء المتنجس والماء المستعمل الخ شامی۔ (۴)

سرکاری نہر سے وضو جائز ہے
(سوال ۱۴۳) آج کل جو سرکاری نہر بغرض آب پاشی جاری ہیں اگر ان نہروں میں بلا اجازت سرکاری یا ملازم سرکاری
کے وضو غسل کر لے تو جائز ہے یا ناجائز؟
(جواب) وضو اور غسل کے لئے اس نہر سے پانی لینا درست ہے۔

(۱) اس لئے کہ پانی پاک ہے یو رفع الحدث بماء مطلق ہو ما یتبادر عند الاطلاق کماء سماء واودیة وعیون و ابارو و بحار و تلج
مذاب الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المیاء ص ۱۶۶ ج ۱ ط.س.ج ۱ ص ۱۷۹) ظفیر۔
(۲) قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما احدث فی امرنا هذا مالیس منه فهو رد رواہ مسلم (مشکوٰۃ باب الاغتصام بالکتاب
السنة ص ۲۷) ظفیر۔
(۳) وکذا یجوز برا کد کثیر کذلک ای وقع فیہ نجس لم یأثره (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المیاء ج ۱ ص
۱۷۶ ط.س.ج ۱ ص ۱۷۹) ظفیر۔
(۴) رد المحتار باب المیاء ص ۱۶۵ ج ۱ و ج ۱ ص ۱۶۶ ط.س.ج ۱ ص ۱۷۹ ج ۲ ظفیر۔

اس نہر کا پانی جس میں پاخانہ کی نالی گرتی ہو

(سوال ۱۴۴) قصبہ بلدوانی میں ایک نہر جاری ہے تمام لوگ اس کا پانی پیتے ہیں لیکن اس نہر میں قصبہ کے چند مکانات کا پانی پاخانہ کا جاتا اور گرتا ہے تو اس نہر کا پانی پینا چاہئے یا نہیں؟

(جواب) پانی اس نہر کا پاک ہے پینا اور وضو کرنا اس سے درست ہے۔ (۱) فقط۔

بارش کا بہتا پانی بارش کے وقت تک پاک ہے

(سوال ۱۴۵) بارش کا پانی بوقت بارش سرکوں کی نالیوں میں ایک گز چوڑائی اور نصف گز کی گہرائی سے گھنٹوں متواتر بہتا ہے جب کہ بارش دو تین گھنٹہ متواتر ہوتی ہے، ایسے پانی سے وضو اور غسل جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) اسی حالت میں اس پانی سے وضو اور غسل جائز ہے۔ (۲) فقط۔

پاک حقہ کے پانی سے وضو درست ہے

(سوال ۱۴۶) در صورت میسر نہ آنے پانی کے حقہ کے پانی سے وضو کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) اگر حقہ پاک ہے تو درست ہے۔ (۳) فقط۔

کم پانی میں ہاتھ ڈال کر وضو کرنے سے پانی نجس نہیں ہوتا

(سوال ۱۴۷) زید میگوید آجے کہ بقدر نصف صاع یا زیادہ یا کم بود وضو کردن ازان با دخال اعضاء جائز است، بسیار کس راه در حالت واحده نادانسته نشود تساوی مستعمل بدلیل قول در مختار ففی الفساقی يجوز التوضی ما لم يعلم تساوی المستعمل وبدلیل تائید شامی ہمیں را۔ والوبکر میگوید جائز نیست ازال آب مذکور وضو کردن بدلیل قول شامی نزد قول در مختار فرع اختلاف فی محدث انغمس فی بئر الخ لانه لو كان للاغتسال صار مستعملاً اتفاقاً الخ وبدلیل قول شرح منیہ در باب انجاس لو اخذ الجنب الماء بفمه لا یقی طهوراً قال قاضی خان هو الصحیح بازی آرد در حق صی فان توضاً به ناویا المختار انه یصیر مستعملاً دریں ہمہ اقوال۔ قید تساوی نیست و این مفتی بہ است برسم فتویٰ کہ لفظ اتفاق و صحیح و مختار است دریں چہ تو اں دانست

(جواب) در آنجا کہ قید تساوی نوشته است آن قول دیگر است و حکم باستعمال کل ماء قول دیگر است، پس مبنی قولین مختلف

(۱) ویجوز بجار وقعت فیہ نجاسة والجاری هو ما بعد جار یا عرف الخ (الدر المختار علی هامش رد المختار باب المیاء ص ۱۷۳ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۱۸۷) ظفیر.
(۲) المطر مادام یمطر فله حکم الجریان حتی لو اصاب بالعدرات علی السطح ثم اصاب ثوباً لا یتنجس (عالمگیری کشوری باب المیاء ج ۱ ص ۱۵ ط. ماجدیہ ج ۱ ص ۱۷) ظفیر.
(۳) لا ای لا یتنجس لو تغیر بطول مکث فلو علم ننته بنجاسة لم یجز (الدر المختار علی هامش رد المختار باب المیاء قبیل مطلب فی ان التوضی من الحوض افضل الخ) ظفیر.

است صحیح ہمیں است کہ اگر ماء مستعمل کم از نصف باشد وضو از ان جائز است۔ (۱) فقط۔

مچھلی کی بیٹ سے حوض ناپاک نہیں ہوتا

(سوال ۱۲۸) اذا وقع فی حوض الکبیر خرو السمک علی کثرة فیجوز التوضی به ام لا؟ وهل یتنجس منه الثیاب و الماء ام لا؟
(جواب) لا یتنجس منه الماء و الثوب و یجوز التوضی بالماء الذی وقع فیه۔ (۲) فقط۔

وہ تالاب جس میں گندگی تھی وہ بھر کر بہہ گیا۔ تو اس کا پانی پاک ہے
(سوال ۱۲۹) ہمارے گاؤں کا تالاب بارش کے پانی سے بھر گیا ہے مگر اس کے بھرنے کی کیفیت یہ ہے کہ وہ تالاب بڑا ہے اور اس میں ناپاکی بھری ہوئی ہے، پیشاب و پاخانہ آدمیوں اور جانوروں کا پھر زیادہ بارش سے کھیتوں کا پاک پانی بھی اس تالاب میں گیا۔ مگر تالاب بھر کر باہر نہیں نکلا، اور اب اس تالاب میں کوئی ناپاکی کی صفت نہیں ہے بلکہ پانی صاف ہے آیا یہ پانی پاک ہے یا نہیں اور اس سے وضو اور غسل درست ہے یا نہیں؟
(جواب) مسئلہ یہ ہے جیسا کہ جملہ کتب فقہ میں مذکور ہے کہ زیادہ پانی جیسا کہ حوض دہ دردہ کا یا ایسی مقدار کے تالاب کا نجاست کے گرنے سے ناپاک نہیں ہوتا۔ جب تک کہ اس میں صفات نجاست میں سے کوئی ایک صفت نہ آجائے اور وصف اس کا بدل نہ جاوے، پس جب کہ اس تالاب کا پانی صاف ہے اور اثر نجاست کا اس میں کچھ نہیں معلوم ہوتا تو وہ پانی پاک ہے وضو اور غسل اس سے درست ہے کما فی الدر المختار۔ و کذا یجوز براکد کثیر کذلک ای وقع فیه نجس لم یثره الخ ای من طعم اولون اور یح شامی۔ (۳) فقط۔

ناپاک پانی میں دوسرا پانی جائے مگر کوئی اثر ناپاکی کا نہ ہو تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۵۰/۱) میں نے پانی کے مسئلہ کے بارے میں جو تحقیق کی اس کا مجھ کو صاف خلاصہ نہیں ملا۔ آپ نے لکھا ہے کہ وہ دردہ پانی میں ناپاکی گرنے سے ناپاک نہیں ہوتا، جب تک اس میں کوئی صفت نہ بدلے۔ لیکن میں نے یہ جواب نہیں منگایا بلکہ یہ لکھا تھا کہ پہلے ہی سے ناپاکی ہو، اور اس میں ناپاکی پانی بھی جاوے اور پاک بھی، ان سے بھرنے کے بعد کوئی صفت نہیں رہی تو یہ پانی کیسا ہے مثلاً ایک دردہ حوض میں قلیل پانی تھا کہ چلو بھرنے سے زمین کھل جاتی تھی، اتنا پانی بھرا تھا کہ اس میں ناپاکی گر گئی، اب بوجہ قلیل پانی کے ناپاکی گرنے سے ہی ناپاک ہو گیا، پھر اس میں پانی آیا اب وہ دردہ کی مقدار بلکہ اس سے بھی زیادہ ہو گیا اور اس میں ناپاکی کی کوئی صفت بھی نہیں ہے، بلکہ پہلے ہی سے اس میں

(۱) کمستعل فیہ لا جزاء فان المطلق اکثر من النصف جاز التطہیر بالکل والا لا (در مختار) ای وان لم یکن المطلق اکثر بان کان اقل او مساوی لا یجوز (رد المحتار باب المیاء قبیل مطلب فی مسئلۃ الوضوء عن الفساقی ص ۶۸ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۱۸۲) ظفیر۔ (۲) و یجوز رفع الحدیث بما ذکرہ ان مات فیه ای فی الماء ولو قلیلاً غیر دموی الخ ومائت مولد الخ کسمک (الدر المختار علی ہائش رد المحتار باب المیاء ص ۱۷۰ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۱۷۹) ظفیر۔ (۳) رد المحتار باب المیاء ج ۱ ص ۱۷۶ ط. س. ج ۱ ص ۱۹۰ ظفیر۔

کوئی صفت نہ تھی۔ اور ناپاک پانی میں پاک آیا ہے اور وہ درود ہو گیا تو وہ پاک ہے یا ناپاک۔

ناپاک کنویں سے پانی نکالا اور وہ بہہ کر جمع ہوا

(سوال ۱۵۰/۲) ایک کنواں ناپاک ہوا اس میں سے پانی نکالا وہ پانی دس گز بہہ کر کے وہاں جمع ہوا وہ پاک ہے یا نہ؟ (جواب) (۱) درمختار میں ہے ثم المختار طہارة المتنجس بمجرد جريانه وكذا البير والحوض والحمام الخ باب المياه (۱) وفي رد المحتار للشامی ص ۱۲۶ ج ۱ وكذا ايده سيدى عبد الغنى بما فى عمدة المفتى من ان الماء الجارى يطهر بعضه بعضا وبما فى الفتح وغيره من ان الماء النجس اذا دخل على ماء الحوض الكبير لا ينجسه ولو كان غالباً على ماء الحوض الخ. (۲) اس ثانی روایت سے مسئلہ اولیٰ کا جواب واضح ہو گیا کہ ماء نجس حوض کبیر کو نجس نہیں کرتا اور پہلے سے نجس ہونا حوض و تالاب کا بلا تغیر نجاست کے مسلم نہیں ہے اور روایات اول سے مسئلہ ثانیہ کا جواب واضح ہو گیا (کہ وہ پانی پاک ہے۔ ظفیر) اور فقہاء نے پانی کے بارے میں سہولت کو اختیار فرمایا ہے اور عمومِ بلویٰ کا لحاظ کیا ہے قال اللہ تعالیٰ لیس علیکم فی الدین من حرج (۳) اور فقہ کا قاعدہ ہے المشقة تجلب التيسير (۴) اور یقین لا یزول بالشک۔ (۵) الغرض پانی کے معاملہ میں وہم اور شک کو دخل نہ دینا چاہئے جب کسی تالاب یا حوض میں پانی صاف ہے اور تغیر بالنجاست نہیں ہے تو اس کو پاک ہی سمجھا جائے وہم نہ کرنا چاہئے۔ فقط۔

ایسا تالاب جو گرمی میں خشک ہو جائے اور لوگ اس میں پاخانہ پیشاب کریں اور بارش میں بھر جائے اس کا پانی پاک ہے یا ناپاک

(سوال ۱۵۱) ایک کثیر مقدار کا بڑا وسیع تالاب ہے جو بارش کے موسم میں بھر جاتا ہے اور گرمی کے موسم میں خشک ہو جاتا ہے تو لوگ اس میں پیشاب پاخانہ کرتے ہیں اور جانوروں کا گوبر و پیشاب وغیرہ گرتا ہے جس سے سارا تالاب پلید ہو جاتا ہے اور وہ تالاب گاؤں سے قریب ہے، جب بارش برتی ہے تو سارا پانی تالاب میں جاتا ہے اور کھیتوں کا پاک پانی بھی جاتا ہے، لیکن تالاب میں کوئی اثر نجاست کا بھی نہیں معلوم ہوتا اور ایک صفت بھی بدلی ہوئی نہیں معلوم ہوتی، تو پانی اس تالاب کا پاک ہے یا نہیں اور وضو وغیرہ اس سے درست ہے یا نہیں؟

(جواب) درمختار میں ہے وكذا يجوز براكه كثير كذلك اى وقع فيه نجس لم ير اثره ولو فى موضع وقوع المرنية الخ. اور رد المحتار میں ہے قوله وقع فيه نجس. شمل مالو كان النجس غالباً ولذا قال فى الخلاصة الماء النجس اذا دخل الحوض الكبير لا ينجس الحوض وان كان الماء النجس

(۱) البئر المختار على هامش رد المحتار باب المياه مطلب يطهر الحوض بمجرد الجريان ج ۱ ص ۱۸۰ ط. س. ج ۱ ص ۱۹۵ ۲. ظفیر. (۲) رد المحتار باب المياه مطلب الاصح انه لا يشترط فى الجريان المدد ج ۱ ص ۱۷۴ ط. س. ج ۱ ص ۱۸۸ ۱۲. ظفیر. (۳) سورة الحج ركوع ۱۷ ۲. ظفیر. (۴) الاشباه والنظائر مع شرح حموى القاعدة الرابع ص ۹۵ ۲. ظفیر. (۵) الاشباه والنظائر مع شرح حموى القاعدة الثالثة ص ۷۵ ۲. ظفیر.

غالباً علی ماء الحوض الخ (۱) اور اسی موقع پر علامہ شامی نے آخر میں یہ حدیث نقل فرمائی ہے۔ ویشہد له مافی سنن ابن ماجہ عن جابر رضی اللہ عنہ انتہیت الی غدیر فاذا فیہ حمامیت فکفنا عنہ حتی انتہی الینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ان الماء لا ینجسہ شئی فاستقیناہ واروینا وحملنا الخ (۱۲۸) شامی (۲) جلد اول۔ ان روایات سے معلوم ہوا کہ تالاب مذکور کے پانی کو پاک ہی سمجھنا چاہئے اور وضو وغیرہ اس سے درست ہے اور پانی کے بارہ میں جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے سہولتیں فرمائی ہیں اور فقہاء نے اس میں عموم بلوکی کا لحاظ فرمایا ہے اور وسعت فرمائی ہے ایسا ہی رکھنا چاہئے لوگوں پر تنگی نہ کرنی چاہئے۔ خود اپنا اختیار ہے احتیاط کر لیوے۔ لیکن عموماً نجاست کا حکم نہ دیوے، ورنہ تمام تالابوں کو بعد پر ہونے کے بھی جس کہا جاوے اور اس میں جو کچھ دشواریاں اور دقتیں اور حرج ہے وہ ظاہر ہے، حالانکہ حق تعالیٰ فرماتا ہے لیس علیکم فی الدین من حرج۔ (۳) فقط۔

حدیث قلتین اور اس کا جواب

(سوال ۱۵۲) کہتے ہیں کہ پانی سب پاک ہے کوئی نجس چیز پڑ جاوے لیکن مزہ اور رنگ نہ بدلے۔ قلتین کی حدیث پیش کرتے ہیں۔ ماء جاری وغیر جاری کی قید نہیں لگاتے؟
(جواب) پانی کی بحث اور قلتین کی تحقیق کتاب ایضاح الادلہ میں مفصل ہے۔ (۴) اس سے سب شبہات حل ہو جاویں گے۔ (۵) فقط۔

مٹکے میں چھپکلی گر کر مر جائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۵۳) سقاۃ مسجد میں چھپکلی گر کر مر گئی اس سے نمازی وضو غسل کرتے رہے، جب پانی میں بدبو پیدا ہوئی تو یہ معاملہ ظاہر ہوا، تو سقاۃ نجس ہے یا نہیں اور مصلیوں نے جو اس درمیان میں نماز پڑھی وہ کافی ہے یا اعادہ کیا جائے۔
(جواب) چھپکلی اگر چھوٹی ہے کہ اس میں خون بہنے والا نہیں ہے جیسا کہ عموماً گھروں میں ہوتی ہے تو اس کے پانی میں مرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا لہذا اعادہ وضو و نماز وغیرہ کی ضرورت نہیں ہے فقط۔ (۶)

گو بر لگے ہوئے مشک کا پانی پاک ہے یا ناپاک

(سوال ۱۵۴) جب حمام میں سے پانی ڈالتے ہیں تو مشک پر جو گو بر، گارہ لگا ہوتا ہے وہ حمام میں جاتا ہے، ہم نے خود دیکھا ہے تو یہ پانی نجس ہے یا نہیں۔ اس سے وضو غسل درست ہے یا نہیں؟

(۱) رد المحتار باب المیاء ص ۱۷۶ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۱۹۱ ۱۲ ظفیر.

(۲) رد المحتار باب المیاء ص ۱۷۶ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۱۹۱ ۱۲ ظفیر.

(۳) سورة الحج رکوع ۱۲ ظفیر. (۴) ایضاح الادلہ مصنفہ شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب ۱۲ ظفیر.

(۵) وفی البدائع عن ابن المدینی لا یثبت حدیث القلتین فیطل الاستدلال بہ علی المراد غنیۃ المستملی ص ۹۳ ظفیر.

(۶) وموت مالیس له دم سائل لا ینجس الماء ولا غیرہ اذا وقع فیہ مات اومات ثم وقع فیہ (غنیۃ المستملی ص ۱۶۲) وکالحیة البریة والوزغة لو کبيرة لہادم سائل (رد المحتار باب المیاء ج ۱ ص ۱۷۱ ط. س. ج ۱ ص ۱۸۵) ظفیر.

(جواب) اگر کسی وقت دیکھ لیا جاوے کہ نجاست حمام کے پانی میں ہے تو اس پانی سے وضو غسل نہ کرنا چاہئے۔ ہمیشہ کو ایسا وہم نہ کیا جاوے۔ (۱) فقط۔

عموم بلوئی پرفتویٰ اور اس کی حد

(سوال ۱۵۵) عموم بلوئی کی وجہ سے الماء طہور لا ینجسہ شئی پرفتویٰ دینا جائز ہے یا نہیں۔ عموم بلوئی کی حد کیا ہے؟

(جواب) عموم بلوئی ابتلائے عام کو کہتے ہیں کہ اس سے احتراز دشوار ہو اور اس میں عام لوگوں کو کٹنگی و حرج واقع ہو اور یہ بھی قاعدہ فقہیہ ہے۔ البقین لا یزول بالشک (۲) اس لئے مجرد احتمال و وہم سے اور شک کی صورت میں نجاست ماء کا حکم نہ کیا جاوے گا اور عموم بلوئی کی وجہ سے الماء طہور لا ینجسہ شئی (۳) کو معمول بہ بنانا جائز ہے۔ فقط۔

بڑا تالاب جس کا پانی موسم گرما میں گندہ ہو جاتا ہے اور موسم برسات میں بھر جاتا ہے کیا حکم ہے (سوال ۱۵۶) ایک جو ہر متصل قصبہ جس میں تین اطراف قصبہ کا پانی بارش میں جمع ہو جاتا ہے طول و عرض ۶۰۰ و ۶۰ گز ہے، عمق تین گز ہے رنگ و بو میں کچھ فرق نہیں البتہ خشک موسم میں جب پانی کم رہتا ہے تو رنگت پانی کی بدل جاتی ہے اور بد بو بھی ہو جاتی ہے وہ پانی پاک ہے یا نہیں؟ (جواب) جس وقت تک اس تالاب کے پانی میں نجاست کی وجہ سے بد بو وغیرہ نہ ہو اور صاف ہو اس وقت تک وہ پاک ہے۔ (۴) فقط۔

ٹھیکلی کے پانی سے وضو جائز ہے

(سوال ۱۵۷) ٹھیکلی کے پانی سے وضو کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) جائز ہے۔ فقط۔

جس پانی میں افیون و بھنگ یا چرس مل جائے کیا حکم ہے

(سوال ۱۵۸) افیون، بھنگ، چرس، تمباکو پاک ہیں یا نجس، جس پانی میں یہ چیزیں مل جاویں اس پانی سے وضو اور غسل درست ہے یا نہیں؟

(۱) لو ادخل الصبی یدہ فی الاناء ان علم انها طاهرة بان کان معہ من یراقبہ جاز التوضیٰ بذلک الماء وان علم ان فیہا نجاسة لم یجز وان حصل الشک لا یتوضأ به استحسانا الخ ولو توضأ به جاز لا نه لا یتنجس بالشک (غنیۃ المستملی ص ۱۰۱) ظفیر۔ (۲) الا شباه والنظر مع شرح حموی ص ۷۵۔ ۲ ظفیر۔ (۳) مشکوٰۃ باب المیاء ص ۵۱۔ ۱۲ ظفیر۔ (۴) وکذا یجوز براکد کثیر کذلک ای وقع فیہ نجس لم یراثرہ ولو فی موضع وفور بہ یفتی (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المیاء ج ۱ ص ۱۷۶۔ ط. س. ج ۱ ص ۱۹۰) (قوله لم یراثرہ ای من طعم اولون او ریح (ایضا)۔ ط. س. ج ۱ ص ۱۹۱ ظفیر۔

(جواب) انیون اور بھنگ وغیرہ نجس نہیں ہیں۔ بلکہ انکا کھانا پینا حرام ہے، اور تھوڑی مقدار بغرض تداوی کھانا پینا جائز ہے جو کہ حدسکر کو نہ پہنچے۔ کما فی الشامی ولم یقل احد بنجاسة البنج ونحوه الخ ص ۱۶۶ جلد ۳، فقط۔

جس لوٹے میں مسواک ڈالی جائے اس پانی سے وضو بلا کراہت درست ہے
(سوال ۱۵۹) اگر مسواک کو وضو کرنے کے لوٹے میں ڈال دیں اور منشاء اس کا یہ ہو کہ مسواک تر ہو جائے تو اس پانی سے وضو کرنے میں کچھ کراہت تو نہیں ہے؟
(جواب) اس پانی میں کچھ کراہت نہیں ہے، لیکن بہتر یہ ہے کہ مسواک پانی سے دھو کر نرم کر لی جاوے لوٹے میں ڈالنے کی ضرورت نہیں ہے۔ (۱) فقط۔

پانی میں پاک چیز مل جائے اور پانی مغلوب ہو جائے تو اس سے وضو جائز ہے یا نہیں؟
(سوال ۱۶۰) اگر پانی مطلق میں کوئی پاک شے مل جائے اور اس پر غالب ہو جائے، یعنی رنگ اور مزہ بدل جائے تو اس پانی سے وضو جائز ہے یا نہ؟
(جواب) پانی میں اگر پاک چیز مل کر پانی مغلوب ہو جائے اور نام پانی کا باقی نہ رہے یا رنگ اور مزہ باقی نہ رہے تو اس سے وضو جائز نہیں ہے۔ اور تفصیل اس کی درمختار کی اس عبارت میں ہے ولا بماء مغلوب بشئ طاهر الغلبة اما بکمال الا متزاج بتشرب نبات او بطبخ بما لا یقصد به التذیف الخ (درمختار) قوله بما لا یقصد به التذیف کالمرق وماء الباقلاء ای القول فانه یصیر مقیداً الخ واحترز عما اذا طبخ فیہ ما یقصد به المبالغة فی النظافة کا لا شنان ونحوه فانه لا یضر ما لم یغلب علیه فیصیر کالسویق المخلوط (۲) اور پھر درمختار میں ہے ما لم یزل الا سم ای فاذا زال الا سم (لا یجوز به الوضو والغسل) وان بقى على اقله (۳) پھر آگے لکھا ہے ومثله الزعفران اذا خالط الماء وصار بحيث یصبغ به فلیس بماء مطلق (۴) فقط۔

گدھے وغیرہ کے پانی کا استعمال کیسا ہے؟

(سوال ۱۶۱) جہاں کنویں وغیرہ نہیں ہیں اور پانی جو ہڑ وغیرہ سے نہریا بارش کا بد بودار میسر ہوتا ہے، اس کا پینا اور وضو غسل کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) پانی مذکور جب کہ وہ دروہ یا اس سے زیادہ ہے اور بظاہر اس کا بد بودار ہونا نجاست کی وجہ سے نہیں ہے تو اس پانی

(۱) والسواک سنة مؤ کدة الخ بمیاء ثلاثة (درمختار) بان یبله فی کل مرة (رد المحتار سنن الوضوء ص ۱۰۵ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۱۱۳) ظفیر (۲) رد المحتار باب المیاء ص ۱۶۷ ج ۱ و ص ۱۶۸ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۱۸۱، ۱۲، ۱۸۱ ظفیر (۳) ایضاً ج ۱ ص ۱۶۸ ط. س. ج ۱ ص ۱۸۱، ۱۲، ۱۸۱ ظفیر (۴) ایضاً ط. س. ج ۱ ص ۱۲، ۱۸۱ ظفیر

سے غسل وضو اور پینا درست ہے۔ (۱) فقط۔

تازہ پانی کے ہوتے ہوئے منکے کے پانی سے وضو جائز ہے

(سوال ۱۶۲) جب ہر وقت تازہ اور صاف پانی مل سکتا ہو تو منکے کا بدبودار پانی پینا اور وضو وغیرہ کرنا اس سے جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) جب کہ پانی اس کا پاک ہے اور بدبو بسبب نجاست گرنے کے نہیں ہے تو وضو و شرب اس سے درست ہے۔ (۲) فقط۔

استنجے کے بچے ہوئے پانی سے وضو جائز ہے

(سوال ۱۶۳) استنجاء کے بعد جو پانی بچے اس سے وضو درست ہے یا نہ؟

(جواب) درست ہے۔ (۳) فقط۔

ناپاک تالاب بارش سے بھر گیا تو پاک ہو گیا

(سوال ۱۶۴/۱) تالاب میں ناپاک پانی موجود ہے بارش ہوئی اور پانی پاک اوپر سے آیا اور ناپاک کو جو ایک کنارے تالاب کے تھا نکال کر دوسرے کنارے تک لے گیا، پھر بکثرت پانی سے بھر گیا، مگر کچھ حصہ پانی کا تالاب سے باہر نہیں نکلا یہ پانی پاک ہے یا ناپاک؟

شامی کی ایک عبارت کا مطلب

(سوال ۱۶۵/۲) عبارت شامی مندرجہ ذیل کا کیا مطلب ہے بان یدخل من جانب ویخرج من اخر حال دخوله وان قال الخارج قال ابن الشحنة لا نه صار جار یا حقيقة وبخروج بعضه وقع الشک فی بقاء النجاسة الخ؟

(جواب) (۱) وہ پانی پاک ہو گیا۔

(۲) یہ عبارت شامی کی درمختار کے اس قول کی شرح میں ہے ثم المختار طهارة المتنجس بمجرد جريانه قوله بمجرد جريانه ای بان یدخل من جانب ویخرج من اخر۔ (۳) اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر ایک طرف سے پانی

(۱) لا لو تغير بطول مكث فلو علم نته بنجاسة لم یجز ولو بشك فالأصل الطهارة (درمختار) قوله لا لو تغير ای لا یتنجس لو تغير (رد المحتار باب المیاء ص ۱۷۱ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۱۸۶) ظفیر۔ (۲) اما القلیل فینجس ان لم یتغير خلا فالما لك لا لو تغير بطول مكث (درمختار) ای لا یتنجس لو تغير (رد المحتار باب المیاء ص ۱۷۱ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۱۸۵) ظفیر۔ (۳) وینزل علیكم من السماء ماء لیطهركم به دل بعبارة علی كون ماء المطر مطهر او بد لا لثة علی كون سائر المیاء المطلقة مثله مطهرة مالم یعرض لها عارض یزیل ذلك التحکم عنها (کبری ص ۸۶) ظفیر۔ (۴) دیکھئے رد المحتار مع هامشه ج ۱ ص ۱۸۰ ط. س. ج ۱ ص ۱۹۵ مطلب یطهر الحوض یمجرد الجریان ۱۲ ظفیر۔

داخل ہوا اور دوسری طرف سے اسی وقت پانی نکلے اگرچہ نکلنے والا قلیل ہو۔ ابن شحنہ فرماتے ہیں کہ وجہ پاک ہونے کی یہ ہے کہ وہ پانی جاری ہو گیا حقیقۃً اور بعض ناپاک پانی کے نکل جانے سے بقاء نجاست میں شک ہو گیا۔ پس خشک کے ساتھ نجاست کے بقاء کا حکم نہ کیا جاوے گا۔ فقط۔

فصل ثانی۔ حوض سے متعلق مسائل

جو حوض وہ درودہ سے کم ہو اس سے وضو جائز ہے

(سوال ۱۶۷) یہاں سب لوگ شافعی ہیں اسی وجہ سے اکثر مساجد میں حوضیں وہ درودہ نہیں ہیں، تو حنفی کو ان حوضوں سے وضو کرنا درست ہے یا نہیں اگر نہیں تو پھر شافعی کے پیچھے حنفی کی نماز صحیح ہوگی یا نہیں؟
(جواب) ان حوضوں سے وضو کرنا درست ہے۔ (۱) اور شافعی کے پیچھے نماز جائز ہے۔ (۲) فقط۔

مسجد کے حوض کا طول و عرض کیا ہونا چاہئے اور اس سلسلہ میں کیا اختلاف ہے

(سوال ۱/۱۶۸) حوض مسجد برائے وضو کتنا لمبا اور کتنا چوڑا، اور کتنا گہرا ہونا چاہئے؟ (۲) اس مسئلہ حوض میں کوئی حدیث آئی ہے یا نہیں؟ (۳) ائمہ اربعہ میں اس بارہ میں کیا اختلاف ہے؟

(جواب) امام شافعیؒ اور مالکؒ وغیرہ کے نزدیک تو اس بارہ میں بہت وسعت ہے وہ تو چھوٹے سے حوض کے پانی کو بھی پاک کہتے ہیں اور وضو و غسل کو اس سے جائز فرماتے ہیں۔ البتہ امام اعظمؒ نے اس بارہ میں زیادہ احتیاط فرمائی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ وہ حوض وہ درودہ سے کم نہ ہو یعنی دس گز چوڑا اور دس گز لمبا ہو اور گز شرعی مراد ہے جو آج کل کے گز سے دس گزہ کے قریب ہوتا ہے پس اگر ساڑھے چھ گز یا سات گز عرض و طول حوض کا ہوگا تو وہ درودہ ہے، اس سے وضو و غسل سب جائز ہے۔ (۳) اور اس کو صدر الشریعہ نے حدیث من حفر بیرواً فله حولہ اربعون ذراعاً (۴) سے ثابت کیا ہے بہر حال یہ امر متفق علیہ ہے کہ اس قدر بڑا حوض سب ائمہ کے نزدیک پاک ہے، بلکہ دیگر ائمہ تو اس سے کم کو بھی پاک فرماتے ہیں۔ فقط۔

مدور حوض کا قطر کتنا ہونا چاہئے

(سوال ۱/۱۶۹) وضو کرنے کے لئے دائرہ کی شکل کی حوض کا قطر کم از کم کتنے فٹ ہونا چاہئے۔

(۱) کمستعمل فیہا لا جزاء فان المطلق اکثر من النصف جاز التطہیر بالککل والا لا (الدرا المختار علی ہامش ردالمحتار باب المیاء ص ۱۶۸ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۱۸۲) میں معلوم ہوا کہ مستعمل پانی بوجیل مقدار میں ملتا ہے، اس سے حوض ناپاک نہ ہوگا ۲ ظفیر۔
(۲) وکذا تکرہ خلف امرد الخ ومن ام باجورہ وزاد ابن ملک ومخالف کشافعی لکن فی وتر البحران یقین المراءۃ لم یکرہ او عدمہا لم یصح وان شک کرہ (الدرا المختار علی ہامش ردالمحتار باب الا مائۃ ج ۱ ص ۵۲۶ ط. س. ج ۱ ص ۱۶۲) ظفیر۔ (۳) ولا بماء را کدو قع فیہ نجس الا اذا کان عشرة اذرع فی عشرة اذرع لا ینحسر روضہ بالغرف فحکمہ حکم الماء الجاری الخ وانما قدر بہ بناء علی قوله علیہ السلام من حفر بنرا فله حولہا اربعون ذراعاً (شرح وقایہ کتاب الطہارۃ ص ۸۶ ج ۱ و ص ۸۷ ج ۱) هذا حدیث اخرجه احمد من حدیث ابی ہریرۃ وابن ماجہ والطبرانی من حدیث عبد اللہ بن المغفل الخ (عمدة الرعاۃ حاشیہ شرح وقایہ ص ۸۷ ج ۱) ظفیر۔
(۴) شرح وقایہ کتاب الطہارۃ ص ۸۷ ج ۱ ظفیر۔

پندرہ فٹ مدور حوض کافی ہے یا نہیں

(سوال ۱۷۰/۲) پندرہ فٹ اندرونی قطر کے حوض پر جواز حوض دہ درود کا اطلاق نہیں ہو سکتا؟

حوض کی گہرائی کتنی رکھی جائے

(سوال ۱۷۱/۳) حوض کا عمق کس قدر ہونا چاہئے؟

(جواب) (۲۱۱) در مختار میں ہے کہ حوض مدور میں دور ۳۶ ذراع اور قطر گیارہ ذراع اور $\frac{1}{5}$ ذراع کافی ہے یعنی سوا گیارہ ذراع کے قریب قطر ہونے سے حوض دہ درود ہو جاتا ہے اور ذراع سات قبضہ کا ہوتا ہے جو کہ آج کل کے گز سے تقریباً دس گرہ کا ہوتا ہے، پس آج کل کے گز کے حساب سے قطر حوض مدور کا تقریباً ساڑھے سات گز ہونا چاہئے، جو کہ غالباً ۲۱ فٹ تقریباً ہوگا۔ (۱) اور عمق کی کچھ تحدید نہیں ہے اذا لمعتمد عدم اعتبار العمق در مختار (۲)۔

جس پائپ سے پانی آئے اگر اسی سے حوض کا پانی نکالا جائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۷۲) اگر کسی وضو کے حوض کو کھرنے کے لئے ایک لوہے کا پائپ رہٹ سے لے کر حوض تک زمین میں دبا دیا جائے، اور جب اس حوض کے پانی کو خارج کرنا مطلوب ہو تو اسی پائپ کے ذریعہ سے خارج کیا جائے جو حوض میں وضو کے بعد بچا ہو، تو اس میں کوئی شرعی عیب تو نہیں، یعنی کراہت تو عائد نہیں ہوتی؟

(جواب) وہ پانی پاک ہے۔ (۲) فقط۔

جس حوض کے کھودتے وقت بوسیدہ ہڈی کا شک ہو کیا کیا جائے

(سوال ۱۷۳) دریں دیار چاٹ گام مسجدے است قریب از مدت دوصد و شصت و پنج سال بنام جامع مسجد جاری است و در اطراف صحن آں مسجد دیوارے سنگین پختہ است گاہ گاہ چوں مصلیان در مسجد گنجد در صحن ہم صف کنند چند سال شد مسلمانان نصف صحن را از فرش سنگین و سقف پختہ شامل مسجد ساخته اند و مصلیان با سانی نمازی گزارند، و در جانب جنوب آن صحن حوضے کلاں ساخته اند۔ بوقت کندیدن در تہ آں قدرے خاک ممیز از جنس خاک یافتہ شد، بعضی گفتند استخوان رمیمہ است، بالآخر آں خاک بجائے دیگر در زیر خاک نہادہ شد۔ آیا دریں حوض وضو کردن درست است یا نہ۔ و بر کسے کہ چنین کا اعظم برائے تائید دین کردہ است طعن و تشنیع کردن بحقارت نظر کردن شرعاً چہ حکم دارد؟

(۱) ای فی المربع باربعین وفي المدور بستة وثلاثین وفي المثلث من کل جانب خمسة عشر و ربعاً وخمسا بذراع الكر باس ولو له طول لا عرض لكنه يبلغ عشر في عشر جاز تیسیرا الخ والمختار ذراع الكر باس وهو سبع قبضات فقط الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المیاء ص ۱۷۸ ج ۱ تا ص ۱۸۱ ج ۱ ط.س.ج. ص ۱۹۳) ظفیر۔
(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المیاء ص ۱۸۲ ج ۱ ط.س.ج. ص ۱۹۷ صاحب بدایہ نے لکھا ہے اتنا گہرا ہو کہ چلو سے پانی اٹھایا جائے تو زمین نہ ٹپکے، والمعتبر فی العمق ان یکون بحال لا ینحسر بالا غتراف هو الصصحیح (ہدایہ باب المیاء ص ۳۲ ج ۱) البعمق وحده، درمختار کی عبارت کا مصلیہ ہے کہ صرف عمق کا اعتساب نہیں اس کے الفاظ یہ ہیں اذ المعتقد عدم اعتبار (دیکھئے الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المیاء ص ۱۸۲ ج ۱ ط.س.ج. ص ۱۹۷) ظفیر۔
(۳) حوض کا بچا ہوا پانی پاک ہے، اس لئے کہ اگر وہ حوض دہ درود نہ ہو تو بھی ماء مستعمل کے کھوڑا بہت گرے سے ناپاک نہیں ہوا کما مستعمل فی الاجزاء فان المطلق اک۔ من النصف جاز التطہیر بالکل (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المیاء ج ۱ ص ۱۶۸ ط.س.ج. ص ۱۸۲) ظفیر۔

(جواب) وضو کردن از ازل حوض جائز است و اگر ثابت شود کہ آن خاک خاک عظام رمیمہ است تا ہم بناء حوض در آن جا صحیح است و قبرستان موقوفہ بودن آن ازین قدر ثابت نمی شود و بد ظنی کردن بر مسلم بانی حوض حرام و ناجائز است و فعل متوخر مسلمی را محمول بر ریاء و سمعہ کردن از سوء ظن بہ مسلم است کہ از خصوص قطعہ حرام است قال اللہ تعالیٰ یا یہا الذین امنوا اجتنبوا كثيرا من الظن ان بعض الظن اثم (۱) و قال علیہ الصلوٰۃ والسلام انما الاعمال بالنیات و لكل امرء ما نوى (۲) الخ قال فی الدر المختار کما جاز زرعه و البناء علیہ اذابی و صار توابا زیلعی (۳) فقط۔

دہ درودہ حوض میں ناپاک پانی ڈالا جائے تو وضو جائز ہے یا نہیں
(سوال ۱/۱۷۴) حوض دہ درودہ میں پانی ایک ہاتھ یا اس سے زائد ہو۔ اگر ایسی حالت میں ناپاک کٹوس میں سے پانی نکال کر اس حوض کو بھر دیا جائے تو پاک ہے یا ناپاک۔

دہ درودہ حوض
(سوال ۲/۱۷۵) اگر اس قیاس سے کہ حوض دہ درودہ دریا کے حکم میں ہے نجس شے کے پڑنے سے ناپاک نہیں ہوتا، عمل کیا تو کیا کیا جاوے؟
(جواب) (۱) پاک رہے گا۔ (۲) فقط۔

دہ درودہ سے کم حوض ہو اور بچہ پیشاب کر دے
(سوال ۱/۱۷۶) جو حوض عشر فی عشر سے کم ہو اور عمق اس کا چار پانچ بالشت ہو اگر اس میں کوئی بچہ پیشاب کر دے یا اور کوئی نجاست گر جائے تو وہ مذہب احناف میں پاک ہے یا نہ؟
(جواب) موافق روایت عشر فی عشر کے جو کہ مختار اصحاب متون مرجع عند اہل الترجیح کصاحب الہدایہ وقاضی خاں وغیرہ ہے، حوض مذکور جو دہ درودہ سے کم ہے نجاست کے واقع ہونے سے ناپاک ہو جاوے گا اور عمق کا اعتبار نہیں ہے (یعنی صرف گہرائی کا اعتبار نہیں۔ ظفیر) کما فی الدر المختار اذا المعتمد عدم اعتبار العمق (۵) وفی رد المحتار ولا یخفی ان المتأخرین الذين افقوا بالعشر كصاحب الهداية وقاضی خاں وغیر ہما من اهل الترجیح هم اعلم بالمذهب منا فعليتنا اتبا عہم الخ (۶) فقط۔

(۱) الحجرات ۲۰۲۴ ظفیر (۲) مشکوٰۃ المصابیح قبیل کتاب الایمان ۱۲ ظفیر (۳) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب صلوٰۃ الجنائز ص ۸۴۰ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۲۳۸ ظفیر (۴) ولا بما راکدو فع فیہ نجس الا اذا کان عشرۃ اذرع فی عشرۃ اذرع ولا ینحسر ارضہ بالغرف فحکمہ حکم الماء الجاری (شرح وقایہ کتاب الطہارۃ ص ۸۶ ج ۱) ظفیر (۵) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المیاء قبیل مبحث الماء المستعمل ج ۱ ص ۱۸۲ ط. س. ج ۱ ص ۱۹۷ العمق کے بعد ”وحده“ کا لفظ بھی ہے ۱۲ ظفیر (۶) رد المحتار باب المیاء تحت قوله لكن فی النهر الخ ص ۱۷۸ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۱۹۲ ظفیر۔

ڈھکے ہوئے دہ دردہ حوض میں نجاست گر جائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۷۷) اگر حوض دہ دردہ لا ینا چوڑا ہوئے اور اوپر چاروں طرف سے ڈھکا ہوا ہووے اور بیچ میں تھوڑا سا کھلا ہوا ہو تو اس حوض کے پانی سے وضو درست ہے یا نہیں، اور اگر ایسے حوض میں نجاست گر جائے تو وضو درست ہے یا نہیں؟ (جواب) اس حوض کے پانی سے وضو درست ہے، اور اگر چھت اس حوض کے پانی سے ملی ہوئی نہیں ہے تو نجاست کے گرنے سے پانی کا پلید نہ ہوگا اور وضو اس سے جائز ہے۔ (۱) فقط۔

جاری حوض کا پانی پاک ہے

(سوال ۱۷۸) ہمارے قصبہ میں ایک چشمہ گرم مثل کنویں کے ہے جو بہت گہرا ہے لیکن پانی اوپر تک رہتا ہے، اس کے گرد تین پختہ حوض بنے ہوئے ہیں جو کہ دہ دردہ سے کم ہیں اور ان تینوں حوضوں میں اصلی چشمہ سے بذریعہ موری جو کہ رات دن جاری رہتی ہے پانی آتا رہتا ہے اور ان تینوں حوضوں سے بھی بذریعہ دوسری موریوں کے ہر وقت پانی باہر نکلتا رہتا ہے۔ ان حوضوں میں ہر وقت تقریباً ایک گز گہرا پانی رہتا ہے اور لمبائی چوڑائی ہر ایک حوض کی مختلف ہے، مگر چھوٹا حوض تقریباً چار گز چوڑا اور پانچ گز لمبا ہے ان تینوں حوضوں کا پانی نہانے اور پینے کے قابل ہے یا نہیں؟ (جواب) ان حوضوں کا پانی پاک ہے اور جاری پانی کے حکم میں ہے اور نہانے اور پینے کے قابل ہے۔ (۲) فقط۔

حوض کی مقدار

(سوال ۱۷۹) جس حوض کا طول و عرض عموماً چار اور تین گز ہوتا ہے اور گہرائی تقریباً دو گز ہوتی ہے، بسا اوقات اس سے چھوٹے حوض بھی ہوتے ہیں کسی کسی جگہ دو حوض بھی ساتھ ساتھ ہوتے ہیں پہلے ایک میں کپڑے کو دھو کر دوسرے میں صفائی کی غرض سے ڈال کر نچوڑ لیتے ہیں۔ لیکن چونکہ اکثر کپڑے نجس اور پلید ہوتے ہیں اور ان کی چھینٹیں اڑ کر دوسرے حوض میں بھی جا پڑتی ہیں اس لئے احتمال ہے کہ تمام پانی شرعاً پلید ہو جاتا ہے۔ اور ایسی حوض میں کپڑا دھونے سے پاک ہو جاتا ہے یا نہیں؟

(جواب) حنفیہ کے مذہب کے موافق چھوٹا حوض جو دہ دردہ نہ ہو نجاست گرنے سے ناپاک ہو جاتا ہے، لہذا موافق مذہب حنفیہ کے جس چھوٹے حوض میں نجس کپڑا دھویا گیا اس سے کپڑا پاک نہ ہوگا۔ (۳) لیکن عموم بلوی اور احتر از ممکن نہ ہونے کی صورت میں امام مالک رحمہم اللہ وغیرہ کے مذہب کو پیش نظر رکھتے ہوئے طہارت پر فتویٰ دیا جاسکتا ہے، جیسا کہ پانی کے بارہ میں امام مالکؒ کے ہی مذہب کے موافق اکثر عمل در آمد ہے۔ (۴) فقط۔

(۱) وکذا ایجوز براكذ كثير كذا لك ای وقع فيه نجس لم يرا ثره (درمختار) ای من طعم او لون اوریح (رد المحتار باب المیاء ج ۱ ص ۷۶ ط. س. ج ۱ ص ۱۹۰) ظفیر. (۲) والحقوا بالجارى حوض الحمام لو الماء ناز لا والغرف متدارك كحوض صغير يدخله الماء من جانب ویخرج من آخر یجوز التوضوء من كل الجانب مطلقاً به یفتی (درمختار) ای سواء كان اربعاً فی اربع او اكثر الخ (رد المحتار باب المیاء ص ۱۷۵ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۱۹۰) ظفیر. (۳) سنن عن فسقیه صغیره الخ اما اذا وقعت فیها نجاسة بتنجست لصغرها (رد المحتار مطلب فی مسئلة الوضوء من الفسافی ص ۱۶۸ ط. س. ج ۱ ص ۱۸۵) ظفیر.

(۴) اما القلیل فینجس وان لم یغیر خلا فالمالک (درمختار) فان ما هو قلیل عندنا لا ینجس عنده ما لم یغیر والقلیل ما یتغیر والکثیر بخلافه (رد المحتار باب المیاء ص ۱۷۱ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۱۸۳) ظفیر.

جس حوض کا طول و عرض آٹھ گز ہے اس سے وضو اور غسل درست ہے یا نہیں اور شرعی گز کی مقدار کیا ہے

(سوال ۱۸۰) مالابدمنہ میں آب کثیر کی مقدار یہ لکھی ہے کہ جو حوض ۱۰ گز طول ۱۰ گز عرض اور ایک گز عمق میں ہو اس کا پانی آب کثیر کا حکم رکھتا ہے اس میں وضو جائز ہے اور عند المتأخرین اس پر فتویٰ ہے لہذا دریافت طلب یہ امر ہے کہ اگر کسی حوض کا طول و عرض صرف آٹھ گز ہے یا کچھ کم و بیش ہے اور گہرائی میں اس قدر زیادہ ہے کہ اس میں اسی قدر پانی کی مقدار ہو جاتی ہے جو درہ درہ میں ہوتی ہے تو اس کا حکم آب کثیر کا ہوگا یا نہیں اور اس میں وضو و غسل جنابت جائز ہوگا کہ نہیں۔ اور یہ کہ گز شرعی کی مقدار بحساب فٹ و انچ کس قدر ہونی چاہئے؟

(جواب) طول و عرض دس گز ہونا موافق فتویٰ فقہاء متاخرین کے ضروری ہے، گہرائی کا زیادہ ہونا کچھ مفید نہیں ہے، گہرائی خواہ کتنی ہو، زیادہ یا کم اس کا اعتبار نہیں ہے، طول و عرض دس گز ہونا ضروری ہے۔ اور گز شرعی کی مقدار گز مروجہ بزاز ان سے دیکھی گئی ہے۔ تقریباً دس ساڑھے دس گرہ کا ہوتا ہے۔ جو قریب دو فٹ کے ہوگا قدرے کم۔ (۱) فقط۔

(۱) وان التقدير بعشر في عشر لا يرجع الى اصل يعتمد عليه ورد ما اجاب صدر الشريعة لكن في النهر وانت خبير بان اعتبار العشر اضبط ولا سيما في حق من لا راي له من العوام فلذا افنى المتأخرون الا علام اي في المربع باربعين الخ والمختار ذراع الكر باس، وهو سبع قبضات فقط الخ اذا المعتمد عدم اعتبار العمق وحده. (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب المياہ ص ۱۷۷ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۱۹۲) ظفیر.

فصل ثالث۔ مسائل کنواں

کسی جانور کا ایک حصہ کنویں میں گر جائے تو پانی کا کیا حکم ہے

(سوال ۱۸۱) نیمہ شراک مردہ غیر مذکاة (غیر مذبوحہ مینا) یا بعض آں از کل خود جدا شدہ و منقطع گشتہ است در چاہ افتاد۔ آیا جملہ آب آں چاہ کشیدہ شود یا مقدار شراک (مینا) مردہ غیر منقطع؟ و نیز مرد ماں بفتویٰ بعضے ملایاں بعد کشیدن سی (۱۴۰) دلو آب آزان چاہ می نوشند و طعام ازان پختہ می خوردند حلال است یا حرام؟

(جواب) در صورت مسئلہ کشیدن مقدار جملہ آب آں چاہ لازم است و تا وقت یہ کہ مقدار مذکورہ کشیدہ نشود نوشیدن ازان آب و طعام بآں پختہ خوردن ناجائز و حرام است۔ قال مولانا السید ابو السعود فی حاشیة المسکین معزیا الی الحموی وقطعة الحیوان فی الحکم کا لحيوان المتفسخ انتهى۔ وقال فی رد المحتار لو وقع ذنب فارة ينزخ الماء كله۔ بحر وبه ظهر انه لو جرح الحیوان بلا تفسخ ونحوه ينزح الجميع كما فی الفتح وان قطعة منه كتفسخه ولهذا قال فی الخانية قطعة من لحم الميتة تفسده انتهى ما فی الرد۔ والمسئلة اظهر من الشمس۔ شامی جلد نمبر ۱ ص ۱۹۶۔

پس آنچہ بعض ملایاں فتویٰ دادہ اند کہ بعد از کشیدن سی دلو آبش طاہر است، وباستعمال آورہ شود مخض اثر خائیدہ اند و عبث با دیبائیدہ۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

پاک کنویں کے پانی کا استعمال امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک درست ہے

(سوال ۱۸۲) امام ابو حنیفہؒ نے کنواں کا پانی استعمال کرنا جائز کیا ہے یا نہیں؟

(جواب) جو کنواں بقاعدہ شرعیہ پاک ہو اس کا پانی کھانے اور پینے اور وضو و نماز کے لئے امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک جائز ہے۔ تمام کتب فقہیہ میں مسائل آب بیاں ہوئے ہیں۔ (۱) فقط۔

جب کنویں میں اترے یا کنارے پر نہائے اور اس کے قطرات کنویں میں گریں تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۸۳) اگر کنویں میں جنبی شخص اتر یا من پر بیٹھ کر نہایا اور قطرہ گیا تو پانی کا کیا حکم ہے۔

(جواب) اس صورت میں پانی کنویں کا طاہر غیر مطہر ہے کہ ماء مستعمل ہے۔ قال الشامی فعلم ان المذهب المختار هذه المسئلة ان الرجل طاهر والماء طاهر غیر طهور الخ (۲) اور قطرہ گرنے سے پانی چاہ کا ناپاک نہیں ہوتا۔ (۳) فقط۔

(۱) یرفع الحدث مطلقا بماء مطلق وهو ما يتبادر عند الاطلاق كماء سماء واوديته وعيون وابارو بحار (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المیاء ص ۱۶۵ ط. س. ج ۱ ص ۱۷۹ ظفیر۔ (۲) ردالمحتار باب المیاء تحت قوله والا صح انه طاهر ص ۱۸۷ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۲۰۲ ظفیر۔ (۳) جب اغتسل فانضح من غسله شئی فی انائه لم یفسد علیه الماء اذا كان یسبل منه سیلا نا افسده وكذا حوض الحمام علی قول محمد رحمه الله لا یفسده مالم یغلب یعنی لا یخرجه من الطهوریة كذا فی الخلاصة (عالمگیری مصری باب ثالث فی المیاء وفصل ثانی ص ۲۲ ج ۱ ط. ماجدیہ ج ۱ ص ۲۳ ظفیر۔

کنویں میں چڑیا گر کر پھول جائے تو پانی کا کیا حکم ہے

(سوال ۱۸۴) اگر کنویں میں چڑیا وغیرہ گر کر پھول جائے اور پھٹ جائے تو ناپاک کنواں کس طرح پاک ہوگا؟
(جواب) تین سو ڈول پانی نکالنے سے ناپاک کنواں پاک ہو جاتا ہے۔ (۱) فقط۔

حرام پرندوں کی بیٹ کنویں میں پڑ جائے تو پانی ناپاک ہوگا یا نہیں:-

(سوال ۱۸۵) پاخانہ حرام پرندوں کا مثل زانغ و زغن و کرکس کے اگر کنویں میں گرے تو پانی ناپاک ہوگا یا نہیں، اور اگر ناپاک ہوگا تو کتنا پانی نکالا جائے؟

(جواب) کنویں کے بارے میں فقہاء نے لکھا ہے کہ حرام پرندوں کے پاخانہ سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا۔ لتعذر صونہا عنہ (۲) (در مختار) فقط۔

چھپکلی کا کیا حکم ہے:-

(سوال ۱۸۶) چھپکلی میں خون سائل ہے یا نہیں؟ اور چھپکلی کے کنویں میں گرنے اور مرنے اور سڑنے سے کیا حکم کیا جاوے گا؟

(جواب) چھپکلی میں خون سائل نہیں سمجھا گیا۔ البتہ اگر رنگ بدلتی ہو جیسا کہ گرگٹ کہ اس میں خون سائل ہے اس سے کنواں نجس ہوگا۔ (۳) اور چھپکلی سے نہ ہوگا۔ (۴) فقط۔

جس کنواں میں حلال خور پنا ڈول ڈال لے وہ پاک ہے یا ناپاک:-

(سوال ۱۸۷) خا کرو ب یعنی حلال خور پنا ڈول جس کنویں میں ڈالتا ہے جو کہ اس کے گھر کا ہے، پھر بعد بھرنے پانی وہ ڈول اپنے گھر لے جاتا ہے، اسی طرح کرتا رہتا ہے آیا وہ چاہ پاک ہے یا نہیں۔ مسلمانوں کو اس کنویں سے پانی بھرنا چاہئے یا نہیں؟

(جواب) (دوسرے مفتی کا) حلال خور ایک بیچ قوم نجس ہے، پاک ہونے کی کوئی شرط ان کو معلوم نہیں ہے خداوند تعالیٰ مشرک کو نجس فرماتا ہے جو خود ناپاک ہوگا کب پاک کو معلوم کرے گا۔ وہ خود ناپاک اس کے برتن ناپاک، جو چیز مذہب اسلام میں حرام ہے ان کے نزدیک ایسا نہیں ہے اس لئے ڈول اس کا نجس ہوا، خدا جانے اس پر کیا کچھ ہوتا ہے،

(۱) اذا وقعت نجاسة الخ في بئر دون القدر الكثير الخ او مات فيها الخ حيوان دموي غير مائي وانفخ او تمعط او تفسخ الخ ينزح كل ما فيها الخ وقيل يفتى بما تين الى ثلث مائة وهذا ايسر (الدر المختار على هامش رد المحتار فصل في البئر ج ۱ ص ۱۹۴ و ج ۱ ص ۱۹۸). ط. س. ج. ص ۲۱۱. ۲. ظفیر. (۲) ولا نزح في بئر فارة في الاصح ولا بحزء حمام وعصفورو كذا سباع طير في الاصح صونہا عنہ (در مختار) قوله في الايضاح راجع الى قوله وكذا سباع طير اي مما لا يوكل لحمه من الطيور (رد المحتار فصل البئر ص ۲۰۳ ج ۱. ط. س. ج. ص ۲۲۰). ظفیر. (۳) اذا وقع في البئر سام ابرص ومات ينزح منها عشرون دلوا في ظاهر الرواية (عالمگیری كشوری ماء الابار ج ۱ ص ۱۸. ط. ماجدیہ ج ۱ ص ۲۰). ظفیر. (۴) الوزغة لو كبيرة لهادم سائل (رد المحتار باب المياه ص ۱۷۱ ج ۱. ط. س. ج. ص ۱۸۵) معلوم ہوا بڑی چھپکلی میں خون ہوتا ہے چھپکلی میں نہیں ۱۲۔ ظفیر۔

چاہے سگ پیشاب کر دے اس لئے اس چاہ کا پانی نہ برتنا چاہئے۔ یہی مطلب مبارک اس آیت کا ہے۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقکم الخ (ترجمہ) (تحقیق بزرگ تمہارا نزدیک اللہ تعالیٰ کے پرہیز گار تمہارے۔) جب قرآن شریف پرہیز کا حکم فرماتا ہے تو معلوم کر لو کہ کس بات میں پرہیز حاصل ہوتا ہے، وہ کنواں ناپاک ہے مسلمان پانی نہ برتیں، جب تک شرط پاک کرنے کی ادائہ ہو۔ فقط انما يتقبل الله من المتقين۔

(جواب) (از حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب دارالعلوم) یہ مسئلہ صحیح نہیں ہے، جب تک ناپاک کی اس کے ڈول کی دیکھ نہ لی جاوے یا علم اس کا نہ ہو جاوے اس وقت تک کنویں کو ناپاک نہ کہیں گے یقین لا یزول بالشک (۱) فقہ کا مسلم مسئلہ ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

مشرک جس کنویں سے پانی نکالے وہ پاک ہے یا ناپاک:-

(سوال ۱/۱۸۸) اگر مشرک مسلمانوں کے چاہ سے اپنے برتن سے پانی نکالیں تو چاہ پاک ہے یا ناپاک؟

(۲) اگر چاہ پاک ہے تو انما المشرکون نجس کے کیا معنی ہوں گے؟

(جواب) (۱) مشرک اگر اپنے برتن سے چاہ سے پانی نکالے اور بظاہر اس برتن پر کچھ نجاست نہیں ہے تو پانی چاہ کا پاک ہے وہم نہ کرنا چاہئے۔ (الیقین لا یزول بالشک اشباہ جمیل الرحمن)

(۲) انما المشرکون نجس سے عقیدہ کی نجاست مراد ہے۔ فقط عزیز الرحمن (فی الخازن ج ۲ ص ۲۱۵ اراد بهذه النجاسة نجاسة الحكم لا نجاسة العين سموا نجسا على الذم لان الفقهاء اتفقوا على طهارة ابدانهم الخ جمیل الرحمن)

حرام مال سے جو کنواں تیار ہوا، اس کا کیا حکم ہے:-

(سوال ۱۸۹) ایک عورت نے حرام کی کمائی یعنی سود سے روپیہ جمع کیا ہے اور اس روپے سے ایک کنواں بنوایا ہے اور ایک مسجد اس کنویں کے متصل ہی بنوائی ہے، ایک مولوی صاحب کہتے ہیں کہ اس کنویں سے پانی پینا اور وضو کرنا جائز نہیں ہے، اور مسجد بھی جائز نہیں ہے۔

(جواب) اس پانی سے وضو کر کے نماز ادا کی جاوے گی، نماز ادا ہو جاوے گی۔ فقط۔ (الماء طہور حدیث)

ہندو کے پانی نکالنے سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا:-

(سوال ۱۹۰) بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہندو مشرک دوکاندار اگر کنویں سے پانی نکالیں تو کنواں نجس عین ہوگا، بلکہ اس کے پانی سے نماز وغیرہ نہیں ہوتی۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اگر مشرک اپنے برتن سے جو کنویں سے پانی نکالنے کا مقرر کیا گیا ہو پانی نکالیں تو وہ کنواں پلید نہیں ہوتا؟

(جواب) ہندو اگر برتن سے یا ڈول سے اس کنویں سے پانی نکالیں تو پانی چاہہا پاک ہے کچھ وہم نہ کرنا چاہئے۔ قال اللہ تعالیٰ لیس علیکم فی الدین من حرج وقال اللہ وانزلنا من السماء ماء طهوراً۔ وقال علیہ السلام الماء طهور الحدیث کتب فقہ میں مسطور ہے۔ کہ شک سے یقین زائل نہیں ہوتا، پس اصل طہارت ماء کسی شبہ وہم کی وجہ سے زائل نہ ہوگی فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ بندہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔ (ومع هذا لو اكل او شرب قبل الغسل (ای قبل غسل اوانی المشرکین) جاز الخ عالمگیری ج ۴ ص ۲۲۶ جمیل الرحمن)

وہ کنواں جس میں دوا ڈالی جائے پاک ہے یا ناپاک:-

(سوال ۱۹۱) کنویں میں آج کل دوائی ڈالی جاتی ہے اس پانی سے وضو کرنا کیسا ہے؟

(جواب) وضو کرنا اس سے درست ہے۔ وتجاوز الطهارة بالماء الى قوله والماء الذي يختلط به الاثتان او الصابون او الزعفران بشرط ان تكون الغلبة للماء من حيث الاجزاء بان تكون اجزاء الماء اكثر من اجزاء المخالط هذا اذا لم يزل عنه اسم الماء الخ کبیری ص ۸۷۔

کنویں کے پانی سے کھانا پکایا، پھر کنویں سے مردہ جانور نکالا تو کیا کیا جائے:-

(سوال ۱۹۲) ایک مردہ مرغ چاہ سے نکالا گیا۔ نکالنے سے پہلے اس چاہ کے پانی سے طعام پکایا گیا، وہ طعام پاک ہے یا ناپاک؟

(جواب) جو پانی اس مردہ مرغ کے نکلنے اور دیکھنے سے پہلے چاہ سے نکالا گیا وہ پاک ہے اس سے جو طعام پختہ ہوا وہ پاک و حلال ہے، بعد دیکھنے مرغ مردہ کے چاہ ناپاک ہوا ہے اس کو نکال کر اگر پھولا پھٹا نہ ہو تو ساٹھ ڈول نکالے جاویں، احتیاباً اور چالیس وجوہ یعنی چالیس ڈول نکالنا ضروری ہے اور ساٹھ تک نکالنا مستحب ہے (ویحکم بنجاستها الى قوله وقال من وقت العلم فلا يلزمهم شئ قبله قيل وبه يفتي) (درمختار) قال الشامي صاحب الجوهره وقال العلامة قاسم فی تصحيح القدوري قال فی فتاویٰ العتابی قولهما هو المختار (شامی ج ۱ ص ۲۲۶) ان اخرج الحيوان غير منتفح ومنتفخ ان كان كحماة وهرة نرح اربعون من الدلاء وجوباً الى ستين ندباً جمیل الرحمن)

سانپ کنویں میں گر کر مر جائے:-

(سوال ۱۹۳) سنا ہے کہ کنویں میں اگر سانپ گر کر مر جائے تو کنواں ناپاک نہیں ہوتا یہ صحیح ہے یا نہ؟

(جواب) اس میں یہ تفصیل ہے کہ سانپ اگر پانی کا ہے جس میں خون نہیں ہوتا اس کے مرنے سے پانی چاہ وغیرہ کا ناپاک نہیں ہوتا، اور اگر سانپ جنگلی ہے اور اس میں خون ہوتا اس کے مرنے سے پانی ناپاک ہو جاتا ہے، جیسا کہ درمختار میں ہے وضفدع الا برياله دم سائل فيفسد في الا صح لحيه بريه ان لهادم والا لا قوله كحيه بريه

امامانیۃ فلا تفسد مطلقا الخ (۱) فقط۔

کھانا پکنے کے بعد کنویں سے مردہ مرغ نکلا۔

(سوال ۱۹۴) ایک امیر کے یہاں بہت سے لوگوں کی ضیافت تھی جب کھانا تیار ہو گیا تو کنویں سے پانی منگایا۔ تو اس میں سے ایک مرغ مردہ نکلا اور اسی کنوں کے پانی سے تمام کھانا پکایا تھا، لیکن مرغ میں کسی قسم کا تسخیر یا تسخیر اس کے جسم میں نہ تھا ایک مولوی صاحب نے یہ فتویٰ دیا کہ یہ کھانا پلید ہے جانوروں کو ڈال دیا جاوے دوسرے مولوی صاحب نے کہا کہ اگرچہ فتویٰ مولوی صاحب موصوف علی مذہب الامام درست ہے مگر چونکہ اس میں از حد تصفیج مال اور حرج عظیم آتا ہے، ایسے موقع میں فتویٰ علی قول الصاحبین دینا چاہئے۔ اس صورت میں امام صاحب کے قول پر فتویٰ ہونا چاہئے یا صاحبین کے قول پر؟ اور وہ کون سی ضرورت ہے جہاں مقلد کو دوسرے امام کے قول پر عمل کرنا درست ہے؟

(جواب) اس بارہ میں دوسرے امام صاحب کا قول صحیح ہے جنہوں نے صاحبین کے قول پر فتویٰ دیا ہے کیونکہ بہت سے فقہاء و علماء نے اس بارہ میں صاحبین کے قول پر فتویٰ دیا ہے اور کتب فقہ میں اس کا مفتی بہ ہونا مصرح ہے۔ (۲) شامی میں ہے وقال العلامة قاسم فی تصحیح القدوری قال فی فتاویٰ العتابی قولہما ہو المختار ج ۱ ص ۱۳ اور شرح منیہ میں ہے، وقال لیس علیہم اعادۃ شیء مما صلوہ بالوضوء منها ولا غسل شئی مما اصابہ مائہا حتی یتحققوا متی وقعت حملا علی انها وقعت تلک الساعۃ فما تات او کانت میتة فوقعت بریح او غیرہ وذلك لان الحوادث تضاف الى اقرب الاوقات عند الا مکان والیقین لا یزول بالشک والطہارۃ کانت متیقنۃ وقع الشک فی زوالها قبل الاطلاع الخ (۳) اس سے قوت دلیل صاحبین معلوم ہوئی وقد قال فی الدر المختار وصح فی الحاوی القدسی قوة المدرك الى الدلیل (۴) باقی یہ کہ مذہب غیر پر کس وقت فتویٰ دیا جاتا ہے یعنی باقی ائمہ ثلاثہ امام مالک امام شافعی و امام احمد کے قول پر فتویٰ کس صورت میں درست ہے تو اس میں ہم مقلدین کو انہی مواقع میں فتویٰ دینا جائز ہے جن مواقع میں فقہاء سے تصریح ہے جیسا کہ زوجہ مقفود کے بارہ میں یا عیدۃ ممتدة الطہر کے بارہ میں یا اور جس مسئلہ میں تصریح فقہاء کی مل جائے فقط۔

کنویں میں ناپاک بھنگی گر کر مر گیا تو کنواں کس طرح پاک ہوگا۔

(سوال ۱۹۵) ایک چاہ چشمہ دار میں دو ڈھائی بانس پانی ہوگا۔ ایک بھنگی جس کا بدن اور کپڑے نجس تھے گر کر مر گیا دوسرے روز اس کو نکالا گیا۔ اب کس قدر پانی نکالنے کے بعد چاہ مذکور پاک ہوگا؟

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المیاء ص ۱۷۱ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۱۸۵ ظفیر۔
(۲) وبحکم بنجا سہا مغلظۃ من وقت الوقوع ان علم والا فمد یوم ولیلۃ ان لم ینتفخ ولم ینفسخ الى قوله وقال من وقت العلم فلا یلزمہم شئی قبلہ قبل وبہ یفتی (الدر المختار ج ۱ ص ۲۱۲ ط. س. ج ۱ ص ۲۱۸) ظفیر۔
(۳) دیکھئے غنیۃ المستملی فی شرح منیۃ المصلی ص ۱۵۸ ظفیر۔
(۴) الدر المختار علی هامش ردالمحتار مطلب فی طبقات المسائل ج ۱ ص ۶۵ ط. س. ج ۱ ص ۷۱ ظفیر۔

(جواب) اس صورت میں دوسو (وجوباً) سے تین سو (استحباباً) ڈول تک پانی نکالنے سے چاہ پاک ہوگا۔ جزم بہ فی الكنز والمتقی وهو مروی عن محمد[ؒ] وعليه الفتوى خلاصه وتاتار خانيه عن النصاب وهو المختار معراج عن العنابية وجعله في العناية رواية عن الامام وهو المختار والا يسر كما في الاختيار وافاد في النهر ان المأتين واجبتان والمائة الثالثة مندوبة الخ شامی (۱) فقط۔

پانی کا مینڈک کنویں میں مرجائے تو کیا حکم ہے:-

(سوال ۱۹۶) کنواں جو وہ درود نہ ہو ایسے کنویں میں مینڈک اگر مر کر پھول جائے اور اس میں بدبو بھی پیدا ہو جائے، لیکن ریزہ ریزہ نہ ہو درود آخالیکہ وہ مینڈک پانی ہی کا ہو، یعنی پانی ہی میں پیدا ہوتا ہے اور پانی ہی میں پلتا ہے، اور پانی ہی میں رہتا ہے تو اس کنویں کا کیا حکم ہے؟ بیّنوا تو جروا۔

(جواب) کسی چاہ میں اگر مینڈک پانی کا مر کر پھول جائے تو پانی اس کا ناپاک نہیں ہوتا۔ اس سے وضو کرنا اور پینا درست ہے اور اگر پھٹ کر ریزہ ریزہ ہو جائے تب بھی وضو اس سے درست ہے البتہ پینا اس کا جائز نہیں ہے کما فی الدر المختار ویجوز رفع الحدث بما ذکر وان مات فيه غير دموی ومائی المولد کسمک وسرطان وضفدع فلو تفتت فيه نحوه ضفدع جاز الوضوء به ولا يشربه لحرمة الخ (۲) فقط۔

جس کنویں میں کتا گر مر گیا اس کو پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے:-

(سوال ۱۹۷) کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک کتا چاہ مسجد میں گرا جس میں پانی بیس ہاتھ سے زیادہ ہے اور کتے کو گرے ہوئے ڈیڑھ ماہ کا عرصہ ہوا، اس چاہ میں جھام لگوائی۔ ہڈیاں ریزہ ریزہ ہو کر نکلیں، احتمال ہے کہ ضرور اس میں ہڈیاں کتے کی باقی ہوں گی اور پانی بھی دو ہاتھ کم ہو گیا تھا، بالکل تمام پانی نہیں نکل سکتا۔ اب شریعت کا کیا حکم ہے؟ کس طرح وہ چاہ پاک ہو سکتا ہے؟ پانی اس کا خوب نکلوا دیا جائے اور ہڈیاں باقی رہ جاویں تو اس کا کیا حکم ہے؟

(جواب) ایسے چاہ کے پاک ہونے کی صورت فقہاء نے یہ لکھی ہے اس چاہ کو اتنے عرصہ تک چھوڑ دیا جاوے کہ اس کتے کی ہڈیاں گوشت و پوست گل کر مٹی اور گارا ہو جاوے۔ اور بعض فقہاء نے فرمایا ہے کہ چھ مہینے تک اس کو چھوڑ دیا جاوے اس کے بعد کل پانی اس کا نکال دیا جاوے اور کل پانی نکالنا دشوار ہو بوجہ چشمہ دار ہونے چاہ کے تو دوسو ڈول سے تین سو ڈول تک نکالنے سے چاہ پاک ہو جاوے گا۔ کما فی الدر المختار ینزع کل مائها بعد اخراجها الا اذا تعذر كخشبة او خرقة متنجسة فينزع الماء الى حد لا يملأ نصف الدلو يطهر الكل تبعاً الخ (۳) فی الشامی و اشار بقوله متنجسة الى انه لا بد من اخراج عين النجاسة كلحم ميتة وخنزير الخ قلت فلو تعذر ايضا ففي القهستاني عن الجواهر لو وقع عصفور فيها فعجز واعن اخراجه فما دام فيها

(۱) رد المختار فصل فی البئر ج ۱ ص ۱۹۸ ط. س. ج ۱ ص ۲۱۵ ۱۲ ظفیر۔

(۲) الدر المختار مجتبیٰ باب المیاء ص ۳۵ ج ۱ ۱۲ ظفیر۔

(۳) الدر المختار علی هامش رد المختار فصل فی البئر ص ۱۹۶ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۲۱۲ ۱۲ ظفیر۔

فنجسة فترک مدة يعلم انه استحال وصار حمأة وقيل مدة ستة اشهر الخ شامی (۱) جب کہ علت طہارت استحالہ ہے یعنی مٹی گارا ہو جانا اس جانور کا تو ظاہر ہے کہ ہر ایک جانور کے لئے بقدر چھوٹے اور بڑے ہونے کے مدۃ مختلف ہوگی، اور یہ صورت بھی طہارت آب چاہہو سکتی ہے کہ حجام لگا کر اس کی مٹی نکلوائی جائے تو جب بظن غالب ہڈیاں اس کی نکل جاویں اور گوشت و پوست کا گارا مٹی ہو جانا معلوم ہو جائے پانی اس کا نکلوا دیا جائے، پانی پاک ہو جاوے گا۔ فقط۔

کیا کنویں کو پاک کرنے کے لئے پے در پے پانی نکالنا ضروری ہے:-
(سوال ۱۹۸) کنوں ناپاک ہونے کے وقت پے در پے ڈول نکالے یا بتدریج؟
(جواب) پے در پے نکالنا شرط نہیں۔ فقط۔ (۲)

چشمہ دار ناپاک کنویں کی پاکی کا طریقہ:-

(سوال ۱۹۹) ایک چاہ چشمہ دار ہے جتنا پانی نکالتے ہیں اتنا ہی آجاتا ہے، یہ چاہ پلیدی گر کر نجس ہو گیا تو کل پانی نکالا جاوے گا کیا؟

(جواب) اول اس نجاست کو چاہ سے نکال لیا جاوے اس کے بعد تین سو ڈول اس چاہ سے نکال دیئے جاویں باقی پانی پاک ہو جاوے گا فتویٰ اسی پر ہے تمام پانی نکالنے کی ضرورت نہیں ہے۔ (۳) اور متفرق ڈولوں کا نکالنا بھی درست ہے۔ (۴) فقط

ناپاک کنویں کا پانی اگر وقفہ دیگر کئی بار کر کے نکالا جائے تو پاک ہو گیا نہیں:-

(سوال ۲۰۰) نجس کنویں کے پانی نکالنے میں اگر وقفہ کیا جائے یعنی تھوڑا تھوڑا پانی چند مرتبہ نکالا جائے تو کنواں پاک ہو گیا نہیں، یا ایک دم سے پانی نکالنا ضروری ہے۔ بہشتی زیور میں ہے کہ جس قدر پانی نکالنا ضروری ہو، چاہے ایک دم سے نکالیں یا تھوڑا تھوڑا کئی دفعہ کر کے نکالیں ہر طرح کنواں پاک ہو جاوے گا۔

(جواب) مذہب صحیح و مختار کے موافق ایک دم سے تمام پانی جس قدر کہ نکالنا واجب تھا نکالنا ضروری نہیں ہے، توقف سے کئی دفعہ کر کے بھی درست ہے جیسا کہ بہشتی زیور میں ہے شامی میں ہے علیٰ انہ لا یشتراط التوالی وهو المختار الخ۔ (۵) فقط۔

(۱) رد المحتار فصل فی البئر ص ۱۹۶ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۲۱۲ ظفیر.
(۲) اذا وقعت نجاسة فی بئر دون القدر الكثير الخ یزح کل ما نھا بعد اخراجه الخ ولو نزع بعضه ثم زاد فی الغد نزع قدر الباقي فی الصحيح (در مختار) ومثله فی الخاتمة وهو منی علیٰ انہ لا یشتراط التوالی وهو المختار كما فی البحر والقہستانی (رد المحتار فصل فی البئر ط. س. ج ۱ ص ۲۱۱..... ۲۱۲) ظفیر. (۳) وان تعذر نزع کلھا لکونھا معینا فبقدر ما فیھا وقت ابتداء النزع قاله الحلبي یؤخذ ذلک بقول رجلین عند لیل لھما بصارة بالماء بہ فتی وقل فتی بمائتین الی ثلثمائة وهذا یسرو ذاک احوط (الدر المختار علی هامش رد المحتار فصل فی البئر ج ۱ ص ۱۹۷ و ۱۹۸ ط. س. ج ۱ ص ۲۱۳) ظفیر.
(۴) ولا یشتراط التوالی وهو المختار كما فی البحر والقہستانی (رد المحتار فصل فی البئر ج ۱ ص ۱۹۷ ط. س. ج ۱ ص ۲۱۲) ظفیر.
(۵) رد المحتار فصل فی البئر ص ۱۹۶ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۲۱۲ ظفیر۔

پرندوں کی بیٹ وغیرہ کنویں میں پڑ جائے تو کیا حکم ہے:-

(سوال ۲۰۱) ایک کنواں جس پر ایک پیپل کا بہت بڑا درخت واقع ہے اس کے اوپر ہر وقت جانور مثل چیل وکوا وغیرہ کے بیٹھے رہتے ہیں، اور غلاظت وغیرہ اور جانوروں کی ہڈیاں جھپچھڑے وہیں کنویں میں پھینک دیتے ہیں یہ کنواں پاک ہے یا ناپاک، اور اس سے وضو کر کے نماز پڑھنا کیسا ہے۔

(جواب) جب تک کوئی نجاست اس کنویں میں دیکھ نہ لی جاوے، اس وقت تک حکم ناپاکی آب کا نہیں ہو سکتا، اور وضو اس سے درست ہے اور نماز صحیح ہے۔ (۱) فقط۔

بچوں کی کپڑے کی گیند کنویں میں گر جائے تو کنواں ناپاک ہو یا نہیں:-

(سوال ۲۰۲) کپڑے کی گیند سے جو بچے کھیلتے ہیں وہ اکثر پلیدی میں مثل نالی وغیرہ کے گرتی رہتی ہے جو نجس بھی ہو جاتی ہے اگر وہ کنویں میں گر پڑی اور ڈوب گئی اور نیچے جا بیٹھی تو کنواں کس طرح پاک ہوگا؟

(جواب) جب تک اس گیند کے نجس ہونے کا یقین نہ ہو اور نجاست لگنا اس کو خاص دیکھنا نہ گیا ہو اس وقت تک کنویں کے پانی کو ناپاک نہ کہا جاوے گا جیسا کہ کتب فقہ میں تصریح ہے لائقین لا یزول بالشک پس شک سے حکم نجاست کا نہ کیا جاوے گا۔ (۲) فقط۔

مینڈک کے کنویں میں مرجانے سے کنواں ناپاک ہوتا ہے یا نہیں:-

(سوال ۲۰۳) مینڈک اگر چاہے مرجانے اور اس کی انگلیوں میں پردہ نہ ہو تو وہ ناپاک ہو جائے گا یا نہ اور خورد و کلاں میں کچھ فرق ہے یا نہ، سوائے اس پردہ کے اور کوئی علاقہ بھی ہے؟

(جواب) دم سائل اگر اس میں ہو تو ناپاک ہوگا ورنہ نہیں۔ فی الدر المختار وضفدع الابرئ لا دم سائل وهو مالا سترة له بین اصابعه الخ۔ (۳) فقط۔

چوزہ کنویں میں گر کر مرجانے تو کنواں ناپاک ہو یا نہیں:-

(سوال ۲۰۴) چوزہ مرغی کا یا چڑیہ کا جو ایک دو روز کا ہو یا مردہ پیدا ہو چاہے کو ناپاک کر دے گا یا نہ؟

(جواب) ناپاک ہو جائے گا۔ (۴) فقط۔

(۱) ولا نرح فی بول فارة فی الاصح ولا بخرء حمام وعصفور کذا سباع طیر فی الاصح لتعذر صونها عنه (الدر المختار علی هامش ردالمختار فصل فی البئر ج ۱ ص ۲۰۳) البقین لا یزول بالشک (الاشباه والنظائر ص ۷۵ قاعدہ ثلثہ) ۱۲ طغیر۔

(۲) البقین لا یزول بالشک ودلیلها مارواه مسلم عن ابی ہریرۃ مر فوعا اذا وجد احدکم فی بطنہ شیئا فاشکل علیہ اخرج منه شئی ام لا فلا یخرجن من المسجد حتی یسمع صوتا او یجد ریحاً (الاشباه والنظائر) قبل هذه القاعدۃ تدخل فی جمیع ابواب الفقہ والمسائل المخرجة علیها تبلغ ثلاثۃ اربع الفقہ او اکثر (شرح حموی الفن الاول القاعد الثانیۃ ص ۷۵) طغیر۔

(۳) الدر المختار علی هامش ردالمختار باب المیاء ص ۱۷۱ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۱۸۵ ۱۲ طغیر۔

(۴) وان کان کحماۃ وھرة نرح اربعون من الدلاء وجوبا الی ستین الخ ندبا کما ان مابین دجاجة وشاة کذا بجاۃ الخ ویحکم بنجاستھا مغلظۃ من وقت الوقوع ان علم (الدر المختار علی هامش ردالمختار فصل فی البئر ص ۱۹۹ ج ۱ و ص ۲۰۱ ط. س. ج ۱ ص ۲۱۶) طغیر۔

کنویں میں چوہا گر کر مر جائے تو پانی کا کیا حکم ہے:-

(سوال ۲۰۵) جس کنویں میں چوہا وغیرہ گر کر مر جائے اور اس کو نکال دیا جاوے لیکن پانی بالکل نہ نکالا جاوے تو وہ کنواں ہمیشہ ناپاک رہے گا یا کچھ مدت کے بعد پاک ہو جاوے گا۔ بعض ہندوؤں کی بستی میں ایسا ہی ہوتا ہے؟ (جواب) بدون پانی نکالنے کے پاک نہ ہوگا، لیکن اگر ہندو اس کنویں سے پانی بھرتے رہیں تو جس وقت اندازاً اس قدر ڈول نکل جاویں جس قدر کہ لازم تھے تو وہ کنواں پاک ہو جاوے گا۔ کیونکہ متفرق پانی نکلنا بھی موجب طہارت ہے، پھر مسلمانوں کو بھی اس سے پانی بھرنا اور استعمال کرنا درست ہے۔ (۱) فقط۔

کافر ناپاک کپڑوں میں کنویں کے اندر اترے تو کنویں کا پانی ناپاک ہو گیا:-

(سوال ۲۰۶) اگر کوئی کافر مع نجس کپڑے کے کنویں میں داخل ہو اس کے پانی کا کیا حکم ہے؟ (جواب) اس کا پانی نکالنا چاہئے، پانی نکالنے سے وہ کنواں پاک ہوگا، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کا فتویٰ ہے۔ (۲) فقط۔

مردہ مینڈک کنویں سے نکلا مگر یہ معلوم نہیں کہ بری ہے یا بخری تو کیا کیا جائے:-

(سوال ۲۰۷) مردہ مینڈک اگر چاہے سے نکلے تو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ اس میں دم سائل ہے یا نہیں۔ دم سائل کی کیا نشانی ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ اس میں دم سائل ہے یا نہیں؟ (جواب) مینڈک بری اور بخری کی شناخت درمختار میں لکھی ہے کہ جس کی اصابع کے درمیان سترہ یعنی کھال ہو وہ بری ہے کہ اس میں دم سائل ہوتا ہے اس کے مرنے سے پانی قلیل نجس ہو جاتا ہے یعنی کنواں بھی نجس ہو جائے گا اور مینڈک دریائی کے مرنے سے نجس نہ ہوگا اور وہ وہ ہے کہ اس کی اصابع کے اندر سترہ نہ ہو اور اصابع علیحدہ علیحدہ ہوں اور دم سائل ہونا نہ ہونا بڑے چھوٹے ہونے سے معلوم ہو سکتا ہے۔ وضفدع الابر یا لہ دم سائل وهو ما لا سترۃ لہ بین اصابعہ فیفسد فی الاصح الخ۔ (۳) فقط۔

چھپکلی گر کر مر جائے یا پھول پھٹ جائے تو کتنا پانی نکالا جائے گا:-

(سوال ۲۰۸) کنواں چھپکلی کے گرنے سے ناپاک ہو جاتا ہے یا نہیں اور پھولنے پھٹنے کے بعد کتنے ڈول نکالے جاویں۔

(جواب) چھپکلی اگر بڑی ہو کہ اس میں خون ہو مثلاً اگر گٹ کی طرح تو اس کے مرنے سے پانی کنویں کا ناپاک ہو جاتا

(۱) وان كان كعصفور فارة فعشرون الى ثلاثين كما مر الخ وبحكم بنجاستها مغلفة من وقت الوقوع ان علم (درمختار) لا يشترط التوالی وهو المختار (رد المختار فصل فی البئر ج ۱ ص ۱۹۶ وج ۱ ص ۱۹۹) ط.س.ج. ص ۲۱۶ اظفیر.
(۲) ان الکافر اذا وقع فی البئر وهو حی نزع الماء الخ لانه لا یخلو من نجاسة حقيقة او حکمية الخ (رد المختار فصل فی البئر ص ۱۹۷ ج ۱ ط.س.ج. ص ۲۱۳) ظفیر. (۳) الدر المختار علی هامش رد المختار باب المیاء حلد اول ۱۷۱ ط.س.ج. ص ۱۸۵ اظفیر.

ہے اس کو پہلے نکال کر پھر تیس ڈول نکال دیئے جاویں پانی پاک ہو جاوے گا۔ اور اگر اس میں خون نہ ہو تو پانی ناپاک نہیں ہوتا لیکن احتیاطاً تیس ڈول نکال دینا بہتر ہے۔ (۱) فقط۔ (اور اگر بڑی چھپکلی گر کر پھول یا پھٹ جائے، تو کل پانی نکالنا ضروری ہے۔ (۲) ظفیر۔

بکری یا بلی کنویں میں گرے اور پیشاب کر دے تو کیا حکم ہے:-

(سوال ۲۰۹) ایک کنویں میں بکری گر گئی، یا کتا یا بلی گر گئی اور اس نے پیشاب کر دیا تو اس کنویں کا کس قدر پانی نکالا جائے؟

(جواب) اس چاہ کا تمام پانی نکالنا لازم ہے، لیکن فقہاء نے بجائے تمام پانی کے تین سو ڈول نکالنے کو جائز فرمایا ہے، پس اسی قدر یعنی تین سو ڈول کافی ہیں، باقی پانی پاک ہو جاوے گا۔ (۳) فقط۔

کنویں میں کتا گرے اور زندہ نکال لیا گیا تو کتنا پانی نکالا جائے گا:-

(سوال ۲۱۰) اگر کتا چاہ مسجد میں زندہ گر جائے اور فوراً ہی زندہ نکال لیا جائے تو اب چاہ کس قدر پانی نکالنے سے پاک ہو سکتا ہے۔ پانی چاہ میں بہت ہے تمام پانی نکالنا نہایت دقت کا باعث ہے؟

(جواب) تین سو ڈول پانی نکالنے سے، اس صورت میں چاہ پاک ہو جاوے گا۔ (۴) فقط۔

بارش کے زمانہ میں گلی کو چھپا پانی کنویں میں گرے تو کنواں ناپاک ہو گا یا نہیں:-

(سوال ۲۱۱) مکانوں اور گلی کو چھپا پانی جو بارش میں پڑتا ہے اور وہ بہہ کر اگر کسی کنویں میں گرے تو کنواں ناپاک ہو گا یا نہیں۔ کتاب چشمہ فیض میں گلی کو چھپا پانی کو غلیظ اور نجس قرار نہیں دیا؟

(جواب) بارش کا پانی جو گلی کو چھپا میں بہہ کر آوے اور سب نجاستوں کو بہا دیوے، بے شک وہ پاک ہے کمائین فی کتب الفقہ۔ (۵) فقط۔

(۱) و ضفدع الابریالہ دم سائل وهو مالا ستزولہ بین اصابعہ فیفسد فی الاصح کحیۃ بربۃ (در مختار) و کالحیۃ البریۃ الوزغۃ لو کبیرۃ لہادم سائل منیہ (رد المحتار باب المیاء ص ۱۷۱ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۱۸۵) ظفیر۔

(۲) اذا وقعت نجاسة الخ او مات فیہا الخ حیوان دموی غیر مانی وانتفخ او تمعظ او تفسخ الخ ینزع کل مائها الذی کان فیہا وقت الوقوع بعد اکرأجہ (الدر المختار علی هامش رد المحتار فصل فی البرج ص ۱۹۳ ط. س. ج ۳ ص ۱۱ ۲ ۲۱۲) ظفیر۔ (۳) اذا وقعت نجاسة الخ فی بئر دون القدر الکثیر الخ ینزع کل مائها الخ وان تعذر فبقدر ما فیہا الخ وقبل یتقی بمائتین الی ثلثمائة وهذا ایسر وذلک احوط (الدر المختار علی هامش رد المحتار (فصل فی البئر ج ۱ ص ۱۹۳ ط. س. ج ۱ ص ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳) ظفیر۔

(۴) وان تعذر نزع کل مائها فبقدر ما فیہا الخ وقبل یتقی بمائتین الی ثلث مائة وهذا ایسر وذلک احوط (الدر المختار علی هامش رد المحتار فی البئر ج ۱ ص ۱۹۷ و ج ۱ ص ۱۹۸ ط. س. ج ۱ ص ۲۱۳ ۲۱۵) ظفیر۔

(۵) المطر ما دام یمطر فله حکم الجزیان حتی لو اصاب العذرات علی السطح ثم اصاب ثوباً لا یتنجس الا ان یتغیر (عالمگیری کشوری ص ۱۵ ج ۱ ط. ماجدیہ ج ۱ ص ۱۷) ظفیر۔

کچھوا کنویں میں مر جائے تو کیا حکم ہے:-

(سوال ۲۱۲) سنگ پشت کہ درچاہہ دائمی ماند اگر درچاہہ بمیرد آب رانجس می کند یا نہ۔ اگر نجس می کند بکدام دلیل کہ دم مسفوح می دارد و آن دم سائل است کہ در حقیقت دم است کہ با قلاب بعد خشک شدن سیاہ میشود، یا طوبت مثل دم دارد مانند کلب کہ بعد خشک شدن سفیدی شود۔ و جواب ایں امر چہ طور است اذا الدم موی لا یسکن الماء لمنافاة بین طبع الماء والدم۔ و جواب ایں امر چہ طور است کہ کلب الماء با اتفاق شروح و متون موت آن آب رانجس نمی کند۔ با وجودیہ کہ توالد او بیرون از ماء در حجر کنارہ آب می باشد۔ سنگ پشت اگر آب رانجس نمی کند مانند کلب الماء و السرطان و خنزیر الماء و الضفدع و الضفدع البحری۔ پس دلیل آن تحریر فرمایند کہ بکدام دلیل دم مسفوح نمی دارد و فرق در میان بری و بحر کی کدام است، چنانچہ در ضفدع فرق کرده اند و علامہ شامی حیوان را سه قسم کرده بری و بحری، بری و بحری، پس سنگ پشت مانند طیر الماء است؟

(جواب) قال فی الدر المختار و مانی مولد ولو کلب الماء و خنزیرہ الخ قوله و مانی مولد عطف علی قوله غیر دمو ای مایکون توالده و متواء فی الماء سواء کانت له نفس سائلة اولاً فی ظاهر الروایة بحر عن السراج ای لان ذلك لیس بدم حقيقة و عرف فی الخلاصة المانی بما لو استخرج من الماء یموت من ساعته وان کان یعیش فهو مانی و بری فجعل بین المانی و البری قسماً اخر وهو مایکون مائياً و بریاً لکن لم یدکر له حکم علی حدة و الصحيح انه ملحق بالمانی لعدم الدمویة شرح المنیة القول والمراد بهذا القسم الا خر ما یمکون توالده فی الماء ولا یموت من ساعته لو اخرج منه کالسرطان و الضفدع الخ شامی جلد ۱ (۱) پس از عبارات مذکورہ واضح است کہ حکم سلحفاة آبی ہمیں است کہ موت او در آب آب رانجس نمی کند۔ فقط۔

کنویں کی ناپاکی کے علم سے پہلے جو پانی استعمال کیا گیا، اس کا کیا حکم ہے:-

(سوال ۲۱۳) کنویں کی ناپاکی معلوم ہونے سے قبل جو اس پانی سے وضو اور غسل وغیرہ کیا تھا اور اس کا پانی جو کپڑے یا مصلے یا برتن کو لگا تھا وہ سب ہی ناپاک ہو جاتے ہیں یا جس طرح کنویں کے پاک ہونے سے سی ڈول اور کنویں کی دیوار سب پاک ہو جاتے ہیں اسی طرح بدن پر کپڑا وغیرہ پاک ہو جاتے ہیں یا نہیں؟

(جواب) چاہہ کہ ناپاک ہونے کے معلوم ہونے سے پہلے جو پانی اس سے نکالا گیا وہ بقول مفتی بہ پاک ہے اور نماز اس سے درست ہے۔ (۲) فقط۔

سام، ابرص کنویں میں گر کر مر جائے تو کنواں ناپاک ہوگا یا نہیں؟:-

(سوال ۲۱۴) اگر چھپکلی کنویں میں مر جائے تو اس کا کیا حکم ہے اور وہ سام ابرص میں داخل ہے یا نہ اور دونوں میں کیا

(۱) رد المختار باب المیاء جلد اول ج ۱ ص ۱۷۱ وج ۱ ص ۱۷۱ ط. س. ج ۱ ص ۱۸۵ ۱۲ ظفیر۔
(۲) و بحکم بنجاستها مغلظة من وقت الوقوع ان علم والا فمد یوم وليلة ان لم یتنفخ ولم یتفسخ وهذا فی حق الوضوء والغسل الخ اما فی حق غیرہ کغسل ثوب فبحکم بنجاسته فی الحال الخ وقال من وقت العلم فلا یلزمهم شئ قبله قبل وبه یفتی (رد مختار) قوله قبل وبه یفتی قاله صاحب الجوهرة وقال العلامة قاسم فی تصحیح القدوری قال فی فتوی العتائی قولهما هو المختار الخ وصرح فی البدائع بان قولهما قیاس وقوله استحسان وهو الا حوط فی العبادات (رد المختار فصل فی البئر جلد اول مطلب فی تعریف الاستحسان ج ۱ ص ۲۰۲ وج ۱ ص ۲۰۳ ط. س. ج ۱ ص ۲۱۸) ظفیر۔

فرق ہے؟ فقط۔

(جواب) اگر چھپکلی بڑی ہو کہ اس میں دم سائل ہو تو پانی کنویں کا ناپاک ہو جاوے گا۔ ورنہ نہیں اور سام ابرص اور چھپکلی کا ایک حکم ہے۔ (۱) فقط۔

ناپاک کنویں کی پاکی میں امام محمدؒ کے قول پر فتویٰ:-

(سوال ۲۱۵) طہارت پیر میں امام محمدؒ کا فتویٰ جو تین سوڈول کا ہے اس کو اختیار کرنا اور اس پر فتویٰ دینا احناف کو درست ہے یا نہیں؟

(جواب) قال اللہ تعالیٰ یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر۔ پس (۲) جب کہ امام محمدؒ کے قول میں سیر ہے اور فقہاء نے اس پر فتویٰ دیا ہے تو بوجہ سیر کے اس کو اختیار کرنا اور اس پر فتویٰ دینا جائز ہے۔ (۳) فقط۔
سلفحفاة (کچھوا) کی تحقیق:-

(سوال ۲۱۶) جواب مسئلہ سلفحفاة بحری مستبیط از عبارت در مختار و شامی در باب المیاء ص ۶۲ کہ آب قلیل رانجس نمی کند۔ رسید امید کہ حق از سیر و نباشد۔ رائے بندہ نیز ہمیں است، چرا کہ در حیوان مائی کہ دوام سکونت در ماء و ارو۔ دم مسفوح نمی باشد کما ہوا مقرر کہ در میان طبیعت ماء و دم مخالف است مگر یک خدشہ عسیر لکل باقی است۔

(خدشہ) قال العلامة الذمیری حیوة الحیوان فی بیان سلفحفاة البریة وهذا الحیوان بیض فی البر فما نزل منه فی البحر كان لجأة وما استمر فی البرکان سلفحفاة ثم قال بعد اسطر السلفحفاة البحریة اللجأة وستانی فی باب الدم انتھی۔

ازیں ظاہر است کہ توالد بری و بحری بیرون از ماء است، پس مائی المولد نہ شد و مائی المعاش شد مثل طیر الماء۔ و عبارت شامی بعد اقول والمراد بهذا القسم الاخر ما یكون تو الدہ فی الماء ولا یموت من ساعته الخ ثبت خلاف مدعا شد۔ نہ ثبت مدعا جناب در ایماء ناقص بندہ۔ و ایں ہم مسطور است کہ توالد کلب الماء و تمساح نیز بیرون از آب است در تمساح نوشتہ اند بیرون توالد میکند۔ ہر چہ در آب آمد تمساح شود و ہر چہ در خشکی ماند سقفور گردد۔ و عبارت در مختار و مائی المولد ولو کلب الماء و خنزیرہ چگونہ صحیح باشد کہ کلب الماء مائی الولد بموجب مشہور نیست۔ علت را گردیدہ میشود کہ ہر کہ دوام سکونت زیر سطح آب روز و شب میدارد مثل لجأة کہ در چاہ ہمیشہ زیر آب سکونت می توان کرد پس لجأة دم مسفوح نہ دارد و آب رانجس نہ کند کہ در میان طبیعت آب و دم مخالف است بخلاف طیر الماء۔ ایں جنین معیشت

(۱) وكذا الوزغة اذا كانت كبيرة اي بحيث يكون لها دم فانها تفسد الماء (غنية المستملی ص ۱۶۳) ظفیر۔
(۲) المشقة تجلب التيسير والا صل فيها قوله تعالى یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر وقوله تعالى وما جعل علیکم فی الدین من حرج وفي الحدیث احب الدین الی اللہ تعالیٰ الخیفة السمحة، قال العلماء یتخرج علی هذه القاعدة جمیع رخص الشرع وتخفیفاته (الا شبه والنظائر ص ۹۵ و ۹۶) ظفیر۔
(۳) وقيل یفتی بمأ تین الی ثلاثا و هذا الیسر (الدر المختار) جزم به فی الكنز والملتی وهو مروی عن محمدؐ وعلیه الفتوی خلاصة وتاتار خانیه عن النصاب وهو المختار معراج عن العنابة وجعله فی العناية رواية عن الامام وهو المختار و الا یسر كما فی الاختیار وافاد فی النهر ان المائتین واجبتان والمائة الثالثة مندوبة (ردالمحتار فی البتر ج ۱ ص ۱۹۸ ط. س. ج. ص ۲۱۵) ظفیر۔

وسکونت در آب نمی دازند از سطح اعلیٰ آب روئے او شال همیشه یا اکثر بیرون می باشد۔ دوام سکونت زیر سطح آب نمی دارد۔ ثم الدلیل علی کون الدم معد وما فی الحيوانات التي یسکن فی الماء دوام سکونہا فی الماء لان الدموی یسکن فی الماء لمضادۃ بین الماء والدم مستخلص شرح کنز۔ اگر قاعدہ در المختار و شامی وغیر ہما مائی المولد را دیدہ میشود۔ پس لجاۃ آب قلیل را نجس خواہد نمود۔

(جواب) مولوی صاحب مکرم دام فضلکم۔ بعد سلام مسنون آنکہ انچہ علامہ دمیری در حیات الحيوان در بیان سلخفاۃ بری نقل کردہ است جواب ازاں این است کہ ممکن است قسمی از سلخفاۃ بحری چنان باشد کہ توالدو سکونش ہمیشہ در آب باشد پس دوام سکونت در آب اگر در حیوانے مشاہد خواہد شد حسب دلیل مستخلص شرح کنز آزاد موی نہ خواہند شرد۔ و از احتمال خلاف این دلیل منقوض نہ خواہد شد ہمیں تقریر در کلب الماء و خنزیر الماء جاری خواہد شد۔ فقط۔

کتا کنویں میں گر جائے تو پانی نکالا جائے گا یا نہیں:-

(سوال ۲۱۷) اگر سگ در چاہ افتد اگر چہ عمیق باشد و شہوتے ہرگز نمی شود کہ روئے آں سگ در آفتا افتادہ است یا نہ یک فردی گوید کہ ایں حالت شکے است حکم نجس آب نہ ہم احتیاطاً چند دلو از آب بیرون بکنید دوم فردی گوید کہ ہمہ آب بیرون بکنید دریں صورت صحیح امر چیست؟

(جواب) دریں صورت احتیاط در اخراج آب چاہ است (۱) و فتویٰ برین است کہ بجائے جمیع آچاہ سہ صد دلو معروف خارج کردن چاہ را پاک میکند کما ہو قول الصاحبین فقط۔ (۲)

ناپاک کنویں میں ڈول ڈالا گیا تو ڈول کا کیا حکم ہے:-

(سوال ۲۱۸) ایک کنویں میں حسب معمول پانی کے لئے ڈول ڈالا گیا۔ لیکن کھینچنے کے بعد معلوم ہوا کہ کنواں کسی جانور کے گرجانے سے پلید ہو گیا ہے تو وہ ڈول ناپاک ہو یا نہیں۔ یہ ڈول دوسرے کنویں میں ڈالا گیا تو وہ پاک رہا یا نہ؟ (جواب) سوال کی اس عبارت سے ”لیکن کھینچنے کے بعد معلوم ہوا الخ“ واضح ہے کہ چاہ کی ناپاکی کا علم بعد کھینچنے ڈول کے ہوا، لہذا بقول صاحبین ”جو کہ مفتی بہ ہے وہ ڈول اور پانی جو کہ پہلے علم نجاست سے نکالا گیا پاک ہے۔ در مختار میں ہے وقالا من وقت العلم الخ فلا یلزم مهم شنی قبلہ الخ (۳) یعنی صاحبین فرماتے ہیں کہ چاہ کی نجس ہونے کا حکم وقت علم کے دیا جاوے گا اور جو پانی پہلے نکل چکا وہ پاک ہے لہذا ڈول بھی پاک رہا۔ فقط۔

مٹی کے نئے لوٹوں میں اگر کنویں کا ناپاک پانی ڈالا جائے تو وہ کس طرح پاک ہوں گے:-

(سوال ۲۱۹) پنجاب میں جو کنویں ہوتے ہیں ان پر ایک سو کے قریب لوٹے لگی چڑھا کر بیلوں سے چلائے جاتے

(۱) لیس الکلب ینجس العین عند الامام و علیہ الفتوی وان رجح بعضهم النجاسة کما بسطة ابن الشحنة الخ ولو اخرجه حیا ولم یصیب فمہ الماء لا یفسد ماء البئر ولا صلاة حامله الخ وشروط الحلوانی شد فمہ (در مختار) والاصح انه کان فمہ مفتوحاً لم یجز لان لعابه یسبل الخ (رد المحتار باب المیاء ج ۱ ص ۱۹۲ ط. س. ج ۱ ص ۲۰۸) ظفیر۔

(۲) و قبل یفتی بماتین الی ثلاثۃ وهذا الیسر (الدر المختار علی هامش رد المحتار فصل فی البئر ج ۱ ص ۱۹۸ ط. س. ج ۱ ص ۲۱۵ ط. س. ج ۱ ص ۲۱۵) ظفیر۔

(۳) الدر المختار علی هامش رد المحتار فصل فی البئر ص ۲۰۲ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۲۱۸ ظفیر۔

بھنگی کنویں پر چڑھے تو کنواں ناپاک تو نہیں ہوتا:-

(سوال ۲۲۲) چماریا بھنگی کے ہاتھ پاؤں دھلوا کر کنویں پر چرس پکڑنے کے لئے مقرر کیا ہے وہ پانی اور چرس پاک ہے یا نہیں؟

(جواب) پاک ہے۔ (۱) فقط۔

جس کنویں سے بھنگی وغیرہ پانی بھرے وہ پاک ہے یا ناپاک:-

(سوال ۲۲۳) جس کنویں سے بھنگی وغیرہ پانی نکالیں اس چاہہا پانی حلال ہے یا نہیں؟

(جواب) جب کہ ان کے ہاتھوں پر اس وقت کچھ نجاست نہیں ہے تو حلال ہے فقط۔ (۲)

برتن میں پیشاب کر کے کنویں میں ڈال دیا:-

(سوال ۲۲۴) ایک لڑکے نے برتن میں پیشاب کر کے کنویں میں ڈال دیا کتنے ڈول نکالنے سے کنواں پاک ہوگا؟

(جواب) اب تین سو ڈول پر فتویٰ ہے، تین سو ڈول نکالنے سے کنواں اور پانی پاک ہو جاوے گا۔ (۳) فقط۔

کنویں میں میت کی نجاست نکل گئی تو کیا حکم ہے:-

(سوال ۲۲۵) ایک کنویں میں لاش میت آدمی کی پانی گئی تو اس کی ٹانگ میں رسی باندھ کر کھینچا تو اس کے دبر سے تقریباً ایک انگشت لمبی نجاست نکل کر کنویں میں گر گئی اس صورت میں اس کنویں کا کس قدر پانی نکالنا چاہئے؟

(جواب) اس صورت میں کنویں میں چونکہ عین نجاست یعنی پاخانہ وغیرہ میت کا بھی گرا ہے، اس لئے چند روز اس کنویں کو ویسا ہی چھوڑ دیا جاوے جس میں وہ پاخانہ وغیرہ مٹی میں مل کر مٹی ہو جاوے، یا پانی میں مل جاوے، اور اگر وہ نجاست نکل سکے تو اس کو پہلے نکال لیا جاوے، اس کے بعد تمام پانی اس کنویں کا نکالا جاوے۔ اور فتویٰ اس پر ہے کہ دو سو ڈول سے لے کر تین سو ڈول تک نکالنے میں تمام پانی نکالنے کا حکم ہو جاتا ہے بسبب سہولت کے پس بعد نکالنے نجاست مذکورہ کے اگر وہ نکل سکے یا بعد چھوڑنے اس قدر مدت کے کہ اس میں وہ نجاست گارے میں مل کر گار مٹی ہو جائے تو سو ڈول اس کنویں میں سے نکال دیئے جاویں اس سے وہ کنواں پاک ہو جاوے گا، اور استعمال اس کے پانی کا درست ہو جاوے گا

(۱) لانه عليه الصلوة والسلام انزل بعض المشركين في المسجد على مافي الصحيحين فالمراد بقوله تعالى انما المشركون نجس النجاسة في اعتقادهم بحر (رد المختار مطلب في السور ج ۱ ص ۲۰۵ ط.س. ج ۱ ص ۲۲۲) ولو ادخل الكفار او الصبيان ايديهم لا يتنجس اذا لم يكن على ايديهم نجاسة حقيقة (غنية المستملى ج ۱ ص ۱۰۱) ظفیر.

(۲) ولو ادخل الكفار او الصبيان ايديهم لا يتنجس اذا لم يكن على ايديهم نجاسة حقيقة (غنية المستملى فصل في احكام الحيض ص ۱۰۱) ظفیر. (۳) مفتی علام نے ایر پر مل کر کے تین سو ڈول برتنوی دیا ہے، ورنہ اگر کنواں چشمہ والا نہیں ہے تو کل پانی نکالنا ضروری ہے، اور یہی احتیاط ہے، یادو ایسے ثقہ آدمی سے پانی کا اندازہ لگوا لیا جائے جن کو ان میں بصیرت حاصل ہو، اور اتنی مقدار میں پانی نکال دیا جائے، اذا وقعت نجاسة في بئر دون القدر الكثير الخ ينزح كل ما فيها الخ وان تعذر نزح كلها لكونها معينا فيقدر ما فيها يؤخذ ذلك بقول رجلين عدلين لهما بصيرة بالماء به يفتي وقيل يفتي بما تين الى ثلثمائة وهذا ايسر وذاك احوط (درمختار) قوله ذاك احوط اي مافي المتن احوط للخروج عن الخلاف ولموافقة للاثر (رد المختار فصل في البئر ج ۱ ص ۱۹۸ ط.س. ج ۱ ص ۲۱۱..... ۲۱۲) ظفیر.

شامی میں ہے و اشار بقوله متنجسة الى انه لا بد من اخراج عين النجاسة كل لحم ميتة وخنزير اه قلت فلو تعذر ايضا ففي القهستاني عن الجواهر لو وقع عصفور فيها فعجزوا عن اخراجه فما دام فيها فنجسة فترك مدة يعلم انه استحال وصار حماة الخ (۱) وفي الدر المختار وقيل يفتى بما تين الى ثلثمائة وهذا ايسر وقال في الشامي قوله وقيل جزم به في الكنز والملتقى وهو مروى عن محمد رحمه الله وعليه الفتوى الخ (۲) فقط.

ناپاک کنویں کے پاک کرنے کا طریقہ کیا ہے:-

(سوال ۲۲۶) ایک چاہ مدت چھ سال سے پلید ہے جس میں کئی کتے اور کئی مردار جانور پڑے ہیں اس میں پانی بہت ہے اس کے پاک کرنے کی صورت کیا ہے؟

(جواب) اس چاہ کے پاک کرنے کی صورت یہ ہے کہ اول اس میں جو مردار جانور وغیرہ پڑے ہیں وہ سب نکال دیئے جائیں، پھر اس کا تمام پانی نکال دیا جاوے اور بہتر ہو کہ اس کا گارا بھی نکالا جاوے جس قدر نکل سکے، پھر جو پانی اس میں آوے گا وہ پاک ہوگا اور گارا نکالنا طہارت کے لئے ضروری نہیں ہے البتہ صفائی کی وجہ سے بہتر ہے۔ (۳) فقط۔

جس کنویں میں مرغی کی بیٹ گر جائے اسے پاک کرنے کا طریقہ کیا ہے:-

(سوال ۲۲۷) اگر کنویں میں مرغی کا پاخانہ گر گیا تو کتنے ڈول نکالنے چاہئیں؟

(جواب) مرغی کا پاخانہ کنویں میں گرنے سے تین سو ڈول پانی نکالنا چاہئے اور پہلے وہ پاخانہ نکال لینا چاہئے فقط۔ (۴)
(نہ نکل سکے تو کچھ دن چھوڑ دینا چاہئے کہ وہ گل کر مٹی ہو جائے، پھر پاک کیا جائے۔ ظفیر۔

ناپاک کنواں جس سے کھیت سینچا گیا تو کنواں پاک ہوایا نہیں:-

(سوال ۲۲۸) ایک کنواں جو عرصہ دراز سے پڑا ہوا تھا اور اس میں کئی جانور بھی گر کر گل سڑ گئے۔ اب مالک کنویں نے

زمین، کنواں برائے کاشت مایوں کو دے دی، دو ماہ سے کنواں چل رہا ہے تو کنواں پاک ہوایا نہیں۔

(جواب) اگر اس چاہ کو جانور ان مردہ وغیرہ سے صاف کر کے اس کا پانی بقدر تین سو ڈول کے نکال دیا گیا ہے تو وہ باقی

(۱) رد المحتار فصل فی البئر ج ۱ ص ۱۹۶ ط.س. ج ۱ ص ۲۱۲ ظفیر.

(۲) رد المحتار فصل فی البئر جلد اول ج ۱ ص ۱۹۸ ط.س. ج ۱ ص ۲۱۵ ظفیر.

(۳) اذا وقعت نجاسة الخ فی بئر دون القدر الكثير الخ ينزح كل ما ناله الخ بعه اخراجه (الدر المختار علی هامش رد المحتار فصل فی البئر ص ۱۹۶ ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۲۱۱) ظفیر.

(۴) اذا وقعت نجاسة فی بئر دون القدر الكثير الخ ينزح كل ما ناله بعد اخراجه الا اذا تعذر كخشبة او خرقة متنجسة فينزح الماء الى حد لا يملأ نصف الدلو يطهر الكل تبعاً الخ وقيل يفتى بما تين الى ثلثمائة وهذا ايسر (در مختار) و اشار بقوله متنجسة الى انه لا بد من اخراج عين النجاسة كل لحم ميتة وخنزير اه قلت فلو تعذر ايضا ففي القهستاني عن الجواهر لو وقع عصفور فيها فعجز عن اخراجه فما دام فيها فنجسة فترك مدة يعلم انه استحال وصار حمأة. (رد المحتار فصل فی البئر ص ۱۹۶ ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۲۱۱..... ۲۱۲) ظفیر.

پانی پاک ہو گیا ہے۔ (۱) فقط۔

مرغی کنویں سے زندہ نکل آئی تو کتنا پانی نکالا جائے گا:-

(سوال ۲۲۹) مرغی کنویں سے زندہ نکلی تو کیا حکم پانی نکالنے کا ہوگا؟

(جواب) ایسی مرغی کا حکم یہ ہے کہ بوجہ خشک کے احتیاطاً بیس ڈول پانی نکال دینا چاہئے۔ کما فی رد المحتار فیئرح ادنی ماورد به الشرع وذلک عشرون احتیاطاً (۲) فقط۔

جس ناپاک کنویں سے ہندو بڑی مقدار میں پانی خرچ کر چکے تو وہ پاک ہوایا نہیں؟:-

(سوال ۲۳۰) ایک کنویں میں تقریباً تیس پختیس ہاتھ پانی ہے اس کنویں میں ایک آدمی گر کر مر گیا، کیونکہ کنواں مذکور ہندو کا تھا انہوں نے تقریباً چالیس پچاس ڈول نکلا کر استعمال شروع کر دیا اور تمام دن ہندو اس کنویں سے پانی بھرتے رہتے ہیں، تقریباً دو صد من پختہ پانی و زانہ بلاناغہ نکالا جاتا ہے تو اس قدر پانی نکالنے کی وجہ سے یہ کنواں کب تک پاک ہو جاوے گا؟

(جواب) کنواں بعد اخراج مقدار واجب کے پاک ہو گیا و لو نزع بعضه ثم زاد فی الغد نزع قدر الباقي فی الصحیح خلاصه الخ در مختار و مثله فی الخانیة و هو مبنی علی انه لا یشرط التوالی و هو المختار الخ شامی (۳) ص ۲۱۹ ج ۱۔

خون آلود جانور کنویں میں گرا تو کنواں ناپاک ہوایا نہیں؟

(سوال ۱/۲۳۱) اگر کسی جانور کو تسمیہ کے ساتھ تیر وغیرہ آلودہ دار مارا گیا یا کتا معلم چھوڑا گیا اور وہ خون آلودہ ہو کر کنویں میں گر پڑا، کنواں پاک ہے یا ناپاک اور کس قدر پانی نکالا جاوے گا؟

(۲) کس قدر خون گرنے سے کنواں ناپاک ہوگا؟

(جواب) (۱) کنواں ناپاک ہے تین سو ڈول پانی نکالا جاوے۔ (۳)

(۲) بہتتا ہوا خون ناپاک ہے ایک قطرہ بھی نجس کر دیتا ہے۔ (۵) فقط۔

(۱) ینزع کل مائها بعد اخراجه الخ و قبل یفتی بما تین الی ثلثمائة وهذا الیسر (الدر المختار علی هامش ردالمحتار فصل فی البئر ج ۱ ص ۱۹۶ ط. س. ج ۱ ص ۲۱۲..... ۲۱۵) ظفیر.

(۲) ردالمحتار فصل فی البئر ج ۱ ص ۱۹۷ ط. س. ج ۱ ص ۲۱۲ ظفیر.

(۳) دیکھئے ردالمحتار فصل فی البئر ص ۱۹۶ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۲۱۲ ظفیر.

(۵) و اذا وقعت نجاسة لیست بحیوان و لو مخففة او قطرة بول او دم او ذنب فارة الخ فی بئر دون القدر الكثيرة ینزع کل مائها الذی کان فیها وقت الوقوع (الدر المختار علی هامش ردالمحتار فصل فی البئر ص ۱۹۳ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۲۱۱) ظفیر.

ایک عرصہ کا ناپاک کنواں کیسے پاک ہو؟

(سوال ۲۳۲) ایک کنواں تقریباً عرصہ بیس سال سے بند پڑا ہوا ہے بند ہونے کی یہ سنی جاتی ہے کہ اس میں ایک سو گر کر مر گیا تھا، پھر معلوم نہیں کہ وہ نکالا گیا تھا یا نہیں۔ اب کنواں صاف کرایا گیا، پانی اور مٹی نکالنے کے بعد اس کا پانی پینا اور استعمال میں لانا اس کا درست ہے یا نہیں؟

(جواب) بعد صاف کرنے کے اور پانی و مٹی نکالنے کے وہ کنواں پاک ہو گیا، اس کا پانی پاک ہے اور پینا اور استعمال میں لانا اس کا درست ہے۔ (۱) فقط۔

طوائف کا بنایا ہوا کنواں اور اس کا حکم:-

(سوال ۲۳۳) اگر کوئی طوائف مسجد میں کنواں کھدوائے تو اس سے وضو اور غسل کرنا درست ہے یا نہیں؟

(جواب) کر سکتے ہیں۔ (۲) فقط۔

جس کنویں میں بکری کا بچہ گرا اور اسی میں سرگیا۔ اس کے پاک کرنے کا طریقہ:-

(سوال ۲۳۴) ہمارے چاہ میں عرصہ تین ماہ کا ہوا دو بچے بکری کے دس روز کے عرصہ میں یکے بعد دیگرے گر گئے چونکہ کوئی نکالنے والا موجود نہ تھا وہ چاہ میں گل سر کر غائب ہو گئے۔ چار پانچ روز کنواں چلایا گیا مگر پانی نہیں ٹوٹا تو ایسی صورت میں اس چاہ کے پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

(جواب) ایسی صورت میں فقہاء نے یہ لکھا ہے کہ اس کنویں کو اتنے عرصہ تک چھوڑ دیا جائے کہ ہڈیاں بوسیدہ ہو کر مٹی ہو جاویں، اس کی مدت چھ ماہ لکھی ہے، اس کے بعد اس کنویں کا پانی نکالا جاوے تین سو ڈول پانی نکالنے سے کنواں پاک ہو جاویگا (۳) فقط۔

سر بریدہ چوہا کنویں سے نکلے تو کیا حکم ہے:-

(سوال ۲۳۵) ایک کنویں میں سے موش سر بریدہ تازہ مردہ نکلا، اس کی پاکی کے لئے کتنا پانی نکالا جاوے، کیونکہ کنویں میں موش کا خون بھی گرا ہوگا؟

(جواب) اس صورت میں دو سو ڈول سے لے کر تین سو ڈول تک پانی اس چاہ سے نکالا جاوے پھر پاک ہو جاوے گا۔

(۱) اذا وقعت نجاسة الخ في بئر دون القدر الكثير الخ ينزح كل ما فيها الذي كان فيها وقت الوقوع بعد اخراجه الخ (درمختار) و اشار بقوله متنجسة الى انه لا بد من اخراج عين النجاسة كلحم ميتة وخنزير اه قلت فلو تعدل ايضا ففي القهستاني عن الجواهر لو وقع عصفور فيها فعجزوا عن اخراجه فما دام فيها فنجسة فترك مدة يعلم انه استحلال وصارحاً وقيل مدة ستة اشهر (رد المحتار فصل في البئر ج ۱ ص ۱۹۵ و ۱۹۶ ط. س. ج ۱ ص ۲۱۱..... ۲۱۲) ظفیر.

(۲) اس لئے کہ اس کا پانی پاک ہے و تجوز الطهارة الحکمیة بماء مطلق الخ طاهر الخ کماء السماء الخ وماء الا وديقاي الا نهار وماء العيون اى الينا بيع وماء الا بار الخ (غنية المستملی باب المیاء ص ۸۶) ظفیر.

(۳) ففي القهستاني عن الجوهره لو وقع عصفور فيها فعجزوا عن اخراجه فما دام فيها فنجسة فترك مدة يعلم انه استحلال وصارحاً حمأة وقيل مدة ستة اشهر (رد المحتار فصل في البئر ص ۱۹۶ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۲۱۲) ظفیر.

جیسا کہ شامی میں ہے قوله وقيل يفتى بمأتين الى ثلثمائة الخ وجزم به في الكنز والملتقى وهو مروى عن محمد رحمه الله تعالى وعليه الفتوى خلاصه وتاتار خانية عن النصاب وهو المختار معراج عن العناية وجعله في النهاية رواية عن الامام وهو المختار والا يسر كما في الاختيار وافاد في النهر ان المأتين واجبتان والمائة الثالثة مندوبة الخ. (۱) فقط۔

ناپاک کنویں سے متصل جو پاک کنواں ہے اس کا حکم:-

(سوال ۲۳۶) دیہہ ہذا کے وسط میں ایک کنواں ہے مگر مستعمل نہیں اور ناپاک ہے، اس کے متصل چند گز کے فاصلہ پر مسجد کے احاطہ میں ایک جدید کنواں تعمیر ہوا ہے تو اول کنویں کی ناپاکی کا اثر دوسرے کنویں میں اثر کرے گا یا نہیں؟ (جواب) مسجد کے کنویں کا پانی بوجہ قریب ہونے دوسرے کنویں ناپاک کے ناپاک نہ ہوگا، کیونکہ باتفاق یہ ثابت ہے کہ ایک کنویں کا پانی ناپاک ہو جانے سے دوسرے کنویں کا پانی ناپاک نہیں ہوتا اور اس میں کوئی تحدید نہیں کی گئی۔ (۲) اور جو کچھ بحث کی گئی ہے وہ کنویں کے پاس جو بچہ بنانے میں کی گئی ہے نہ کہ کنویں میں۔ (۳) فقط۔

غیر محتاط کنویں کا پانی:-

(سوال ۲۳۷) اس ملک میں کنویں میں احتیاط نہیں ہے، آیا مسافر پر دیسی و مقیم کے واسطے بوجہ عموم بلوئی ایسے پانی سے وضو غسل اور اکل و شرب درست ہے یا نہ؟ (جواب) اس پانی سے غسل و وضو اور اکل و شرب سب جائز ہے، وہ ہم نہ کرنا چاہئے۔ (۴) فقط۔

مستعمل پاک جھاڑ و کنویں میں گر گئی تو کنواں پاک رہا یا ناپاک ہو گیا:-

(سوال ۲۳۸) مسجد کی وضو کرنے کی نالی میں جو جھاڑ ودی جاتی ہے اس کو پاک کر کے رکھا تھا، وہ کنویں میں گر گئی تو کنواں پاک ہے یا ناپاک زید کہتا ہے کہ دھونے سے ہر شے پاک ہو جاتی ہے، لہذا کنواں اس صورت میں پاک ہے؟ (جواب) اس صورت میں وہ کنواں پاک ہے۔ زید کا قول صحیح ہے۔ (۵) فقط۔

(۱) رد المحتار کتاب الطہارة باب المیاء فصل فی البئر جلد اول ص ۱۹۸ ط. س. ج ۱ ص ۱۲۰۱ ظفیر۔
(۲) بئر الماء اذا كانت بقرب الماء النجسة فهي طاهرة مالم يتغير طعمه او لو نه اور يجه كذا فی الظهيرية ولا يقدر هذا بالذرعان حتى اذا كان بينهما عشرة اذراع وكان يوجد اثر اليه لوعه فماء البئر نجس وان كان بينهما ذراع واحد ولا يوجد اثر بالوعة فماء البئر طاهر كذا فی المحيط (عالمگیری كشوری ماء الا بار ج ۱ ص ۱۹ طماجدیہ ج ۱ ص ۲۰) ظفیر۔ (۳) وان اراد ان يحسفر بيرا بالوعة يمنع ايضا لسراية النجاسة الى البئر الا ولى وتنجيس مائها ولا يمنع في ماوراء الحريم وهو عشرين في عشر (شرح وقایہ كتاب الطهارة ص ۸۸ ج ۱) ظفیر۔
(۴) البقین لا يزول بالشك (الا شبهاء والنظائر القاعدة الثالثة ص ۷۵) ظفیر۔
(۵) پاک چیز کرنے سے کنواں ناپاک نہیں ہوا کرتا ہے تجوز الطهارة بماء خالطه شتى طاهر الخ والماء الذى يختلط به الا شنان او الصابون او الزعفران بشرط ان تكون الغلبة للماء الخ هذا اذا لم يزل عنه اسم الماء الخ وهو الضابط عند مخالطة الا شياء الجامدة للماء من غير طبع الخ فحكمه حكم الماء المطلق يجوز به الوضوء (غنية المستملی فصل فی احکام المیاء ص ۸۷) ظفیر۔

ہندو نے کنویں میں غوطہ لگایا تو کنواں پاک رہا یا نہیں:-

(سوال ۲۳۹) اگر کوئی ہندو کنویں میں ڈول وغیرہ نکالنے کے واسطے گیا اور غوطہ لگا کر نکال لایا تو کنواں ناپاک ہوا یا نہ؟
(جواب) فی الشامی نقل فی الذخیرۃ ان الکافر اذا وقع فی البئر وهو حی نزع الماء وفي البدایع انه رواية عن الامام لانه لا یخلو عن نجاسة حقیقة او حکمیة حتی لو اغتسل فوقع فیها من ساعة لا ینزع منها شئی اقول ولعل نزعها للاحتیاط الخ شامی (۱) ای فیما وقع بلا غسل۔ پس معلوم ہوا کہ کافر اگر بعد غسل کے کنویں میں گھسا اور غوطہ لگایا تو پانی ناپاک نہ ہوگا البتہ اگر بلا غسل کے وہ کنویں میں گھسا تو احتیاطاً پانی نکالنے کا حکم دیا جاوے گا اور نیز شامی میں بیان سوء میں نقل کیا ہے ولا یشکل نزع البیر به لو اخرج حیاً لان ذلك لما علیه فی الغالب من النجاسة الحقیقة او الحکمیة كما قد مناه (۲) اس سے بھی معلوم ہوا کہ بلا غسل گھسنے میں پانی نکالنا احوط ہے۔ فقط۔

کنویں میں انسان کا خون گر جائے تو پاک رہا یا ناپاک اور کتنا پانی نکالا جائے:-

(سوال ۲۴۰) اگر کنویں میں خون انسان گر جائے تو کل پانی کھینچا جائے یا تین سو ڈول، اور پے در پے کھینچنا شرط ہے یا نہ؟

(جواب) تین سو ڈول پانی نکالنا کافی ہوگا۔ یہ قائم مقام تمام پانی نکالنے کے ہے اور اس سے کنواں پاک ہو جاتا ہے اسی پر فتویٰ ہے۔ شامی میں کہا وعلیہ الفتویٰ وهو المختار والایسر (۳) شامی اور پے در پے ڈول نکالنا شرط نہیں ہے۔ (۴) فقط۔

جہاں کنویں میں بہت پانی ہو وہاں ناپاک کنواں کس طرح پاک کیا جائے:-

(سوال ۲۴۱) پانی پت شہر میں بہت چاہات کا پانی کم تھا اور اب اس قدر زیادہ ہو گیا ہے کہ اگر کنواں ناپاک ہو جاتا ہے تو ڈیڑھ ہزار ڈول نکالنے پر بھی پانی نہیں ٹوٹتا اس لئے سخت پریشانی ہوتی ہے کوئی سہولت کا راستہ بتلایا جاوے؟
(جواب) ہمارے حضرات اکابر حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب و حضرت مولانا شیخ الہند قدس سرہما وغیرہما کا اس پر اتفاق ہے کہ دو سو سے تین سو تک ڈول نکالنے سے پانی چاہ کا پاک ہو جاتا ہے اور بوجہ سہولت اسی پر فتویٰ دیا جاتا ہے اور

(۱) رد المحتار فصل فی البئر تحت قوله کادمی محدث الخ جلد اول ص ۱۹۷ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۱۲۰ ظفیر۔

(۲) رد المحتار تحت قوله او کافر فصل فی البئر مطلب فی السور جلد اول ج ۱ ص ۲۰۵ ط. س. ج ۱ ص ۱۲۲ ظفیر۔

(۳) رد المحتار فصل فی البئر ص ۱۹۸ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۱۲۰ ظفیر۔

(۴) لا یشترط التوالی وهو المختار كما فی البحر والقہستانی (رد المحتار فی البئر ص ۱۹۶ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۲۱۳) ظفیر۔

یہاں ہمیشہ اسی پر عمل درآمد رہا ہے اور اب بھی ہے (۱)

ڈول راستہ کی مٹی سے مل کر کنویں میں ڈالا تو کیا کنواں ناپاک ہو گیا:-

(سوال ۲۴۲) ایک ہندو نے اپنے لوہے کے ڈول کو راستہ کی مٹی مل کر کنویں میں ڈالا، وہ مٹی کنویں کے اندر پانی میں مل گئی ہے اب اس کنویں کا پانی پینا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) پانی اس کنویں کا پاک ہے پینا اور وضو وغیرہ کرنا اس سے درست ہے۔ کیونکہ اولاً مٹی اگر ناپاک بھی ہو تو خشک ہونے سے پاک ہو جاتی ہے، کما ورد فی الحدیث ذکاة الارض ییسہا (۲) اور ثانیاً یہ قاعدہ فقہ کا ہے کہ یقین لا یزول بالشک (۳) الحاصل وہ پانی پاک ہے، (۴) فقط۔

کنویں میں کتا گر کر مر گیا لوگوں نے پانچ فٹ پانی نکالا تو کیا حکم ہے:-

(سوال ۲۴۳) ایک کنویں میں کتا گر کر مر گیا پندرہ دن کے بعد اس کا پانی تقریباً پانچ فٹ نکالا گیا، بعض لوگوں نے وہم کیا اور اس کو پاک نہ سمجھا، اس کے بعد بہت سے آدمیوں کو لگا کر اور پانی نکالا گیا۔ کنواں پاک ہو گیا یا نہ؟

(جواب) مفتی بہ مذہب اس بارہ میں یہ ہے کہ ایسا کنواں تین سو ڈول متوسط پانی نکالنے سے پاک ہو جاتا ہے۔ لہذا جس وقت پہلے قریب پانچ فٹ پانی نکالا گیا تھا اسی وقت باقی پانی اس کنویں کا پاک ہو گیا، کیونکہ بظاہر پانچ فٹ پانی کی مقدار تین سو ڈول سے زیادہ ہوگی، بہر حال اب پانی اس کنویں کا پاک ہے، کیونکہ دوبارہ بہت سا پانی اس کنویں کا نکل گیا ہے، اس کی پائی میں اب کچھ شبہ نہیں رہا کذا فی الدر المختار۔ (۵) پس بحالت موجودہ تمام مسلمانوں کو اس کنویں کا پانی استعمال میں لانا درست ہے کچھ وہم نہ کیا جاوے۔ فقط۔

(۱) وان تعذر نزع کلہا لکنہا معینا فبقدر ما فیہا وقت ابتداء النزع قالہ الحلبي و یوخذ ذلک بقول رجلین علیہما بصارة بالماء بہ یفتی وقیل یفتی بمائتین الی ثلثمائة وهذا ایسر و ذاک احوط (در مختار) قوله وقیل یفتی الخ جزم بہ فی الكنز والملقی وهو مروی عن محمد وعلیہ الفتوی خلاصہ و تترخانہ عن النصاب وهو المختار معراج عن العنابة وجعله فی العناية رواية عن الامام وهو المختار والایسر کما فی الاختیار وافاد فی النهر المائتین واجبتان و المائة الثالثة مندوبة فقد اختلف التصحیح والفتوی وضعف هذا القول فی الحلیة وتبعه فی البحر بانه اذا کان حکم الشرعی نزع الجميع فالانقصار علی عدد مخصوص یتوقف علی دلیل سمعی فیدہ واین ذلک بل المأثور عن ابن عباس وابن الزبیر خلافه جین افتیان نزع الماء کله جین مات زنجی فی بئر زمزم واسانید ذلک الاثر مع دفع ما ورد علیہا مبسوطة فی البحر وغیرہ قال فی النهر وکان المشائخ انما اختاروا ما عن محمد لانضباطه کالعشر تیسرا کما مر اه قلت لکن سوریاتی ان مسائل الایار مبنیة علی اتباع الاثر و علی انہم قالوا ان محمد افتی بما شاهد فی ابار بغداد فانہا کثیرة الماء و کذا ماروی عن الامام من نزع مائة فی مثل ابار الکوفة لقلۃ ما فیہا فیرجع الی القول الاول لانه تقدیر فمن له بصارة وخبرة ابالماء فی تلک النواحي لا لکون ذلک لازما فی ابار کل جهة والله اعلم (رد المختار فصل فی البئر ج ۱ ص ۱۹۸) اس تفصیل کے ساتھ یہ بھی پیش نظر رہے، وفي عمدة الاحکام عن کشف البزدری يستحب للمفتی الاخذ بالرخص تیسرا علی (العوام ثم وینبغي للمفتی ان یفتی الناس بما مر امهل علیہم وینبغي للمفتی ان یأخذ بالایسر فی حق غیرہ خصوصا فی حق الضعفاء لقوله علیہ السلام لا یبى موسى الا شعری ومعاذ جین بعثهما الی الیمن یسر او لا تعسر) عقد الجید للشاہ ولی الله الدہلوی ص ۷۳ و ص ۷۴ ظفیر.

(۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰) (۱۰۱) (۱۰۲) (۱۰۳) (۱۰۴) (۱۰۵) (۱۰۶) (۱۰۷) (۱۰۸) (۱۰۹) (۱۱۰) (۱۱۱) (۱۱۲) (۱۱۳) (۱۱۴) (۱۱۵) (۱۱۶) (۱۱۷) (۱۱۸) (۱۱۹) (۱۲۰) (۱۲۱) (۱۲۲) (۱۲۳) (۱۲۴) (۱۲۵) (۱۲۶) (۱۲۷) (۱۲۸) (۱۲۹) (۱۳۰) (۱۳۱) (۱۳۲) (۱۳۳) (۱۳۴) (۱۳۵) (۱۳۶) (۱۳۷) (۱۳۸) (۱۳۹) (۱۴۰) (۱۴۱) (۱۴۲) (۱۴۳) (۱۴۴) (۱۴۵) (۱۴۶) (۱۴۷) (۱۴۸) (۱۴۹) (۱۵۰) (۱۵۱) (۱۵۲) (۱۵۳) (۱۵۴) (۱۵۵) (۱۵۶) (۱۵۷) (۱۵۸) (۱۵۹) (۱۶۰) (۱۶۱) (۱۶۲) (۱۶۳) (۱۶۴) (۱۶۵) (۱۶۶) (۱۶۷) (۱۶۸) (۱۶۹) (۱۷۰) (۱۷۱) (۱۷۲) (۱۷۳) (۱۷۴) (۱۷۵) (۱۷۶) (۱۷۷) (۱۷۸) (۱۷۹) (۱۸۰) (۱۸۱) (۱۸۲) (۱۸۳) (۱۸۴) (۱۸۵) (۱۸۶) (۱۸۷) (۱۸۸) (۱۸۹) (۱۹۰) (۱۹۱) (۱۹۲) (۱۹۳) (۱۹۴) (۱۹۵) (۱۹۶) (۱۹۷) (۱۹۸) (۱۹۹) (۲۰۰) (۲۰۱) (۲۰۲) (۲۰۳) (۲۰۴) (۲۰۵) (۲۰۶) (۲۰۷) (۲۰۸) (۲۰۹) (۲۱۰) (۲۱۱) (۲۱۲) (۲۱۳) (۲۱۴) (۲۱۵) (۲۱۶) (۲۱۷) (۲۱۸) (۲۱۹) (۲۲۰) (۲۲۱) (۲۲۲) (۲۲۳) (۲۲۴) (۲۲۵) (۲۲۶) (۲۲۷) (۲۲۸) (۲۲۹) (۲۳۰) (۲۳۱) (۲۳۲) (۲۳۳) (۲۳۴) (۲۳۵) (۲۳۶) (۲۳۷) (۲۳۸) (۲۳۹) (۲۴۰) (۲۴۱) (۲۴۲) (۲۴۳) (۲۴۴) (۲۴۵) (۲۴۶) (۲۴۷) (۲۴۸) (۲۴۹) (۲۵۰) (۲۵۱) (۲۵۲) (۲۵۳) (۲۵۴) (۲۵۵) (۲۵۶) (۲۵۷) (۲۵۸) (۲۵۹) (۲۶۰) (۲۶۱) (۲۶۲) (۲۶۳) (۲۶۴) (۲۶۵) (۲۶۶) (۲۶۷) (۲۶۸) (۲۶۹) (۲۷۰) (۲۷۱) (۲۷۲) (۲۷۳) (۲۷۴) (۲۷۵) (۲۷۶) (۲۷۷) (۲۷۸) (۲۷۹) (۲۸۰) (۲۸۱) (۲۸۲) (۲۸۳) (۲۸۴) (۲۸۵) (۲۸۶) (۲۸۷) (۲۸۸) (۲۸۹) (۲۹۰) (۲۹۱) (۲۹۲) (۲۹۳) (۲۹۴) (۲۹۵) (۲۹۶) (۲۹۷) (۲۹۸) (۲۹۹) (۳۰۰) (۳۰۱) (۳۰۲) (۳۰۳) (۳۰۴) (۳۰۵) (۳۰۶) (۳۰۷) (۳۰۸) (۳۰۹) (۳۱۰) (۳۱۱) (۳۱۲) (۳۱۳) (۳۱۴) (۳۱۵) (۳۱۶) (۳۱۷) (۳۱۸) (۳۱۹) (۳۲۰) (۳۲۱) (۳۲۲) (۳۲۳) (۳۲۴) (۳۲۵) (۳۲۶) (۳۲۷) (۳۲۸) (۳۲۹) (۳۳۰) (۳۳۱) (۳۳۲) (۳۳۳) (۳۳۴) (۳۳۵) (۳۳۶) (۳۳۷) (۳۳۸) (۳۳۹) (۳۴۰) (۳۴۱) (۳۴۲) (۳۴۳) (۳۴۴) (۳۴۵) (۳۴۶) (۳۴۷) (۳۴۸) (۳۴۹) (۳۵۰) (۳۵۱) (۳۵۲) (۳۵۳) (۳۵۴) (۳۵۵) (۳۵۶) (۳۵۷) (۳۵۸) (۳۵۹) (۳۶۰) (۳۶۱) (۳۶۲) (۳۶۳) (۳۶۴) (۳۶۵) (۳۶۶) (۳۶۷) (۳۶۸) (۳۶۹) (۳۷۰) (۳۷۱) (۳۷۲) (۳۷۳) (۳۷۴) (۳۷۵) (۳۷۶) (۳۷۷) (۳۷۸) (۳۷۹) (۳۸۰) (۳۸۱) (۳۸۲) (۳۸۳) (۳۸۴) (۳۸۵) (۳۸۶) (۳۸۷) (۳۸۸) (۳۸۹) (۳۹۰) (۳۹۱) (۳۹۲) (۳۹۳) (۳۹۴) (۳۹۵) (۳۹۶) (۳۹۷) (۳۹۸) (۳۹۹) (۴۰۰) (۴۰۱) (۴۰۲) (۴۰۳) (۴۰۴) (۴۰۵) (۴۰۶) (۴۰۷) (۴۰۸) (۴۰۹) (۴۱۰) (۴۱۱) (۴۱۲) (۴۱۳) (۴۱۴) (۴۱۵) (۴۱۶) (۴۱۷) (۴۱۸) (۴۱۹) (۴۲۰) (۴۲۱) (۴۲۲) (۴۲۳) (۴۲۴) (۴۲۵) (۴۲۶) (۴۲۷) (۴۲۸) (۴۲۹) (۴۳۰) (۴۳۱) (۴۳۲) (۴۳۳) (۴۳۴) (۴۳۵) (۴۳۶) (۴۳۷) (۴۳۸) (۴۳۹) (۴۴۰) (۴۴۱) (۴۴۲) (۴۴۳) (۴۴۴) (۴۴۵) (۴۴۶) (۴۴۷) (۴۴۸) (۴۴۹) (۴۵۰) (۴۵۱) (۴۵۲) (۴۵۳) (۴۵۴) (۴۵۵) (۴۵۶) (۴۵۷) (۴۵۸) (۴۵۹) (۴۶۰) (۴۶۱) (۴۶۲) (۴۶۳) (۴۶۴) (۴۶۵) (۴۶۶) (۴۶۷) (۴۶۸) (۴۶۹) (۴۷۰) (۴۷۱) (۴۷۲) (۴۷۳) (۴۷۴) (۴۷۵) (۴۷۶) (۴۷۷) (۴۷۸) (۴۷۹) (۴۸۰) (۴۸۱) (۴۸۲) (۴۸۳) (۴۸۴) (۴۸۵) (۴۸۶) (۴۸۷) (۴۸۸) (۴۸۹) (۴۹۰) (۴۹۱) (۴۹۲) (۴۹۳) (۴۹۴) (۴۹۵) (۴۹۶) (۴۹۷) (۴۹۸) (۴۹۹) (۵۰۰) (۵۰۱) (۵۰۲) (۵۰۳) (۵۰۴) (۵۰۵) (۵۰۶) (۵۰۷) (۵۰۸) (۵۰۹) (۵۱۰) (۵۱۱) (۵۱۲) (۵۱۳) (۵۱۴) (۵۱۵) (۵۱۶) (۵۱۷) (۵۱۸) (۵۱۹) (۵۲۰) (۵۲۱) (۵۲۲) (۵۲۳) (۵۲۴) (۵۲۵) (۵۲۶) (۵۲۷) (۵۲۸) (۵۲۹) (۵۳۰) (۵۳۱) (۵۳۲) (۵۳۳) (۵۳۴) (۵۳۵) (۵۳۶) (۵۳۷) (۵۳۸) (۵۳۹) (۵۴۰) (۵۴۱) (۵۴۲) (۵۴۳) (۵۴۴) (۵۴۵) (۵۴۶) (۵۴۷) (۵۴۸) (۵۴۹) (۵۵۰) (۵۵۱) (۵۵۲) (۵۵۳) (۵۵۴) (۵۵۵) (۵۵۶) (۵۵۷) (۵۵۸) (۵۵۹) (۵۶۰) (۵۶۱) (۵۶۲) (۵۶۳) (۵۶۴) (۵۶۵) (۵۶۶) (۵۶۷) (۵۶۸) (۵۶۹) (۵۷۰) (۵۷۱) (۵۷۲) (۵۷۳) (۵۷۴) (۵۷۵) (۵۷۶) (۵۷۷) (۵۷۸) (۵۷۹) (۵۸۰) (۵۸۱) (۵۸۲) (۵۸۳) (۵۸۴) (۵۸۵) (۵۸۶) (۵۸۷) (۵۸۸) (۵۸۹) (۵۹۰) (۵۹۱) (۵۹۲) (۵۹۳) (۵۹۴) (۵۹۵) (۵۹۶) (۵۹۷) (۵۹۸) (۵۹۹) (۶۰۰) (۶۰۱) (۶۰۲) (۶۰۳) (۶۰۴) (۶۰۵) (۶۰۶) (۶۰۷) (۶۰۸) (۶۰۹) (۶۱۰) (۶۱۱) (۶۱۲) (۶۱۳) (۶۱۴) (۶۱۵) (۶۱۶) (۶۱۷) (۶۱۸) (۶۱۹) (۶۲۰) (۶۲۱) (۶۲۲) (۶۲۳) (۶۲۴) (۶۲۵) (۶۲۶) (۶۲۷) (۶۲۸) (۶۲۹) (۶۳۰) (۶۳۱) (۶۳۲) (۶۳۳) (۶۳۴) (۶۳۵) (۶۳۶) (۶۳۷) (۶۳۸) (۶۳۹) (۶۴۰) (۶۴۱) (۶۴۲) (۶۴۳) (۶۴۴) (۶۴۵) (۶۴۶) (۶۴۷) (۶۴۸) (۶۴۹) (۶۵۰) (۶۵۱) (۶۵۲) (۶۵۳) (۶۵۴) (۶۵۵) (۶۵۶) (۶۵۷) (۶۵۸) (۶۵۹) (۶۶۰) (۶۶۱) (۶۶۲) (۶۶۳) (۶۶۴) (۶۶۵) (۶۶۶) (۶۶۷) (۶۶۸) (۶۶۹) (۶۷۰) (۶۷۱) (۶۷۲) (۶۷۳) (۶۷۴) (۶۷۵) (۶۷۶) (۶۷۷) (۶۷۸) (۶۷۹) (۶۸۰) (۶۸۱) (۶۸۲) (۶۸۳) (۶۸۴) (۶۸۵) (۶۸۶) (۶۸۷) (۶۸۸) (۶۸۹) (۶۹۰) (۶۹۱) (۶۹۲) (۶۹۳) (۶۹۴) (۶۹۵) (۶۹۶) (۶۹۷) (۶۹۸) (۶۹۹) (۷۰۰) (۷۰۱) (۷۰۲) (۷۰۳) (۷۰۴) (۷۰۵) (۷۰۶) (۷۰۷) (۷۰۸) (۷۰۹) (۷۱۰) (۷۱۱) (۷۱۲) (۷۱۳) (۷۱۴) (۷۱۵) (۷۱۶) (۷۱۷) (۷۱۸) (۷۱۹) (۷۲۰) (۷۲۱) (۷۲۲) (۷۲۳) (۷۲۴) (۷۲۵) (۷۲۶) (۷۲۷) (۷۲۸) (۷۲۹) (۷۳۰) (۷۳۱) (۷۳۲) (۷۳۳) (۷۳۴) (۷۳۵) (۷۳۶) (۷۳۷) (۷۳۸) (۷۳۹) (۷۴۰) (۷۴۱) (۷۴۲) (۷۴۳) (۷۴۴) (۷۴۵) (۷۴۶) (۷۴۷) (۷۴۸) (۷۴۹) (۷۵۰) (۷۵۱) (۷۵۲) (۷۵۳) (۷۵۴) (۷۵۵) (۷۵۶) (۷۵۷) (۷۵۸) (۷۵۹) (۷۶۰) (۷۶۱) (۷۶۲) (۷۶۳) (۷۶۴) (۷۶۵) (۷۶۶) (۷۶۷) (۷۶۸) (۷۶۹) (۷۷۰) (۷۷۱) (۷۷۲) (۷۷۳) (۷۷۴) (۷۷۵) (۷۷۶) (۷۷۷) (۷۷۸) (۷۷۹) (۷۸۰) (۷۸۱) (۷۸۲) (۷۸۳) (۷۸۴) (۷۸۵) (۷۸۶) (۷۸۷) (۷۸۸) (۷۸۹) (۷۹۰) (۷۹۱) (۷۹۲) (۷۹۳) (۷۹۴) (۷۹۵) (۷۹۶) (۷۹۷) (۷۹۸) (۷۹۹) (۸۰۰) (۸۰۱) (۸۰۲) (۸۰۳) (۸۰۴) (۸۰۵) (۸۰۶) (۸۰۷) (۸۰۸) (۸۰۹) (۸۱۰) (۸۱۱) (۸۱۲) (۸۱۳) (۸۱۴) (۸۱۵) (۸۱۶) (۸۱۷) (۸۱۸) (۸۱۹) (۸۲۰) (۸۲۱) (۸۲۲) (۸۲۳) (۸۲۴) (۸۲۵) (۸۲۶) (۸۲۷) (۸۲۸) (۸۲۹) (۸۳۰) (۸۳۱) (۸۳۲) (۸۳۳) (۸۳۴) (۸۳۵) (۸۳۶) (۸۳۷) (۸۳۸) (۸۳۹) (۸۴۰) (۸۴۱) (۸۴۲) (۸۴۳) (۸۴۴) (۸۴۵) (۸۴۶) (۸۴۷) (۸۴۸) (۸۴۹) (۸۵۰) (۸۵۱) (۸۵۲) (۸۵۳) (۸۵۴) (۸۵۵) (۸۵۶) (۸۵۷) (۸۵۸) (۸۵۹) (۸۶۰) (۸۶۱) (۸۶۲) (۸۶۳) (۸۶۴) (۸۶۵) (۸۶۶) (۸۶۷) (۸۶۸) (۸۶۹) (۸۷۰) (۸۷۱) (۸۷۲) (۸۷۳) (۸۷۴) (۸۷۵) (۸۷۶) (۸۷۷) (۸۷۸) (۸۷۹) (۸۸۰) (۸۸۱) (۸۸۲) (۸۸۳) (۸۸۴) (۸۸۵) (۸۸۶) (۸۸۷) (۸۸۸) (۸۸۹) (۸۹۰) (۸۹۱) (۸۹۲) (۸۹۳) (۸۹۴) (۸۹۵) (۸۹۶) (۸۹۷) (۸۹۸) (۸۹۹) (۹۰۰) (۹۰۱) (۹۰۲) (۹۰۳) (۹۰۴) (۹۰۵) (۹۰۶) (۹۰۷) (۹۰۸) (۹۰۹) (۹۱۰) (۹۱۱) (۹۱۲) (۹۱۳) (۹۱۴) (۹۱۵) (۹۱۶) (۹۱۷) (۹۱۸) (۹۱۹) (۹۲۰) (۹۲۱) (۹۲۲) (۹۲۳) (۹۲۴) (۹۲۵) (۹۲۶) (۹۲۷) (۹۲۸) (۹۲۹) (۹۳۰) (۹۳۱) (۹۳۲) (۹۳۳) (۹۳۴) (۹۳۵) (۹۳۶) (۹۳۷) (۹۳۸) (۹۳۹) (۹۴۰) (۹۴۱) (۹۴۲) (۹۴۳) (۹۴۴) (۹۴۵) (۹۴۶) (۹۴۷) (۹۴۸) (۹۴۹) (۹۵۰) (۹۵۱) (۹۵۲) (۹۵۳) (۹۵۴) (۹۵۵) (۹۵۶) (۹۵۷) (۹۵۸) (۹۵۹) (۹۶۰) (۹۶۱) (۹۶۲) (۹۶۳) (۹۶۴) (۹۶۵) (۹۶۶) (۹۶۷) (۹۶۸) (۹۶۹) (۹۷۰) (۹۷۱) (۹۷۲) (۹۷۳) (۹۷۴) (۹۷۵) (۹۷۶) (۹۷۷) (۹۷۸) (۹۷۹) (۹۸۰) (۹۸۱) (۹۸۲) (۹۸۳) (۹۸۴) (۹۸۵) (۹۸۶) (۹۸۷) (۹۸۸) (۹۸۹) (۹۹۰) (۹۹۱) (۹۹۲) (۹۹۳) (۹۹۴) (۹۹۵) (۹۹۶) (۹۹۷) (۹۹۸) (۹۹۹) (۱۰۰۰) (۱۰۰۱) (۱۰۰۲) (۱۰۰۳) (۱۰۰۴) (۱۰۰۵) (۱۰۰۶) (۱۰۰۷) (۱۰۰۸) (۱۰۰۹) (۱۰۱۰) (۱۰۱۱) (۱۰۱۲) (۱۰۱۳) (۱۰۱۴) (۱۰۱۵) (۱۰۱۶) (۱۰۱۷) (۱۰۱۸) (۱۰۱۹) (۱۰۲۰) (۱۰۲۱) (۱۰۲۲) (۱۰۲۳) (۱۰۲۴) (۱۰۲۵) (۱۰۲۶) (۱۰۲۷) (۱۰۲۸) (۱۰۲۹) (۱۰۳۰) (۱۰۳۱) (۱۰۳۲) (۱۰۳۳) (۱۰۳۴) (۱۰۳۵) (۱۰۳۶) (۱۰۳۷) (۱۰۳۸) (۱۰۳۹) (۱۰۴۰) (۱۰۴۱) (۱۰۴۲) (۱۰۴۳) (۱۰۴۴) (۱۰۴۵) (۱۰۴۶) (۱۰۴۷) (۱۰۴۸) (۱۰۴۹) (۱۰۵۰) (۱۰۵۱) (۱۰۵۲) (۱۰۵۳) (۱۰۵۴) (۱۰۵۵) (۱۰۵۶) (۱۰۵۷) (۱۰۵۸) (۱۰۵۹) (۱۰۶۰) (۱۰۶۱) (۱۰۶۲) (۱۰۶۳) (۱۰۶۴) (۱۰۶۵) (۱۰۶۶) (۱۰۶۷) (۱۰۶۸) (۱۰۶۹) (۱۰۷۰) (۱۰۷۱) (۱۰۷۲) (۱۰۷۳) (۱۰۷۴) (۱۰۷۵) (۱۰۷۶) (۱۰۷۷) (۱۰۷۸) (۱۰۷۹) (۱۰۸۰) (۱۰۸۱) (۱۰۸۲) (۱۰۸۳) (۱۰۸۴) (۱۰۸۵) (۱۰۸۶) (۱۰۸۷) (۱۰۸۸) (۱۰۸۹) (۱۰۹۰) (۱۰۹۱) (۱۰۹۲) (۱۰۹۳) (۱۰۹۴) (۱۰۹۵) (۱۰۹۶) (۱۰۹۷) (۱۰۹۸) (۱۰۹۹) (۱۱۰۰) (۱۱۰۱) (۱۱۰۲) (۱۱۰۳) (۱۱۰۴) (۱۱۰۵) (۱۱۰۶) (۱۱۰۷) (۱۱۰۸) (۱۱۰۹) (۱۱۱۰) (۱۱۱۱) (۱۱۱۲) (۱۱۱۳) (۱۱۱۴) (۱۱۱۵) (۱۱۱۶) (۱۱۱۷) (۱۱۱۸) (۱۱۱۹) (۱۱۲۰) (۱۱۲۱) (۱۱۲۲) (۱۱۲۳) (۱۱۲۴) (۱۱۲۵) (۱۱۲۶) (۱۱۲۷) (۱۱۲۸) (۱۱۲۹) (۱۱۳۰) (۱۱۳۱) (۱۱۳۲) (۱۱۳۳) (۱۱۳۴) (۱۱۳۵) (۱۱۳۶) (۱۱۳۷) (۱۱۳۸) (۱۱۳۹) (۱۱۴۰) (۱۱۴۱) (۱۱۴۲) (۱۱۴۳) (۱۱۴۴) (۱۱۴۵) (۱۱۴۶) (۱۱۴۷) (۱۱۴۸) (۱۱۴۹) (۱۱۵۰) (۱۱۵۱) (۱۱۵۲) (۱۱۵۳) (۱۱۵۴) (۱۱۵۵) (۱۱۵۶) (۱۱۵۷) (۱۱۵۸) (۱۱۵۹) (۱۱۶۰) (۱۱۶۱) (۱۱۶۲) (۱۱۶۳) (۱۱۶۴) (۱۱۶۵) (۱۱۶۶) (۱۱۶۷) (۱۱۶۸) (۱۱۶۹) (۱۱۷۰) (۱۱۷۱) (۱۱۷۲) (۱۱۷۳) (۱۱۷۴) (۱۱۷۵) (۱۱۷۶) (۱۱۷۷) (۱۱۷۸) (۱۱۷۹) (۱۱۸۰) (۱۱۸۱) (۱۱۸۲) (۱۱۸۳) (۱۱۸۴) (۱۱۸۵) (۱۱۸۶) (۱۱۸۷) (۱۱۸۸) (۱۱۸۹) (۱۱۹۰) (۱۱۹۱) (۱۱۹۲) (۱۱۹۳) (۱۱۹۴) (۱۱۹۵) (۱۱۹۶) (۱۱۹۷) (۱۱۹۸) (۱۱۹۹) (۱۲۰۰) (۱۲۰۱) (۱۲۰۲) (۱۲۰۳) (۱۲۰۴) (۱۲۰۵) (۱۲۰۶) (۱۲۰۷) (۱۲۰۸) (۱۲۰۹) (۱۲۱۰) (۱۲۱۱) (۱۲۱۲) (۱۲۱۳) (۱۲۱۴) (۱۲۱۵) (۱۲۱۶) (۱۲۱۷) (۱۲۱۸) (۱۲۱۹) (۱۲۲۰) (۱۲۲۱) (۱۲۲۲) (۱۲۲۳) (۱۲۲۴) (۱۲۲۵) (۱۲۲۶) (۱۲۲۷) (۱۲۲۸) (۱۲۲۹) (۱۲۳۰) (۱۲۳۱) (۱۲۳۲) (۱۲۳۳) (۱۲۳۴) (۱۲۳۵) (۱۲۳۶) (۱۲۳۷) (۱۲۳۸) (۱۲۳۹) (۱۲۴۰) (۱۲۴۱) (۱۲۴۲) (۱۲۴۳) (۱۲۴۴) (۱۲۴۵) (۱۲۴۶) (۱۲۴۷) (۱۲۴۸) (۱۲۴۹) (۱۲۵۰) (۱۲۵۱) (۱۲۵۲) (۱۲۵۳) (۱۲۵۴) (۱۲۵۵) (۱۲۵۶) (۱۲۵۷) (۱۲۵۸) (۱۲۵۹) (۱۲۶۰) (۱۲۶۱) (۱۲۶۲) (۱۲۶۳) (۱۲۶۴) (۱۲۶۵) (۱۲۶۶) (۱۲۶۷) (۱۲۶۸) (۱۲۶۹) (۱۲۷۰) (۱۲۷۱) (۱۲۷۲) (۱۲۷۳) (۱۲۷۴) (۱۲۷۵) (۱۲۷۶) (۱۲۷۷) (۱۲۷۸) (۱۲۷۹) (۱۲۸۰) (۱۲۸۱) (۱۲۸۲) (۱۲۸۳) (۱۲۸۴) (۱۲۸۵) (۱۲۸۶) (۱۲۸۷) (۱۲۸۸) (۱۲۸۹) (۱۲۹۰) (۱۲۹۱) (۱۲۹۲) (۱۲۹۳) (۱۲۹۴) (۱۲۹۵) (۱۲۹۶) (۱۲۹۷) (۱۲۹۸) (۱۲۹۹) (۱۳۰۰) (۱۳۰۱) (۱۳۰۲) (۱۳۰

بے کار و ناپاک کنواں کس طرح پاک ہوگا:-

(سوال ۲۴۴) ایک کنواں جس میں ۴۰ یا ۵۰ ہاتھ پانی ہے، چدرہ سولہ سال سے بے کار پڑا ہے اور ایسے موقع پر ہے کہ چرس چل نہیں سکتا لہذا اس کی صفائی اور پاکی کی کیا صورت ہو سکتی ہے؟

(جواب) کنویں کے پاک ہونے کا مسئلہ تو یہ ہے کہ اگر کنویں میں کوئی نجاست گرے تو اس نجاست کے نکالنے کے بعد اس میں سے تین سو ڈول پانی اگر نکال دیا جاوے تو وہ کنواں پاک ہو جاتا ہے، لیکن اگر وہ کنواں ایسا ویران پڑا ہوا ہے کہ اس میں لوگ نجاستیں وغیرہ ہر قسم کی ڈالتے ہیں اور وہ نجاستیں نکلی نہیں ہیں تو پھر اس کے تمام پانی موجودہ کو نکال دیا جاوے، اور اگر مٹی گارابھی نکل سکے تو بہتر ہے ورنہ خیر۔ (۱) فقط۔

کنویں میں بچہ گرا اور نکال گیا تو پانی کا کیا حکم ہے:-

(سوال ۲۴۵) ایک چاہ میں بچہ نابالغ گرا اور فوراً نکال لیا، ہمارے امام مسجد تمام پانی نکالنے کو کہتے ہیں اس میں بہت دشواری ہے تو ہم کو کیا کرنا چاہئے:-

(جواب) اس کنویں میں سے تین سو ڈول پانی نکلوا دیا جائے اس سے وہ پاک ہو جاوے گا۔ کذا فی الدر المختار وغیرہ۔ (۲) فقط۔

(بشرط یہ کہ وہ بچہ گر کر مر گیا ہو یا اس کے بدن پر نجاست لگی ہو ظفیر۔)

پیروں کا میل رسی میں لگ کر پانی میں ٹپکے تو کنواں ناپاک ہو گیا یا نہیں:-

(سوال ۲۴۶) ننگے پاؤں پانی بھرنا اور پیروں کا میل رسی کو لگے اور کنویں میں ٹپکے تو ناپاک ہے یا نہیں؟

(جواب) شبہ اور شک سے پانی ناپاک نہیں ہوتا، تاہم احتیاط کرنی اچھی ہے۔ (۳) فقط۔

بچہ گرا اور زندہ نکال لیا گیا تو کنواں ناپاک ہو یا نہیں:-

(سوال ۲۴۷) ایک بچہ کنویں میں گر گیا تھا ۱۵ منٹ کے بعد اس کو زندہ نکالا گیا جس کے لئے ڈاکٹر اور نکالنے والے کی شہادت موجود ہے اس صورت میں کنواں ناپاک ہو گیا نہ اگر ناپاک ہو گیا تو کتنا پانی نکالنا پڑے۔

(۱) اذا وقعت نجاسة الخ في بئر دون القدر الكثير الخ ينزح كل ماؤها بعد اخراجه الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار فصل فی البئر ص ۱۹۳ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۲۱۱..... ۲۱۲) ظفیر۔

(۲) اگر بچہ گر کر مر گیا ہو تو تین سو ڈول نکالنے کا حکم ہے، اور اگر زندہ نکال لیا گیا ہو، تو صرف بیس تیس ڈول نکال دیئے جاوے وہ بھی احتیاطاً۔ وان مات فیہا شاہ او کلب او آدمی و انتضح حیوان او تفسخ یزح جمیع ما فیہا (عالمگیری کشورگماء الابار ص ۱۷ ج ۱ ط. ماجدیہ ج ۱ ص ۱۹) قید بالموت لا نه لو اخرج حیوانیس بنجس العین ولا به حدث او خبت لم یزح شئی الا ان یذ خل فمه الماء فیعتبر بسوره فان نجسا نزح الککل والا لا هو الصحیح الخ زاد فی التاتارخانیہ وعشرین فی الفارة واربعین فی سنو رو دجاجة فحالة کذا آدمی محدث (درمختار) ای انه یزح فیہ اربعون الخ فینزح ادنی ماور دبه الشرع وذلک عشرون احتیاطاً (رد المختار فصل فی البئر ج ۱ ص ۱۹۶ ط. س. ج ۱ ص ۲۱۲) ظفیر۔

(۳) کما لو مسی علی الواح مشرعة بعد مشی من برجله قدر لا یحکم بنجاسة رجله مالم یعلم انه وضع رجله علی موضعه للضرورة فتح وفیه عن التجنیس مشی فی طین او اصابه لم یغسله وصلی تجزیه مالم یکن فیہ اثر النجاسة لا نه لا مانع الا ان یحتاط (رد المختار تحت قوله مشی فی حمام الخ فصل فی الاستنجاء ص ۳۲۴ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۳۵۰) ظفیر۔

(جواب) اگر وہ لڑکا زندہ نکال لیا تھا، جیسا کہ ڈاکٹر اور نکالنے والے کے بیان سے ثابت ہے تو وہ کنواں پاک رہا کچھ ڈول نکالنے کی ضرورت نہیں ہے، البتہ اگر اس کے کپڑے یا بدن ناپاک ہوں بظن غالب جیسا کہ بچوں کے ہوتے ہیں تو تین سو ڈول پانی اس کنویں سے نکالے جاویں گے۔ (۱) اور اگر وہ بچہ کنویں میں مر گیا تھا تب بھی تین سو ڈول نکالنے سے کنواں پاک ہو جاوے گا۔ بہر حال احتیاط اسی میں ہے کہ تین سو ڈول پانی اس کنویں سے نکالا جاوے خواہ ایک دفعہ یا متفرق و قیل یفتی بمائین الی ثلثمائة در مختار جزم به فی الكنز والملتی وهو المروی عن محمد وعلیه الفتوی الخ شامی (۲) فقط۔

طوائف اور بے نمازی کے پانی بھرنے سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا:-
(سوال ۲۳۸) طوائف اور بے نمازیوں کے پانی بھرنے سے کنواں ناپاک ہو جاتا ہے یا نہیں؟
(جواب) اس سے پانی ناپاک نہیں ہوتا۔ پانی تو مشرکین کے بھرنے سے بھی ناپاک نہیں ہوتا ہے۔ (۳) فقط۔

کنویں سے سو جا ہوا مرغ نکلا تو ناپاک قرار دیا جائے گا:-
(سوال ۲۳۹) ایک مرغ چاہ سے سو جا ہوا نکلا پر اس کے گل گئے تو اس چاہ سے کتنا پانی نکالا جاوے؟
(جواب) اس صورت میں تمام پانی نکالنے کا حکم ہے لیکن تمام پانی نکالنے کی جگہ صاحبین رحمہما اللہ دوسو سے تین سو ڈول تک نکالنے کو کافی سمجھتے ہیں اور اسی پر فتویٰ ہے۔ پس احتیاطاً تین سو ڈول متوسط پانی نکال دیا جاوے جو پانی باقی رہا وہ پاک ہے اور کنویں کے دیواریں اور ڈول وری سب پاک ہو جاتے ہیں۔ وقیل یفتی بمائین الی ثلثمائة الخ در مختار وهو المروی عن محمد وعلیه الفتوی الخ وهو المختار الخ وافاد فی النہر ان المائین واجبتان والمائة الثالثة مندوبہ الخ شامی۔ (۴) فقط۔

ناپاک گڈھے میں برتن ڈبو کر کنویں میں ڈال دیا تو کیا حکم ہے:-
(سوال ۲۵۰) ایک گڑھا جس میں بول و براز ہوتا ہے اس میں بارش کا پانی جمع ہوا، اور بہا نہیں، اس میں لڑکوں نے برتن ڈبویا، پھر اس کو چاہ میں ڈال دیا تو کتنا پانی نکالا جاوے، برتن چاہ میں موجود ہے؟
(جواب) اس صورت میں بھی تین سو ڈول پانی اس کنویں سے نکالا جاوے۔ اور وہ برتن پہلے نکال لیا

(۱) او مات فیہا الخ حیوان دموی غیر مائی وانفخ الخ ینزع کل مائہا الخ قید بالموت لانه لو اخرج حیا ولیس بنجس العین ولا بہ حدث او حیث لم ینزع شنی الا ان یدخل فمہ الماء فیعتبر بسورہ فان نجسا نزح الكل والا لا هو الصحيح (الدر المختار علی هامش ردالمحتار فصل فی البئر ص ۱۹۵ و ۱۹۶ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۲۱۱..... ۲۱۲) ظفیر۔

(۲) ردالمحتار فصل فی البئر ص ۱۹۸ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۱۲۱۵ ظفیر۔

(۳) اس لئے کہ ان لوگوں کے پانی نکالنے سے کنویں کے پانی میں کوئی خرابی نہیں پیدا ہوتی سارے انسان پاک ہیں اور ان کا جھوٹا بھی پاک ہے فسؤر آدمی مطلقا ولو جنباً او تکافراً او امرأة الخ طاهر طهور بلاکراهة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار مطلب فی السؤر ص ۲۰۵ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۲۲۲) ظفیر۔

(۴) ردالمحتار فصل فی البئر ص ۱۹۸ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۲۱۱..... ۲۱۲ ۱۲ ظفیر۔

جاوے۔ (۱) فقط۔

کافر کنویں میں گر جائے تو پانی پاک رہا یا ناپاک ہو گیا۔

(سوال ۲۵۱) اگر کافر چاہے میں گرے تو کتنا پانی نکالا جاوے؟

(جواب) اگر غسل کر کے گرا تو کنواں پاک ہے اور اگر بلا غسل کے گرا تو ذخیرہ میں نقل کیا ہے کہ پورا پانی کنویں کا نکالا جاوے یعنی تین سو ڈول نکالے جاویں۔ اور ایسا ہی بدائع سے نقل کیا ہے۔ اور شامی نے کہا کہ یہ نکالنا پانی کا شاید احتیاط کی وجہ سے ہے۔ ولعل نرحها للاحتیاط فقط۔ (۲)

ڈاکٹری دوا ڈالنے سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا۔

(سوال ۲۵۲) ڈاکٹر اکثر کنویں میں برنگ بیگن دوا ڈالتے ہیں کیڑے مرنے کے لئے، چونکہ رنگ پانی کا متغیر اور بد مزہ ہو جاتا ہے، وہ پانی پاک ہے یا ناپاک۔

(جواب) وہ پانی پاک ہے۔ (۳) فقط۔

جس کنویں پر جوتے سمیت چڑھا جاوے کیا وہ پاک نہیں رہتا۔

(سوال ۲۵۳) مسجد کے چاہے پر اکثر نمازی مح جوتوں کے اور بے نمازی ننگے پیر پانی کھینچتے ہیں کبھی جوتہ رسی سے لگتا ہے اور رسی کا پانی کنویں میں گرتا ہے تو یہ پانی قابل استعمال رہتا ہے یا نہ؟

(جواب) اس صورت میں پانی پاک ہے۔ کچھ وہ نہ کیا جاوے۔ (۴) فقط۔

دریائی مینڈک کنویں میں مر جائے اور سڑ جائے تو کیا کیا جائے۔

(سوال ۲۵۴) مینڈک دریائی کنویں میں گر کر مر گیا اور سڑ کر اس کے اجزاء پانی میں مخلوط ہو گئے تو اب اس کنویں کا پانی پینا چاہئے یا نہیں؟

(جواب) درمختار میں ہے فلو تفتت فیہ نحو صفدع جاز الو ضوء به لا شر به لحمه الخ۔ (۵) اور

(۱) اذا وقعت نجاسة ليست بحيوان ولو مخففة او قطرة بول الخ فی بئر دون القدر الكثير ولا عبرة للعمق علی المعتمد الخ ينزح كل ما فيها الذي كان فيها وقت الوقوع الخ بعد اخراج الخ وان تعذر نزح كلها لكونها معينا فبقدر ما فيها وقت ابتداء النزح قاله الحلبي. يؤخذ ذلك بقول رجلين عدلين لهما بصارة بالماء. به يفتي. وقيل يفتي بمائتين الى ثلثمائة. وهذا ايسر الدر المختار علی هامش رد المحتار فصل فی البئر. ج. ۱ ص ۱۹۸. ظفیر.

(۲) نقل فی الذخيرة عن كتاب الصلوة للحسن ان الكافر اذا وقع فی البئر وهو حی نزح الماء وفي البدائع انه رواية عن الا مام لانه لا يخلو عن نجاسة حقيقية او حكمية حتى لو اغتسل فوقه فيها من ساعته لا ينزح منها شئ اقول ولعل نرحها الاحتياط رد المحتار فصل فی البئر ج ۱ ص ۱۹۷ ط. س. ج. ۱ ص ۲۱۳ ظفیر.

(۳) فان تغيرت او صافه الثلاثة لو قرع اوراق الاشجار فيه وقت الخريف فانه يجوز به الو ضوء عند عامة اصحابنا الخ والتوضي بماء الزعفران والزر دج والعصفور يجوز ان كان الماء رقيقا (عالمگیری كشوری ماء الا بار ج ۱ ص ۲۰ ط. ماجديه ج ۱ ص ۲۱) ظفیر. (۴) اليقين لا يزول بالشك (الا شبه والنظائر القاعدة الثالثة ص ۷۵ فلو علم نته بنجاسة لم يجز ولو شك فالاصل الطهارة (در مختار) والا فمجرد الشك لا يمنع لما فی الاصل انه يتوضأ من الحوض الذي يخاف قلنا ولا يتقنه وينبغي حمل اليقين المذكور علی غلبة الظن والخوف علی الشك اوالوهم كما لا يخفى (رد المحتار باب المياه ج ۱ ص ۱۷۱ وج ۱ ص ۱۷۲ ط. س. ج. ۱ ص ۱۸۶) ظفیر.

(۵) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المياه ج ۱ ص ۱۷۱ ط. س. ج. ۱ ص ۱۸۵. ظفیر.

شرح منیہ میں ہے و ذکر الا سیسجایی فی شرحہ مایعیش فی الماء ممالا یوکل لحمہ اذا مات فی الماء وتفتت فانہ یکرہ شرب الماء وهو مروی عن محمد لاختلاط الا جزاء المحرم اکلہا بالماء الخ پس معلوم ہوا کہ اس پانی کا پینا مکروہ ہے، لہذا اس پانی کو کنویں سے نکال دیا جاوے۔ اور کل پانی نکالنا چاہئے۔ فقط۔

غسل کی نیت سے کنویں میں داخل ہوا تو اس پانی سے وضو جائز ہے یا نہیں:-
(سوال ۲۵۵) ایک شخص پاک کنویں میں گھسایا یعنی نیت غسل تو کنویں کا پانی مستعمل ہوا۔ اب وضو اور غسل اس سے جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) اس صورت میں پانی اس چاہ کا مستعمل ہو جاوے گا۔ شامی میں ہے قوله للذوالخ وقید بہ لا نہ لو کان للاغتسال صار مستعملاً اتفاقاً الخ شامی (۲) پس وضو اور غسل اس سے درست نہیں ہے۔ (۳) مگر بعد نکالنے چالیس ۳۰ ڈول کی کما فی الدر المختار واربعمین فی السنور و دجاجة مخللة کآدمی محدث الخ وفي الشامی وقیل اربعون عنده ومذهب محمد[ؐ] انه یسلبہ الطهورية وهو الصحيح عند الشیخین فینزع منه عشرون لیصیر طهوراً الخ (۴) پس اس روایت کی بناء پر بیس ڈول نکالنا کافی ہے اس کے بعد وضو اور غسل درست ہے۔ اور واضح ہو کہ جب کہ وہ شخص طاہر ہے یعنی جنبی اور محدث نہیں ہے تو اگر محض تبرؤ کے لئے غسل کرنے کنویں میں گھسے تو اس سے پانی مستعمل نہیں ہوا، اور وضو اور غسل اس سے درست ہے۔ (۵) البتہ اگر قربت یعنی ثواب کے لئے غسل کرنے گھسے تو پھر پانی مستعمل ہو جاوے گا۔ اور جو حکم اوپر لکھا گیا وہ مرتب ہوگا، کیونکہ قربت کے لئے غسل اور وضو کرنا بھی موجب استعمال ماء ہے کما فی الدر المختار او بماء مستعمل لاجل قربة ای مع ثواب الخ (۱) فقط۔

ناپاک کنویں سے وضو کر کے جس نے نماز پڑھی وہ کیا کرے:-
(سوال ۲۵۶) کنویں میں اگر چڑیا گل سڑ جائے تو کیا حکم ہے جو لوگ بغیر پاک کئے اس پانی سے وضو کر کے نماز پڑھتے ہیں ان کی نماز ہوتی ہے یا نہیں؟
(جواب) چڑیا اگر کنویں میں مر کر گل سڑ جائے تو تین سو ۳۰۰ ڈول نکالنے چاہئے، ۲۰۰ سو ڈول ضروری ہیں اور تین ۳۰۰

(۱) غنیۃ المستملی فصل فی البئر ص ۱۲۳، ۱۲۴ ظفیر۔

(۲) رد المحتار باب المیاء بحث الماء المستعمل مطلب مسئلة البئر ج ۱ ص ۱۸۶ ط. س. ج ۱ ص ۲۰۱ ظفیر۔

(۳) اتفاق اصحابنا ان الماء المستعمل لیس بطهور حتی لا یجوز التوضی بہ (عالمگیری کشوری الفصل الثانی فیما لا یجوز التوضی بہ ج ۱ ص ۱۲ ط. س. ج ۱ ص ۲۲) ظفیر۔

(۴) رد المحتار فصل فی البئر ج ۱ ص ۱۹۶ ج ۱ ص ۱۹۷ ط. س. ج ۱ ص ۲۱۳ ظفیر۔

(۵) او اغتسل الطاهر للبئر دلا یصیر الماء مستعملاً کذا فی فتاویٰ قاضی خان (عالمگیری کشوری الفصل الثانی فی ما لا یجوز التوضی ج ۱ ص ۲۱ ط. س. ج ۱ ص ۲۳) ظفیر۔

(۶) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المیاء مبحث الماء المستعمل ص ۱۸۲ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۱۹۸ ظفیر۔

مستحب ہیں۔ (۱) بدون پاک کئے ہوئے جو لوگ اس پانی سے وضو کر کے نماز پڑھیں گے ان کی نماز نہ ہوگی۔ اور امام و مقتدی سب ہی گنہگار ہوں گے۔ (۲) فقط۔

وہ کنواں جس میں سرکنڈا ڈال دیا جائے پاک ہے یا ناپاک ۔

(سوال ۲۵۷) برسات کے زمانہ میں ایک چاہ پختہ کے اندر لڑکوں نے پانچ سرکنڈے یعنی سرے ڈال دیئے جس وقت ان کے والدین کو معلوم ہوا فوراً کوشش کر کے چار سرکنڈے تو نکال دیئے ایک ڈوب گیا اور کس طرح نکل نہ سکا۔ چنانچہ تین سو ڈول پانی نکالا گیا۔ اور اہل محلہ اس کا پانی استعمال کر رہے ہیں صرف چند لوگ اس کا پانی استعمال نہیں کرتے؟ (جواب) وہ چاہ ناپاک نہیں ہوا تھا، کیونکہ شبہ سے شرعاً حکم ناپاکی کا نہیں دیا جاتا اور اب تو اس میں سے تین سو ۳۰۰ ڈول بھی نکال دیئے گئے۔ اور وہ سرکنڈہ بھی دھل کر صاف ہو گیا ہوگا، بہر حال اگر بالفرض ان سرکنڈوں کو ناپاک بھی سمجھا جاوے تو تین سو ڈول نکالنے سے ماتی پانی چاہ کا پاک ہو گیا۔ اب استعمال اس کا ہر طرح درست ہے، کچھ وہم اور شبہ نہ کیا جاوے۔ فقط۔

کنویں میں مرغی وغیرہ گر جائے تو کتنا پانی نکالا جائے گا؟۔

(سوال ۲۵۸) مرغی وغیرہ اگر کنویں میں گر کر مر جائے تو تیس ۳۰ چالیس ۴۰ حد ساٹھ ۶۰ ڈول نکالے جاتے ہیں۔ لیکن مرغی کے جسم اور پنجوں پر نجاست ہوتی ہے۔ ایسے ہی جب بکری پیشاب کرتی ہے تو اس کے جسم پر چھینٹ پڑتی ہے تو اس صورت میں پانی کے ڈول جو معین فی الشرع ہیں وہی نکلنے ہوں گے یا کم و بیش، کیا حکم شریعت کا ہے؟ (جواب) جب کہ اور کوئی نجاست مرغی کے پنجہ وغیرہ پر ظاہر نہ ہو تو وہی چالیس ۴۰ سے ساٹھ ۶۰ تک ڈول نکالنے سے آپ چاہ پاک ہو جاوے گا، اور اس ظنی احتمال نجاست کا اعتبار نہ ہوگا، یہی حکم بکری میں ہے، (۲) اور وجہ یہ ہے کہ مرغی اور بکری میں جیسا کہ احتمال نجاست ہے ویسا ہی یہ بھی احتمال ہے کہ پانی مٹی وغیرہ سے وہ نجاست زائل ہوگئی ہوگی۔ (۳) فقط۔

(۱) او مات فیہا حیوان دموی و انتفخ و تفسخ ینزع کل مائہا الذی کان فیہا وقت الوقوع بعد اخراجه الخ وان تعذر فبقدر ما فیہا یؤخذ ذلک بقول رجلین عدلین لہما بصارة بالماء بہ یفتی وقیل یفتی بمائین الی ثلاثین و هذا ایسر و ذلک احوط مختصراً (الدر المختار) وافاد فی النہر ان المائین واجبتان والمائۃ الثالثۃ مندوبۃ (رد المحتار فصل فی البئر ج ۱ ص ۱۹۵ و ص ۱۹۸ ط. س. ج ۱ ص ۲۱۱..... ۲۱۲) ظفیر۔
(۲) وبیحکم بنجاستہا مغلظۃ من وقت الوقوع ان علم الخ فی حق الوضوء والغسل الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار فصل فی البئر ص ۲۰۱ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۲۱۸) ظفیر۔
(۳) واربعین فی سنورود جاجۃ مخلاتۃ الخ وان کان کحما مۃ و ہرۃ نزح اربعون من الدلاء وجوب الی ستین ند با (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب البئر ج ۱ ص ۱۹۲ و ج ۱ ص ۱۹۹ ط. س. ج ۱ ص ۲۱۳) البقین لا یزول بالشک (الاشبہ والنظائر ص ۷۷) ظفیر۔
(۴) ثم هذا ان لم یکن الفارۃ ہاربۃ من ہرو لا الہر ہار با من کلب ولا الشاة من سبع فان کان نزح کلہ مطلقا لکن فی النہر عن المجتبی الفتوی علی خلافہ لان فی بولہا شکا (رد مختار) وقد مرانہم لم یعتبر والاحتمال النجاسۃ فی الشاة ونحوہا (رد المحتار فصل فی البئر ج ۱ ص ۱۹۷ ط. س. ج ۱ ص ۲۱۲) ظفیر۔

جس کنویں میں چڑیا گر کر مر جایا کرتی ہوں لوگ اسے پاک کر لیتے ہوں اس کا کیا حکم ہے:-
(سوال ۲۵۹) ایک مسجد کے کنویں میں سے چڑیاں نکلتی رہتی ہیں، کبھی گلی ہوئی اور کبھی بدون گلی، کبھی ایک ماہ میں اور کبھی دو ماہ میں۔ مگر لوگ کبھی برس روز چھ ماہ میں اس کو پاک کر لیتے ہیں اس کی نسبت کیا حکم ہے؟
(جواب) جس وقت اس کنویں میں سے کوئی جانور مردہ نکلے اسی وقت موافق قاعدہ کے اس کو پاک کرنا چاہئے۔ پھولے پھٹے میں تین سو ڈول نکالے جاویں۔ بدون پاک کئے وضو کرنا اس پانی سے درست نہیں ہے۔ (۱) اور بعد پاک کرنے کے پھر کچھ شبہ نہ کرنا چاہئے۔ وضو نماز سب درست ہے۔ فقط۔

جس کنویں میں چڑیا گری اور نکل نہ سکی کیا حکم ہے:-

(سوال ۲۶۰) مسجد کے چاہ میں چڑیا کا بچہ گر کر مر گیا ہر چند تلاش کیا مگر نہیں ملا۔ اب کیا کیا جائے؟
(جواب) رد المحتار ص ۱۳۲ جلد اول میں ہے فقہی القہستانی عن الجواهر لو وقع عصفور فیہا فعجزوا عن اخراجه فما دام فیہا فنجسة فتترك مدة يعلم انه استحالة وصار حماة وقيل مدة ستة اشهر (۲) اس جزئیہ فقہیہ سے معلوم ہوا کہ چھ مہینہ تک اس چاہ کو ویسے ہی چھوڑا جاوے، اس کے بعد تین سو ڈول نکالنے چاہئے۔ اس کے بعد اس کے پانی کو استعمال میں لانا درست ہے۔ فقط۔

جس ناپاک کنویں سے پانی نکالا جاتا رہا وہ پاک ہو یا نہیں؟:

(سوال ۲۶۱) کنواں کسی نجاست گرنے سے ناپاک ہو گیا۔ ایک مہینہ تک پانی پیتے رہے اور اس سے وضو وغیرہ بھی کیا اور اس مدت میں اس قدر پانی نکل چکا ہے جس سے کنویں کو پاک کہہ سکتے ہیں تو آیا کنواں شرعاً پاک ہے یا نہیں؟
(جواب) جب کہ پانی مقدار واجب سے زیادہ نکل چکا ہے، کنواں پاک ہے۔ (۳) فقط۔

جس کنویں سے میٹگی نکلی تو کیا پانی ناپاک کہا جائے گا:-

(سوال ۲۶۲) ایک کنویں میں سے ثابت میٹگی نکلی زید کہتا ہے کہ پانی نجس ہو گیا چاہئے ثابت ہو یا ٹوٹی ہو دونوں کا ایک حکم ہے اور عمر کہتا ہے کہ پانی پاک ہے کس کا قول صحیح ہے؟
(جواب) ثابت میٹگی کے نکلنے سے ناپاک نہیں ہوتا۔ صحیح ہے کما فی الدر المختار و بعرۃ ابل و غنم الخ۔ ای لا نزع بہما شامی (۴) ص ۱۴۷ جلد اول۔ فقط۔

(۱) او مات فیہا او خارجہا والقی فیہا ولو قارۃ یا بسۃ حیوان دموی غیر مائی وانفخ او تمعط و تفسخ الخ یزح کل ما لہا الذی کان فیہا وقت الوقوع بعد اخراجه الخ وان تعلمو نزع کلہا لکونہا معینا فبقدر ما فیہا وقت ابتداء النزع یؤخذ ذلک بقول رجلین عدلین لہما بصارۃ بالماء بہ یفتی وقیل یفتی بماتین الی ثلثمائة وهذا انیسر وذلك احوط (الدر المختار علی هامش رد المحتار فصل البثر ج ۱ ص ۱۹۵ وج ۱ ص ۹۸ ط. س. ج ۱ ص ۱۲۱۱ ظفر) (۲) رد المحتار فصل فی البثر ج ۱ ص ۹۶ ط. س. ج ۱ ص ۱۲۱۲ ظفر. (۳) یزح ما لہا الذی کان فیہا وقت الوقوع الخ ولو نزع بعضہ ثم زاد فی الغد نزع قدر الباقی فی الصحیح (رد مختار) وهو مبني علی انه لا یشرط التوالی وهو المختار کما فی البحر والقہستانی (رد المحتار فصل فی البثر ج ۱ ص ۱۹۶ ط. س. ج ۱ ص ۲۱۲ ظفر. (۴) رد المحتار فصل فی البثر ج ۱ ص ۲۰۴ ط. س. ج ۱ ص ۲۲۱ ظفر.

کوئی کنویں میں روڑا ڈال دے تو کیا کیا جائے

(سوال ۲۶۳) ایک بچہ نے ایک کنویں میں روڑا ڈال دیا تھا۔ اس کے بعد کنویں کو کئی مرتبہ پاک کر دیا گیا۔ مگر وہ روڑا انہیں نکلا تو بغیر روڑا نکالے کنواں پاک ہے یا نہ
(جواب) اس روڑے کے نکالنے کی اب ضرورت نہیں ہے پانی کنویں کا پاک ہو گیا ہے کچھ وہم نہ کریں گے۔ (۱) فقط۔

جس کنویں سے سرٹا ہوا جانور نکلا وہ کیسے پاک ہوگا

(سوال ۲۶۴) ایک کنویں میں کوئی جانور گر کر مر گیا کچھ عرصہ کے بعد دیکھا گیا تو بوجہ گہرا ہونے کنویں کے یہ شناخت نہ ہو سکا کہ یہ بلی ہے یا کتا اس کے نکالنے کے واسطے نوکری ڈالی گئی تو چونکہ وہ گلا اور سوجا ہوا تھا لہذا نوکری کے ٹکراتے ہی ریزہ ریزہ ہو گیا، اور تمام اجزاء پانی میں مل گئے، نوکری کے ساتھ کچھ لون اور چمڑا باہر آیا، پھر کچھ عرصہ کے بعد مسلمانوں کو کنواں پاک کرنے کا خیال ہوا، تو ایک خاص اندازہ سے تمام پانی کنویں کا نکالا گیا۔ پھر ایک غوطہ زن کو کنویں میں داخل کیا، دوسرے یا تیسرے غوطہ میں وہ کچھ چربی اور آنتیں باہر لایا چونکہ تیرہ چودہ ہاتھ پانی گہرا ہے، لہذا غوطہ زن گھبرا گیا، اور پھر کوئی غوطہ نہیں لگا سکا، شرعاً کنواں پاک ہو گیا یا نہیں۔ اگر نہیں تو کس طرح پاک ہو سکتا ہے؟

(جواب) ایسے کنویں کی نسبت کہ جس میں کوئی عین نجس موجود ہو اور اس کو نکالنا دشوار ہو یہ حکم ہے کہ چھ مہینہ تک اس کو چھوڑ دیا جاوے جس میں وہ گوشت پوست گل کر مٹی اور گارا ہو جاوے۔ اس کے بعد اس کا پانی نکال دیا جاوے، دوسو سے تین سو ڈول تک نکال دیئے جائیں۔ (۲) دو ۲۰۰ ضروری ہیں اور تین سو ۳۰۰ مستحب ہیں۔ فقی القہستانی عن الجواہر لو وقع عصفور فیہا فعجزوا عن اخراجه فما دام فیہا فنجسة فترک مدة يعلم انه استحالة وصار حماة وقيل مدة ستة اشهر الخ۔ (۳) فقط۔

جس تالاب میں نجاست پڑتی رہے اور بارش میں بھر جائے اس کا پانی پاک ہے یا نہیں

(سوال ۲۶۵) ایک تالاب طولا و عرضاً دس بارہ بیگہ میں ہے اور سالانہ خشک ہو جاتا ہے اور نجاست قصبہ کا مخزن اور اہالیان قرب و جوار کا سنداں ہے۔ اب ابتدائی بارش میں کچھ پانی اس میں نجاست سے گھل مل کر جمع ہوا، پھر اس پر وقتاً فوقتاً بارش ہوئی، یہاں تک کہ یہ لبالب ہو گیا یا نہیں۔ آیا قبل بہہ جانے کے یہ تالاب پاک ہے یا بعد ابلنے کے اس کو حکم پاکی کا ہوگا؟

(جواب) قال فی الدر المختار و کذا یجوز براکد کثیر کذا لک ای وقع فیہ نجس لم یثاره ولو فی

(۱) البقین لا یزول بالشک (الاشباه والنظائر القاعد الثالثة ص ۷۵) ظفیر۔

(۲) وان تعذر نزع کلہا لكونہا معینا فبقدر ما فیہا وقت ابتداء النزع یؤخذ ذلک بقول رجلین عدلین لہما بصارة بالماء بہ یفتی وقیل یفتی بما نین الی ثلث مائۃ وهذا انیسر وذلک احوط (الدر المختار) افاد فی النہر ان المائتین واجبتان والمائۃ الثالثۃ مندوبۃ (رد المحتار فصل فی البئر ج ۱ ص ۱۹۵ وج ۱ ص ۱۹۸ ط۔ س۔ ج ۱ ص ۲۱۲) ظفیر مفتاحی۔

(۳) رد المحتار فصل فی البئر ج ۱ ص ۱۹۶ ط۔ س۔ ج ۱ ص ۲۱۲۔ ۱۲ ظفیر۔

موضع وقوع المریة به یفتی بحر (۱) پس معلوم ہوا کہ پانی تالاب مذکور کا قبل ایلنے کے اور بعد ایلنے کے بہر حال پاک ہے۔ فقط۔

نایک عورت کنویں میں گر گئی تو کنواں کس طرح پاک کیا جائے
(سوال ۲۶۶) ایک عورت قوم گذرین جس کے کپڑے بظن غالب ناپاک تھے، کنویں میں گر گئی اور پھر کس قدر سانس باقی تھی جو نکال لی گئی، باہر نکل کر مر گئی، اس صورت میں کنویں کا پانی کس طرح پاک ہو۔
(جواب) اس صورت میں تین سوڈول اس کنویں میں سے نکلوا دیئے جائیں باقی پانی پاک ہو جاوے گا۔ (۲) فقط۔

سام ابرص کنویں میں گر جائے تو پانی ناپاک ہو گا یا نہیں؟
(سوال ۲۶۷) سام ابرص کے کنویں میں گر کر مر جانے سے کنواں ناپاک ہوتا ہے یا نہیں؟
(جواب) در مختار میں ہے فیفسد فی الاصح کحیة بریة ان لہادم والا لا الخ وفی الشامی وکالحیة البریة و الوزغة الکبيرة لہادم سائل منیہ الخ (۲) پس معلوم ہوا کہ وزغہ کبیرہ کا مرنا کنویں میں پانی کو ناپاک کرتا ہے، اس میں بیس سے تیس ڈول تک لے جاویں اگر مریخ و متفح نہ ہو اور وزغہ صغیرہ جن میں خون نہیں اس کے مرنے سے پانی ناپاک نہ ہوگا۔ احتیاطاً بیس ڈول نکال دیئے جائیں تو کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ فقط۔

کنویں میں جوتی گر جائے اور نہ نکل سکے تو کیا حکم ہے
(سوال ۲۶۸) ایک کنواں جس کا قطر چودہ فٹ اور گہرائی بیس فٹ ہے، اس میں اتفاقیہ ایک استعمالی جوتی نو دس برس کے بچے کی گر گئی جو تلاش سے نہیں مل سکی، اس صورت میں کیا حکم ہے۔
(جواب) جب کہ وہ جوتی نکلی اور نجاست کا ہونا اس پر محقق نہیں ہوا اور دیکھا نہیں گیا تو پانی اس چاہ کا پاک ہے، شک پر کوئی حکم مرتبہ نہیں ہوتا۔ قال فی البحر وقیدنا بالعلم لانہم قالوا فی البقر ونحوہ یخرج حیا لایجب نزع شئی وان کان اظاہر اشتمال بولہا علی افخاذہا لکن یحتمل طہارتہا بان سقطت عقب دخولہا ماءً کثیراً مع ان الاصل الطہارة الخ پس جب کہ یقینی علم نجاست کا نہیں ہے تو ناپاک چاہ کا حکم نہ کیا جاوے گا۔

تعدہ مقررہ ہے یقین لا یزول بالشک۔ (۳) اور جوتی پر جیسا کہ بغلہ ظن نجاست کا لگنا ثابت ہے۔ ویسا ہی یہ بھی

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المیاء ج ۱ ص ۱۷۶ ط. س. ج ۱ ص ۱۹۰ ۲۰ ۲۱ ظفیر.
(۲) اذا وقعت نجاسة لیست بحیوان ولو مخففة او قطرة بول الخ فی بئر الخ او مات فیہا الخ حیوان دمی غیر مائی وانتفخ الخ یزح کل ما فیہا الخ بعد اخراجه الخ قید بالموت، لا نہ لو اخرج حیا ولیس بنجس العین ولا بہ حدث او خبث لم ینزع شئی الخ وقیل یفتی بما نین الی ثلاثة مائة وهذا ایسر (الدر المختار علی هامش رد المحتار فصل فی البئر ج ۱ ص ۱۹۸ ط. س. ج ۱ ص ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ظفیر. (۳) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المیاء ج ۱ ص ۱۷۶ ط. س. ج ۱ ص ۱۸۵ ۱۸۶ ظفیر. (۴) الاشیاء والنظائر القاعدة الثالثة ص ۷۵ ۷۶ ظفیر.

احتمال ہے کہ زمین پھسلنے اور گرگڑنے سے جوتا بعض نجاسات سے پاک ہو جاتا ہے۔ بہر حال احتمال پر کچھ حکم مرتب نہ ہوگا۔ فقط۔

ناپاک کنواں دو، تین سو ڈول سے پاک ہو جاتا ہے یا نہیں

(سوال ۲۶۹) اگر شرعاً کل پانی چاہ کا ناپاک ٹھیرا اور چاہ بھی موافق اس تعریف کے انہم کما نزعاً منع منها مثل ما نزعاً او اکثر۔ چشمہ دار نہیں ہے تو اس میں سے دو سو ۲۰۰ سے تین ۳۰۰ سو ڈول نکالنا موجب طہارت ہوگا یا نہیں، کیونکہ جس قول سے دو سو یا تین سو ڈول ماخوذ ہیں اس کی تصحیف محققین نے کی ہے، جیسا کہ شامی وغیرہ میں منقول ہے۔ (جواب) دو سو ۲۰۰ سے تین ۳۰۰ سو ڈول تک پانی نکالنا موجب طہارت ہے اور اب اسی پر فتویٰ دیا جاتا ہے سہولت کی وجہ سے اس کو اختیار کیا گیا ہے اور جب کہ بہت سے فقہاء نے اس کو اختیار فرمایا ہے اور مختار و ایسر فرمایا ہے اور امام صاحب کی بھی ایک روایت لکھی ہے تو اس پر فتویٰ دینے میں کچھ حرج نہیں ہے۔ (۱) فقط۔

چڑیا کنویں میں گر جائے اور نہ نکل سکے تو کیا حکم ہے؟

(سوال ۲۷۰) چڑیا وغیرہ چاہ میں مرجائے اور تلاش سے بھی نہ نکلے تو بعض فقہاء چھ ماہ چاہ کو معطل چھوڑنے کو فرماتے ہیں۔ اس میں تنگی معلوم ہوتی ہے یا یہ مقدار استبراء کی ہے، غرض کوئی صورت سہولت کی ہو تحریر فرمائیں؟ (جواب) ایسی حالت میں کہ چڑیا وغیرہ کا چاہ میں گرنا یقینی ہو اور پھر نکل نہ سکے تو اس کے بارہ میں اصل حکم تو یہ ہے کہ اس قدر مدت تک کنویں کا پانی استعمال نہ کریں جس وقت تک وہ گل کر گار اور مٹی نہ ہو جائے۔ بعد اس کے پانی نکال کر استعمال کریں اور بعض فقہاء نے چھ ماہ کے ساتھ تحدید کی ہے۔ کذا فی الدر المختار۔ یہ درحقیقت اس مدت مجملہ کی تحدید ہے کیونکہ غالب گمان میں اس مدت میں جانور گل کر مٹی ہو جاتا ہے اور اگر تجربہ سے اس سے پہلے مٹی ہو جانا محقق ہو جاوے تو پہلے ہی حکم اخراج ماہ و جواز استعمال کیا جاوے گا۔ (۲) لیکن اگر سرے سے جانور کے وجود ہی میں شک ہو کہ چاہ میں ہے یا نہیں تو پھر یہ حکم محض احتیاطاً ہے، کیونکہ شک سے پانی ناپاک نہیں ہوتا۔ (۳) فقط۔

جس کنویں میں جوتی گر جائے اور اس کا پانی برابر نکلتا رہے، اس سے وضو جائز ہے یا نہیں

(سوال ۲۷۱) ایک باغ میں ایک مدرسہ ہے اس کے قریب ایک کنواں چلتا ہے جس کو ہرٹ کہتے ہیں اس میں ایک لڑکے کی جوتی گر گئی تھی، جس کو نکالنے کے لئے کوشش کی مگر نکل نہیں، اور کنواں چار بجے صبح کے شروع کر کے سارا دن چلتا رہتا ہے اس پانی سے نماز اور کھانا پکانا وغیرہ درست ہے یا نہیں؟

(۱) وقیل یفتی بما تین الی ثلث مائۃ وهذا ایسر (الدر المختار علی هامش ردالمحتار فصل فی البئر ج ۱ ص ۱۹۸) جزم بہ فی الكنز و المتقی وهو مروی عن محمد وعلیہ الفتویٰ خلاصہ و تترار خانہ عن النصاب وهو المختار معراج عن العنابیۃ وجعلہ روایۃ فی العنابیۃ عن الامام وهو المختار والا یسر کما فی الاختیار وفاد فی البئر ان المائتین واجبتان والمائۃ الثالثة مندوبۃ (رد المختار فصل فی البئر ص ۱۹۸ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۲۱۵) ظفیر (۲) ینزع کل ما تھا الذی کان فیہا وقت الوقوع بعد اخراجه (درمختار) فلو تعدر ایضا ففی القہستانی عن الجواهر لو وقع عصفور فیہا فعجزوا عن اخراجه فما دام فیہا فنجسۃ فترک مدۃ یعلم انه استعمال وصار حمۃ وقیل مدۃ سنۃ اشہر (رد المختار فصل فی البئر ج ۱ ص ۱۹۶ ط. س. ج ۱ ص ۲۱۲) ظفیر (۳) یقین لا یزول بالشک (الاشباہ والنظائر ص ۷۵) ظفیر۔

(جواب) پانی اس چاہ کا پاک ہے وضو و نماز اس سے صحیح ہے، شرعاً شبہ سے حکم ناپاکی کا نہیں ہوتا۔ (۱) فقط۔

کنویں میں عموم بلوئی کا اعتبار

(سوال ۲۷۲) تذکرۃ الرشید جلد اول ص ۱۸۴ (ج) مسائل چاہ میں بضرورت وسعت کو اختیار کیا جاتا ہے اور جو مسئلہ مختلف فیہ مجتہدین کا ہوتا ہے اس میں وسعت کی رائے کو اختیار کر لینا وقت حرج و عموم بلوئی کے درست لکھتے ہیں، پس ایسی صورت میں جب تک کہ عین نجاست کا گرنا چاہ میں معلوم و مشاہدہ نہ ہو اس کو ناپاک نہ کہنا چاہئے بلکہ اگر خود گرتا بھی دیکھ لے جب بھی برائے ضرورت و بلوئی اس کو ناپاک نہیں کہہ سکتے۔ دیکھو کہ مینگی اونٹ بکری کی امام صاحب کے یہاں نجس ہے مگر جنگل کے چاہ میں نصف آب چاہ تک مینگیوں سے ڈھک جاوے جب بھی پاک لکھتے ہیں بضرورت، کیونکہ امام مالکؒ کے یہاں مینگی نجس نہیں۔ تو اب ہندوستان میں خصوصاً گاؤں میں جب گوبر کا اور پیشاب گائے بیل کا یہ عمل و رآمد ہے تو چاہ ہر گز پاک نہیں رہ سکتا، لہذا ایسے امور سے چشم پوشی ہو اور جب تک مشاہدہ نہ ہو جاوے بلکہ دیکھ کر بھی استعمال آب کرتا رہے کذا بفہم من کتب الفقہ آجانب نے الرشید نمبر ۱۰ جلد ۲ ص ۲۰ مسجد کے چاہ میں چڑیا کا بچہ گر کر مر جانے کے سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا ہے کہ چاہ کو چھ ماہ بے کار چھوڑا جائے بعد میں تین سو ڈول نکالے جاویں، پھر پانی استعمال میں لایا جاوے انتہی۔ ان ہر دو جواب میں سے حضرت عالی قدس سرہ کا جواب صحیح سمجھنا ضروری ہے یا جناب کا، اگر ہر دو صحیح ہیں اور بندہ ان کے سمجھنے سے قاصر ہے تو وجہ فرق تحریر فرمائیں؟

(جواب) شامی ص ۱۵۶ جلد اول فصل فی البئر میں ہے و اشار بقوله متنجسة الى انه لا بد من اخراج عين النجاسة كلحم ميتة و خنزیر ۱۵ قلت فلو تعذر ايضا ففي القهستانی عن الجواهر لو وقع عصفور فيها فعجز و اعن اخراجه فما دام فيها فنجسة فتترك مدة يعلم انه استحالة و صار حماة و قيل مدة ستة اشهر ۱۵۱ (۲)۔ بندہ نے جو کچھ الرشید میں لکھا ہے وہ علامہ شامی کی اس روایت کے موافق لکھا ہے، اور تذکرۃ الرشید سے جو کچھ آپ نے نقل کیا ہے وہ بھی صحیح ہے، اور بے شک مسائل آب و مسائل چاہ میں وسعت کی ضرورت ہے۔ جہاں کچھ بھی شبہ ہو جاوے وہاں طہارت کا ہی حکم کرنا چاہئے، کیونکہ قاعدہ مسلمہ ہے۔ یقین لا یزول بالشک۔ اور حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہ کی غرض بھی یہی ہے کہ عموم بلوئی اور شبہ کی مواقع میں حکم طہارت کا کرنا چاہئے۔ اور شامی کی اس عبارت کا مکمل وہی ہے کہ کچھ شبہ باقی نہ رہے بلکہ بالیقین عصفور کا چاہ میں ہونا معلوم ہو۔ اور پھر اخراج نہ ہو سکے کیونکہ اس میں نہ عموم بلوئی ہے جیسا کہ بعذر وغیرہ میں ہوتا ہے اور نہ شبہ ہے لیکن اگر کچھ بھی شبہ کو نجاست نکل آوے تو پھر تذکرۃ الرشید کے مسئلہ کی موافق حکم ہے، اور احقر کے نزدیک کچھ نہ کچھ شبہ ضرور نکل سکے گا۔ کامل یقین وقوع و تحقق نجاست کا اور پھر تعذر اخراج کی صورت بہت کم پیدا ہوتی ہے، کیونکہ جب پتہ اس نجاست کا چاہ میں نہ چلا تو کہہ سکتے ہیں کہ اس میں نجاست گری ہی نہیں یا باقی نہیں رہی۔ بہر حال تعارض کچھ نہیں ہے۔ اور تطبیق ممکن ہے اور تاویل ہو سکتی ہے۔ فقط۔

(۱) فلو علم تنه بنجاسة لم یجز و لو شک فالأصل الطهارة (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المیاء ج ۱ ص ۱۷۱ ط. س. ج ۱ ص ۱۸۶) ظفیر۔
(۲) رد المحتار فصل فی البئر جلد اول ص ۱۹۶ ط. س. ج ۱ ص ۲۱۲ ظفیر۔

جس کنویں میں گھوڑا اگر کر مر گیا اُسے کس طرح پاک کیا جائے

(سوال ۲۷۳) ایک چاہ میں گھوڑا اگر کر مر گیا، اس کو نکال کر تین سو ساٹھ ڈول نکالے گئے، لیکن گھوڑا اگر نے سے قریب تین چار ماہ کے چاہ بند رہا، پانی کسی نے نہیں نکالا۔ اب اس میں سے تین سو ساٹھ ڈول نکالے، پانی بالکل سیاہ ہو گیا تھا۔ اور اب بھی سیاہی مائل ہے۔ یہ چاہ پاک ہو گیا یا ہنوز نجس ہے، دوسری کیا تدبیر کرنی چاہئے؟
(جواب) قعدہ کے موافق تو تین سو ساٹھ ۳۶۰ ڈول نکالنے سے پاک ہو گیا۔ (۱) لیکن اگر ایسی حالت میں کہ تمام پانی خراب ہو گیا ہے، ہل پانی نکال دیا جاوے اور اس چاہ کو صاف کر دیا جاوے تو بہتر ہے۔ (۲) فقط۔

جس کنویں سے ہندو پانی بھرتے ہوں اس سے وضو وغیرہ درست ہے یا نہیں
(سوال ۲۷۴) جو کنویں ایسے ہیں کہ جن میں اہل ہندو پانی بھرتے ہیں اور ان کا پانی نکالا نہیں جاتا بلکہ لوگ پینے اور نہانے وغیرہ اپنی ضروریات کے لئے بھرتے ہیں۔ لہذا ان کنوؤں سے وضو کرنا اور پینا درست ہے یا نہیں؟
(جواب) وضو کرنا اور پینا ان کنوؤں سے درست ہے کچھ شبہ نہ کریں۔ (۳) فقط۔

کنویں میں جوتہ گر گیا اور نہ ملا تو کیسے پاک ہوگا
(سوال ۲۷۵) ایک کنویں میں ۱۳ سالہ لڑکے کا استعمالی جوتہ گر کر بوجہ گہرائی لا پتہ ہو جاوے باوجود کوشش نہ نکلنے پر تین سو ساٹھ ۳۶۰ ڈول پانی نکالنا کافی ہوگا یا جوتہ نکالنا اور کل پانی نکالنا پڑے گا؟
(جواب) ناپاک جوتہ کا پہلے نکالنا ضروری ہے اس کے بعد تین سو ساٹھ ۳۶۰ ڈول نکالنے سے کنواں پاک ہوگا، لیکن اگر اس ناپاک جوتہ کا نکالنا ناممکن ہو تو درختار میں لکھا ہے کہ اس صورت میں اتنا پانی نکالا جاوے کہ آدھا ڈول بھی نہ بھر سکے، الا اذا تعذر الخ فینزع الماء الى حد لا يملأ نصف الدلو يطهر الكل تبعاً للخ. (۴) فقط۔

کنواں جس میں خنزیر گر کر مر جائے اس کی پاکی کا طریقہ
(سوال ۲۷۶) ہندوؤں کے چاہ میں خنزیر گر پڑا انہوں نے اول مراد اسور نکالا، بعد میں اس کا پانی نکالا، مگر کچھ پانی باقی رہ گیا تو اس چاہ کا پانی مسلمانوں کو پینا درست ہے یا نہیں؟
(جواب) اگر بعد خنزیر کے نکالنے کے تین سو ڈول کی مقدار اس چاہ سے پانی نکل گیا ہے تو وہ چاہ پاک ہو گیا۔ مسلمانوں کو اس کا پانی پینا اور استعمال کرنا درست ہے۔ (۵) فقط۔

(۱) وقیل یفتی بمائین الی ثلثمائة وهذا ایسر (الدرد المختار علی هامش ردالمحتار فصل فی البئر ج ۱ ص ۱۹۸ ط. س. ج. ص ۲۱۵) ظفیر.
(۲) ینزع کل مائها الذی کان فیها وقت الوقوع بعد اخراجه فان تعذر نزع کلها الخ (الدرد المختار علی هامش ردالمحتار فصل فی البئر ص ۱۹۶ ج ۱ ط. س. ج. ص ۲۱۲) ظفیر.
(۳) ہندو کی پانی بھرنے سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا، ان کا چھوٹا تک پاک ہے فسور الادمی مطلق ولوجبنا او کافر الخ طاهر (الدرد المختار علی هامش ردالمحتار مطلب فی السور ط. س. ج. ص ۲۲۲) ظفیر.
(۴) الدرد المختار علی هامش ردالمحتار فصل فی البئر ص ۱۹۶ ج ۱ ط. س. ج. ص ۲۱۲. ۱۲. ظفیر.
(۵) وقیل یفتی بما نئین الی ثلثمائة وهذا ایسر (الدرد المختار علی هامش ردالمحتار فصل فی البئر ج ۱ ص ۱۹۸ ط. س. ج. ص ۲۱۲) ظفیر.

فصل رابع۔ جھوٹے پانی کے احکام

ہاتھی کے سوٹھ پانی پاک ہے یا ناپاک
(سوال ۱/۲۷۷) ہاتھی جو منہ سے پانی چھوڑتا ہے وہ پاک ہے یا ناپاک؟

یہ خفیفہ ہے یا مغلطہ

(سوال ۲/۲۷۸) یہ نجاست خفیفہ میں داخل ہے یا نہیں؟

کتنا کپڑا تر ہونے سے ناپاک ہوگا

(سوال ۳/۲۷۹) کس قدر کپڑا تر ہونے سے ناپاک ہو جائے گا؟

سوٹھ کی چھینٹیں اونی کپڑے پر پڑ جائیں تو کیا کرے
(سوال ۴/۲۸۰) ایک اونی کپڑے پر کئی جگہ ہاتھی کے پانی کی چھینٹیں پڑیں لیکن وہ کپڑے میں جذب نہیں ہوں،
تولہ سے انہیں صاف کر دیا گیا، اسی صورت میں کپڑا ناپاک ہو جائے گا یا پاک رہے گا۔ ان چھینٹوں کی مجموعی مقدار تین
چار روپے کے برابر ہوگی؟

(جواب) (۱) وہ پانی ناپاک نجاست مغلطہ ہے۔ کما فی الدر المختار وسور خنزیر و کلب وسباع بہائم
نجس مغلط الخ قال الشامی قوله وسباع بہائم ہی ما کان یصطا دبنا بہ کالاسدو الذئب والفهد
والنمر والثعلب والفیل والضبع واشباه ذلک سراج (شامی ص ۲۰۵ ج ۱) ظفیر۔

(۲) وہ پانی نجاست مغلطہ ہے خفیفہ نہیں ہے۔ (۱)

(۳) مقدار ایک درہم یعنی بقدر مقعر کف (ہتھیلی کی گہرائی) معاف ہے یعنی نماز جائز ہو جاوے گی اگرچہ
دھونا اس کا بھی واجب ہے اور اگر ایک درہم کی مقدار سے زیادہ ہے تو نماز بھی نہ ہوگی۔ (۲) واضح ہو کہ نجاست رقیقہ میں جیسے
پیشاب ناپاک پانی اس میں بقدر گہرائی ہتھیلی کے معاف ہے۔ (۳) اس سے زیادہ ہو تو نماز نہ ہوگی۔ (۴) فقط۔

(۴) جبکہ ان چھینٹوں کی مقدار تین چار روپیہ کے برابر ہے اور وہ چھینٹیں سوئی کے ناکہ
سے بڑی ہیں کہ نظر آتی ہیں تو وہ کپڑا ناپاک ہے نماز اس کپڑے سے درست نہیں

(۱) وسور خنزیر و کلب و سباع بہائم مغلطہ (در مختار) وسباع بہائم ہی ما کان یصطا دبنا بہ کالاسدو الذئب والفهد الخ
والفیل (رد المحتار احکام السور ج ۱ ص ۲۰۵ ط. س. ج ۱ ص ۲۲۳) ظفیر۔

(۲) قدر الدرہم وما دونہ من النجس المغلط کالدمل والبول والخمر الخ جازت الصلوٰۃ ومعہ وان زاد لم تجز (ہدایہ باب
النجاس ج ۱ ص ۱۷۱) ظفیر۔ (۳) المغلطہ تعنی عنہا قدر الدرہم الخ بالوزن فی النجاسة المتجسدة وزنه قدر الدرہم
الکبیر المثقال وبالمساحة فی غیرها وهو قدر عرض الکف الخ والمثقال وزنه عشرون فیراطا (عالمگیری مصری باب فی
النجاسة ج ۱ ص ۲۲ و ج ۱ ص ۲۳ ط. ماجدیہ ج ۱ ص ۲۵) ظفیر۔ (۴) فاذا اصاب من قدر الدرہم يمنع جواز الصلوٰۃ کذا فی
المحیط (عالمگیری مصری باب فی النجاسة ج ۱ ص ۲۳ ط. س. ج ۱ ص ۲۶) ظفیر۔

ہے۔ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

انگریز کے برتن کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟
(سوال ۱/۲۸۱) انگریز کے برتن کو دھو کر اس میں پانی پینا جائز ہے یا نہ؟

انگریز کا جھوٹا پاک ہے یا ناپاک
(سوال ۲/۲۸۲) انگریز کے پاس کا بچا ہوا دودھ استعمال کرنا شرعاً کیسا ہے؟
(جواب) (۱) اس برتن میں پانی پینا جائز ہے۔ (۲)
(۲) بچے ہوئے دودھ کا استعمال شرعاً جائز ہے فقط۔
(بشرط یہ کہ اس نے شراب پینے کے فوراً بعد اسے کھانا نہ شروع کیا ہو۔ (۳) ظفیر۔)

بلی اور چوہے کا جھوٹا پاک ہے یا ناپاک؟
(سوال ۲۸۳) خوردۂ موش و گربہ حلال ہے یا نہیں؟
(جواب) موش اور گربہ کا جھوٹا پاک ہے۔ (۲) فقط۔

(۱) البول المنتضح قدر رؤس الابر معفو للضرورة وان امتلاء الثوب الخ ولو كان المنتضح مثل رؤس المسلة منع كذا في البحر الرائق (عالمگیری . مصری باب، فی النجاسة، ص ۳۳ ج ۱ ط. ماجدیہ ج ۱ ص ۲۶) ظفیر.
(۲) ویكره الاكل والشرب فی اوانی المشركین قبل الغسل ومع هذا لو اكل او شرب فیها قبل الغسل جاز، ولا يكون اكلا ولا شارباً حراماً وهذا اذا لم يعلم بنجاسة الاواني فاما اذا علم فانه لا يجوز ان يشرب و یا كل منها قبل الغسل الخ عالمگیری مصری کتاب الکراهیة باب رابع عشر ج ۱ ص ۳۵۸ ط. ماجدیہ ج ۵ ص ۳۷ (ظفیر.
(۳) سور لادمی طاهر وید خل فی هذا الجنب والحاض والنفساء والکافر الاسور شارب الخمر و من دمی فوه اذا شربا علی فور ذلك فانه نجس (عالمگیری مصری ج ۱ ص ۲۳ ط. ماجدیہ ج ۱ ص ۲۳) ظفیر.
(۴) وسور الخ سو اکن بیوت طاهر للضرورة مکروه تنزیها ان وجد غیره والا لم یکره اصلا (درمختار) ای مماله دم سائل کالفارة والحیة والوزغة (رد المحتار مطلب فی السور ص ۲۰۶ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۲۲۲) وسور حشرات البیت الحیة والفارة والسنور مکروه کراهة تنزیه هو الاصح کذا فی الخلاصه (عالمگیری کشوری مصری الباب الثالث فی المیاه ج ۱ ص ۲۳ ط. ماجدیہ ج ۲۳) ظفیر.

الباب الرابع فی التیمم مسائل تیمم

بخار اور سخت سردی اور ٹھنڈکی وجہ سے تیمم جائز ہے یا نہیں

(سوال ۲۸۴) اگر سردی کے موسم میں کوئی شخص ایسے جنگل میں کام کرنے جاتا ہو کہ جہاں پانی نہایت درجہ کا سرد ہو اور وہاں گرم کرنے کے اسباب نہ ہوں جیسے برتن و ایندھن اور جاڑے کا وقت بہت ہو جیسے ابر کی وجہ سے دھوپ نہ ہو، یا شام یا رات یا صبح کا وقت ہو اور جاڑے کی وجہ سے جبنی کو غسل اور بے وضو کو وضو کرنے کی تاب نہ ہو سکے، یا کسی کو بخار جاڑا بہت چڑھ رہا ہو تو تیمم کرنا ایسے شخصوں کے واسطے جائز ہوگا یا نہیں؟

(جواب) حالت مرض اور خوف مرض میں تیمم درست ہے اور جب کہ سرد پانی سے غسل کرنے میں یا وضو کرنے میں اندیشہ ہلاکت کا یا مرض کا ہو تو تیمم جائز ہے۔ (۱)

وقت کی تنگی میں قدرت کے باوجود تیمم درست ہے یا نہیں

(سوال ۲۸۵) اگر مصلیٰ صبح کے وقت ایسے وقت سوتا اٹھا کہ گرم پانی اس کے مکان میں یا مسجد میں نہ ملا اور سرد پانی سے بوجہ سردی کے غسل نہ کر سکتا ہو اور نہ وقت میں اتنی دیر ہے کہ گرم کر کے غسل کر لیوے اور ادا وقت میں نماز پڑھ لیوے۔ پس یہ مصلیٰ ادا وقت میں تیمم کر کے نماز پڑھ لیوے تو جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) جب کہ اس کو قدرت گرم پانی کی ہے تو تیمم جائز نہیں۔ نماز قضاء پڑھ لیوے مگر غسل و وضو ضروری ہے۔ (۲) فقط۔

بیمار کو نجاست لگی ہو اور پانی نقصان کرے تو وہ طہارت کیسے حاصل کرے گا

(سوال ۲۸۶) بیمار آدمی کے بدن پر نجاست لگی ہوئی ہے پانی نقصان کرتا ہے تو کس طرح طہارت حاصل کرے؟

(جواب) بدن پر نجاست ہو تو اس کو دھولے بعد میں تیمم کرے۔ (۳) فقط۔

پتھر، لکڑی اور کپڑے وغیرہ پر تیمم درست ہے یا نہیں

(سوال ۲۸۷) لکڑی، پتھر، کپڑا، پختہ فرش یا دیوار، خشک یا سبز گھاس، ان میں جب کسی پر ذرا بھی غبار نہ ہو تو تیمم

(۱) من عجز عن استعمال الماء الخ لبعده ميلا الخ او لمرض يشد او يمتد بغلبة ظن او لقول حاذق مسلم الخ او بر ذيهلك الجنب او يمرضه ولو في المصر اذا لم تكن اجرة حمام ولا ما يدفنه الخ تیمم (الدبر المختار علی هامش رد المحتار باب التیمم ج ۱ ص ۲۱۴ ط. س. ج ۱ ص ۲۳۲..... ۲۳۳) ظفیر.

(۲) قال فی البحر فصار الاصل انه متى قدر علی الاغتسال بوجه من الوجوه لا يباح التیمم اجماعاً (رد المحتار باب التیمم ص ۲۱۶ ج ۱) تحت قوله والا ما يدفنه ط. س. ج ۱ ص ۲۳۲) ظفیر.

(۳) وكذا يطهر محل نجاسة الخ مرنية الخ بقلعها ای بزوال عنها الخ ويطهر محل غير ها ای غیر مرنية بغلبة ظن الغاسل الخ (الدبر المختار علی هامش رد المحتار باب الانجاس ص ۳۰۲ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۳۲۸) (الدبر المختار علی هامش رد المحتار باب التیمم ص ۲۱۵ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۲۳۳) ظفیر.

درست ہے یا نہیں؟

(جواب) لکڑی، کپڑے پر بدون غبار کے تیمم درست نہیں۔ اسی طرح گھاس سبز اور خشک کا حکم ہے۔ (۱) اور پتھر دیوار خشک خام و پختہ و چونہ پر بلا غبار بھی تیمم درست ہے۔ (۲) لکڑی وغیرہ پر تھوڑا غبار بھی کافی ہے۔ (۳)

غسل کے بجائے تیمم کب درست ہے۔

(سوال ۲۸۸) ایک شخص کو سردی کے اثر سے نزلہ ہو جاتا ہے تو اس کو ایام سرما میں صبح یا اور کسی سردی کے وقت بخوف نزلہ بجائے غسل جنابت تیمم کرنا اور اس تیمم سے صلوٰۃ فجر یا اور کسی نماز کو ادا کرنا جائز ہو گا یا نہیں؟

(جواب) جواز تیمم کیلئے استعمال آب سے عاجز ہونا شرط ہے خواہ وہ اس وجہ سے ہو کہ پانی مفقود رہے یا اس وجہ سے کہ پانی کے استعمال سے مرض کی زیادتی و امتداد کا خوف ہے یا سرگئی وجہ سے ہلاکی یا بیماری کا اندیشہ ہے اور پانی گرم نہیں مل سکتا۔ پس اگر ان امور میں سے کوئی امر پایا جاوے تو تیمم جائز ہے ورنہ جائز نہیں صورت مؤلہ میں اگر سرد پانی سے مرض کا اندیشہ ہو تو گرم پانی سے غسل کرنا چاہئے اگر گرم پانی سے بغلبہ ظن یا قول طبیب حاذق مسلم اندیشہ مرض کا ہے تو تیمم جائز ہے ورنہ نہیں اور لمرض یشتد او یتمد بغلبہ ظن او قول حاذق مسلم ولو بتحرک الخ او بردیھلک الجنب او یمرضه ولو فی مصر اذا لم یکن له اجرة حمام الخ در مختار۔ (۴) فقط۔

جلدی میں تیمم سے نماز جنازہ پڑھی کیا اس سے نماز وقتی بھی پڑھ سکتا ہے

(سوال ۲۸۹) زید بوجہ جلدی کے تیمم کر کے نماز جنازہ میں شریک ہو گیا تھا۔ بعدہ فرض نماز بھی اسی تیمم سے پڑھ سکتا ہے یا باقاعدہ وضو کرنا پڑے گا؟

(جواب) اس تیمم سے نماز فرض وقتی نہیں پڑھ سکتا وضو کر کے نماز وقتی پڑھنی چاہئے۔ ہذا فی کتب الفقہ۔ (۵) فقط۔

پانی کی قلت کے وقت پردہ نشین عورتیں تیمم کریں یا نہیں

(سوال ۲۹۰) بعض گاؤں میں پانی کی بہت قلت ہے، اس لئے بعض عورتیں پردہ نشین بیوہ کو بعض وقت پانی نہیں ملتا، اس لئے وہ مستورات نماز قضاء کرتی رہتی ہیں ان کے لئے کیا حکم ہے۔ آیا اس وقت ان کے لئے تیمم جائز ہے یا

(۱) ولا یجوز عندنا بما لیس من جنس الارض وهو ما یلین بالنار او یترمد کالذهب والفضة الخ وکالحنطة و سائر العجوب والا طعمة من الفواكه وغیرها وانواع النباتات مما یترمد بالنار اذا لم یکن علیها غبار (غنیۃ المستملی ص ۷۴ باب التیمم۔ ظفیر۔ (۲) ویجوز التیمم عند ابی حنیفہ ومحمد بکل ما کان من جنس الارض کالتراب والرمل والحجر والجص والنورة والکحل والزرنج الخ ثم لا یشرط ان یکون علیہ غبار (ہدایہ باب التیمم ج ۱ ص ۵۵) ظفیر۔ (۳) وکذا یجوز بالغباء مع القدرة علی الصعید عند ابی حنیفہ ومحمد لانه تراب رقیق (ہدایہ ایضاً) لو ان الحنطة او الشنی الذی لا یجوز علیہ التیمم اذا علیہ الغبار فضررب یدہ علیہ وتیمم ینظر ان کان یستبین اثرہ بمذہ علیہ جاز والا فلا (رد المحتار باب التیمم ج ۱ ص ۲۲۲ ط.س. ج ۱ ص ۲۳۰) ظفیر۔ (۴) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب التیمم ج ۱ ص ۲۱۵ و ج ۱ ص ۲۱۶ ط.س. ج ۱ ص ۲۲۳ ظفیر۔ (۵) (جاز التیمم) لخوف فوت صلاة جنازة الخ وان لم تجز الصلاة به وكذا لكل مالا تشتط له الطهارة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب التیمم ج ۱ ص ۲۲۳ و ج ۱ ص ۲۲۴ ط.س. ج ۱ ص ۲۳۱) ظفیر۔

نہیں؟

(جواب) تیمم کی اجازت اس وقت ہے کہ پانی نہ ملے، شہر اور قصبہ میں اور گاؤں میں ایسی صورت کم تر پیش آتی ہے کہ پانی نہ ملے لیکن اگر ایسا کبھی اتفاق ہو جائے کہ پردہ دار عورتوں کو کوئی صورت پانی ملنے کی نہیں اور وقت تنگ ہو جاتا ہے تو تیمم سے نماز پڑھیں قضا نہ کریں۔ (۱) (بعد میں وضو کر کے اعادہ کر لیں۔ ظفیر)

زخم یا پیٹی پر مسح کرنا دشوار ہو تو کیا کرے۔

(سوال ۲۹۱) اگر زخم یا پیٹی پر مسح کرنا دشوار ہو تو کیا کرنا چاہئے؟

(جواب) اگر زخم یا پیٹی پر مسح نہیں ہو سکتا تو پھر تیمم درست ہے۔ (۲) فقط۔

اندیشہ مرض کے وقت تیمم جائز ہے یا نہیں؟

(سوال ۲۹۲) زید ایک ضعیف الجشہ دائم المریض شخص ہے شامت اعمال سے اس کی صحت بہت خراب ہو گئی ہے خصوصاً اعصاب اور دماغ نہایت ہی ضعیف ہو گیا ہے۔ اندریں حالت موسم سرما میں جب کہ اس کو ضرورت شرعی سے بخیاں قضاے نماز صبح کے وقت ٹھنڈے پانی سے غسل کرنے کی نوبت آتی ہے تو درد سر یا زکام وغیرہ کی تکلیف لاحق ہوتی ہے اور کبھی نہیں بھی ہوتی، اور چونکہ گرم پانی کا حصول بروقت اپنی بے سروسامانی سے غیر ممکن ہے اس لئے مجبوراً ٹھنڈے ہی پانی سے کام لینا پڑتا ہے جس سے ایک خوف یہ بھی لگا رہتا ہے کہ مبادا فالج وغیرہ کا اثر نہ ہو جائے کیونکہ اعصاب میں نہایت کمزوری آگئی ہے۔ زید کی موجودہ حالت پر نظر کر کے ایک طبیب صاحب علم نے زید کو یہ رائے دی کہ تم ایسی حالت میں ضرورت کے وقت بجائے ٹھنڈے پانی سے غسل کرنے کے صبح کی نماز تیمم کر کے پڑھ لیا کرو۔ بعد میں پھر گرم پانی سے غسل کر لیا کرو۔ اور تیمم غسل کے بعد وضو کر کے نماز پڑھنی چاہئے۔ اور نماز کو بعد غسل کے احتیاطاً اعادہ کرنے کی تو ضرورت نہیں ہے؟

(جواب) اگر گرم پانی میسر نہ ہو اور طبیب حاذق کے قول وغیرہ سے ظن غالب اندیشہ مرض کا ہو تو تیمم کر کے نماز پڑھ لینا اس حالت میں درست ہے اور چونکہ تیمم غسل کا بجائے وضو و غسل کے ہے اس لئے وضو کرنے کی بھی ضرورت نہیں ہے وہی ایک تیمم دونوں کے لئے کافی ہے۔ (۳)

(۱) لا یتیمم لفوت جمعة و وقت ولو تر الفواتها الی بدل و قبل تیمم لفوات الوقت قال الحلبي فلا حوط ان یتیمم و یصلی ثم یعید (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب تیمم ج ۱ ص ۲۲ ط. س. ج ۱ ص ۲۳۶) اس عبارت سے اور شامی نے اس پر جو بھ لکھا ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ایسی حالت میں پھر پانی سے وضو کر کے نماز کا اعادہ کیا جاوے اس لئے کہ احتیاطاً کا یہی تقاضہ ہے لعل هذا من هو لاء المشائخ اختیار لقول زفر لقوة دلیله وهو ان تیمم انما شرع للحاجة الی اداء الصلاة فی الوقت فیتیمم عند خوف فوتہ قال شیخنا ابن الہمام ولم یتجه لهم علیہ سوی ان التقصیر جاء من قبلہ فلا یوجب الترخیص علیہ وهو انما یتیمم اذا اخر لا لعذر اه و اقول اذا اخر لا لعذر فهو عاص والمذهب عند ناانہ کا لمطیع فی الرخص نعم تاخیرہ الی هذا الحد عذر جاء من قبل غیر صاحب الحق فینبغی ان یقال یتیمم ہ و یصلی ثم یعید با لوضوء کمن عجز بعذر من قبل العباد الخ (رد المحتار ایضاً ط. س. ج ۱ ص ۲۲۶) ظفیر۔ (۲) و یرک المسح کا لغسل ان ضرر والا لا یرک (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المسح علی الخفین ج ۱ ص ۲۵۸ ط. س. ج ۱ ص ۲۸۰) ظفیر۔

(۳) او برد یھلک الجنب او یمرضہ ولو فی المصر اذا لم تکن له اجرة حمامن ولا ما ید فتنہ الخ یتیمم لھذہ الا عذار کلھا (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب تیمم ج ۱ ص ۲۱۶ ط. س. ج ۱ ص ۲۳۳) ظفیر۔

مگر احتیاط یہ ہے کہ بعد میں گرم پانی سے غسل کر کے اعادہ اس نماز کا کر لے۔ (۱) فقط۔

جنسی کو زکام کا اندیشہ ہو تو تیمم کرے یا نہیں

(سوال ۲۹۳) زید کو احتلام زیادہ ہوتا ہے اور بوجہ سردی کے غسل کرنے سے زکام ہو کر بخار ہو جاتا ہے اور اگر بوقت دوپہر غسل کیا جاتا ہے تو زیادہ نقصان نہیں ہوتا، اس حالت میں زید تیمم سے صبح کی نماز ادا کرے تو صحیح ہے یا نہیں، اور تیمم غسل اور وضو کا کرے یا صرف غسل کا، اور غسل کو دوپہر کو پانی سے اعادہ کرے یا تیمم ہی کافی ہے دوسرے احتلام تک۔ اور جنابت احتلام اور ہم بستری کے لئے ایک ہی حکم ہے یا جدا؟

(جواب) مرض کے خوف سے جب کہ گرم پانی بھی مضر ہو، یا گرم پانی میسر نہ ہو تیمم کر کے نماز پڑھنا درست ہے، (۲) اور تیمم غسل اور وضو کا ایک ہی ہے، ایک تیمم دونوں کے لئے کافی ہے پھر دوپہر کو جب کہ غسل مضر نہیں ہے غسل کر کے ظہر و عصر وغیرہ کی نمازیں پڑھے۔ (۳) اور احتلام اور مجامعت کی جنابت کا ایک ہی حکم ہے (یعنی دونوں موجبات غسل ہیں والمعانی الموجبة للغسل انزال المنی علی وجه الدفق والشهوة من الرجل والمرأة حالة النوم واليقظة الخ) (ہدایہ فصل فی الغسل ص ۳۷-۱۲ ظفیر۔

بیماری یا پیری کی وجہ سے پانی نقصان دہ ہو تو غسل کے لئے تیمم کر سکتا ہے یا نہیں؟

(سوال ۲۹۴) تیمم بحالت عذر جیسا کہ وضو سے ہو سکتا ہے ویسا ہی غسل سے بھی ہو سکتا ہے یا نہیں۔ اور اس تیمم غسل سے نماز فرض و نفل اور قرآن شریف پڑھ سکتا ہے یا نہیں۔ اگر کسی شخص کو بوجہ ضعف بیماری یا پیری پانی ضرر رساں ہو یا خوف ضرر ہو یا استعمال ماء اس پر گراں سخت ہو اور تحمل نہ کر سکے تو تیمم وضو اور غسل سے اس کو نماز فرض و نفل اور تلاوت قرآن شریف جائز ہوگی یا نہ؟

(جواب) تیمم بحالت عذر جیسا کہ وضو سے ہوتا ہے ویسا ہی غسل سے بھی ہوتا ہے، اور اس تیمم سے نماز فرض و نفل و تلاوت کلام مجید سب درست ہے۔ (۱) اور وہ عذر جس سے تیمم حدیث و جنابت سے درست ہے یہ ہیں کہ مریض کو اشتداد مرض یا امتداد مرض کا خوف ہو یعنی وضو کرنے یا غسل کرنے سے اس کا مرض بڑھ جاوے گا، یا ممتد ہو جاوے گا۔ یا جاڑے کی وجہ سے ہلاک یا بیمار ہو جاوے گا۔ محض اس وجہ سے کہ ٹھنڈا پانی برا معلوم ہو اور گراں ہو اور اس سے تکلیف ہوتی ہو تیمم درست نہیں ہے، بلکہ اندیشہ یہ ہو کہ مر جاوے گا، یا بیمار ہو جاوے گا اس وقت تیمم درست

(۱) اعادہ کا جزئی نہیں بلکہ شاید درمختار کی اس عبارت سے لیا گیا ہے ”لا تیمم لفوت جمعة و وقت ولو وتر الفواتھا الی بدل، وقیل تیمم لفوت الوقت قال الحلبي فلا حوط ان تیمم ویصلی ثم یعید (الدرد المحتار علی هامش رد المحتار باب تیمم ص ۲۲۷ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۲۳۶) ظفیر۔ (۲) او لمرض یشتد او یمتد بغلبة ظن او قول حاذق مسلم الخ او برد یهلك الجنب او یمرض الخ تیمم لهذه الا عذار کلها (الدرد المحتار علی هامش رد المحتار باب تیمم ج ۱ ص ۲۱۶ ط. س. ج ۱ ص ۲۳۳..... ۲۳۴) ظفیر۔ (۳) لا تیمم لفوت جمعة و وقت ولو وتر الفواتھا الی بدل، وقیل تیمم لفوات الوقت قال الحلبي فلا حوط ان تیمم ویصلی ثم یعید (درمختار) ولعل هذا من هو لا المشائخ اختیار لقول زفر لقوة دلیله وهو ان تیمم شرع للحاجة الی اداء الصلاة فی الوقت فتیمم عند خوف فوته الخ (رد المحتار باب تیمم ص ۲۲۷ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۲۳۶) اس جزئیہ سے معلوم ہوا کہ صورت مسئول میں صبح کی نماز کا بھی اعادہ کرے۔ واللہ اعلم۔ ظفیر۔ (۴) ویصل بتیممه ماشاء من الفرائض والنوافل (ہدایہ باب تیمم ج ۱ ص ۵۵) ظفیر۔

ہے۔ (۱) فقط۔

ریل سے متعلق مسائل نماز و وضو اور تیمم

(سوال ۲۹۵) چونکہ اس کی بہت ضرورت ہے کہ نماز کے پڑھنے میں کامل بنانے والی دشواریوں کو حل کیا جائے۔ لہذا جناب والا سے دریافت کیا جاتا ہے کہ ریل کے سفر میں حسب ذیل یا مثل ان کے جو جناب والا کے خیال میں اور آئیں ان وقتوں کے از روئے احکام شریعت دفعیہ کیا ہے۔ مثلاً قلت وقفہ ریل کے سبب سے اتنا وقت نہ ملے کہ انسان حوائج ضروری پیشاب پاخانہ سے (اس حالت میں کہ ریل میں بیت الخلاء نہ ہو) فراغت حاصل کر کے وضو کرے اور نماز پڑھے تو کیا کرنا چاہئے، آیا یہ تیمم نماز پڑھے یا کیا۔ مثلاً سفر ریل میں وضو کے واسطے پانی اور غسل شرعی کے واسطے پانی اور وقت میسر نہ ہو سکے تو تیمم کر کے نماز پڑھ لی جائے یا نہیں۔ مثلاً بوجہ کثرت آدمیوں جگہ نہ ہو، یا قبلہ کی سمت میں منہ کا رکھنا بوجہ کچھ راہ ریل کے ممکن نہ ہو تو کس طرح نماز ادا کی جائے؟

(جواب) حامداً و مصلیاً و مسلماً۔ اما بعد امور مستفسرہ کا جواب حسب تفصیل ذیل ہے۔

(۱) ریل میں اگر پانی نہ ملے تو مسئلہ یہ ہے کہ اگر یہ یقین ہو کہ نماز کے وقت کے اندر پانی مل جاوے گا تو نماز کا مؤخر کرنا مستحب ہے اگر پانی مل جاوے تو وضو کر کے نماز ادا کرے اور اگر نہ ملے اور وقت تمام ہونے کا اندیشہ ہے تو تیمم کر کے نماز ادا کرے۔ (۲) پانی نہ ملنے کی صورت میں پانی کا کم از کم ایک میل کی مسافت پر ہونا شرط ہے۔ (۳) اگر پانی نہ ملنے کی صورت میں کسی آدمی نے تیمم کر کے نماز پڑھنا شروع کی اور ابھی نماز ختم نہ ہوئی تھی کہ ریل کا اسٹیشن قریب آ گیا جہاں پانی کا ملنا یقینی امر ہے تو اب نماز کو وضو کر کے از سر نو ادا کرنا چاہئے اور اگر نماز ختم کرنے کے بعد ریل کا اسٹیشن جہاں پانی ملنے کا یقین ہے قریب آیا تو وہ نماز ہوگئی، اب اس کو دوبارہ پڑھنے کی حاجت نہیں ہے۔ (۴)

(۳) ریلوے اسٹیشن پر اگر پانی مفت نہ ملے بلکہ قیمت ملے، اگر قیمت عرف کے موافق ہے اور اس کے پاس قیمت موجود ہے تو خرید کر وضو کر کے نماز پڑھے تیمم کرنا جائز نہیں، اور اگر دام پاس نہیں یا قیمت زیادہ گراں ہے تو تیمم کر کے نماز پڑھے۔ (۵)

(۱) من عجز عن استعمال الماء لبعده ميلا الخ او لمرض يشد او يمتد بغلبة ظن او قول حاذق مسلم الخ او برد يهلك او يمرضه الخ او خوف عدو الخ او عطش الخ او عدم الة طاهرة يستخرج بها الماء تیمم لہذا الاعذار كلها (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب التیمم ص ۲۱۴ و ص ۲۱۸ ط.س. ج ۱ ص ۲۳۲..... ۲۳۶) قال فی البحر انه متى قدر علی الاغتسال بوجه من الوجوه لا یباح له التیمم اجماعاً (رد المحتار باب التیمم ج ۱ ص ۲۱۶ ط.س. ج ۱ ص ۲۳۲) ظفیر۔

(۲) ويستحب لعادم الماء وهو یزجر الصلوة الی اخر الوقت فان وجد الماء یتوضا والا تیمم وصلی لیقع الاداء باكمل الطہار تین الخ (ہدایہ باب التیمم ج ۱ ص ۵۵) ظفیر۔

(۳) من عجز عن استعمال الماء لبعده ميلا الخ تیمم (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب التیمم ج ۱ ص ۲۱۴ ط.س. ج ۱ ص ۲۳۲) ظفیر۔ (۴) وندب لراجه رجاء قویا آخر الوقت المستحب ولو لم یؤخر تیمم وصلی جاز ان كان بينه وبين الماء ميل والا لا (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب التیمم ج ۱ ص ۲۲۹ ط.س. ج ۱ ص ۲۳۹) ظفیر۔

(۵) وان لم يعطه الا بئمن مثله او بغین یسرو له ذلك فاضلا عن حاجته لا تیمم ولو اعطاه باكثر یعنی بغین فاحش وهو ضعف قيمة فی ذلك المكان او ليس له ثم ذلك تیمم (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب التیمم ج ۱ ص ۲۳۱ ط.س. ج ۱ ص ۲۵۱) ظفیر۔

(۴) ریلوے اسٹیشن پر اگر پانی دینے والا مسلمان نہیں بلکہ ہندو ہے تو اس سے پانی لے کر وضو کر لینا جائز ہے، ہاں اگر یقین ہے کہ اس کا پانی یا برتن ناپاک ہے تو تیمم کرنا جائز ہے۔

(۱) اسٹیشن پر جو پانی تقسیم ہوتا ہے عموماً وہ پاک ہوتا ہے اور اس کا برتن بھی۔ لہذا شبہ نہ کرنا چاہئے۔ (ظفیر)

(۵) اگر ریل میں کسی مسافر کے پاس پانی ہے تو اس سے وضو کے لئے پانی مانگنا چاہئے اگر وہ پانی بلا قیمت یا بقیعت دے دے تو وضو کر کے نماز ادا کرے، اور اگر وہ پانی نہ دے تو تیمم کر کے نماز پڑھ لے، ایسی صورت میں پانی مانگنے سے عار نہ کرنا چاہئے۔ کیونکہ شرعی فرض کا ادا کرنا زیادہ ضروری ہے، جب تک پانی نہ مانگے گا عجز نہ پایا جاوے گا تو تیمم بھی درست نہ ہوگا۔ (۱) (آج کل ہر ٹرین میں پاخانے کے اندر پانی کا انتظام ہوتا ہے اور وہ پانی پاک ہوتا ہے اس سے وضو اور غسل جائز ہے اس لئے تیمم کی نوبت نہیں پیش آتی۔ ظفیر)

(۶) کسی کے پاس پانی موجود ہے اور اس کو معلوم ہے کہ ریل کے اسٹیشنوں پر پانی نہیں ملتا ہے اگر وضو کرے گا تو پیاسا رہے گا، اور پیاس کی برداشت نہ کر سکے گا تو تیمم کر کے نماز پڑھ لے (۲)

(۷) ریل کے مسافر کو پیشاب پاخانہ کی ضرورت ہے تو پہلے پیشاب پاخانہ سے فارغ ہو لے بعد میں وضو کر کے نماز پڑھے اور اگر پیشاب پاخانہ کی ضرورت تھی مگر موقع نہ ملنے کی وجہ سے عاجز رہا اور کچھ دیر کے بعد ضرورت نہ رہی تو اب وضو کر کے نماز پڑھ سکتا ہے۔ (ریل میں اب پاخانہ کا نظم ہوتا ہے ظفیر)

(۸) مسافر کے پاس ایک لوٹا پانی ہے جو وضو کے لئے کافی ہے وضو اور طہارت کے لئے کافی نہیں ہے تو ایسے شخص کو اگر پاخانہ کی حاجت ہو تو وہ ڈھیلوں سے استنجا کرے، اور پانی سے وضو کرے، ہاں اگر نجاست پاخانہ کے مقام سے کچھ ادھر ادھر کو متجاوز ہوئی ہے تو پانی سے استنجا کرے اور نماز کے لئے تیمم کر لے۔ (۳) (آج کل ریل میں پاخانوں کے اندر پانی کا ٹل لگا ہوتا ہے اور وہ پانی پاک ہوتا ہے اور اس کے استعمال کی عام اجازت ہے۔ ظفیر)

(۹) ریل کے مسافر کو چاہئے کہ وہ نماز کے وقت سے پہلے نماز کا خیال و اہتمام رکھے۔ مثلاً پیشاب پاخانہ کی اگر حاجت ہو تو فارغ ہو لے، ریل گاڑیوں میں عموماً پاخانہ ہوتا ہے، اگر اتفاق سے کسی گاڑی میں نہ ہو تو اس کا خیال رکھے کہ وقت سے پہلے ایسے اسٹیشن پر جہاں ریل دس پندرہ منٹ ٹھہرتی ہے فارغ ہو جائے، یا کسی دوسری گاڑی میں جا کر پاخانہ سے فراغت حاصل کر لے۔ ایسے ہی نماز کے وقت سے پہلے ہی کسی اسٹیشن پر پانی لے کر رکھ لے تو نماز کے ادا کرنے میں کچھ وقت نہ ہوگی آخر ہم اپنی دوسری حاجتوں کے لئے ریل میں کیا ہی کرتے ہیں۔ جب کسی اسٹیشن پر کھانا وغیرہ حسب خواہش ملتا ہے تو اول ہی سے لے کر رکھ لیتے ہیں تاکہ وقت پر وقت نہ ہو ایسے ہی نماز کے لئے خیال رکھنا ایک مسلم کا نصب العین ہونا چاہئے۔

(۱) ویطلبہ و جو باعلی الظاہر من رفیقہ ممن ہو معہ فان منعه ولود لہ لان استھلکہ تیمم لتحقق عجزہ الخ وقبل طہ لا تیمم علی الظاہر الخ لانہ مبذول عادة وعلیہ الفتویٰ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب تیمم ج ۱ ص ۲۳۱) ظفیر۔
(۲) وخائف السبع والعدو والعطش عاجز حکماً (ہدایہ باب تیمم ج ۱ ص ۵۵ ط.س. ج ۱ ص ۲۵۰) ظفیر۔
(۳) ویجب ای یفرض غسلہ ان جاوز المخرج نجس مانع ویتبر القدر المانع لصلاة فی ما وراء موضع الاستنجاء لان ما علی المخرج سقط شرعاً وان کثر وھذا لا تکرہ الصلوة معہ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الاستنجاء ج ۱ ص ۳۱۳ و ج ۱ ص ۳۱۴ ط.س. ج ۱ ص ۳۳۸) ظفیر۔

(۱۰) جیسا کہ بے وضو آدمی پانی نہ ملنے کی صورت میں تیمم کر کے نماز پڑھ سکتا ہے جیسا کہ اوپر مفصل مذکور ہوا۔ ایسے ہی جب یعنی جس کو نہانے کی حاجت ہو پانی نہ ملنے کی صورت میں غسل کے لئے تیمم کر سکتا ہے۔ نماز ایسی صورتوں میں ہرگز ترک نہیں کی جاسکتی۔ (۱)

(۱۱) اگر اس کو یقین ہے کہ نماز کے وقت کے اندر گاڑی کسی ایسے اسٹیشن پر پہنچ جائے گی جہاں پانی کا نل ہے یا کنواں ہے اور یہ اتنی دیر میں غسل کر سکتا ہے تو تیمم نہ کرنا چاہئے۔ (۲)

(۱۲) نل دھوپ میں ہے جس کا پانی گرم ہے اور یقین جانتا ہے کہ اس پانی سے مضرت ہوگی یا سردی کے موسم میں نل کا پانی ٹھنڈا ہے اور یقین ہے کہ اگر غسل کروں گا تو مریض ہو جاؤں گا۔ تو تیمم کر کے نماز پڑھ لے۔ (۳)

(۱۳) نل پر نہاتے ہوئے اگر شرم آئے اور اسٹیشن کے کنویں پر نہانا اپنی خلاف شان سمجھے تو یہ عذر شرعاً قبول و مسموع نہیں۔

(۱۴) ریل میں نماز پڑھنے میں استقبال قبلہ ضروری ہے قبلہ کی طرف کو منہ کر کے نماز شروع کرے اور نماز پڑھنے کی حالت میں اگر ریل کا رخ بدل جائے اور یہ جانتا ہے کہ ریل کا رخ بدل گیا تو یہ بھی قبلہ کی طرف کو پھر جائے اگر اس کی نماز پڑھنے کی حالت میں ریل کا رخ چند مرتبہ بدلا اور اس نے برابر قبلہ رخ ہو کر نماز ادا کی اور چاروں رکعتیں نماز کی چار طرف کو ادا ہوئیں تو کچھ مضائقہ نہ سمجھے، بلکہ یوں ہی ہونا ضروری ہے۔ اگر اس کو نماز پڑھنے میں ریل کے رخ بدلنے کی خبر نہ ہوئی اور ایک ہی طرف کو نماز پڑھے گیا تو نماز ہو گئی۔ اگر ریل میں سمت قبلہ کی معلوم نہ ہو تو لوگوں سے معلوم کر لے، اگر کوئی بتانے والا نہ ہو تو دل میں خوب غور کرے اور اٹکل سے کام لے جس طرف کو اس کا دل گواہی دے اسی طرف کو نماز ادا کرے۔ (۴)

(۱۵) ریل میں بلا عذر بیٹھ کر نماز نہ پڑھے کیونکہ نماز میں قیام فرض ہے اس کو ترک کرنا، نہ چاہئے۔ یہ خیال کر لینا کہ کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتا محض وہم ہے، کیونکہ تجربہ نے دکھلادیا کہ صدا ہا آدمی ریل میں کھڑے ہو کر نماز پڑھتے ہیں، اور ان میں سے کوئی نہیں کرتا نہ ان کو چکراتا ہے، نہ قے ہوتی ہے۔ (۵)

(۱۶) ریل کا حکم کشتی اور گھوڑے اور اونٹ کا سا نہیں ہے، کشتی میں امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے۔ کیونکہ دوران سرائے اکثر الوقوع ہے مگر امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک کشتی میں بھی بلا عذر بیٹھ کر نماز پڑھنا

(۱) والحدث والجنایۃ فیہ سواء وکذا الحیض والنفس لما روی ان فوما جاؤا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقلوا انا قوم نسکن هذه الرسال ولا تجد الماء شهر ۱ او شهرین وفینا الجنب والحائض والنفساء فقال علیکم بارضکم (ہدایہ باب التیمم ج ۱ ص ۵۲ وج ۱ ص ۵۳) ظفیر۔ (۲) ویجب ای یفترض طلبہ لو برسولہ قدر غلوۃ ثلثا ثلثا ذراع الخ ان ظن ظنا قویا قریبہ دون میل بامارقاو اخبار عدل والا الخ لا یجب (الدرا المختار علی ہامش ردالمحتار باب التیمم ج ۱ ص ۲۱۴ ط. س. ج ۱ ص ۲۲۶) ظفیر۔ (۳) الجنب الصحیح فی المصر اذا خاف بغلبۃ ظنہ عن التجربة الصحیحۃ ان اغتسل ان یقتلہ، البر داویمرضہ یتیمم عند ابی حنیفۃ وان کان الجنب خارج المصر یتیمم بالا تفاف (غنیۃ المستملی ص ۶۴) ظفیر۔ (۴) وقبلۃ العاجز عنہا لمرض وان وجد موحا عند الامام او خوف مال وکذا کل من سقط عنہ الا رکان جہۃ قدر تہ الخ ویتحرى وهو بذل المجہود لئیل المقصود عاجز عن معرفۃ القبلة بما مرفان خطاء لم یعد لما مروان علم بہ فی صلاتہ او تحول رایہ الخ استدار وبنی حتی لو صلی کل رکعۃ لجهۃ جاز (الدرا المختار علی ہامش ردالمحتار باب شروط الصلوۃ ج ۱ ص ۳۰۳ ط. س. ج ۱ ص ۳۲) ومن اراد ان یصلی فی سفینۃ تطوعا او فریضۃ فعلیہ ان یستقبل القبلة الخ حتی لو دارت السفینۃ وهو یصلی توجہ الی القبلة حیث دارت الخ (عالمگیری فی استقبال القبلة ج ۱ ص ۵۹ ط. ماجدہ ج ۱ ص ۱۳) ظفیر۔ (۵) من تعذر علیہ القیام لمرض حقیقی وحده ان یلحقہ ضرر بہ یفتی الخ او حکمی بان خاف زیادۃ الخ او دوران رأہ او وجد لقیامہ الماشدیدا الخ صلی قاعدا الخ وان قدر علی بعض القیام ولو متکئا علی عضا او حائط قام لزومایقدر مایقدر (الدرا المختار علی ہامش ردالمحتار باب صلاۃ المریض ص ۷۰۸ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۹۵..... ۹۶..... ۹۷) ظفیر۔

جائز نہیں ہے۔ جب تک دوران سر اور متلی نہ ہو، گھوڑے وغیرہ پر بلا عذر فرض نماز

ادا کرنا درست نہیں ہے اور گھوڑا گاڑی و شکر میں جانور جو تہا ہوتا نہ ہو اور وہ زمین پر مستقر ہو تو اس میں نماز کھڑے ہو کر پڑھنا چاہئے۔ ان کو علماء نے تخت کے مشابہ قرار دیا ہے۔ ریل کو جو صاحب کشتی پر قیاس کرتے ہیں وہ بیٹھ کر نماز پڑھنے کی رائے دیتے ہیں مگر واضح رہے کہ صاحبین کے نزدیک کشتی میں بھی جب تک دوران سر اور متلی نہ ہو بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز نہیں ہے، پس کشتی میں قیام ترک کرنے کی وجہ دوران سر اور جی متلانا ہے، امام صاحبؒ نے اس خیال سے کہ اکثر کشتی میں دوران سر ہوتا ہے بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز قرار دیا اور صاحبین نے اس کے پائے جانے کو ضروری نہ سمجھا بہر حال ترک قیام کی وجہ دوران سر ہے، لیکن ریل میں سفر کرنے والے جانتے ہیں کہ دوران سر نہیں ہوتا۔ ہم دن رات دیکھتے ہیں کہ ہزاروں آدمی، مرد و عورت، بوڑھے اور بچے ہر ملک کے رہنے والے ریل میں سفر کرتے ہیں، اور کسی کو دوران سر نہیں ہوتا۔ تو اب سمجھنا چاہئے کہ ریل کو کشتی سے کوئی مناسبت اس معنی میں نہیں ہے پھر قیام کیوں ترک کیا جاوے۔ تخت پر نماز پڑھنے کا جو حکم ہے وہی ریل کے مناسب معلوم ہوتا ہے، تخت میں اگر پہرہ لگا کر اس کو چلایا جاوے تو اس کا حکم جو نماز پڑھنے کے باب میں تھا وہ بحال رہے گا، پس کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ ریل میں نماز پڑھنے والوں سے قیام ساقط ہو جائے، رہا کھڑے ہو کر نماز پڑھنے میں گرجانے کا اندیشہ، سو یہ محض وہم ہے، تجربہ اس کے خلاف شہادت دیتا ہے، کم سے کم ایک مرتبہ امتحان تو کر لینا چاہئے کہ گرتا ہے یا نہیں گرتا۔ پہلے سے اس وہم کی بدولت فریضہ الہی کو ترک کرنا کون عقل کی بات ہے۔ (۱)

(۱۷) ریل میں بعض آدمی اس طرح نماز پڑھتے ہیں کہ ریل کے ایک تختے پر پاؤں لٹکا کر بیٹھ جاتے ہیں جیسا کہ کرسی موڑھ پر بیٹھتے ہیں، اور دوسرے تختے پر سجدہ کرتے ہیں یہ جائز نہیں ہے ایسا کرنے سے نماز ادا نہیں ہوتی، کیونکہ اول تو قیام ترک ہوا، اور قیام فرض تھا، اور دوسرے یہ کہ سجدہ میں گھٹنوں کا بھی زمین پر ٹکنا ضروری تھا وہ بھی ترک ہوا، (۲) ریل میں اگر قبلہ ایسے رخ پر واقع ہو تو بیچ میں کچھ اسباب رکھ کر ایک تختے پر کھڑے ہو کر نماز پڑھنی چاہئے اور سامنے کے تختے پر سجدہ کرنا چاہئے۔ اپنا اسباب نہ ہو تو دوسرے مسافروں کا جو بہت سا اسباب موجود ہوتا ہے ان کی اجازت سے اس کو رکھ سکتے ہیں، اور اگر اسباب نہ ہو یا نہ ملے تو اس طرح نماز نہ پڑھنی چاہئے، جب اسٹیشن آوے تب نماز پڑھیں۔ اگر ریل میں مسافر اس قدر زیادہ ہوں کہ نماز پڑھنے کی کوئی صورت نہ بن پڑے اور سجدہ و رکوع نہ ہو سکے تو نماز کو ایسی حالت میں مؤخر کرنا چاہئے، اشارہ سے نماز نہ پڑھنی چاہئے۔

(۱) صلی الفرض فی فلک جارا قاعدا بلا عذر صح الغلبة العجزو اساء قال لا یصح الا بعذر وهو الا ظہر والمربوطة فی الشط كالشط فی الاصح والمربوطة بلجة البحران کان الريح یحرکھا شدید افکا لساترة والا فکا لواقفة (درمختار) قوله لغلبة العجز ای لان دوران الراس فیها غالب و الغالب کا لمحقق فاقیم مقامه، قوله واساء اشار الی ان القیام افضل لانه ابعد عن شبهة الخلاف والخروج افضل ان امکنه لانه امکن لقلبه، قوله هو لا ظہر وفي الحلیة بعد سوق الادلة والا ظہران قولهما شبهه ولا جرم ان فی الحاوی القدسی وبہ ناخذ ۱۰ قوله والمربوطة فی الشط الخ فلا تجوز الصلاة فیها قاعدا اتفاقا الخ وعلى هذا ینبغی ان لا تجوز الصلاة فیها مع امکان الخروج الی البر، قوله والا فکا لواقفة ای ان لم تحرکھا الريح شدید ابل یسیر فاحکمھا کا لواقفة فلا تجوز الصلاة فیها قاعد امع القدرة علی القیام (رد المختار باب صلاة المریض ج ۱ ص ۱۳۷ ج ۱ ص ۱۴۲) مفتی غلام کی بحث سے واضح ہے کہ اگر آدمی گرجاتا ہے تو بیٹھ کر ریل میں نماز درست ہے، ہندوستان کی بعض جمہوریاں ایسی ہیں جن کی ریل میں کھڑے ہو کر نماز ادا نہیں ہو سکتی ہے، آدمی گرجاتا ہے لہذا ان لائنوں کی زمین میں بیٹھ کر نماز درست ہوگی۔ واللہ اعلم (ظفر مفتی)۔ (۲) ومن فرائضها القیام بحیث لو مریديه لایزال رکبته الخ ومنها السجود بجهته وقد مبه الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلاة ج ۱ ص ۱۶۷ ط.س. ج ۱ ص ۴۴۳) ظفر.

(۱۸) بعض لوگ اس خیال سے نماز کو ترک کر دیتے ہیں کہ لوگوں کو تکلیف ہوگی یا وہ نماز کے لئے جگہ نہ دیں گے مگر یہ خیال صحیح نہیں ہے، نماز کے لئے کوئی بخل نہیں کرتا۔ اکثر یہ تجربہ ہوا ہے کہ مسلمان تو مسلمان، ہندو لوگ بھی نہایت بشتاشت سے نماز پڑھنے کے لئے جگہ تھوڑی دیر کے لئے خالی کر دیتے ہیں۔ پس اس خیال سے نماز کا ترک کر دینا مناسب نہیں ہے، آخر جب انسان مجبور ہوتا ہے تو مسافروں سے اپنے لیٹنے اور سونے کے لئے جگہ کی خواہش کرتا ہے۔ پھر نماز کے لئے جو فریضہ الہی ہے کیوں نہ کرے اس وقت یہ چند صورتیں ذہن میں آئیں ان کے متعلق مختصراً لکھ دیا گیا فقط۔

بخوف فاج وغیرہ تیمم جائز ہے یا نہیں

(سوال ۲۹۶) زید کی عمر ۷۷ سال کی ہوئی اور بسبب ایام سرما کے بخوف امراض فاج وغیرہ نماز فجر وعشاء تیمم کر کے پڑھتا ہے جائز ہے یا نہیں اور اس سن کے لئے کوئی خاص حکم نماز وغیرہ کے بارہ میں ہے۔ نیز شیخ فانی اس عمر کا ہوتا ہے، اور اس کے لئے شرعاً کون کون سی رعایتیں ہیں۔

(جواب) شیخ فانی کے لئے کسی خاص عمر کی تحدید شرعاً نہیں ہے، بلکہ شیخ فانی اس بوڑھے کو کہتے ہیں جو قریب بفناء و مرگ کے پہنچ گیا ہو، اور روز بروز اور وقتاً فوقتاً اس کی قوت زوال اور کمی کی طرف ہو، یہاں تک کہ مر جاوے، ایسے شخص فانی کے لئے روزہ میں یہ حکم ہے کہ وہ روزوں کا فدیہ دے دیوے۔ پس شیخ فانی کے لئے خاص روزہ کے متعلق تخفیف کی گئی ہے۔ (۱) اور نماز کے لئے کوئی خاص حکم شیخ فانی کے لئے نہیں ہے بلکہ نماز کے متعلق حکم عام یہ ہے کہ جو شخص خواہ کتنی عمر کا ہے جب تک کھڑا کر نماز پڑھ سکے بیٹھ کر نماز پڑھنا درست نہیں ہے۔ (۲) اسی طرح جب تک بیماری وغیرہ کا کوئی عذر نہ ہو تیمم اس کے لئے درست نہیں ہے اور اگر ٹھنڈے پانی سے موسم سرما میں ضرر کا اندیشہ ہے تو اگر گرم کرنے کی قدرت ہے تو پانی گرم کر کر اس سے وضو کرے، تیمم ایسی حالت میں بھی درست نہیں ہے۔ (۳) فقط۔

(۱) وللشیخ الفانی العاجز عن الصوم الفطر ویقتدی وجوباً (رد المختار) قوله للشیخ الفانی الذی فیت قوته او اشرف علی الفناء ولذا عرفوه بانہ الذی کل یوم یقض الی ان یموت (رد المختار کتاب الصوم فصل فی العوارض المبیحة لعدم الصوم ص ۱۶۳ ج ۲ ط. س. ج ۲ ص ۲۷۷) ظفیر.

(۲) ومن فرائضها التی لا تصح بدونها التحریمة قائماً الخ ومنها القیام الخ فی فرض و ملحق به کنذر وسنة فجر فی الاصح لقادر علیہ وعلی السجود (الدر المختار علی هامش رد المختار باب صفة الصلاة ج ۱ ص ط. س. ج ۱ ص ۴۴۲..... ۴۴۴) ظفیر.

(۳) واذا خاف المحدث ان توضعاً ان یقتله البرد او یسرحه تیمم الخ لکن الاصح عدم جوازه اجماعاً کذا فی النہر الفائق والصحیح انه لا یباح له تیمم کذا فی الخلاصہ وفتاویٰ قاضیخان (عالمگیری کشوری الباب الرابع فی تیمم ج ۱ ص ۲۶ ط. ماحدیه ج ۱ ص ۲۸) مگر علامہ شامی کی تحقیق کے مطابق اگر وضو کرنے میں ضرر تحقق ہو تو تیمم کی اجازت ہوگی اس سلسلہ میں انہوں نے جو تفصیل نقل کی ہے وہ ملاحظہ فرمائیں قید بالجنب لان المحدث لا یجوز له تیمم للبرد فی الصحیح کلا فالبعض المشائخ کما فی الحانیہ والخلاصہ وغیرہما وفی المصنفی انه بالا جماع علی الاصح قال فی الفتح وکانہ لعدم تحقق ذلک فی الوضوء عادة واستشکلہ الر ملی بما صححہ فی الفتح وغیرہ فی مسئلۃ المسح علی الخف من انه لو خاف سقوط رجله من البرد بعد مضی مدۃ یجوز له تیمم، قال ولیس هذا الا تیمم المحدث لخوفه علی عضوه فیتجه ام فی الا سرار من اختیار قول بعض المشائخ اقول المختار فی مسئلۃ الخف هو المسح لا تیمم کما سیاتی فی محله انشاء اللہ نعم مفاد التعلیل بعدم تحقق الضرر فی الوضوء عادة انه لو تحقق جاز فیہ ایضاً اتفاقاً ولذا مشی علیہ فی الامداد لان الحرج مد فوع بالنص وهو ظاهر اطلاق المتن (رد المختار باب تیمم تحت قوله او برد یهلك الجنب الخ ج ۱ ص ۲۱۶ ط. س. ج ۱ ص ۲۴۴) ظفیر.

حالت بخار میں تیمم سے نماز ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۲۹۷) حالت بخار میں تیمم سے نماز ہوتی ہے یا نہیں؟

(جواب) بخار اگر ایسا ہے کہ پانی سے مضرت اور ازید مرض کا اندیشہ ہے تو تیمم درست ہے۔ کما فی الدر المختار۔ او لمرض یشتد او یمتد الخ (۱) فقط۔

اندیشہ بخار میں تیمم کر سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۲۹۸) ایک شخص کو ٹھنڈے پانی سے وضو کرنے سے سردی ہو کر بخار کا اندیشہ ہے اگر یہ شخص گرم پانی سے وضو کرنا چاہے تو اسے یا اس کی عورت کو اکثر پانی گرم کرنے میں تکلیف ہوتی ہے تو وہ شخص تیمم کر سکتا ہے یا نہیں؟ (جواب) جب کہ پانی گرم کر کے وضو کرنے کی استطاعت ہے تو تیمم کرنا اس کو درست نہیں ہے۔ (۲) فقط۔

اندیشہ مرض میں مریض کی طبیعت اور طبیب دونوں کا اعتبار ہے

(سوال ۲۹۹) علالت کے وقت جو تیمم جائز ہے اس میں طبیعت بیمار کو دخل ہے یا طبیب حاذق کو یا اور کوئی معیار ہے؟

(جواب) در مختار میں ہے او لمرض یشتد او یمتد بغلبة ظن او قول حاذق مسلم الخ۔ (۳) اس سے معلوم ہوا کہ تیمم میں طبیعت و تجربہ و ظن غالب بیمار کو بھی دخل ہے اور طبیب حاذق کے قول کو بھی، ان میں سے جو بھی پایا جاوے میج تیمم ہے۔ (۴) فقط۔

بیماری کا خوف ہو تو کیا کرے

(سوال ۳۰۰) میری طبیعت کمزور ہے اور مجھ کو عارضہ احتمال کا ہے، شاید ہی کوئی شب ناعہ جاتی ہے۔ اب موسم سرد ہے، فجر کی نماز بحالت جنابت پڑھوں یا کیا، کیونکہ صبح کو غسل کرنے سے نمونہ کا اندیشہ ہے؟ (جواب) حکم شرعی ایسی صورت میں یہ ہے کہ اگر گرم پانی سے غسل کرنا مضرت نہ ہو تو گرم پانی سے غسل کر کے صبح کی نماز وقت پر ادا کی جائے اور اگر گرم پانی سے بھی خوف مرض بگمان غالب ہو یا گرم پانی میسر نہ ہو تو تیمم کر کے صبح کی نماز وقت پر پڑھیں اور بعد میں گیارہ بجے حسب عادت غسل کر کے باقی نمازیں اوقات نماز میں ادا کریں۔ (۵) فقط۔

(۱) الدر المختار علی هامش رد المختار باب التیمم ج ۱ ص ۲۱۵ ط.س.ج. ص ۲۳۳ ۱ ظفیر۔
(۲) اذا خاف المحدث ان تؤذاه ان یقتله البرد او یمرضه الخ الا صح عدم جوازه اجماعا و کذا فی النهر الفائق والصحيح انه لا یباح له التیمم کذا فی الخلاصه و فتاویٰ قاضی خاں (عالمگیری کشوری الباب الرابع فی التیمم ج ۱ ص ۲۶ ط.ماجدیه ج ۱ ص ۲۸) ظفیر۔ (۳) الدر المختار علی هامش رد المختار باب التیمم ج ۱ ص ۲۱۵ ط.س.ج. ص ۲۳۳ ۲ ظفیر۔ (۴) قوله بغلبة ظن ای عن اماره او تجربه شرح المنیة قوله او قول حاذق مسلم ای اخبار طبیب حاذق مسلم غیر ظاهر الفسق وقیل وعد الله شرط شرح المنیة (رد المختار باب التیمم ج ۱ ص ۲۱۵ ط.س.ج. ص ۲۳۳) ظفیر۔
(۵) والجنب الصحيح اذا خاف بغلبة ظنه عن التجربة الصحيحة ان اغتسل ان یقتله البرد او یمرضه یتیمم عند ابی حنیفة (غنیة المستملی ص ۶۳) ظفیر۔

نواقض وضوء تیمم جنابت کے لئے ناقض نہیں؟

(سوال ۳۰۱) اگر جنبی بعد از شرعی تیمم جنابت کرے تو وہ نواقض وضوء سے ٹوٹ جاوے گا یا نہیں؟
(جواب) جنبی نے اگر بعد از شرعی تیمم کیا تو اس عذر کے ختم پر وہ تیمم بھی زائل ہو جائے گا۔ مثلاً پانی نہ ملنے کی وجہ سے تیمم کیا تھا تو جس وقت وہ مرض زائل ہو جاوے گا تیمم ٹوٹ جاوے گا۔ یا اگر کسی امر موجب غسل پایا جاوے گا تو تیمم ٹوٹ جاوے گا۔ اور نواقض وضوء سے مطلقاً وہ تیمم نہ ٹوٹے گا۔ مثلاً اس نے مرض کی وجہ سے تیمم جنابت کیا یا پانی نہ ملنے کی وجہ سے تیمم کیا، اور پھر حدث موجب وضوء اس کو پیش آیا تو اس سے تیمم جنابت کا نہ ٹوٹے گا۔ (۱)

معذور کے لئے تیمم جائز ہے یا نہیں

(سوال ۳۰۲) استنجاء کی زیادتی جس سے گھڑی گھڑی وضوء ٹوٹ جاتا ہے اور دوسری شکایات مرض شکم جس سے وضوء رہنا یقینی نہیں ہو سکتا۔ اگر وضوء کیا جائے تو مرض کے آغاز کا باعث ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں تیمم کے لئے کیا حکم ہے؟
(جواب) ایسے عذرات کا حکم شریعت میں دوسرا ہے، وہ یہ کہ جو شخص معذور ہو کہ اس کا وضوء نہ رہتا ہو، خواہ اخراج رت کی وجہ سے یا استطلاق بطن کی وجہ سے اور وہ بلا اس عذر کے نماز وقت کے اندر نہ پڑھ سکتا ہو تو اس کو صرف ایک دفعہ وضوء وقت کے اندر کافی ہے اسی ایک وضوء سے تمام وقت میں نماز فرض و سنن و نفل پڑھ سکتا ہے۔ باقی تفصیل اس کی کتب فقہ میں دیکھی جاوے۔ (۲) فقط۔

جنبی کو اگر غسل سے نقصان کا خطرہ ہو تو تیمم کر کے نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۳۰۳) زید جنبی شدہ است علی الصباح فقط برو وضوء تیمم اکتفاء کردہ، در مسجد رفتہ نماز با جماعت ادا میکند، و میگوید کہ مرا عارضہ مدا می ریزش وضعف دماغ لاحق است و غسل بوقت صبح در برابر ضرری رساند۔ اگر چہ آب گرم میسر شود تا ہم نقصان میشود، آیا تیمم درست است، و اگر آب گرم غسل کردہ نزد آتش نماز گذارد۔ جماعت فوت شود۔ چہ حکم شرعی است۔

(جواب) اگر ظن قوی است کہ ضرر و مرض خواہد رسید اگر چہ آب گرم غسل کند تیمم درست است، ولیکن ہر گاہ تدبیرے ممکن باشد کہ آب گرم غسل کند و از آتش و جامہ استدفاء حاصل کند و بایں صورت خوف مرض نیست، پس بہیں طور کند

(۱) وناقضه ناقض الا صل ولو غسلا فلو تیمم للجنبۃ ثم احدث صار محدثا لا جنباً الخ وقدرة ماء كاف بطهره فضل من حاجته الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب التیمم ص ۲۳۲ ج ۱ وص ۲۳۵ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۲۵۲) ظفیر.
(۲) و صاحب عذر من به سلسل البول لا یمکنہ امساکہ او استطلاق بطن او انفلات ریح او استحاضۃ الخ ان استوعب عذره تمام وقت صلاۃ مفروضۃ بان لا یجد فی جمیع وقتها زمنا یتو ضاء ویصلی فیہ خالیا عن الحدث ولو حکما لان الانقطاع البسیر ملحق بالعدم وهذا شرط العذر فی حق الا ابتداء و فی حق البقاء کفی وجودہ فی جزء من الوقت ولو مرة و فی حق الزوال یشترط استيعاب الا نقطاع تمام الوقت حقیقۃ لا نہ الا نقطاع الکامل و حکمہ الوضوء لا غسل ثوبہ و نحوه لكل فرض اللام للوقت ثم یصلی بہ فیہ فرضا و نفلا فد خل الواجب بالا ولی فاذا خرج الوقت بطل ای ظهر حدثہ السابق (الدر المختار علی هامش رد المحتار مطلب فی احکام المعذور ج ۱ ص ۲۸۰ و ج ۱ ص ۲۸۱ و ج ۱ ص ۲۸۲ ط. س. ج ۱ ص ۳۰۵) ظفیر.

اگرچہ جماعت فوت شود۔ (۱) فقط۔

پانی ہوتے ہوئے قرآن چھونے کے لئے تیمم درست ہے یا نہیں
(سوال ۳۰۴) مس مصحف کے لئے عند وجود الماء تیمم درست ہے یا نہیں؟
(جواب) درست نہیں ہے۔ (۲) فقط۔

بچہ کے مرض کے خطرہ کے وقت ماں کو تیمم کرنا درست ہے یا نہیں
(سوال ۳۰۵) ایک عورت اپنے بچہ کو دودھ پلاتی ہے جو پاخانہ پیشاب اکثر ماں کے پیڑوں پر کرتا ہے، اور بوجہ اس کے کہ میرے متواتر غسل سے بچہ علیل ہو جائے گا یا میں خود علیل ہو جاؤں گی نہاتی نہیں ہے تو اس وجہ سے کیا اس کو قرآن پڑھنا جائز ہوگا؟

(جواب) اگر بار بار کے غسل سے اس کو اپنے یا بچہ کی بیماری کا خوف ہو تو تیمم کر کے نماز پڑھ لیا کرے، پھر دھوپ کے وقت یا گرم پانی سے غسل کر کے ان نمازوں کا پھر اعادہ کر لیا اور تیمم کے بعد تلاوت قرآن شریف بھی درست ہے۔ (۳) فقط۔

ایک جگہ متعدد بار تیمم درست ہے یا نہیں

(سوال ۳۰۶) اکثر مسجدوں میں دیکھا گیا ہے کہ تیمم کرنے کے واسطے مٹی کا ایک گولہ بنا لیتے ہیں اور اس پر تیمم کرتے ہیں، ایک مولوی صاحب کہتے ہیں کہ اس گولہ پر صرف ایک دفعہ تیمم درست ہے اس پر بار بار تیمم نہیں کر سکتے، کیونکہ اس پر نجاست حکمی اترتی ہے یہ صحیح ہے یا نہیں؟
(جواب) اس مٹی کے گولہ پر بار بار تیمم کرنا درست ہے اور اس پر نجاست حکمی کا اثر نہیں ہوتا۔ جو شخص ایسا کہتا ہے وہ غلط کہتا ہے، درمختار میں تصریح ہے کہ ایک جگہ پر بار بار تیمم کرنا صحیح ہے۔ (۴) فقط۔

(۱) من عجز عن استعمال الماء المطلق الكافي لطهارته الخ لبعده ميلا الخ او برد يهلك الجنب او يمرضه ولو في المصبر الخ (درمختار) قال في البحر فصار الاصل انه متى قدر على الاغتسال بوجه من الوجوه لا يباح له التيمم اجماعا (رد المحتار باب التيمم ص ۲۱۶ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۲۳۲) ظفیر.

(۲) قلت وفي المنية وشرحها تيممه لدخول مسجد ومس مصحف مع وجود الماء ليس بشئ بل هو علم لانه ليس بعبادة يخاف فوتها الخ لما مر من الضابط انه يجوز لكل مالا تشترط الطهارة له ولو مع وجود الماء واماما تشترط له فيشترط فقد الماء كتيمم لمس مصحف فلا يجوز لواحد الماء الخ (الدر المختار على هامش رد المحتار باب التيمم ص ۲۲۵ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۲۳۲) ظفیر.

(۳) جواب میں عورت کو بھی فرض کر لیا گیا ہے، ورنہ صرف بچہ کے پیشاب یا خانہ سے نہانا واجب نہیں ہوتا، جس حصہ میں نجاست لگی ہے اس کا دھولنا اور پیڑا بدل لینا کافی ہے، فقہاء نے ہلاکت اور بیماری یا پانی کے استعمال پر قدرت نہ ہونے کی صورت میں بھی (نا پاک) کو تیمم کی اجازت دی ہے من عجز عن استعمال الماء الخ لبعده ميلا الخ او برد يهلك الجنب او يمرضه ولو في المصبر اذا لم تكن اجرة حمام ولا ما يذفنه الخ (درمختار) ای من ثوب يلبسه او مكان يا ويه قال في البحر فصار الاصل انه متى قدر على الاغتسال بوجه من الوجوه لا يباح له التيمم اجماعا (رد المحتار باب التيمم ج ۱ ص ۲۱۶ ط. س. ج ۱ ص ۲۳۲..... ۲۳۳) ظفیر.

(۴) واما اذا تيمم جماعة من محل واحد فيجوز كما سيأتي في الفروع لا نه لم يصبر مستعملا اذا التيمم انما يتنا دى بما التزق بيده لا بما فضل كالماء الفاضل في الا ناء بعد وضوء الاول واذا كان على حجر امس فيجوز بالا ولى نه (رد المحتار باب التيمم تحت قوله لم بمطهر ج ۱ ص ۲۲۰ ط. س. ج ۱ ص ۲۳۹) ظفیر.

پونا پھیری، کوئی دیوار پر تیمم درست ہے یا نہیں
(سوال ۳۰۷) مسجد کی دیواریں جو چونہ سے لپی ہیں ان پر تیمم درست ہے یا نہیں؟
(جواب) ان دیواروں پر تیمم درست ہے۔ (۱) فقط۔

جب جنبی کے پاس پانی صرف بقدر وضو ہے تو کیا کرے اور پہلے تیمم جنابت کرے یا نہ
(سوال ۳۰۸) جنبی کی پاس اس قدر پانی ہے کہ اس سے صرف وضو کر سکتا ہے غسل کے لائق پانی نہیں ہے، اس صورت میں اگر نماز کے لئے وضو اور غسل کے لئے تیمم کا حکم ہے تو پہلے وضو کرے یا تیمم؟
(جواب) خواہ پہلے تیمم کرے یا پہلے وضو کرے اور پھر تیمم جنابت کے لئے کرے، دونوں طرح جائز ہے۔

جنبی کے پاس پانی تھوڑا ہو تو پہلے نجاست دھوئے یا وضو کرے جب کہ کوئی ایک ہی کام کر سکتا ہے۔
(سوال ۳۰۹) جنبی کے پاس بقدر وضو پانی ہے، اور جسم بھی نجس ہے اگر جسم دھوتا ہے تو وضو کو پانی نہیں بچتا اس کو کیا کرنا چاہئے؟
(جواب) جسم نجس کو دھو دے، اور غسل وضو کے لئے تیمم کرے۔ (۲) فقط۔

جو مریض وضو کر سکتا ہے مگر غسل نہیں تو کیا کرے
(سوال ۳۱۰) جو مریض وضو کر سکتا ہو، مگر غسل سے معذور ہو اس کے لئے کیا حکم ہے؟
(جواب) یہ جائز ہے یعنی وضو کرے اور غسل کی جگہ تیمم کرے۔ (۳)

جو وضو غسل دونوں سے معذور ہو وہ حالت جنابت میں کیا کرے
(سوال ۳۱۱) جو شخص وضو اور غسل سے معذور ہو وہ حالت جنابت کیا کرے؟
(جواب) ایک تیمم بنیت غسل وضو اس کے لئے کافی ہے۔ (۴) فقط۔

عورت جس کو نہانے سے بیمار ہونے کا گمان غالب ہے تو وہ شوہر کو جماع سے روک سکتی ہے یا نہیں
(سوال ۳۱۲) زید کے صرف ایک بیوی ہے، اکثر تخلیل رہتی ہے، اور جب وہ غسل کرتی ہے تو کمزوری کی وجہ سے کبھی اس

(۱) يجوز التيمم عند ابي حنيفة ومحمد بكل ماكان من جنس الارض كالتراب والرمل والحجر والحصن والنورة والكحل والزرنخ (هداية باب التيمم ج ۱ ص ۵۳) ظفیر۔
(۲) مسافر محدث نجس الثوب معه ماء يكفي لا حدهما يغسل به النجاسة وتيمم للحدث (عالمگیری باب التيمم الفصل الثاني ص ۲۸ ج ۱ ط. ماجديه ج ۱ ص ۲۹) ظفیر۔
(۳) يجوز التيمم اذا خاف الجنب اذا اغتسل بالماء ان يقتله البرد او يمرضه الخ (عالمگیری باب التيمم ج ۱ ص ۲۶ ط. ماجديه ج ۱ ص ۲۸) ظفیر۔
(۴) ومن عجز عن استعماله الماء المطلق الكافي لطهارته الخ تيمم (الدر المختار على هامش رد المحتار باب التيمم ج ۱ ص ۲۱۲ ط. س. ج ۱ ص ۲۳۲) ظفیر۔

کوز کا ہم چاہتا ہے، کبھی کان اور سر میں درد۔ اسی خوف سے وہ اپنے شوہر کی خواہش ہم بستر کی کو مسترد کر دیتا ہے، جس کی وجہ سے زید کو ارب تکاب گناہ کا خوف ہے، ایسی صورت میں زید کی بی بی تیمم سے نماز ادا کر سکتی ہے یا نہیں۔ اگر نہیں کر سکتی تو غسل کے متعلق اور کیا صورت زید کی بی بی کا اختیار کر سکتی ہے۔ اور زید کی بی بی کا ہم بستر سے انکار کرنا اس حالت میں درست ہے یا نہ؟

(جواب) درختار میں ہے: ولو صرھا غسل را سہا تر کتہ وقیل تمسحہ ولا تمنع نفسہا عن زوجہا الخ. (۱) یعنی اگر عورت کو سر کا دھونا ضرر ہو تو سر کو نہ دھوے اور عند بعض وہ سر کا مسح کرے، اور یہی احوط ہے، دوسرے موقع میں درختار میں اس کو واجب لکھا ہے۔ یعنی اگر سر کو مسح کر سکے اور اس میں خوف مرض نہ ہو تو سر کو مسح کرے ورنہ پٹی سر کو باندھ کر اس پر مسح کرے درختار۔ (۲) اور وہ عورت اپنے شوہر کو جماع سے منع نہ کرے، (۳) اور ایک روایت درختار میں یہ بھی نقل کی ہے من بہ وجع رأس لا یستطیع معہ مسحہ الخ ففی الفیض عن غریب الروایۃ تیمم الخ. (۴) یعنی جس کے سر میں ایسا درد ہو کہ مسح بھی نہ کر سکے تو وہ تیمم کرے اور نیز درختار میں ہے او لموض یشتد او یمنع بغلبۃ الظن الخ قال فی الشامی وکذا لو کان صحیحاً خاف حدوث مرض الخ. (۵) اس اخیر عبارت شامی میں تصریح ہے کہ تندرست آدمی کا اگر غسل سے خوف حدود مرض ظن غالب یا تجربہ سابقہ کے موافق ہو تو وہ تیمم کر سکتا ہے، لہذا اس صورت میں وہ عورت تیمم کرے۔ اور شوہر کو جماع سے نہ روکے، تیمم کرنا اس کو تازہ دل خوف لحوق خواہش نہ کر وہ درست ہے، پھر جب وہ خوف نہ رہے تو غسل کرے۔ فقط۔

پانی کے ہوتے ہوئے تیمم درست نہیں

(سوال ۳۱۳) قرآن مجید پڑھنے کے لئے تیمم کرنا اور پانی ہونے کے جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) پانی ہونے کے وجود تیمم کر کے مسح کرنا جائز نہیں۔ درختار میں ہے کتیمم لمس مصحف فلا

یحوز لوجہ الماء. (۶) فقط

جنگل میں مویشی کو خطرہ ہو تو تیمم کر سکتا ہے یا نہیں :

(سوال ۳۱۴) ایک شخص جنگل میں مویشی چراتا ہے نماز کا وقت آگیا اور پانی میل بھر سے قریب ہے۔ اندیشہ ہے کہ

(۱) البدر المختار علی هامش ردالمحتار بحاث الفسل ج ۱ ص ۱۴۲ ط. ج. ۱ ص ۱۵۳ قولہ ولا تمنع نفسہا عن زوجہا ای خوف من وجوب الفسل علیہا اذا وطنہا لانه حقہ ولہا مندوحة عن غسل رأسہا (رد المختار بحاث الفسل ج ۱ ص ۱۴۲ ط. ج. ۱ ص ۱۵۳) ظفر. (۲) من بہ وجع رأس لا یستطیع معہ مسحہ الخ یسقط فرضہ ولو علی جبر فی سحہا قولاً لا وکذا یسقط غسلہ فی مسحہ ولو علی جبر فیہ والا یسقط اصلاً (درمختار) ولو علی جبر فی وجب شدھا ان لم تکن مشدودۃ ای ان امکنہ (رد المختار باب تیمم قبیل باب المسح علی الخفین ج ۱ ص ۲۳۹ و ج ۱ ص ۲۴۰ ط. ج. ۱ ص ۲۶۰) ظفر. (۳) قولہ ولا تمنع نفسہا عن زوجہا ای خوف من وجوب الفسل علیہا اذا وطنہا لانه حقہ ولہا مندوحة عن غسل رأسہا (رد المختار بحاث الفسل ج ۱ ص ۱۴۳ ط. ج. ۱ ص ۲۶۰) ظفر. (۴) البدر المختار علی هامش ردالمختار باب تیمم ج ۱ ص ۲۳۹ ط. ج. ۱ ص ۱۲۶ ظفر. (۵) رد المختار باب تیمم ج ۱ ص ۲۱۵ ط. ج. ۱ ص ۲۲۳ ظفر. (۶) البدر المختار علی هامش ردالمختار باب تیمم ج ۱ ص ۲۲۶ ط. ج. ۱ ص ۲۲۵ ظفر.

اگر وضو کے واسطے جاوے گا تو مویشی کسی کی زراعت میں پڑ جاویں گے، یا گم ہونے کا خوف ہے، اس صورت میں تیمم سے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟
(جواب) اس صورت میں تیمم کرنا جائز ہے۔ درمختار۔ فقط۔ (۱)

فان لجزءه مجبوراً تیمم کرے گا یا نہیں

(سوال ۳۱۵) اگر فاج کا مریض بلا امداد ملازم وضو کرنے سے مجبور ہو اور گرم پانی کے بغیر وضو نہ کر سکتا ہو، اور بوجہ عدم موجودگی ملازم نہ ہونے گرم پانی کے نماز عشاء تیمم سے پڑھ لے تو جائز ہے یا نہیں۔ اگر وضو کرنے کے بعد جراب پہن کر اس پر چڑے کا موزہ پہن لے تو پھر اس چڑے کے موزہ پر تیمم درست ہے یا نہیں؟
(جواب) وہ شخص تیمم کر سکتا ہے اور وضو کرنے کے بعد اگر چڑے کے موزے پہنے تو ایک دن رات یعنی مقیم پانچ نمازوں کی وضو میں ان موزوں پر مسح کر سکتا ہے اور اگر موزہ پہنے ہوئے تیمم کی ضرورت ہوئی۔ مثلاً وضو کرانے والا موجود نہیں یا گرم پانی موجود نہیں جس کی وجہ سے تیمم درست ہے تو موزہ پہنے ہوئے تیمم کر سکتا ہے تیمم کے لئے موزہ نکالنے کی ضرورت نہیں ہے، درمختار میں، ان اعداء میں جن میں تیمم جائز ہے یہ بھی لکھا ہے او لم یجد من یوضیہ فان وجد ولو باجر مثل وله ذلک لا یتیمم الخ۔ (۲) فقط۔

(۱) او خوف عدو كحیة او نار علی نفسه ولو من فاسق او حبس غریم او ماله ولو امانة الخ تیمم (درمختار) قوله او ماله عطف علی نفسه ح ولم ار من قدر المال بمقدار وسند كمر عن التار خانیه ما یفید تقدیرہ بدر هم كما یجوز له قطع الصلوة (رد المختار باب التیمم ج ۱ ص ۲۱۶ و ج ۱ ص ۲۱۷ ط. س. ج ۱ ص ۲۳۳) ظفیر.
(۲) الدر المختار علی هامش رد المختار باب التیمم ج ۱ ص ۲۱۷ ط. س. ج ۱ ص ۲۳۳. ۱۲ ظفیر.

الباب الخامس فی المسح علی الخفین وغیرہما موزوں وغیرہ پر مسح کے احکام

کپڑے کی مروجہ جراب پر مسح جائز ہے یا نہیں

(سوال ۳۱۶) محض کپڑے کی جراب مروجہ پر مسح کرنا جائز ہے یا نہیں، میں نے ایک مولوی صاحب سے مسئلہ دریافت کیا تھا، اس کے جواب میں انہوں نے یہ فرمایا کہ رسول خدا ﷺ سے کپڑے کی جراب پر مسح کرنا ثابت ہے کوئی قید پتلی یا غف کی نہیں ہے۔ بینوا تو جروا۔

(جواب) جو زمین پر مسح کرنا درست نہیں ہے، اس واسطے کہ جواز مسح علی الجورین کے لئے چار شرطیں ہیں۔ تین شرطیں تو وہ ہیں کہ جو خفین کے مسح میں بھی مشروط ہیں ایک شرط جو زمین کے مسح میں زائد ہے قال فی الدر المختار وشرط مسحه ثلاثة امور الاول كونه سائر القدم مع الكعب والثاني كونه مشغولاً بالرجل . والثالث كونه مما يمكن متابعة المشي المعتاد فيه فرسحاً فاکثر الخ، الی ان قال او جوریه الخفین بحیث یمشی فرسحاً ویثبت علی الساق بنفسه ولا یری ما تحته ولا یشف الخ . (۱) در مختار علی الشامی جلد اول ص ۱۷۹۔ پس اگر یہ چاروں شرطیں جو زمین میں پائی جاویں، تب مسح درست ہوگا، یعنی وہ قدم کو مسح ٹخنوں کے سارے ہوں۔ دوسرے یہ کہ قدم مشغول ہوں، یعنی قدم کو ڈھانپ کر کچھ حصہ ان کا باقی نہ بچے، تیسری یہ کہ ان میں چلنے کی عادت بھی ہو، چوتھی یہ کہ ایسے گاڑھے ہوں کہ کوئی چیز ان میں سرایت نہ کر سکے۔ اور چونکہ یہ سب امور جرابہائے مروجہ میں مفقود ہیں، لہذا مسح ان پر جائز نہیں کما قال الشامی وانهم اخرجوه لعدم تأتی الشروط فیہ غالباً الخ . (۲) اور مولوی صاحب کا یہ فرمانا کہ جناب رسول اللہ ﷺ سے کپڑے کی جراب پر مسح ثابت ہے، اصلے نادر اور افراتفرات اور ناوقفی ہے لغت سے، حدیث میں اس قدر ہے۔ انه علیه الصلوة والسلام مسح علی خفيه الحديث ملخصاً . (۳) دوسری حدیث میں ہے ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم مسح علی الجورین . (۴) غرض خف اور جراب پر مسح ثابت ہے اور خف اور جراب سے مراد وہ موزے ہیں جو مشروط مذکورہ بالا کو جامع ہوں۔ مطلق کپڑے کی جرابیں مراد نہیں ہیں۔ فقط۔

الجواب صحیح بندہ عزیز الرحمن غنی عنہ۔ رشید احمد غنی عنہ۔

سو تو موزہ پر مسح جائز ہے یا نہیں

(سوال ۳۱۷) موزہ ہائے سوتی جو آج کل تمام دنیا میں مروج ہو رہے ہیں ان پر مسح درست ہے یا نہیں؟ (جواب) اوئی و سوتی جرابوں پر مسح درست نہیں ہے مگر جب کہ وہ ایسے موٹے اور گاڑھے ہوں کہ بقدر ایک فرسخ یعنی تین میل ان کو پہن کر بغیر جوتے کے چل سکے اور پنڈلی پر قائم رہے، جیسا کہ در مختار میں ہے۔ ولو من غزل او شعر

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المسح علی الخفین ج ۱ ص ۲۳۸ ط. س. ج ۱ ص ۲۶۱ ۱۲ ظفیر۔

(۲) رد المحتار باب المسح علی الخفین ج ۱ ص ۲۳۸ ط. س. ج ۱ ص ۲۶۹ ۱۲ ظفیر۔ (۳) جمع الفوائد المسح علی الخفین ج ۱ ص ۲۲ ط. س. ج ۱ ص ۱۲ ظفیر۔ (۴) جمع الفوائد المسح علی الخفین ج ۱ ص ۲۲ ۱۲ الفاظ یہ ہیں تروء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ومسح علی الجورین للترمذی وابی داؤد الخ. (ایضاً) ظفیر۔

الشيخين بحيث يستمسك ويثبت على الساق بنفسه ولا يري ما تحته ولا يشف الخ. (۱) اور شامی میں یہ بھی لکھا ہے کہ چونکہ سوتلی جرابوں میں غالباً یہ شرط نہیں پائی جاتی اس وجہ سے ان پر عدم جواز مسح کا فتویٰ دیا جاتا ہے۔ (۲) پس بناءً علیہ سوائے چرمی موزہ کے کسی موزہ پر مسح نہ کرنا چاہئے فقط۔

انگریزی بوٹ پر مسح جائز ہے یا نہیں

(سوال ۳۱۸) مسح کرنا ایسے جوتے پر جو فیتہ سے بندھا ہوا ہے اور جس کے کھولنے میں تھوڑی سی طوالت ہو، یا کھولنے اتارنے میں وقت کی تنگی کا اندیشہ ہو، اور وہ جوتہ اس قدر اونچا ہو کہ ٹخنے بالکل چھپے رہیں جیسے انگریزی جوتے لائے ہوتے ہیں جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) اگر وہ جوتہ انگریزی ٹخنوں سے اوپر ڈھکے ہوئے ہو اور فیتہ جو پشت جوتہ پر ہے، وہ خوب کسا ہوا ہو کہ دونوں طرف خوب ملے رہیں اور جوتہ پاک ہو تو اس پر مسح درست ہے، بشرط یہ کہ طہارت پر پہنا ہو جیسا کہ شامی کی عبارت ذیل سے ظاہر ہوتا ہے ویجوز علی الجاروق المشقوق علی ظهور القدم وله ازارار علیہ تشدہ لا نہ کغیر المشقوق الخ. (۳) فقط۔

شرائط و قواعد مسح کیا ہیں

(سوال ۳۱۹) مسح کرنے کی کیا تعریفیں ہیں اور کیا شرائط کا ہونا ضروری ہے، مثلاً یہ کہ بالفرض دن میں ایک بار اس کے بعد یا دو بار جوتہ اتارنے کی ضرورت پڑے اور پھر پہن لیا گیا، اس کے بعد مسح کرنا چاہئے یا پھر دھونا چاہئے۔ (جواب) مسح کے جواز کے لئے یہ ضروری ہے کہ وضو پر پہنے جاویں (۴)، اتارنے کی صورت میں اگر نماز پڑھنا چاہئے تو صرف پیر دھولینا کافی ہے اور وضو نہ لونا ہو۔ (۵) فقط

جرابوں پر مسح جائز ہے یا نہیں

(سوال ۳۲۰) جرابوں پر مسح جائز ہے یا نہیں، اگر جائز ہے تو کن وجوہ سے اور اگر نہیں تو کیوں؟ آنحضرت ﷺ کے وقت میں جرابیں تھیں یا نہیں، اگر نہیں تھیں تو موزوں پر جس اصول سے مسح جائز ہے اسی اصول سے جرابوں پر بھی جائز ہے یا نہیں، اور کس قسم کی جراب پر مسح جائز ہے۔

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المسح علی الخفین ج ۱ ص ۲۳۸ ط. س. ج ۱ ص ۲۶۹. ۲ ظفیر.
(۲) وقال خرج عنه ما كان من كرايس بالكسر وهو الثوب من القطن الابيض الخ وانهم اخرجوه لعدم تاتي الشروط فيه غالباً الخ (رد المحتار باب المسح علی الخفین ج ۱ ص ۲۳۸ ط. س. ج ۱ ص ۲۶۹) ظفیر.
(۳) رد المحتار باب المسح علی الخفین ج ۱ ص ۲۳۸ ط. س. ج ۱ ص ۲۶۹. ۲ ظفیر.
(۴) ویجوز من کل حدث موجب للوضوء اذا لبسهما علی طهارة كاملة ثم احدث (هدایہ باب المسح علی الخفین ج ۱ ص ۵۷) ظفیر. (۵) وینقض المسح کل شئ یقض الوضوء الخ وینقضه ایضاً نزع الخف الخ وکذا نزع احد الخ وکذا مضی المدة واذا تمت المدة نزع خفيه وغسل رجلیه وصلی ولبس علیہ اعادۃ بقية الوضوء وکذا اذا نزع قبل لمدة (هدایہ باب المسح علی الخفین ج ۱ ص ۵۹ و ج ۱ ص ۶۰) ظفیر.

(جواب) آنحضرت ﷺ نے چڑے کے موزوں پر مسح فرمایا ہے، اگر جرابیں سوتی یا اونی ہوں تو ان پر مسح کرنے کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ ایسے گاڑھے ہوں کہ ساق پر (بلا گیس وغیرہ کی مدد کے) ثابت (قائم) رہیں۔ اور تین میل کا سفر تنہا ان میں ہو سکے۔ (۱) یا وہ جرابیں جلد و منقل ہوں۔ منقل وہ ہیں کہ نیچے چڑا لگایا ہو اور جلد وہ ہیں کہ اس تمام پر چڑا چڑھایا گیا ہو۔ درمختار میں ہے علی ظاہر خفیہ او جرموقیہ الخ او جوربیہ ولو من غزل او شعر الثخینین بحیث یمشی فرسخا ویشب علی الساق بنفسہ ولا یری ما تحته ولا یشف الخ والمنعین والمجلدین الخ۔ (۲) اس عبارت کا حاصل وہی ہے جو اوپر لکھا گیا ہے۔

جس سوتی موزے پر چڑا جوتے کے برابر چڑھا لیا گیا ہے اس پر مسح جائز ہے یا نہیں

(سوال ۳۲۱) سوتی جراب پر اگر چڑا اس طور سے چڑھا لیا جاوے کہ جو حصہ جوتے میں چھپا رہتا ہے صرف اس پر چڑا چڑھا لیا ہو، تو خفیہ کے نزدیک اس پر مسح درست ہے یا نہیں؟

(جواب) سوتی جراب پر اگر نیچے چڑا چڑھا لیا گیا ہو جیسا کہ سوال میں اس کی تفصیل درج کی گئی ہے، اس پر خفیہ کے نزدیک مسح درست ہے، درمختار میں جوربین منعین پر مسح درست لکھا ہے منعین بھی قسم جراب کی ہے جس کے نیچے کا حصہ جو جوتے میں چھپا رہتا ہے اس پر چڑا ہو۔ (۳) فقط۔

جراب پر مسح جائز ہے یا نہیں اور ایسے شخص کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں

(سوال ۳۲۲/۱) سوتی یا اونی جرابوں پر مسح جائز ہے یا نہیں۔ اگر جائز نہیں تو اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا دوہرائی چاہئے؟

(سوال ۳۲۳/۲) کوئی صاحب فرماتے ہیں کہ قدوری میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ جواز مسح پر ہے، علماء حنفی اگر نہ پڑھیں تو ان کا قصور ہے۔

(سوال ۳۲۴/۳) سائل نے انہی صاحب سے سوال کیا کہ علماء احناف کا فتویٰ بھی جواز پر ہے، انہوں نے جواب دیا کہ ابوحنیفہ کا فتویٰ تو ہے کسی مسخرہ کا فتویٰ نہ ہوگا۔ ایسے شخص کی نسبت کیا حکم ہے۔

(سوال ۳۲۵/۴) کیا قدوری میں جواز کا فتویٰ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا موجود ہے۔

(جواب) (۱) سوتی اور اونی جرابیں معمولی جن میں شرائط جواز مسح موجود نہ ہوں مسح کرنا درست نہیں ہے۔ اس کے پیچھے نماز صحیح نہیں ہوئی۔ اس نماز کو دوہرانا چاہئے جب کہ اس نے باوجود نہ موجود ہونے شرط جواز کے جرابوں پر مسح کیا ہے۔ (۲) فقط۔

(۱) رواہ الترمذی عن المغيرة بن شعبه قال توضع النبی صلی اللہ علیہ وسلم ومسح علی الجوربین وقال حدیث حسن صحیح ورواہ ابن حبان فی صحیحہ ایضاً (البحر الرائق باب المسح علی الخفین ج ۱ ص ۱۹۲ ط. س. ج ۱ ص ۱۸۳) ظفیر۔ (۲) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المسح علی الخفین ص ۲۴۶ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۲۶۷..... ۲۶۸ ظفیر۔ (۳) وضع (المسح) علی الجر موق والجواب المجلد و المنعل والثخین ای يجوز المسح علی الجراب اذا کان مجلدا او منعلا او تخینا یقال جورب مجلد اذا وضع الجلد علی اعلاه واسفله وجورب منعل الذی وضع علی اسفله جلدة کالعل للقدم (البحر الرائق باب المسح علی الخفین ص ۱۹۱ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۱۸۲) ظفیر۔ (۴) او جوربیہ ولو من غزل او شعر الثخینین بحیث یمشی فرسخا ویشب علی الساق بنفسہ ولا یری ما تحته ولا یشف (درمختار) حیث علل عدم جواز المسح علی الجورب من کرباس بانه لا یمکن تنایع المشی علیہ (رد المحتار باب المسح علی الخفین جلد اول ص ۲۴۸) ثم المسح علی الجورب اذا کان منعلا جائز اتفاقا واذا کان لم یکن منعلا وکان رقیقا غیر جائز اتفاقا (البحر الرائق باب المسح علی الخفین ج ۱ ص ۱۹۲ ط. س. ج ۱ ص ۱۸۲) ظفیر۔

(۲) امام صاحب کا مذہب یہ ہے کہ جرابوں پر اگر چڑا چڑھا ہوا ہو تو مسح ان پر جائز ہے ورنہ نہیں۔ اور صاحبین فرماتے ہیں کہ اگر جرابیں ایسی موٹی اور دیز ہوں کہ وہ خود ساق پر پھیر سکیں اور پانی ان میں نہ چھنے اور تین میل تک تنہا ان کو پہن کر چل سکے، اور وہ نہ پھٹیں تو اس وقت جرابوں پر مسح درست ہے ورنہ نہیں، کذا فی الدر المختار۔ (۱) فقط۔

(۳) ایسا کہنے والا فاسق و عاصی ہے، اور جاہل ہے کتب فقہ سے کیونکہ وہ اگر واقف ہوتا تو ایسا نہ کہتا، درمختار ہے۔ او جوربہ الثخنین بحیث یمشی فرسخاً ویثبت علی الساق بنفسه ولا یری ما تحته ولا یشف الخ۔ (۲) اس عبارت سے جرابوں پر مسح کے جواز کی شرائط کا حال معلوم ہو سکتا ہے، اور یہ بھی واضح ہے کہ آج کل کے مروجہ سوتلی وادنی جرابوں میں یہ شرائط نہیں پائی جاتی ثم قال او المنعلین والمجلدین وفی الشامی ما ذکرہ المصنف من جوازہ علی المجلدین والمنعل متفق علیہ عندنا واما الثخنین فهو قولہما وغنہ انہ رجع الیہ وعلیہ الفتویٰ۔ (۳)

(۴) جرابوں پر مسح کرنے کے جواز کی وہی شرطیں ہیں جو اوپر مذکور ہوئیں مطلقاً جرابوں پر مسح جائز کہنا بحوالہ قدوری کے غلط ہے (۴) فقط
منعل و مجلد کی تشریح

(سوال ۳۲۶) الرشید ماہ ذیقعدہ ۱۳۳۵ھ میں ایک فتویٰ متعلق مسح میں الفاظ جورب منعل یا مجلد استعمال ہوئے ہیں۔ حقیر جورب اس کو سمجھتا ہے جس کو عرف عام میں جراب کہتے ہیں، اس کی صفت منعل یا مجلد کے معنی میں البتہ شک واقع ہوتا ہے، حقیر کے علم و معلومات میں مسئلہ مسح میں یہ تفصیل ہے کہ موزہ کے اوپر یا اس کے نیچے اگر جراب ہے تو مسح اس پر جائز ہے۔ الفاظ منعل و مجلد کا مطلب معلوم نہیں ہوتا اس لئے التماس ہے کہ اس کی تفصیل و تشریح سے مطلع فرمائیں۔
(جواب) جورب منعل وہ ہے کہ جراب کے نیچے چڑا لگا ہوا ہو۔ درمختار میں ہے و المنعلین بسکون النون ما جعل علی اسفله جلدۃ الخ۔ (۵) اور جراب مجلد وہ ہے کہ تمام جراب پر چڑا چڑھا ہوا ہو۔ (۶) الحاصل جراب پر ویسے بلا چڑے کے مسح درست نہیں ہے، (۷) لیکن اگر جراب منعل یا مجلد ہو تو اس پر مسح درست ہے جیسا کہ خفین یعنی چرمی موزہ پر درست ہے پس یہ مسئلہ الرشید میں لکھا گیا ہے۔ فقط۔

بلا وضو موزہ پہننے تو اس پر مسح درست نہیں

(سوال ۳۲۷) ہم نے بلا وضو کئے ہوئے موزہ پہنا، اس کے بعد نماز کا وقت آ گیا، تو وضو کیا اور موزہ پر مسح کیا۔ نماز

(۱) واما الثخنین فهو قولہما وغنہ انہ رجع الیہ وعلیہ الفتویٰ (الدبر المختار علی هامش رد المحتار باب المسح علی الخفین ج ۱ ص ۲۴۹ ط. س. ج ۱ ص ۲۷۰) ظفیر۔ (۲) الدبر المختار علی هامش رد المحتار باب المسح علی الخفین جلد اول ص ۲۳۸ ط. س. ج ۱ ص ۲۰۲. ۱۲ ظفیر۔ (۳) رد المحتار باب المسح علی الخفین جلد اول ص ۲۳۹ ط. س. ج ۱ ص ۱۸۲. ۱۲ ظفیر۔ (۴) واذ لا یمکن منعلا وکان رقیقا غیر جائز اتفاقا (البحر الرائق باب المسح علی الخفین ج ۱ ص ۱۹۲ ط. س. ج ۱ ص ۲۸۲) ظفیر۔ (۵) الدبر المختار علی هامش رد المحتار باب المسح علی الخفین جلد اول ص ۲۳۹ ط. س. ج ۱ ص ۲۷۰. ۱۲ ظفیر۔ (۶) قوله والمجلدین المجلد ما جعل الجلد علی اعلاہ واسفله (رد المحتار باب المسح علی الخفین جلد اول ص ۲۳۹ ط. س. ج ۱ ص ۲۷۰) ظفیر۔ (۷) واذ لا یمکن منعلا وکان رقیقا غیر جائز اتفاقا (البحر الرائق باب المسح علی الخفین ج ۱ ص ۱۹۲ ط. س. ج ۱ ص ۱۸۲) ظفیر۔

میری جائز ہوگی یا نہیں۔ اس مسئلہ کے بیان میں کتب فقہ میں طہارت کا لفظ آیا ہے یا یہ کہ مسح میں ایک دن اور تین دن کی قید ہے وہ وضو پر دلالت کرتا ہے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ طہارت سے بدن کا ظاہر ہونا مراد ہے اور پاؤں کا نجاست سے صاف ہونا۔

(جواب) بلا وضو کے یعنی بدون پیر دھونے کے موزہ پہننے سے مسح اس پر درست نہیں ہے۔ طہارت پر موزہ پہننے سے مراد وضوء ہے، یہ مسئلہ باتفاق مسلم ہے، اس میں کسی کا خلاف نہیں ہے۔ اور آپ نے جو مطلب سمجھا ہے وہ غلط ہے۔ (۱) اور یتیم کے لئے وقت حدیث سے ایک دن ایک رات اور مسافر کے لئے تین دن تین رات تک مسح درست ہے۔ (۲) فقط۔

موزہ پر بوٹ ہو تو اس پر مسح جائز ہے یا نہیں

(سوال ۳۲۸) ہم لوگ موزہ پاتا بہ سوتی پہنتے ہیں اس کے اوپر بوٹ جوتا جو کہ ٹخنوں کو چھپائے رکھتا ہے اس پر مسح جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) سوتی جراب کے اوپر اگر چرمی موزہ وضو پر پہنا جاوے تو مسح اس پر درست ہے اور بوٹ جوتا اگر سوتی جراب پر پہنا جاوے اور ٹخنے ڈھکے رہیں اور وہ بوٹ نیچے سے بھی ظاہر ہو تو اس پر بھی مسح درست ہے۔ (۳)

جراب جو بغیر باندھے ٹھیری رہے اور اس پر دوسری جراب پہنے تو اس پر مسح درست ہوگا یا نہیں

(سوال ۳۲۹/۱) جو جراب بغیر باندھے ٹھیری رہتی ہو اور اس پر مسح درست ہو، اگر اس کے اوپر کوئی دوسری جراب پہن لے خواہ وہ دبیز نہ ہو، لیکن اس طرح پہن لینے سے ٹھیری رہے تو اوپر والی جراب پر مسح کرنا درست ہے یا نہ؟

چند بار یک جرابیں تہ بہ تہ پہن لے تو مسح جائز ہے یا نہیں

(سوال ۳۳۰) دو یا تین جرابیں جو زیادہ سخت و دبیز نہیں ہیں یکے بعد دیگر تہ بہ تہ پہن لینے سے بغیر باندھے ٹھیری رہیں اور چلنے پھرنے سے بھی ٹھیری رہیں تو اوپر والی جراب پر مسح درست ہے یا نہیں؟

(جواب) (۱) اگر وہ اوپر والی جراب دبیز قابل مسح نہ ہو اور نہ ایسی رقیق ہو کہ اوپر مسح کرنے سے اندر کے موزہ پر پانی کا اثر پہنچ جاوے تو اس پر مسح درست نہیں ہے۔ (۴)

(۱) ویجوز من حدث موجب للوضوء اذا لبسهما علی طهارة كاملة ثم احدث الخ وقوله اذا لبسهما علی طهارة كاملة لا يفيد اشتراط الكمال وقت اللبس بل وقت الحدث الخ (هدایہ باب المسح علی الخفین ج ۱ ص ۵۷) ظفیر۔

(۲) یجوز للمقیم یوماً وليلة واحدة والمسافر ثلثة ایام ولیا لیهما (هدایہ باب المسح علی الخفین ج ۱ ص ۵۸) ظفیر۔

(۳) المسح علی الخفین جائز بالسنة الخ اذا لبسهما علی طهارة كاملة ثم احدث (هدایہ باب المسح علی الخفین ج ۱ ص ۵۷) ظفیر۔

(۴) ولا یجوز المسح علی الجوربین عند ابی حنیفة الا ان یکون مجلدين او منعلین وقال یجوز اذا کان ثخنین لم اروی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم مسح جوربیه ولا نه یمكن المشی فیہ اذا کان ثخنیا وهو ان یتستک علی الساق من غیر ان

یربط بسنی فاشبه الخف (هدایہ باب المسح علی الخفین ص ۶۱ ج ۱) ظفیر۔

(۲) اس صورت میں مسح درست نہیں ہے۔ (۱) فقط۔

موزہ پر مسح کا ثبوت کیا ہے

(سوال ۳۳۱) موزوں پر مسح کرنا قرآن کریم وحدیث سے ثابت ہے یا نہیں؟

(جواب) مسح علی الخفین یعنی موزوں پر مسح کرنا حدیث سے ثابت ہے۔ درمختار میں ہے کہ ثبوت اس کا سنت مشہورہ سے ہے اور راوی حدیث مسح علی الخفین کے اسی صحابہ سے زیادہ ہیں کہ ان میں عشرہ مبشرہ بھی ہیں۔ (۲) فقط۔

ناپاک بوٹ پر مسح درست نہیں ہے

(سوال ۳۳۲/۱) اگر وضو کر کے لانگ بوٹ جوٹنوں سے اوپر تک آتا ہے پہنا جائے اور دوسرے وضو کے وقت اس

کے اوپر مسح کیا جائے تو مسح درست ہے یا نہ؟ اور یہ موزہ کا کام شرعاً دے سکتا ہے یا نہ؟ اور نماز درست ہے یا نہ؟

(سوال ۳۳۳/۲) بوٹ کا وہ حصہ جو زمین سے لگتا ہے وہ پاک نہیں رہ سکتا، لیکن تلوے کے اوپر کا حصہ جس پر پیروں

کے تلوے لگ رہے ہیں وہ پاک ہے تو اس کو پہننے ہوئے نماز جائز ہے یا نہ؟

(جواب) (۱) جب کہ بوٹ کا نیچے کا حصہ جو زمین پر لگتا ہے پاک نہیں ہے تو اس پر مسح جائز نہیں اور اس بوٹ کو پہن

کر نماز پڑھنا صحیح نہیں ہے۔ (۳) فقط۔

منعل ہونے کا مطلب کیا ہے

(سوال ۳۳۴) جراب پر مسح کرنے کے لئے اس کے منعل ہونے سے کیا مراد ہے، کیا چمڑے کے پیتاؤں کو جراب

کے اندر رکھ لینے سے یا باہر کسی تاگہ وغیرہ کے ساتھ باندھ لینے سے شرط پوری ہو جاوے گی یا نہیں۔؟

(جواب) موزہ کے منعل ہونے کا یہ مطلب ہے کہ اس جراب کے نیچے چمڑا لگا ہوا ہو اور پیچھے ایڑی پر اور ٹخنہ تک

اور آگے پنچہ پر یعنی پشت قدم بقدر موزہ فرض مسح چمڑا لگانے کی فقہاء نے تصریح کی ہے کذا فی الشامی، (۴) اور وہ چمڑا نیچے

اور پنچہ و ایڑی پر سلا ہوا ہونا چاہئے رکھ لینا اور تاگہ سے باندھ لینا کافی نہیں ہے۔ فقط۔

(۱) واذا كان لم يكن منعلا وكان رقيقا غير جائز اتفاقا (البحر الرائق باب المسح علی الخفین ص ۱۹۲ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۱۸۲) ظفیر. (۲) وهو (ای المسح علی الخفین) جائز الخ بسنة مشهورة فمفكره مبتدع وعلى رأى الثاني كافر وفي التحفة ثبوته بالاجماع بل بالتواتر رواه اكثر من ثمانين منهم العشرة قهستانی (الدر المختار علی هامش ردالمختار باب المسح علی الخفین ج ۱ ص ۲۴۵ ط. س. ج ۱ ص ۲۴۳..... ۲۶۵) ظفیر.

(۳) الخف اذا اصابه النجاسة ان كانت متجسدة كالعذرة والروث والمنی يطهر بالحت اذا بیست وان كانت رطبة الخ لا يطهر الا بالغسل (عالمگیری کشوری باب الانجاس ج ۱ ص ۴۲ ط. ماجدیہ ج ۱ ص ۴۳) تطهیر النجاسة من بدن المصلی وثوبه والمكان الذى یصلی علیه واجب (عالمگیری کشوری باب شروط الصلوة ج ۱ ص ۵۲ ط. ماجدیہ ج ۱ ص ۵۸) ظفیر. (۴) والمعلنین ماجعل علی اسفله جلدۃ والمجلدین (درمختار) قوله ما جعل علی اسفله جلدۃ ای کالنعل للقدم وهذا ظاهر الروایة وفى رواية الحسن ما یكون الى الکعب قوله والمجلدین المجلد ما جعل الجلد علی اعلاه واسفله الخ ویؤخذ من هذا وما قبله انه لو كان محل المسح وهو ظهر القدم مجلد امع اسفله انه یجوز المسح علیه ما قد منه (رد المختار باب المسح علی الخفین ج ۱ ص ۲۴۹ ط. س. ج ۱ ص ۲۷۰) ظفیر.

فل بوٹ پر مسح درست ہے یا نہیں

(سوال ۳۳۵) موزوں پر مسح کرنا مشروع بلکہ خصائص اہل سنت والجماعت سے ہے، اور حضرت رسالت پناہ ﷺ کا موزوں کا استعمال فرمانا لاریب فیہ ہے اور نعلین مبارک کی نوعیت و ہیئت بھی کتب سیر میں مفصل و مشرح ہے اور نقشہ بھی معلوم ہے، جہاں تک سمجھ میں آتا ہے موزہ پہن کر ان نعلین کا ان پر پہنا جانا قیاس میں نہیں آتا۔ لیکن کسی کتاب میں مثل شرح سفر السعادة و مدارج النبوة و روضة الاحباب وغیرہ کے یہ امر بالوضاحت نہیں پایا جاتا، جیسا کہ کلاہ و عمامہ کی نسبت تصریح موجود ہے، اور فل بوٹ جو ٹخنہ تک یا بعض صورتوں میں اس سے بھی اوپر تک ہوتا ہے وہ حکم موزہ میں داخل معلوم ہوا ہے، اور اگر سوتی یا ادنیٰ جراب پر یا بلا جراب کے پہنا جاوے تو اس پر مسح مشروع ہوگا یا نہیں؟

(جواب) موزوں میں بعد مسح جواز صلوة کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ طاہرین ہوں یعنی نجاست مانعہ عن الصلوة ان میں موجود نہ ہو۔ پس اگر تنہا موزوں کے پہننے میں بھی یہ امر ملحوظ رہے کہ وہ نجس نہ ہوں تو کچھ ضرور نہیں ہے کہ ان کو جوتوں کے ساتھ پہنا جاوے، اگر تنہا موزہ کوئی شخص پہنے ہوئے ہو اور وہ پاک ہوں تو مسح ان پر لاریب درست ہے اور نماز صحیح ہے۔ باقی یہ کہ آنحضرت ﷺ موزوں پر جوتہ بھی پہنتے تھے یا نہیں تو بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جوتہ بھی موزوں پر پہنتے تھے اور جو نقشہ جوتہ مبارک کا مشہور ہے اور اس کا موزوں پر پہننا مشکل معلوم ہوتا ہے تو ممکن ہے کہ موزوں پر دوسری قسم کا جوتہ پہنتے ہوں۔ جس میں وہ تسمہ نہ ہوتا ہو جو انگشت میں ہوتا ہے بلکہ صرف پشت قدم پر ایک چمڑے کا حلقہ ہوتا ہو، اور علاوہ بریں آنحضرت ﷺ اگر صرف موزہ پہنتے ہوں تو آپ کو چونکہ طہارت کا حال معلوم ہوتا تھا اس لئے آپ ان پر مسح فرماتے تھے، اب بھی اگر ایسا ہو تو مسح کو کیا امر مانع ہے۔ اور واضح ہو کہ موزوں میں یہ بھی شرط ہے کہ سائر قد میں مع اللعین ہوں، پس اگر کسی قسم کا بوٹ ایسا ہو کہ وہ ٹخنوں سے اوپر تک ہو اور قد میں مع اللعین پوری طرح اس میں مستور ہو جاوے تو مسح ان پر درست ہے، اور اگر وہ پاک ہیں تو ان کے ساتھ نماز صحیح ہے۔ (۱) فقط۔

صرف زخم کی جگہ پر مسح کرنا چاہئے یا پورے عضو پر

(سوال ۳۳۶) اگر کسی عضو پورے پر یا اس سے کم و بیش پر مثلاً پیر پر کوئی زخم ہو تو مسح کل پیر پر کرنا چاہئے یا محض اتنی ہی جگہ پر جہاں زخم ہے۔ اگر کل پیر پر مسح کیا تو نماز درست ہوگی یا نہ؟ ایک شخص کہتا ہے کہ جتنی جگہ میں زخم ہے اسی پر مسح کیا جاوے باقی عضو کو دھونا چاہئے۔ اور مسح علی العصابہ میں محض عصابہ پر مسح کیا جاوے، باقی کو دھونا چاہئے؟

(جواب) ان سب صورتوں میں مسح صرف اسی مقدار پر کرنا چاہئے، جس جگہ زخم ہے اور اچھی جگہ کو دھونا چاہئے۔ لیکن اگر صبح حصہ کے دھونے سے زخم پر پانی پہنچے اور اس کو مضر ہو تو کل پر مسح کرنا درست ہے، پس قول اس شخص کا درست ہے جو کہتا ہے کہ صرف اسی موقع پر مسح کرنا چاہئے۔ جس جگہ پھنسی یا زخم ہے اور باقی حصہ کو دھونا چاہئے۔ پس اگر کل پر مسح کر لیا بدون اس خوف کے جو اوپر لکھا گیا۔ تو نماز نہ ہوگی، اور مسح علی العصابہ میں بے شک صرف پٹی پر ہی مسح کرنا چاہئے۔ باقی

(۱) شرط مسحہ ثلاثہ امور الاول کو نہ ساتر امحل فرض الغسل القدم مع الکعب الخ والثانی کو نہ مشغولا بالرجل لیسنع سرایۃ الحدث الخ والثالث کو نہ مما یمکن متابعۃ المشی المعتاد فیہ فرسوخا۔ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المسح علی الخفین ص ۱ ج ۱ ط۔ س۔ ج ۱ ص ۲۶۱) ظفیر۔

عضو صحیح کو دھونا چاہئے۔ لیکن اس قدر تخفیف اس میں کی گئی ہے کہ پٹی کے درمیان میں اگر کچھ جگہ کھلی ہوئی ہو تو اس پر بھی مسح درست ہے اور پٹی کے نیچے جو صحیح و سالم حصہ عضو کا آیا ہے اس پر بھی مسح درست ہے، باقی عضو کو دھونا چاہئے۔ درمختار میں ہے ویمسح نحو مفتصد و جریح علی کل عصابة مع فرجتها فی الاصح الخ (۱) فقط۔

الباب السادس فی الحيض والنفس وغيرهما فصل اول مسائل حیض !!

حالت حیض میں جماع کرنے سے کفارہ لازم ہے یا نہیں

(سوال ۳۳۷) اگر کوئی شخص اپنی زوجہ سے حالت حیض میں جماع کرے تو اس پر کفارہ لازم آوے گا یا نہ؟

(جواب) درمختار میں ہے کہ حالت حیض میں اپنی زوجہ سے طبعی کرنا حرام اور کبیرہ گناہ ہے اس کو توبہ کرنا لازم ہے اور ایک دینار یا نصف دینار صدقہ کرنا مستحب ہے، (۱) اور ایک دینار ساڑھے چار ماشے سونے کا ہوتا ہے۔ فقط۔

حیض میں اختلال ہو تو حیض کتنے دن شمار ہوگا؟

(سوال ۳۳۸) ایک عورت کو ہمیشہ پانچ دن حیض آتا ہے چند ماہ سے اختلال پیدا ہوا۔ کبھی ایک قطرہ ظاہر ہوا، چار روز بند رہا، پانچویں روز پھر کچھ ظاہر ہوا، اور پھر بند ہوا، یا برابر ہوتا رہا، یا ایک روز ہو کر بعد سات آٹھ روز کے، پھر خون متواتر پانچ دن جاری رہا۔ اس صورت میں حیض کے روز شمار ہوگا۔

(جواب) اگر دس دن سے زیادہ تک ایسی حالت رہے تو اس کے موافق عادت قدیمہ پانچ روز حیض، اور باقی ایام کو استحاضہ سمجھنا چاہئے۔ (۲)

دس دن سے زیادہ حیض آئے اور عادت فراموش کر جائے تو کیا کرے

(سوال ۳۳۹) کسی عورت کو دس دن سے زیادہ خون آیا اور پچھلی عادت کو بھول گئی تو اب حیض کے کتنے دن ہیں۔

(جواب) دس دن حیض کے شمار کرے باقی استحاضہ (۳)۔

حیض کے بعد غسل سے پہلے جماع کر لیا تو کفارہ واجب ہوگا یا نہیں

(سوال ۳۴۰) عورت جس وقت حیض سے فارغ ہو جاوے تو قبل از غسل جماع جائز ہے یا نہیں، اور اگر کسی نے قبل از

غسل جماع کر لیا تو کچھ کفارہ واجب ہوگا یا نہیں اور بحالت حیض ہم صحبت ہو۔ نہ کیا کفارہ ہے؟

(جواب) اگر انقطاع حیض اکثر مدت حیض یعنی دس دن میں ہو تو قبل از غسل جماع اس سے درست ہے اگرچہ بہتر بعد از غسل ہے، درمختار میں ہے ويحل وطوئها اذا انقطع حيضها لاكثره بلا غسل وجوباً بل ندباً الخ۔ (۴)

(۱) ثم هو كبيرة لو عمد مختاراً عالماً بالحرم لا جاهلاً او مكرهاً او ناسياً فتلزمه التوبة ويندب تصدقه بدینار او نصفه ومصرفه كركوة وهل على المرأة تصدق قال في الضياء الظاهر لا (در مختار باب الحيض) قوله ثم هو ای وطی الحائض (رد المحتار باب الحيض ص ۲۷۵ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۲۹۷..... ۲۹۹) ظفیر. (۲) فان لم يجاوز العشرة فالطهر والدم كلاهما حیض سواء كانت مبتدأة ومعنادة وان جاوز العشرة المبتدأة حیضها عشرة ايام وفي المعتادة معروفتها فی الحيض حیض والطهر طهر (عالمگیری كشوری ج ۱ ص ۴۵ ط. ماجدیه ج ۱ ص ۳۷) ظفیر. (۳) واكثره عشرة لعشر ليال والنقص والزائد الخ استحاضة الا عند نصب عادة الدم (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الحيض ج ۱ ص ۲۶۲ ط. س. ج ۱ ص ۲۸۳) ظفیر. (۴) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الحيض جلد اول ص ۲۷۱ ط. س. ج ۱ ص ۲۲۹ ظفیر.

اگر دس دن سے کم مگر عادت کے موافق چھ سات دن میں مثلاً حیض منقطع ہوا تو جماع اس سے اس وقت درست ہے کہ غسل کر لے یا اتنا وقت گزر جاوے کہ اس میں غسل کر کے پڑے پہن کر نماز شروع کر سکے، یا یوں کہا جاوے کہ نماز کا وقت بعد انقطاع حیض کے گزر جاوے اور وہ نماز اس کے ذمہ لازم ہو جاوے۔ (۱) اور بحالت حیض اگر جماع کر لیا تو کفارہ اس کا یہ ہے کہ توبہ کرے، اور مستحب ہے کہ بقدر ایک دینار کے یا نصف دینار کے صدقہ کرے۔ (۲) ایک دینار ساڑھے چار ماشہ سونے کا ہا ہے۔ فقط۔

عورت حالت حیض و نفاس میں تسبیح پڑھ سکتی ہے یا نہیں

(سوال ۳۴۱) عورتوں کو حالت حیض و نفاس میں وضو کر کے دلائل الخیرات و حزب الاعظم وغیرہ اردو وظیفہ سبحان اللہ یا الحمد للہ اکبر پڑھنا جائز ہے یا نہیں، اور اس بات کا خیال رکھے کہ اگر وظیفہ کی کتاب میں کوئی آیت قرآنی آوے اس کو نہ پڑھے۔

(جواب) وظیفہ مذکورہ اور تسبیح تہلیل جائز ہے اور آیات قرآنیہ کا پڑھنا بھی بہ نیت دعاء جائز ہے، درمختار میں ہے ولا بأس لحائض و جنب بقراءة اذیعة ومسها وحملها وذكر الله تعالى وتسبيحه الخ. (۳) وفي الشامي فلو قرأت الفاتحة على وجه الدعاء اوشئنا من الايات التي فيها معنى الدعاء ولم ترد القراءة لاباس به. (۴) فقط۔

فصل ثانی مسائل نفاس

نفاس میں خلل ہو تو عورت کیا کرے

(سوال ۳۴۲) ۸۔ رمضان المبارک کو میرے گھر میں مردہ بچہ اسقاط ہوا تھا جو غالباً پانچ یا چھ ماہ کا ہوگا۔ اعضاء بچہ کے سب مکمل ہو چکے تھے۔ اب کیفیت یہ ہے کہ تیسرے یا چوتھے روز قدرے قلیل زرد یا مٹی کے سے رنگ کا پانی بجائے نفاس کے خارج ہوتا ہے، آیا جب تک یہ دھبہ رہے نماز روزہ موقوف رکھا جاوے یا نہیں؟

(جواب) اس صورت میں حکم شرعی یہ ہے کہ اگر نفاس کے دنوں کے پہلے سے کچھ عادت نہ ہو تو چالیس دن تک حکم نفاس کا جاری رہے گا اس میں نماز روزہ کچھ نہ ہوگا۔ البتہ جب بالکل دھبہ نہ آوے یا ایام عادت پورے ہو جائیں، اس وقت پھر غسل کر کے نماز روزہ کیا جاوے۔ (۵) فقط۔

- (۱) وان لاقله الخ لا یحل حتی تغتسل او تیمم بشرطه او یمضی علیہا زمن یسع الغسل ولبس الثیاب الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الحيض ج ۱ ص ۲۷۲ ط. س. ج ۱ ص ۲۹۳) ظفیر۔
 (۲) ویندب تصدقه بدینار ونصفه ومصرفه كزکوة وهل علی المرأة تصدق قال فی الضیاء الظاهر لا (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الحيض ص ۲۷۵ ط. س. ج ۱ ص ۲۹۸) ظفیر۔
 (۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الحيض جلد اول ص ۲۷۱ ط. س. ج ۱ ص ۲۹۳ ۱۲. ظفیر۔
 (۴) رد المحتار باب الحيض تحت قوله قراءة اذیعة قرآن بقصدہ ج ۱ ص ۲۷۰ ط. س. ج ۱ ص ۲۹۳ ۱۲. ظفیر۔
 (۵) واكثره اربعون يوما الخ لو مبتداء اما المعتادة فترد لعادتها وكذا الحيض فان انقطع علی اكثرهما اوقبله فالكل نفاس (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الحيض ج ۱ ص ۲۷۷ ط. س. ج ۱ ص ۳۰۰) ظفیر۔

نفاس میں عادت پوری ہو جانے کے بعد نماز پڑھے یا نہیں

(سوال ۱/۳۴۳) جس عورت کو یہ عادت ہے کہ بچہ پیدا ہونے کے بعد چالیس دن کے اندر دس پندرہ دن میں خون نفاس بند ہو گیا، اور اس کو ہمیشہ یہی عادت ہے تو وہ بعد خون بند ہونے کے نماز پڑھ سکتی ہے اور روزہ رکھ سکتی ہے یا نہیں، اس کا شوہر اس سے صحبت کر سکتا ہے یا نہ؟

(جواب) اگر اس کو عادت یہی ہے تو بعد انقطاع دم غسل کر کے اس سے نماز اور روزہ فرض ہو جاتا ہے، اور اس عورت سے اس کے شوہر کو ہم بستری کرنا بھی درست ہے۔ (۱) فقط۔

بچہ پیدا ہونے کے بعد جماع کی کب تک ممانعت ہے

(سوال ۱/۳۴۴) جس عورت کے بچہ پیدا ہوا ہو اس کے ساتھ کب تک جماع کی ممانعت ہے؟

حالت نفاس میں اگر جماع کر لیا تو اس کی تلافی کیسے کرے

(سوال ۲/۳۴۵) اگر ایام ممانعت میں جماع کرے تو فریقین کے لئے کیا تلافی ہے؟

(جواب) (۱) جس عورت کے بچہ پیدا ہوا ہو اس کے لئے مدت نفاس زیادہ سے زیادہ چالیس ۴۰ دن ہے پس اگر کسی عورت کو اس مدت میں برابر خون کم و بیش آتا رہے، تو اس کا شوہر چالیس ۴۰ دن تک اس سے جماعت نہیں کر سکتا بعد چالیس ۴۰ دن کے جائز ہے اور چونکہ نفاس میں کم مقدار کی کچھ مدت نہیں ہے، اس لئے اگر چالیس ۴۰ دن سے پہلے خون منقطع ہو جاوے تو بعد غسل کے اس سے صحبت جائز ہے۔ (۲)

(۲) توبہ اور استغفار کرے اور آئندہ کو ایسا نہ کرے، درمختار میں لکھا ہے کہ اگر حالت حیض میں اس کا شوہر اس سے جماع کرے تو توبہ و استغفار کرے اور مستحب ہے کہ ایک دینار یا نصف دینار صدقہ کر دے مکار و فی الحدیث۔ پس بحالت نفاس جماع کرنے میں بھی صدقہ کر دینا اچھا ہے۔ (۳) فقط۔

(۱) اما المعتادة فترد لعادتها وكذا الحيض (درمختار) وفيه قبل وان انقطع لا قبله الخ لا يحل حتى تغتسل او تيمم بشرط او يمضي عليه زمن يسع الغسل وليس الثياب والتحريمه الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الحيض ج ۱ ص ۲۷۲ ط. س. ج ۱ ص ۳۰۰ ظفیر).

(۲) واكثره اربعون يوما كذا رواه الترمذی وغيره الخ فان انقطع على اكثرهما او قبله فالكل نفاس (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الحيض ص ۲۷۵ ج ۱) وتوطأ بلا غسل بتصرم لا كثره ولا قبله لا حتى تغتسل او يمضي عليها ادنى وقت صلوٰة (كنز) اعلم ان هذه المسئلة على ثلثة او جه لان الدم اما ينقطع لتمام العشرة او دونها لتمام العادة او دونهما فعينها اذا انقطع لتمام العشرة يحل وطؤها بمجرد الانقطاع ويستحب له ان لا يطأها حتى تغتسل وفيما اذا انقطع لما دون العشرة دون عاداتها لا يقرهها وان اغتسلت ما لم تمض عاداتها وفيما اذا انقطع للاقل لتمام عاداتها ان اغتسلت او مضى عليها وقت صلاة حل والا لا وكذا النفاس اذا انقطع لما دون الاربعين لتمام عاداتها فان اغتسلت او مضى الوقت حل والا لا الخ ط. س. ج ۱ ص ۳۰۰ (البحر الحرائق باب الحيض ج ۱ ص ۲۱۳ ط. س. ج ۱ ص ۲۲۰ ظفیر).

(۳) ثم هو ای وطو الحائض كبرى لو عامدا مختارا عالما بالحرمة لاجا هلا او مكرها او ناسيا فتلزمه التوبة ويندب تصدقه بدینا را ونصفه ومصرفه كزكوة (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الحيض ج ۱ ص ۲۷۵ ط. س. ج ۱ ص ۲۹۷..... ۲۹۸ ظفیر).

بارہ دن خون پھر سفید پانی پھر خون آگیا، کیا حکم ہوگا

(سوال ۳۴۶) ایک عورت کو بارہ روز نفاس آ کر سفید پانی آگیا۔ بعد میں پھر خون آگیا، اس خون کا کیا حکم ہے؟
(جواب) مدت نفاس یعنی چالیس دن کے اندر جو خون آئے گا وہ سب نفاس میں شمار ہوگا۔ اور درمیان میں جو دن خالی گزریں گے وہ بھی نفاس ہی میں شمار ہوں گے۔ البتہ اگر چالیس دن سے زائد خون جاری رہا تو پھر دیکھا جائے گا کہ اس عورت کی نفاس سے متعلق کوئی عادت پہلے سے متعین تھی یا نہیں۔ اگر متعین ہے تو ایام عادت کے بعد سے استحاضہ شمار ہوگا۔ مثلاً تیس دن کی عادت تھی اور خون پچاس دن تک جاری رہا تو تیس دن نفاس اور باقی تیس دن استحاضہ ہوگا۔ کمافی الہدایہ و شرح الوقایہ۔ اور اگر پہلے سے کوئی عادت معین نہ تھی تو چالیس دن نفاس اور باقی دس دن استحاضہ ہوا۔ (۱) فقط۔

چالیس دن بعد خون آیا ایک ہفتہ پاک رہی پھر خون آگیا تو اسے کیا شمار کیا جائے گا
(سوال ۳۴۷) ایک عورت کو پورے چالیس روز نفاس رہا بعد چالیس روز کے آٹھ سات روز پاک رہی پھر سرخ خون آیا۔ یہ خون حیض شمار ہوگا یا استحاضہ، پہلی دفعہ تیس ۳۰ دن خون نفاس رہا تھا۔
(جواب) نفاس اس کا اس دفعہ چالیس ۴۰ دن ہے اور آٹھ سات دن کے بعد جو خون آیا وہ استحاضہ کا ہے کیونکہ پندرہ دن طہر کے بعد نفاس کے پورے نہیں گزرے۔ (۲) قال فی الشامی ان الاصل فیہ ان المخالفة للعادة فی النفاس فان جاوز الدم الاربعة فالعادة باقية ترد اليها والباقي استحاضة وان لم يجاوز انتقلت العادة الى مارأته والکل نفاس۔ (۳) فقط۔

فصل ثالث مسائل استحاضہ

طہر کا مطلب کیا ہے اور اگر تین ماہ مسلسل خون آئے تو اس کے حیض کا کیسے حساب ہوگا
(سوال ۳۴۸) معنی طہر چیست۔ اگر گزرنے والا ناغہ تادمت سہ ماہ خون رواں باشد مدت حیض چگونہ محسوب گردد از ابتداء ماہ؟
(جواب) حیض معتادہ موافق عادت او گرفتہ باقی را حکم طہر باید داد، و اگر معتادہ نیست مبتداء ہست دہ روز کہ اکثر حیض است از ہر ماہ حیض شمر دہ در باقی بست روز نماز و روزہ بکنند۔ دے کمے کہ زائد از اکثر مدت حیض است یا زائد از عادت معتادہ است آں استحاضہ است نماز و روزہ در آن واجب است و معنی طہر عدم حیض است۔ و تفصیل مسائل حیض و استحاضہ و معتادہ مبتداء از کتب فقہ باید جست۔ (۴) فقط۔

(۱) و اکثرہ اربعون یوماً الخ والزائد علی اکثرہ استحاضہ لو مبتداء و اما المعتادہ فتردد لعدتھا وكذا الحيض فان انقطع علی اكثرهما او قبله فالكل نفاس (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الحيض ج ۱ ص ۲۷۷ ط.س. ج ۱ ص ۳۰۰) ظفیر۔
(۲) اقل الطهر بين الحيضين او النفاس والحيض خمسة عشر يوما وليا ليها اجما عا (درمختار) هذا اذا لم يكن في مدة النفاس (رد المحتار باب الحيض ج ۱ ص ۲۶۳ ط.س. ج ۱ ص ۲۸۵) ظفیر۔
(۳) رد المحتار باب الحيض ج ۱ ص ۲۷۷ ط.س. ج ۱ ص ۳۰۱ ۱۲ ظفیر۔
(۴) و اکثرہ عشرہ بعشر لیل کذا رواه الدار قطنی وغيره والناقص عن اقله والزائد علی اکثرہ او اکثر النفاس او علی العادة وجاوز اكثرهما وما تراه صغيرة دون تسع علی المعتمد وأیسته علی ظاهر المذهب وحامل الخ استحاضة و اقل الطهر بين الحيضين او الحيض و النفاس خمسة عشر يوما و لیا لیها اجما عا ولا حد لا كثره الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الحيض ج ۱ ص ۲۶۲ و ج ۱ ص ۲۹۳ ط.س. ج ۱ ص ۲۸۴) ظفیر۔

عادت والی عورت کو کبھی دس دن کبھی گیارہ دن خون آئے تو کیا کرے

(سوال ۳۴۹) ایک عورت کو پانچ دن عادت حیض کی تھی۔ بعد میں کبھی دس دن خون آتا کبھی گیارہ دن۔ تو پانچ دن کے بعد یہ حکم حائضہ ہے یا طاهرہ؟

(جواب) اگر دس دن کے اندر اندر خون آیا ہے تو کل حیض شمار ہوگا اور اگر دس دن سے تجاوز کر گیا تو صورت مذکورہ میں ایام عادت یعنی پانچ دن حیض اور باقی استحاضہ شمار ہوگا۔ ہدایہ و شرح وقایہ فقط۔

فصل رابع معذور سے متعلق احکام و مسائل

طہارت کے لئے معذور ہونے کے کیا شرائط ہیں

(سوال ۳۵۰) طہارت کے بارہ میں معذور ہونے کی کیا شرط ہے؟

(جواب) ابتداء میں معذور شرعی ہونے کے لئے یہ شرط کتب فقہ میں لکھی ہے کہ ایک نماز کا وقت اس پر ایسا گذر جاوے کہ اس میں اس کو اس قدر مہلت نہ ملے کہ وضو کر کے بلا اس عذر کے نماز فرض پوری پڑھ سکے۔ اگر کسی ایک وقت بھی ایسا ہو چکا ہے کہ اس کو مہلت نماز ادا کرنے کی بدون اس عذر کے نہیں ملی تو وہ معذور ہو گیا۔ اس کے بعد تمام وقت میں ایک بار بھی عذر مذکور کافی ہے۔ (۱) فقط۔

قطرہ پیشاب کے عارضہ کی حالت میں کیا حکم ہے

(سوال ۳۵۱) کسی شخص کو عارضہ قطرہ پیشاب یا منی کا ہے ایسے شخص کے لئے کیا حکم ہے، آیا دوبارہ وضو کرے اور کپڑا پاک کرے یا کیا۔؟

(جواب) اگر قطرہ پیشاب وغیرہ کا آنا عذر شرعی کو نہیں پہنچا تو جب کہ قطرہ باہر آنا یقینی ہو وضو کرنا ضروری ہے۔ (۲) اور اگر حد شرعی کو پہنچ گیا ہے بایں طور کہ تمام وقت نماز میں اتنا وقت بھی اس کو نہیں ملا کہ وضو پورا کر کے نماز پڑھے اور قطرہ سے محفوظ رہا ہو تو وہ شخص معذور شرعی ہو گیا۔ اس کا حکم یہ ہے کہ تمام وقت میں ایک بار وضو کر کے تمام وقت کی جو نماز چاہے پڑھے اعادہ وضو کی ضرورت اس وقت میں نہیں ہے، جب وقت نکل جائے گا وضو ٹوٹ جائے گا۔ کذا فی الدر المختار وغیرہ۔ (۳) فقط۔

(۱) وصاحب العذر من به سلسل بول (الی قوله) ان استوعب عذره تمام وقت صلاة مفروضة بالا یجد فی جمیع وقتها زماناً یصلی فیہ خالیاً عن الحدث (الی قوله) وهذا فی حق الا ابتداء وفي حق البقاء کفی وجوده فی جزء من الوقت ولو مرة الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار احکام المعذور ج ۱ ص ۲۸۱ ط. س. ج. ا. ص ۳۰۵) ظفیر۔

(۲) وینقضه خروج کل خارج نجس منه ای من المتوضی الی معتدا کان او لا، من السبیلین اولا (در مختار) قوله معتدا کالقول والغائظ (رد المحتار نواقض الوضوء ص ۲۲ ج ۱ ط. س. ج. ا. ص ۱۳۳) ظفیر۔

(۳) وصاحب عذر من به سلسل بول الخ ان استوعب عذره تمام وقت صلاة مفروضة بان لا یجد فی جمیع وقتها زماناً یصلی خالیاً عن الحدث ولو حکماً لان الانقطاع الیسیر ملحق بالعدم وهذا شرط العذر فی حق الا ابتداء وفي حق البقاء کفی وجوده فی جزء من الوقت ولو مرة الخ حکمة الوضوء ولا غسل ثوبه ونحوه لکل فرض (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الحيض احکام المعذور ج ۱ ص ۲۸۰ وج ۱ ص ۲۸۱ ط. س. ج. ا. ص ۳۰۵) ظفیر۔

نماز کے وقت نکسیر جاری ہو جائے تو کیا کرے

(سوال ۳۵۲) نماز کا وقت شروع ہو جانے کے بعد کسی کے نکسیر جاری ہوئی اور آخر وقت تک بند نہیں ہوئی تو نماز کس طرح پڑھے؟

(جواب) اگر دخول وقت کے بعد کسی کو عذر نکسیر وغیرہ پیش آیا تو وہ آخر وقت تک انتظار کرے، اگر نکسیر جاری برابر ہے تو اسی حالت میں وضو و نماز ادا کرے اور اگر دوسرے وقت عذر کا استیعاب رہا تو اعادہ لازم نہیں۔ ورنہ اعادہ لازم ہے، (۱) شامی فقط۔

ناسور والا معذور ہے یا نہیں

(سوال ۳۵۳) ایک شخص کو عارضہ ناسور ہے اور قطرہ قطرہ رطوبت خارج ہو کر کپڑے میں جذب ہو جایا کرتی ہے اور یہ مرض دائمی ہے تو یہ شخص عصر کی وضو سے مغرب کی نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں، اسی کپڑے کو پہنے ہوئے نماز پڑھنا اور امام ہونا درست ہے یا نہیں؟

(جواب) وہ شخص معذور ہے اور معذور غیر معذورین کا امام نہیں ہو سکتا کما فی الدر المختار۔ ولا طاهر بمعذور۔ (۲) اور معذور وقت کے اندر نماز اس عذر کے ساتھ پڑھ سکتا ہے، اور کپڑے کے دھونے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر یہ اندیشہ ہے کہ اگر کپڑے کو دھویا جاوے گا۔ تو پھر نماز سے پہلے ناپاک ہو جاوے گا تو نہ دھونا درست ہے اور اگر یہ سمجھتا ہے کہ نماز سے فارغ ہونے تک درہم سے زیادہ ناپاک نہ ہوگا۔ تو دھونا چاہئے۔ (۳) فقط۔

قطرہ پیشاب کی زیادتی اس قدر ہو کہ چار رکعت بھی خالی نہ بچے تو کیا کرے

(سوال ۳۵۴) کسی کو عارضہ تقطیر بول اس درجہ کو بڑھ جاوے کہ کسی روز چار رکعت کے اندر بھی بند نہ ہو تو اس کو یہ رخصت حاصل ہوگی کہ بعد وضو نماز پوری کیا کرے درمیان میں قطرہ آوے یا نہ آوے۔ اور اگر یہ حالت ہو کہ پھر قطرہ دیدیر کر آنے لگے تو اس کے لئے تاحث کامل بھی رخصت رہے گی یا جب کبھی جس نماز میں قطرہ آوے گا تو وضو جدید کر کے نماز از سر نو پڑھے گا۔

(جواب) اس کو یہ رخصت حاصل ہوگی، وہ معذور شرعاً ہوا، پھر تاحث کامل یہ رخصت رہے گی۔ کذا فی الدر المختار۔ (۴) فقط۔

(۱) ولو عرض بعد دخول وقت فرض انظر الى اخره فان لم ينقطع ويتوضا يصلي ثم ان انقطع في اثناء الوقت الثاني بعد تلك الصلوة وان استوعب الوقت الثاني لا يعيد لثبوت العذر من وقت العروض (رد المختار احكام المعذور ج ۱ ص ۲۸۱ ط.س. ج ۱ ص ۳۰۵) ظفیر. (۲) الدر المختار علی هامش رد المختار باب الامامة ج ۱ ص ۵۴۱ ط.س. ج ۱ ص ۳۷۸. (۳) وان سال علی ثوبه فوق الدرهم جاز له ان لا يغسله ان كان لو غسله تنجس قبل الفراغ منها ای الصلوة والا يتنجس قبل فراغه فلا يجوز ترك غسله هو المختار للفتوى (الدر المختار علی هامش رد المختار باب الحيض احكام المعذور ج ۱ ص ۲۸۲ ط.س. ج ۱ ص ۳۰۵) ظفیر. (۴) ان استوعب عذره تمام وقت صلاة مفروضة بان لا يجد في جميع وقتها وضوًا يتوضا ويصلي خاليا عن الحدوث لو حکما لان الانقطاع اليسير ملحق بالعدم وهذا شرط العذر في حق الابتداء وفي حق البقاء كفي وجوده في جزء من الوقت ولو مرة الدر المختار علی هامش رد المختار باب الحيض مطلب احكام المعذور ج ۱ ص ۲۸۱ ط.س. ج ۱ ص ۳۰۶) ظفیر.

بیس رکعت تک جس کا وضو ہے وہ معذور نہیں ہے

(سوال ۳۵۵) مریض سلسل بول یا نکسیر یا ریاح، جس کو بارہ ۱۲، پندرہ ۱۵، بیس ۲۰ رکعت سے زیادہ وضو نہ ٹھیر سکتا ہو، اور مہلت تمام شب و روز میں کسی وقت اس سے زیادہ نہ ملتی ہو، وہ ہر وقت بغرض تلاوت یا پڑھانے طلباء قرآن شریف کے تیمم سے چھو سکتا ہے یا نہیں، اور سجدہ تلاوت پڑھ کر یا سن کر تیمم سے کر سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

(جواب) وہ شخص معذور شرعی نہیں ہے (۱) اس کو قرآن شریف کا چھوٹا اور سجدہ تلاوت بدون وضو کے درست نہیں ہے۔ (۲)

اگر فارغ ہونے سے پہلے کپڑے کے ناپاک ہونے کا اندیشہ ہو تو کیا کرے

(سوال ۳۵۶) جس شخص کو قطرہ وغیرہ آتا ہو اور وہ معذور ہو۔ جب اس نے نماز پڑھنے کا ارادہ کیا تو کپڑا دھولیا۔ لیکن پھر کپڑا ناپاک ہو گیا تو دوبارہ اس کو کپڑا دھونا ضروری ہے یا نہیں؟

(جواب) معذور اگر ایسا ہے کہ اگر وہ کپڑے کو دھوئے تو خیال ہے کہ نماز سے فارغ ہونے سے پہلے پھر نجس ہو جاوے گا۔ تو دھونے کی ضرورت نہیں (۳) دوسرے وقت کے لئے دھونا ضروری ہے۔ فقط۔

ناسور والا معذور ہے یا نہیں

(سوال ۳۵۷) جس شخص کے ناسور ہو وہ معذور ہے یا نہیں؟

(جواب) ناسور اگر ہر وقت بہتا ہے تو صاحب ناسور معذور ہے۔ (۴) فقط۔

قطرہ والا مریض معذور ہے یا نہیں

(سوال ۳۵۸) قطرے والے مریض کو خواہ وقفہ سے آوے یا جلدی جلدی قطرہ آوے۔ معذور ہے یا نہ، اور ایک وضو سے ایک وقت کی نماز پڑھ سکتا ہے یا نہ؟

(جواب) جب کہ وہ معذور ہو گیا اور شرعاً اس پر حکم مریض کا لگ گیا تو اب خواہ قطرہ وقفہ سے آوے یا جلدی جلدی ایک وضو سے ایک وقت میں تمام فرض و سنت نفل پڑھ سکتا ہے۔ (۵) فقط۔

(۱) شرط ثبوت العذر ابتداء ان يستوعب استمراره وقت الصلاة كما ملا كما لا نقطاع لا يثبت مالم يستوعب الوقت كله (عالمگیری ص ۳۸ ج ۱ ط. ماجلہ ج ۱ ص ۷۰) ظفیر. (۲) ویجب بسبب تلاوة الخ بشروط الصلوة المتقدمة (درمختار) ولهذا لا يجوز اداءها بالتيمم الا ان لا يجد ماء الخ (رد المختار باب سجود تلاوة ص ۷۸ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۷۰) ظفیر. (۳) وان سال على ثوبه فوق الدرهم جازله ان لا يغسله ان كان لو غسله تنجس قبل الفراغ منها اى الصلاة ولا يتنجس قبل فراغه فلا يجوز ترك غسله هو المختار للفتوى (الدر المختار على هامش رد المختار احكام المعذور ج ۱ ص ۲۸۲ ط. س. ج ۱ ص ۳۰۶) ظفیر. (۴) وهذا اذا لم يمض عليهم وقت فرض الا وذلك الحديث يو جد فيه الخ فالحاصل ان صاحب العذر ابتداء من استوعب عذره تمام وقت صلاة ولو حكما لان الا نقطاع اليسير ملحق بالعدم وفي البقاء من وجد عذره في جزء من الوقت وفي الزوال يشترط استيعاب الا نقطاع حقيقة (البحر الرائق باب الحيض ج ۱ ص ۲۲۸) ظفیر. (۵) ان استوعب عذره تمام وقت صلوة مفروضة الخ حكمه الوضوء لا غسل ثوبه نحوه لكل فرض اللام للوقت كما في للو ك الشمس ثم يصلي به فيه فرضا ونفلا فدخل الواجب بالاولى فاذا خرج الوقت بطل (الدر المختار هامش رد المختار باب الحيض مطلب احكام المعذور ج ۱ ص ۲۸۱ ط. س. ج ۱ ص ۳۰۵) ظفیر.

معذور وقت سے پہلے وضو کر سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۳۵۹) ایک شخص کو پیشاب میں قطرہ آتا ہے اور ہر وقت آتا رہتا ہے۔ چونکہ یہ شخص ہر نماز کے واسطے تازہ وضو کرتا ہے، مغرب کے وقت اس کی ایک یا دو رکعت جماعت سے فوت ہو جاتی ہے ایسے وقت میں وقت سے پہلے وضو کر سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب) جب کہ وہ شخص معذور ہے تو اس کو قبل از وقت وضو کرنا درست نہیں ہے، بس وقت کے بعد ہی وضو کرے۔ اگرچہ جماعت فوت ہو جاوے۔ (۱)

جریان کی کثرت سے جب کپڑا پاک نہ رہ سکے تو کس طرح نماز پڑھے

(سوال ۳۶۰) خاکسار مرض جریان میں مبتلا ہے اور ایسی حالت میں ہے کہ ہر وقت کپڑا خراب رہتا ہے۔ نہا کر بھی پاک رہنا مشکل ہے۔ اب فرمائیے کہ نماز کیسے ادا کروں؟

(جواب) ایسی حالت میں آپ اسی حالت میں وضو کر کے نماز پڑھ لیا کریں۔ غسل کی ضرورت نہیں، یہ ودی وغیرہ ہے منی نہیں ہے۔ اس میں وضو لازم ہوتی ہے، اور نماز کے لئے دوسرا کپڑا رکھیں۔ اگر نماز کی حالت میں بھی قطرہ آوے تو نماز پوری کر لیں نماز صحیح ہو جاتی ہے، بعد نماز کے اس پا جامہ کو اگر قطرہ لگا ہو، دھو کر رکھ دیں دوسری نماز کے وقت پھر اس کو پہن کر وضو کر کے نماز پڑھیں، بہر حال نماز ایسی حالت میں پڑھتے رہیں وہ نماز صحیح ہے۔ (۲) فقط۔

ان اغذار کے ہوتے ہوئے کیا حکم ہے

(سوال ۳۶۱) مجھے بول کا عارضہ ہے دن رات میں بیس ۲۰ پچیس ۲۵ مرتبہ پیشاب آتا ہے اور پانچاچھ مرتبہ تر ہو جاتا ہے، اس لئے وضو نہیں رہتا نماز کے وقت تازہ کر لیتا ہوں، مگر حالت نماز میں نشست و برخاست سے قطرہ نکل جاتا ہے، ہر رکعت میں یہی حالت ہوتی ہے، اس واسطے نماز بیٹھ کر ادا کرتا ہوں، ایسی حالت میں قطرہ نہیں نکلتا۔ اور بیٹھ کر نماز پڑھنے میں پیٹ زانو سے لگ جاتا ہے، اور سجدہ کے وقت پیروں کی انگلیاں قبلہ کی طرف نہیں ہوتیں۔ بلکہ دونوں پیر بچھا کر بیٹھنے میں سکون رہتا ہے۔ سیدھا پیر کھڑا رکھ کر قعدہ میں بیٹھنے سے بہت تکلیف ہوتی ہے، اس لئے یہ نماز درست ہوتی ہے یا نہیں؟ (جواب) درمختار میں ہے یجب رد عذرہ او تقلیہ بقدر قدرتہ ولو بصلوتہ مؤ میاً الخ وفي الشامی و کذا لو سأل عند القيام یصلی قاعداً الخ۔ (۳) پس صورت موجودہ میں آپ کو نماز بیٹھ کر پڑھنا درست ہے۔ جب کہ اس سے قطرہ بند ہوتا ہے اور سجدہ کے وقت اگر بضرورت مذکورہ انگلیاں قبلہ کی طرف نہ ہوں تو اس میں بھی کچھ حرج نہیں ہے جس طرح سہولت ہو اور قطرہ بند ہو اسی طرح کریں اور نماز پڑھیں فقط۔

(۱) وصاحب عذر (الی قولہ) حکمہ الوضو لكل فرض اللام للوقت ثم یصلی به فیہ فرضاً ونفلاً فاذا خرج الوقت بطل (الدر المختار علی هامش رد المحتار احکام المعذور ص ۲۸۰ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۳۰۵ تا ۳۰۶) ظفیر۔

(۲) وصاحب عذر من به سلسل بول لا یمکنہ امساکہ او استطلاق بطن او انفلات ریح ان استوعب عذرہ تمام وقت صلاة مفروضة بان لا یجد فی جمیع وقتها زمناً یتو ضاء ویصلی فیہ خالیاً عن الحدث وحکمہ الوضو لا یغسل ثوبه ونحو لكل فرض (الدر المختار علی هامش رد المحتار مطلب احکام المعذور ج ۱ ص ۲۸۱ ط. س. ج ۱ ص ۳۰۵) ظفیر۔

(۳) رد المحتار فصل احکام المعذور ج ۱ ص ۳۸۳ ط. س. ج ۱ ص ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰

خروج ریح کا مرض ہو تو معذور ہے یا نہیں

(سوال ۳۶۲) زید کو اکثر ریح جاری رہتی ہیں، اور بعض دفعہ کامل وقت نماز کا گذر جاتا ہے کہ وہ مرض مذکور سے فارغ رہتا ہے کیا وہ معذور شرعی ہو سکتا ہے، یا نہیں؟ اور وضو واحد سے حالت ابتلاء میں نماز ادا کر سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب) ابتداء میں صاحب عذر ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ تمام وقت نماز میں اس کو اتنا وقت نہ ملے کہ وضو کر کے نماز بدون اس عذر کے پڑھ سکے۔ پس اگر ایک بار بھی ایسا وقت آچکا ہے کہ اس کو اتنا موقع نہیں ملا کہ تمام وقت نماز میں بدون اس عذر کے وضو اور نماز پوری کر سکا ہو تو وہ معذور ہو گیا، اس کو ایک وضو سے تمام وقت نماز میں نماز فرض و نفل پڑھنا درست ہے اور جب وقت نکل گیا وضو اس کا باقی نہ رہا۔ پھر وہ شخص اس وقت تک معذور رہے گا کہ تمام وقت نماز میں ایک بار بھی اس کو عذر مذکور واقع ہو جاوے قال فی الدر المختار استوعب عذره تمام وقت صلوة مفروضة بان لا یجد فی جمیع وقتها زمنا یتوضا ویصلی فیہ خالیا عن الحدث الخ وهذا شرط العذر فی حق الابتداء وفی حق البقاء کفی وجودہ فی جزء من الوقت ولو مرة وفی حق الزوال یشترط استیعاب الانقطاع تمام الوقت حقیقة الخ در مختار (۱) فقط۔

آنکھ بنوانے کی حالت میں نماز کس طرح پڑھے جب کہ طبیب ملنے کی اجازت نہیں دیتے

(سوال ۳۶۳) آنکھ بنوانے کی صورت میں ممانعت طبیب کی وجہ سے وقت معین تک نماز کو مؤخر کرے یا ایماء کرے۔ اگر ایماء کر سکتا ہے تو کیسے، آیا زخندان کو سیدنے کی طرف خفیف مائل کرے، اور سجدہ کے اشارہ میں اس سے کچھ اور زیادہ، اور تکیہ سر کے نیچے کیسا ہونا چاہئے۔ بعض عبارات سے مفہوم ہوتا ہے کہ ایماء کے واسطے شبیہ بالقعود ہونا چاہئے۔ اور استلقاء بظاہر ایسے چت لیٹنے کو کہتے ہیں کہ تمام جسم بستر سے ملا ہوا ہو۔

(جواب) آنکھ بنوانے کی صورت میں بعد ممانعت طبیب اشارہ سے نماز پڑھے، مؤخر کرنا درست نہیں، اور اگر مؤخر کی تو استغفار کرے اور نماز کی قضا کرے اور اشارہ سے نماز پڑھنے کی صورت یہ ہے کہ چت لیٹے اور سر کے نیچے تکیہ رکھ لے، جیسا تکیہ بھی ہو، موٹا یا پتلا، لیکن اگر بڑے تکیہ کی اجازت طبیب دیوے تو یہ اچھا ہے کہ اس میں اشارہ رکوع و سجود کا اچھی طرح اور آسانی سے ہوگا۔ اور اشارہ رکوع کا تھوڑا سا سر کو سیدنے کی طرف جھکانے سے ادا ہو جاوے گا، اور سجدہ کا اشارہ اس سے کچھ زیادہ ہو، شامی میں اشارہ رکوع و سجود کی یہ تشریح کی ہے اشار الی انہ یکفیه ادنی الانحناء عن الركوع (۲) اور در مختار میں ہے ویجعل سجوده اخفیض من رکوعه (۳)۔

اس کا حاصل یہ ہے کہ رکوع کے لئے تھوڑا سا سر کا جھکانا کافی ہے اور سجدہ کے لئے اس سے کچھ زیادہ ہو، اگر کسی کو کچھ شبہ رہے تو اس نماز یا ان نمازوں کو پھر اعادہ کرے جن میں شبہ رہا۔ اشارہ میں سر کا کسی قدر حرکت دینا ضروری ہے محض زخندان کو سیدنے کی طرف مائل کرنا کافی نہیں۔ فقط۔

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار احکام المعذور جلد اول ص ۲۸۰ ط. س. ج ۱ ص ۱۲۰۵ ظفیر.

(۲) رد المحتار باب صلاة المریض ص ۷۱ ج ۱ ط. س. ج ۲ ص ۱۲۰۹ ظفیر.

(۳) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب صلاة المریض ج ۱ ص ۷۱ ط. س. ج ۲ ص ۱۲۰۹ ظفیر.

حالت عذر میں نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۳۶۴) مرض جریان وغیرہ سے ایک شخص مجبور ہے اور طاقت زائل ہوتی رہتی ہے، آیا اسی حالت میں بھی وہ احکام دین نماز وغیرہ ادا کر سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب) اسی حالت میں سب کام کرے۔ معذور کا مسئلہ بھی فقہ میں موجود ہے جو شخص معذور ہو۔ وہ وقت کے اندر نماز ایک وضو سے پڑھ سکتا ہے، اور تلاوت قرآن شریف اور درود شریف وتسبیح وغیرہ درست ہے، جب وقت نکل جاوے گا وضو نہ رہے گی۔ (۱) فقط۔

آنکھ بنوانے کی حالت میں نماز کس طرح ادا کی جائے

(سوال ۳۶۵) آنکھ بنوانے کی حالت میں نماز کے متعلق مدرسہ سنہجیل کے مدرسین میں باہم اختلاف ہوا، ایک کی رائے یہ ہے کہ ایما جائز ہی نہیں جب تک شبیہ بالقعود نہ ہو، دوسرے کی رائے یہ ہوئی کہ بحالت استلقاء ایما اس طور پر کرے کہ جب سر کی حرکت ممنوع ہے تو زخندان کو سینہ کی طرف مائل کرے اور سجدہ کی حالت میں اس سے زیادہ۔ تاخر نماز جائز نہیں۔ مولوی کریم بخش صاحب اور مولوی نذیر احمد صاحب کے جوابات مولوی عبدالقیوم صاحب کی معرفت آپ کی خدمت میں بھیجے تھے اب ان کو دو کارڈ بھیجے جواب نہیں دیا۔ مولوی نذیر احمد صاحب کا جواب صاف شدہ مرسل خدمت ہے اور مولوی کریم بخش صاحب کا جواب اگر نہ پہنچا ہو تو مولوی عبدالقیوم سے لے لیجئے۔ ورنہ خلاصہ اس کا عرض کر دیا ہے کہ ایما جائز بہ اشارہ زخندان؟

(جواب) عنایت نامہ پہنچا۔ مولوی عبدالقیوم صاحب نے کوئی تحریر جہاں تک یاد ہے نہیں دی، ایک لفافہ حال ہی میں ۲۔ اپریل کو ملا جس میں صرف مولوی نذیر احمد کا جواب آنکھ بنوانے والے کی نماز کے متعلق ہے۔ اس میں کچھ پتہ نہ تھا، اس لئے اس کو کہیں نہ بھیجا گیا۔ اب جناب کا خط پہنچا، اس میں بھی مولوی نذیر احمد کا جواب ہے۔ مولوی کریم بخش کا جواب نہیں دیکھا مگر خلاصہ اس کا آپ کی تحریر سے واضح ہوا۔

جواب صحیح وہی ہے جو مولوی نذیر احمد صاحب نے لکھا ہے، زخندان کا اشارہ کافی نہیں، اشارہ سے نماز صحیح ہونے کے لئے اشارہ بالراس اور حرکت راس کی ضروری ہے اس لئے تکیہ وغیرہ کی ضرورت فقہاء لکھتے ہیں۔ پس اگر اشارہ زخندان یا اشارہ حاجب دین سے نماز پڑھ لی تو اس کو اعادہ کرنا چاہئے۔ اس میں احتیاط بھی ہے۔ اس لئے اب زیادہ اس میں طول دینے کی اور بحث کی ضرورت نہیں ہے۔ (۲)

(۱) ان استوعب عذرہ تمام وقت صلاة مفروضة بان لا یجد فی جمیع وقتها زماناً یطو وضاً ویصلی فیہ خالیاً عن الحدث الخ وحکمہ الوضوء لكل فرض الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار احکام المعذور ج ۱ ص ۲۸۱ ط. س. ج. ص ۳۰۵) ظفیر.

(۲) ویجعل سجوده اخفض من رکوعه لئلا یوما الخ وان تعذر الا یماء برأسه وکثرت الفوائد الخ سقط القضاء عنه الخ ولم یؤم بعینه وقلبه وحاجیه (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة المریض ج ۱ ص ۱۱۱ و ج ۱ ص ۱۱۲ و ج ۱ ص ۱۱۳ ط. س. ج. ص ۹۸) ظفیر.

نامردی کی وجہ سے طلاء استعمال کرتا ہے اور ڈاکٹر پانی سے بالکل منع کرتا ہے تو وہ نماز کیسے پڑھے (سوال ۳۶۶) کوئی شخص مرض سستی کی وجہ سے طلاء نامردی استعمال کرتا ہے اور پانی لگانے سے طیب منع کرتا ہے بلکہ شراب سے عضو تناسل کو دھو لواتا ہے۔ اس صورت میں وہ استنجاء کرنے اور حالت احتلام میں غسل کرنے سے مجبور ہے۔ وہ نماز کس طرح ادا کرے؟

(جواب) دواء کرنا حرام اور نجس چیز کے ساتھ اس وقت درست ہے کہ طیب مسلم حافظ یہ کہے کہ اس دواء میں شفاء ہے اور اس کا بدل دواء حلال سے نہ ہو سکے قال فی النہایۃ وفی التہذیب یجوز للعلیل شرب البول والدم والمیتۃ للتداوی اذا اخبرہ طیب مسلم ان فیہ شفاء ولم یجد من المباح ما یقوم مقامہ الخ (۱) پس اگر شرط مذکور پائی جاوے تو استعمال شراب کا بغرض صحت درست ہے، اور نماز بھی اس حالت میں درست ہے، ورنہ درست نہیں۔ فقط۔

مرض کی وجہ سے زخم لگوایا۔ اور نماز کے پورے وقت تک خون جاری رہا تو کیا کرے (سوال ۳۶۷) کسی شخص نے فساد خون کے دفع کرنے کے لئے اپنی ساق میں ایسا زخم کر لیا کہ زخم کرتے ہی خون جاری ہو گیا اور پورا ایک وقت نماز کا خون جاری رہا۔ مگر زخم کوتاڑ رکھنے کے لئے نیم کی لکڑی کی ایک چھوٹی سی گوئی اس کے اندر داخل کر کے اوپر سے دو چارتہ کپڑے کی اور ایک پٹی بھی باندھ لی، جس کی وجہ سے کبھی کبھی کچھ خون یا پیپ جاری ہوتی ہے۔ کبھی دو تین وقت تک خون بند رہتا ہے، اور کبھی ایک وقت کے اندر دو تین مرتبہ خون یا پیپ جاری ہوتا ہے۔ آیا یہ شخص معذور شمار کیا جائے گا یا نہیں؟

(جواب) درمختار میں ہے وصاحب عذر الخ ان استوعب عذره تمام وقت صلوة مفروضة بان لا یجد فی جمیع وقتها زمانا یتوضا ویصلی فیہ خالیا عن الحدث الخ وهذا شرط العذر فی حق الابداء وفى حق البقاء کفی وجودہ فی جزء من الوقت ولو مرة وفى حق الزوال یشترط استعیاب الانقطاع تمام الوقت حقیقۃ الخ (۲) درمختار اس عبارت سے معذور کے متعلق جو کچھ تفصیل تھی ظاہر ہو گئی۔ پس ابتداء جبکہ نماز کے ایک وقت کامل میں خون جاری رہا تو وہ شخص معذور ہو گیا، اور پھر جب تک تمام وقت میں انقطاع حقیقہ نہ ہوگا، وہ شخص معذور ہی رہے گا۔ اور معذور شخص غیر معذورین کا امام نہیں ہو سکتا۔ (۳) فقط۔

زخم سے مواد رستار ہوتا ہے اس حالت میں ظہر کے وضو سے عصر کی نماز جائز ہے یا نہیں (سوال ۳۶۸) میری پٹلی میں ایک پھوڑا تھا جس میں سوراخ ہو کر مواد خارج ہو گیا وہ سوراخ ابھی باقی ہے اور اس میں سے رقیق مواد خارج ہو رہا ہے، زخم کی شکل نہیں ہے سوائے شب اور صبح کے اس پر گیلی مٹی پلٹس کی طرح باندھی

(۱) رد المحتار باب المتفرقات (فی کتاب البیوع) جلد رابع ص ۲۹۸ ط.س. ج ۱ ص ۲۲۸ ۱۲ ظفیر.
(۲) الدر المختار علی هامش رد المحتار احکام المعذور جلد اول ص ۲۸۱ ط.س. ج ۱ ص ۳۰۵ ۱۲ ظفیر.
(۳) ولا ظاہر بعد (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۴۱ ط.س. ج ۱ ص ۵۷۸ ۵ ظفیر.

جاری ہے۔ مٹی باندھ کر ظہر۔ عصر۔ مغرب کے واسطے وضو کرتا ہوں، عشاء اور فجر کے وقت کپڑے کی گدی بنا کر باندھ دی جاتی ہے، تو ظہر کے وضو سے عصر کی، یا عصر کے وضو سے مغرب کی نماز پڑھ سکتا ہوں بلا پٹی کھولے جب کہ وضو باقی ہو؟ (جواب) اگر اس سوراخ میں سے ہر وقت کچھ کچھ مواد نکلتا رہتا ہے، تو وہ شخص معذور ہے اس کو ایک وضو سے دوسرے وقت کی نماز پڑھنا درست نہیں ہے، وقت کے نکلنے سے اس کا وضو ٹوٹ جاتا ہے، دوسرے وقت کے لئے پھر تازہ وضو کرنا چاہئے۔ درمختار میں ہے وحکمہ الوضوء لكل فرض الخ فاذا خرج الوقت بطل الخ۔ (۱) اور معذور کی تعریف یہ ہے کہ ابتداءً اس کو ایسی نوبت آئی ہو کہ تمام وقت میں اتنی دیر کو بھی مواد نکلتا نہ رکا ہو۔ جس میں وضو کر کے نماز پڑھ سکے، درمختار میں ہے وصاحب عذر من به سلسل البول الخ او بعينه رمد الخ (ای ویسیل من الدمع شامی) ان استوعب عذره تمام وقت صلوة مفروضة بان لا یجد فی جمیع وقتها زمنا یتوضأ ویصلی فیہ خالیا عن الحدث الخ وهذا فی حق الا ابتداء وفي حق البقاء کفی وجوده فی جزء من الوقت ولو مرة الخ۔ (۲) فقط۔

معذور کے وضو کا کیا حکم ہے۔

(سوال ۳۶۹) ایک شخص کو عارضہ ناسور کا ہے اور قطرہ قطرہ رطوبت خارج ہو کر کپڑے میں جذب ہو جایا کرتی ہے، اور یہ مرض دائمی ہے تو یہ شخص عصر کی وضو سے مغرب کی نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟، اسی کپڑے کو پہنے ہوئے نماز پڑھنا اور امام ہونا درست ہے یا نہیں؟

(جواب) وہ شخص معذور ہے اور معذور غیر معذورین کا امام نہیں ہو سکتا۔ کما فی الدر المختار ولا طاهر بمعذور۔ (۳) اور معذور وقت کے اندر نماز اس عذر کے ساتھ پڑھ سکتا ہے، اور کپڑے کے دھونے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر یہ اندیشہ ہے کہ اگر کپڑے کو دھویا جاوے گا تو نماز سے پہلے ناپاک ہو جاوے گا تو نہ دھونا درست ہے اور اگر یہ سمجھتا ہے کہ نماز سے فارغ ہو۔ نہ تک درہم سے زیادہ ناپاک نہ ہوگا تو دھونا چاہئے۔ (۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

مجبور سجدہ کے لئے آگے کوئی چیز رکھ سکتا ہے یا نہیں۔

(سوال ۳۷۰) مریض یا حاملہ جو سجدہ پر قادر نہ ہو تو آگے کوئی چیز رکھ کر، اس پر سجدہ کرنا درست ہے یا نہ؟ یا اشارہ کر کے سجدہ کرے؟

(جواب) جو مریض سجدہ نہ کر سکے وہ اشارہ کرے۔ سجدہ کے آگے کوئی چیز نہ رکھے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الحيض مطلب فی احکام المعذور ج ۱ ص ۲۸۱ وج ۱ ص ۲۸۲ ط. س. ج. ص ۳۰۵. ۱۲ ظفیر. (۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الحيض مطلب فی احکام المعذور ج ۱ ص ۲۸۰ ج ۱ ص ۲۸۱ ط. س. ج. ص ۳۰۵. ۱۲ ظفیر. (۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار ص ۵۴۱ جلد نمبر ۱۲ ظفیر. (۴) وحکمہ (ای صاحب العذر) الوضوء لا غسل ثوبه ونحوه لكل فرض (الی قوله) وان سال علی ثوبه فوق الدرهم جاز له ان یغسله ان کان لو غسله تتجسس قبل فراغه منها ای الصلاة والا یتجنس قبل فراغه فلا یجوز ترک غسله هو المختار للفتویٰ الدر المختار علی هامش ردالمحتار ج ۱ ص ۳۸۱ ط. س. ج. ص ۳۰۵. ۳۰۶ ظفیر. (۵) وان تعذر الیس تعذرهما شرط بل تعذر السجود کاف لا القيام او ماء قاعد الخ ویجعل سجوده اخفض من رکوعه لزوما ولا یرفع الی وجهه شینا یسجد علیه فانه یکره تحریما (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ج ۱ ص ۷۱۰ ط. س. ج ۲ ص ۹۸ باب صلوة المریض) ظفیر.

خروج ریح کا دورہ پڑتا ہو تو کس طرح نماز ادا کرے

(سوال ۳۷۳) مجھ کو معذہ کی کمزوری کے باعث اخراج ریح کا مرض بھی معلوم ہوتا ہے، اکثر نماز میں بھی ریح خارج ہو جاتی ہے اور مجھ کو بطور دورہ کے رہتا ہے، ایام دورہ میں ایک نماز کے لئے چار پانچ مرتبہ وضو کرنا پڑتا ہے، ایسی حالت میں شرعی حکم کیا ہے؟

(جواب) ایام دورہ یا حی میں وقت میں ایک دفعہ وضو کرنا کافی ہے اسی وضو سے تمام وقت میں فرض و سنن و نوافل ادا کرنا جائز ہے۔ (۱) فقط۔ معذور شرعی کی تعریف کیا ہے۔

(سوال ۳۷۴) معذور شرعی جس کو وقتیہ وضو سے نماز وغیرہ پڑھنے کی اجازت ہے، اس کی مفتی بہ تعریف کیا ہے؟ مجھے ریح جاری رہتی ہے قریب قریب کوئی نماز بدون اس کے نہیں گذرتی۔ آیا میرے لئے صرف ایک دفعہ وضو کر لینا ہر وقت کے لئے کافی ہے یا نہیں؟

(جواب) معذور شرعی ابتداءً اس وقت ہوتا ہے کہ تمام وقت نماز میں کوئی وقت ایسا اس کو نہ مل سکے کہ وضو کر کے نماز بدون اس عذر کے ادا کر سکے بان لا یجد فی جمیع وقتھا زمانیتو ضاً ویصلی فیہ خالیاً عن الحدث الخ و هذا شرط العذر فی حق الابتداء وفي حق البقاء کفی وجوده فی جزء من الوقت ولو مرة وفي حق الزوال يشترط استيعاب الاقطاع تمام الوقت الخ درمختار۔ (۲) پس اگر ایک دفعہ بھی تعریف مذکور اس پر صادق آگئی تو وہ معذور ہو گیا۔ پھر اس وقت تک معذور ہی رہے گا جب تک وہ عذر بالکل منقطع نہ ہو جائے۔ پس ایسے معذور کو وقت میں ایک دفعہ وضو کر لینا کافی ہے، تمام وقت میں اس عذر کے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہے، پھر خروج وقت سے وہ وضو باطل ہو جاتا ہے۔ فقط۔

احلیل میں مرض کی وجہ سے کرسف رکھے اور وہ تر ہو جائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۳۷۵) زید کو مرض سلسل بول ہے اس کی وجہ سے وہ احلیل میں کرسف رکھتا ہے اور کرسف سوراخ میں اس قدر اندر رہتا ہے کہ باہر سے نظر نہیں آتا، ایسی صورت میں زید ہر نماز کے وقت وضو کرے یا جس وقت قطرہ کرسف سے تجاوز کر کے باہر آجائے اس وقت وضو جدید کرے اور وہ بلا وضو تلاوت کر سکتا ہے یا نہ؟

(جواب) اس صورت میں جس وقت قطرہ کرسف سے تجاوز کر کے باہر آجائے اس وقت وضو ٹوٹے گا (۳)۔ اور مس مصحف کے لئے وضو شرط ہے اور حفظ پڑھنے کے لئے وضو شرط نہیں ہے۔ (۴) فقط۔

(۱) وصاحب عذر من به سلسل بول لا یمكن امساكه او استطلاق بطن او انفلات ریح الخ ان استوعب عذره تمام وقت مفروضة بان لا یجد فی جمیع وقتھا زمانیتو ضاً ویصلی فیہ خالیاً عن الحدث ولو حکماً لان الانقطاع المیسر ملحق بالعدم الخ وحکمه الوضوء الخ لكل فرض ای لوقت كل صلاة ثم یصلی به فیہ فرضاً ونفلاً قد خل الواجب بالا ولی فاذا خرج الوقت بطل (الدرد المختار علی هامش رد المختار احکام المعذور ص ۲۸۰ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۳۰۵) ظفیر۔ (۲) الدرد المختار علی هامش رد المختار احکام المعذور ص ۲۸۱ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۲۳۰۵ ظفیر۔

(۳) لوحشا الحلیه بقطنه وابتل الطرف الظاهر هذا لو كان القطنه عالیه او محاذیه لراس الا حلیل وان متسفله عن الحکم فی الدبر والفرج الداخل وان ابتل الطرف الداخل لا ینقض (الدرد المختار علی هامش رد المختار کتاب الطہارة نواقض الوضوء ج ۱ ص ۱۳۸ ط. س. ج ۱ ص ۱۳۸) ظفیر۔

(۴) لا تحل قراءة القرآن للجنب (درمختار) قید بالجنب لان قراءة المحدث تحل بدون الطہارة (رد المختار باب التیمم ص ۲۲۹ ج ۱) والا تکره قراءة القرآن للمحدث ظاهر ای علی ظہر لسانہ بالا جماع (غنیة المستملی ص ۵۷ و ص ۵۸) ظفیر۔

الباب السابع في الانجاس وتطهيرها

فصل اول نجاستیں اور ان سے پاکی

کپڑے کو شراب لگ جائے تو پاک ہو سکتا ہے یا نہیں۔

(سوال ۳۷۶) کپڑے پر شراب لگ جائے تو وہ پاک ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب) شراب اگر کپڑے کو لگ جاوے مانند دوسری نجاسات کے دھونے سے پاک ہو سکتا ہے۔ فقط۔

(يجوز رفع نجاسة حقيقة عن محلها بماء ولو مستعملا وبكل مائع طاهر قالع الخ (تنوير على الشامي ص ۳۱ ج ۱ جميل الرحمن)

سائیکس کا مٹکا استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں

(سوال ۳۷۷) ایک سائیکس قوم کا چمار ہے، اس کا مٹکا ایک مسلمان دھو کر استعمال کرتا ہے جائز ہے یا نہ؟

(جواب) اس میں کچھ حرج نہیں ہے، وہ مٹکا اور پانی پاک ہے۔ (۱) فقط۔

چمار کے گھر کا گھی استعمال کرنا درست ہے یا نہیں

(سوال ۳۷۸) چمار کے گھر کا گھی خرید کر اگر استعمال کر لے جائز اور پاک ہے یا نہیں؟

روغن زرد میں چوہا مر جائے تو وہ پاک ہو سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۳۷۹) اگر روغن زرد میں کوئی جانور مثل چوہا وغیرہ گر کر مر جائے تو وہ پاک ہو سکتا ہے یا نہ؟

اگر مٹی کا برتن ناپاک ہو جائے تو کس طرح پاک ہوگا۔

(سوال ۳۸۰) اگر مٹی کا یا قاہرہ کا برتن ناپاک ہو جاوے تو کس طرح پاک ہو سکتا ہے؟

(جواب) (۱) احتیاط یہ ہے کہ نہ خریدے۔ اگر خرید اور استعمال کیا درست ہے۔ پاک ہی سمجھا جاتا ہے جب تک کوئی

نجاست اس میں معلوم نہ ہو۔ (۲) فقط۔

(۲) اس کے پاک ہونے کی صورت یہ لکھی ہے کہ اس میں پانی ڈال کر تین مرتبہ اس پانی کو جلا دیوے، اور پانی

ہر دفعہ برابر اس گھی وغیرہ کے ڈالے۔ (۳)

(۱) قال محمد رحمة الله عليه ويكره الاكل والشرب في اواني المشركين قبل الغسل ومع هذا لو اكل او شرب فيها قبل الغسل جاز الخ (عالمگیری مصری کتاب الکراهیة باب رابع عشر ج ۵ ص ۳۵۸ ط. ماجدیہ ج ۵ ص ۳۷۷) ظفیر۔

(۲) ولو شك في نجاسة ماء او ثوب الخ لم يعتبر (در مختار) التارخانیہ من شك في انا نه او ثوبه او بدنه اصابه نجاسة او لا فهو طاهر مالم يستيقن الخ وكذا ما يتخذه اهل الشرك او الجهلة من المسلمين كالسمن والخيزر الا طعمة و الثياب (رد المحتار قبیل اباحت الغسل ج ۱ ص ۱۲۰ ط. س. ج ۱ ص ۱۵۰) ظفیر۔

(۳) لان الاخذ بما هو الوثيقة في موضع الشك افضل اذ لا يورد الى الحرج ومن هذا قالو لا باس بلبس ثياب اهل الذمة والصلاة فيها الى قوله وتجوز لان الاصل الطهارة والتلوث بين المسلمين في الصلاة بثياب الغنائم قبل الغسل شامي ص ۲۱۲ ج ۱۔

(۳) تین دفعہ دھونے سے پاک ہو جاوے گا، اگر اس میں قارورہ بھی ہو تب بھی تین دفعہ دھونے سے پاک ہو جاوے گا۔ بہتر یہ ہے کہ مٹی وغیرہ سے صاف کر کے دھو وے۔ (۱)

گندہ تالاب برسات کے زمانہ میں بھر گیا تو وہ پاک ہے یا ناپاک
(سوال ۳۸۱) ایک تالاب آبادی سے ملحق ہونے کی وجہ سے گندہ رہتا ہے، بارش ہونے پر اس میں پانی بھر گیا ہے تو وہ پاک ہے یا نہیں؟

(جواب) اگر پلیدی کے کرنے کی وجہ سے اس میں بدبو نہیں ہے تو وہ پاک ہے وہ دہ دردہ ہونے پر پاک رہتا ہے، مگر جب کہ تغیر اوصاف بسبب نجاست کے ہو جاوے (وعن ابی یوسف ان الغدير العظيم کا لجاری لا یتنجس الا بالتغیر الی قوله اذا كان الماء بحيث یخلص بعضه الی بعض بان تصل النجاسة من الجزء المستعمل الی الجانب الاخر . وهو قليل والا کثیر قال ابو سلیمان الجوز جانی ان کان عشر افی عشر فهو مما لا یخلص وبه اخذ عامة مشائخنا۔ (۲) عالمگیری ص ۱۷ ج ۱ جمیل الرحمن)

مجموعات اور تریاق الافاعی میں کیا تبدیل ماہیت نہیں ہوتی
(سوال ۳۸۲/۱) صابون تخم نخس سے بنایا ہوا پاک ہے۔ از روئے کتاب وجہ اس کی تبدیل ماہیت بیان کی ہے اگر یہ تبدیل ماہیت ہے تو جملہ مجموعات اور تریاق الافاعی میں بھی تبدیل ہو جاتی ہے، کیونکہ صورت و خاصیت ہر دو جدا گانہ پیدا ہو جاتی ہیں؟

دریائی جانور کا پیشاب پاک ہے یا نہیں
(سوال ۳۸۳/۲) دریائی جانور کا پیشاب پاک ہے یا نہیں؟

(جواب) (۱) یہ تو کتب فقہ میں تصریح ہے کہ علت طہارت صابون میں تغیر و انقلاب عین ہے، جس جگہ یہ علت پائی جاوے گی حکم طہارت دیا جاوے گا، مگر مجموعات اور تریاق الافاعی میں یہ انقلاب بظاہر حاصل نہیں ہے اور غایت یہ کہ مجموعات وغیرہ میں اگر یہ انقلاب مسلم ہوگا تو یہ ایسا ہوگا جیسا کہ دبس مطبوخ اذا کان زبیه متنجس میں بعض کا خیال ہوا۔ مگر شامی نے اس میں بحث کر کے اس کو حکم انقلاب عین سے خارج ٹھہرایا ہے۔ یوں تو ہر ایک مرکب میں خاصیت و اثر جدا پیدا ہوتا ہے مگر اس کو انقلاب عین نہ کہا جاوے گا۔ (۳) فقط۔

(۲) دریائی جانور کا پیشاب پاک ہے جیسا کہ مائی المولد کی تشریح میں کتب فقہ در مختار وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے

(۱) ویطهر لبن وعسل ودبس ودهن یغلی ثلاثاً (در مختار کتاب الانجاس۔ ط. س. ج ۱ ص ۳۳۲)
(۲) یجوز رفع نجاسة حقیقة عن محلها ولو انا الخ در مختار باب الانجاس۔ ط. س. ج ۱ ص ۳۰۹۔ جمیل الرحمن
(۳) فیقال كذلك فی الدبس المطبوخ اذا كان متنجساً الخ قلت لكن قد يقال ان الدبس ليس فيه انقلاب حقیقة لانه عصير جمد بالطبخ الخ (رد المحتار ج ۱ ص ۲۹۱۔ ط. س. ج ۱ ص ۳۱۶ تحت ویطهر زیت باب الانجاس) ظفیر

فلو تفتت فيه نحو صفدع جاز الوضوء به لا شربة (۱) اور اس سے پہلے ہے ومائى مولد ولو كلب الماء وخنزير ه كسمك وسرطان و صفدع الخ درمختار (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

انگریزی دوا کا استعمال جائز ہے یا نہیں

(سوال ۳۸۴) سنا ہے کہ انگریزی دواؤں میں استعمال شراب کا ہوتا ہے، لہذا انگریزی دواؤں کا استعمال جائز ہے یا نہ؟ (جواب) انگریزی ادویہ کا استعمال علی العموم ناجائز نہیں ہے، اگر کسی دوا میں شراب وغیرہ کا ہونا معلوم ہو جاوے تو اس دوا کا استعمال ناجائز ہو جاوے گا۔ (۳) باقی شبہ اور شک سے کوئی چیز ناپاک نہیں ہوتی۔ (۴) فقط۔

ناپاک کپڑا دھوبی کے یہاں جانے سے پاک ہو جائے گا یا نہیں

(سوال ۳۸۵) اگر ناپاک کپڑا دھوبی کے یہاں دے دیا جائے تو پاک ہو جائے گا یا نہ؟ (جواب) پاک ہو جاوے گا۔ (۵) فقط۔

رنگریز اور مل کے رنگین کپڑے میں نماز جائز ہے یا نہیں، اور مٹی وغیرہ سے کپڑا رنگنا کیسا ہے (سوال ۳۸۶) رنگریز رنگ سے کپڑا رنگتا ہے اس سے نماز پڑھنا درست ہے یا نہ؟ اور ولایت سے رنگے ہوئے کپڑے جو آتے ہیں ان سے نماز پڑھنا اور خار جان کا استعمال درست ہے یا نہیں؟ مٹی وغیرہ سے کپڑا رنگنا جائز اور پاک ہے یا نہ؟ (جواب) عموم بلوی کی وجہ سے اور نیز اس وجہ سے کہ شراب کا ہونا ان رنگوں میں یقینی نہیں ہے نماز ان کپڑوں سے جو اس رنگ میں رنگے ہوں درست ہے اسی طرح رنگین کپڑوں چھینٹ وغیرہ سے جو ولایت سے رنگے ہوئے آتے ہیں، نماز درست ہے اور نماز میں اور خارج نماز میں پہننا ان کا درست ہے۔ (۶) اور مٹی وغیرہ سے کپڑا رنگنا بھی جائز اور پاک ہے۔ فقط۔

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار ص ۱۷۱ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۳۹۵ ۱۲. ظفیر.

(۲) الدر المختار علی هامش رد المحتار ص ۱۷۱ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۳۸۵ ۱۲. ظفیر.

(۳) بہ یعلم ان ما یستقطر من دردی الخمر ونحو المسمى بالعرفی فی ولا یتہ الروم نجس حرام کسائر اصناف الخمر (رد

المختار باب الا نجاس مطلب العرفی الذی یستقطر ج ۱ ص ۳۰۰ ط. س. ج ۱ ص ۳۲۵) ظفیر.

(۴) البقین لا یزول بالشک (الا شباه والنظائر القاعدة الثالثة ص ۷۵) ظفیر.

(۵) وازالتها ان كانت مرئية بازالة عينها واثرها ان كانت شيئاً يزول اثره (الی قوله) وان كانت غير مرئية يغسلها ثلاث مرات

الخ (عالمگیری کشوری ص ۳۰ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۳۱) ظفیر.

(۶) البقین لا یزول بالشک (الا شباه والنظائر القاعدة الثالثة ص ۷۵) ظفیر.

منی ناپاک ہے یا پاک

(سوال ۳۸۷/۱) منی کو اکسیر ہدایت میں پاک تحریر فرماتے ہیں، اگر پاک ہے تو بعد جماع کے غسل کیوں واجب ہوا؟

ہندو کے ہاتھ کا پکا یا ہوا کھانا درست ہے یا نہیں

(سوال ۳۸۸/۲) ہندو کے ہاتھ کا یا اس کے یہاں کا پکا ہوا کھانا درست ہے یا نہیں؟

(جواب) (۱) حنفیہ کے نزدیک منی ناپاک ہے، (۲) امام غزالیؒ شافعی المذہب ہیں اس لئے انہوں نے ایسا لکھا ہے اور غسل واجب ہونے کی وجہ ارشاد جناب باری تعالیٰ شانہ اور ارشاد رسول اللہ ﷺ ہے۔ (۲) فقط۔
(۲) درست ہے۔ (۳) فقط۔

سانپ اور چوہے کی کھال بعد دباغت کیوں پاک نہیں کہی جاتی

(سوال ۳۸۹/۱) بہشتی زیور میں لکھا ہے کہ سانپ اور چوہے اور سور کی کھال دباغت سے پاک نہیں ہوتی اور سب کھالیں پاک ہو جاتی ہیں۔ حالانکہ کتب فقہ میں ہے ويطهر الجلد بالذباغة الا الحنزير والا دمي. تو چوہے کی کھال اس بناء پر پاک ہونی چاہئے۔ وجہ صحیح ہے یا نہ؟

ناپاک تیل کا صابون پاک ہے یا ناپاک

(سوال ۳۹۰/۲) بہشتی گوہر میں لکھا ہے کہ ناپاک تیل کا اگر صابون بنا لیا جائے تو پاک ہے یہ صحیح ہے یا نہ؟
(جواب) (۱) مسئلہ مرقومہ بہشتی زیور صحیح ہے اور عبارت کتب فقہ کل اہاب اذا دبع فقد طهر الخ کے منافی نہیں ہے۔ کیونکہ یہ امر تو ظاہر ہے کہ دباغت سے کل کھالیں سوائے انسان و خنزیر کے پاک ہو جاتی ہیں، رہا سانپ و چوہے کی کھال کا دباغت سے پاک نہ ہونے کا یہ مطلب ہے کہ ان میں بسبب صغر کے دباغت ممکن نہیں ہے، قال فی الدر المختار وما لا یحتملہا فلا وعلیہ فلا یطہر جلد حیة صغیرة وفارة. (۲) یعنی جب کہ اثر دباغت حقیقی و حکمی بوجہ صغر قبول نہیں کرتیں تو پاک نہیں ہوئیں۔ پس پاک ہوگی چھوٹے سانپ اور چوہے کی کھال۔

(۲) یہ مسئلہ درمختار جلد اول ص ۲۱۰ مطبوعہ مجتبائی میں بایں عبارت مذکور ہے ويطهر زيت تنجس بجعله صابو نا الخ، اور وجہ اس کے پاک ہونے کی انقلاب عین ہے، شامی میں اسی قول کے تحت میں مذکور ہے وعلیہ

(۱) ونجاسة المنی عندنا مغلظة سراج (رد المحتار ج ۱ ص ۲۸۹ باب الانجاس ط. س. ج ۱ ص ۳۱۳) ظفیر.
(۲) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم في المذی الوضوء وفي المنی الغسل رواه احمد (آثار السنن ج ۱ ص ۲۵) ظفیر.
(۳) قال محمد رحمة الله عليه ويكره الاكل والشرب في اواني المشركين قبل الغسل ومع هذا لو اكل او شرب فيها قبل الغسل جاز الخ (عالمگیری مصری ج ۵ ص ۲۵۸ ط. س. ج ۱ ص ۳۴۷) ظفیر.
(۴) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المیاء ص ۱۸۸ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۲۰۳ ظفیر.

یتفرع مالمو وقع انسان او کلب فی قدر الصابون فصار صابونا یكون طاهراً لتبدل الحقيقة. (۱) فقط۔

نجاست کا غسل اگر لگ جائے تو وہ چیز ناپاک ہوگی یا نہیں

(سوال ۳۹۱) اگر بدن یا کپڑے پر کوئی نجاست غیر مرئیہ لگ جائے اور خشک ہونے کے بعد اس کو دھویا جائے، اگر اس کا غسل دوسری جگہ لگ جائے تو وہ جگہ ناپاک ہو جائے گی یا نہیں اگر نجس ہوگی تو پہلی جگہ کی مانند اس کو تین بار دھونا واجب ہے یا محض پانی کے بہہ جانے سے پاک ہو جائے گی؟

(جواب) ظاہر ہے کہ وہ غسل نجاست کا نجس ہے۔ (۲) اس کی تطہیر بھی ضروری ہے اور پانی کے ساتھ ساتھ وہ بھی دھل جاتا ہے اور پاک ہو جاتا ہے۔ (۳) فقط۔

نجاست کے دھونے میں ملنا شرط ہے یا نہیں

(سوال ۳۹۲) نجاست بدن کی متعلق جو تین بار دھونا کتابوں میں لکھا ہے، اس میں اس کی جگہ ملنا بھی شرط ہے یا محض پانی ڈالنا ہی کافی ہے؟

(جواب) جس جگہ نجاست لگی ہوئی ہو اس کا ازالہ ضروری ہے، ملنے سے ہو، یا جس طرح ہو اس کو دور کر کے پاک کرنا ضروری ہے۔ (۴) فقط۔

پیشاب کی چھینٹ اگر کپڑے پر پڑ جائے تو اس کپڑے سے نماز جائز ہوگی یا نہیں

(سوال ۳۹۳/۱) ایک شخص کی عمر ۶ سال کی ہے پیشاب میں غلبت ہوتی ہے اس وجہ سے اکثر پیشاب کرنے میں ایسی چھینٹیں پانچوں پر پڑ جاتی ہیں کہ جو معلوم نہیں ہوتیں۔ اس کپڑے سے نماز درست ہے یا نہیں؟

بدن کو کپڑے کی نجاست لگ جائے تو اس کا دھونا ضروری ہو گیا یا نہیں

(سوال ۳۹۴/۲) کبھی پیشاب خطا ہو جاتا ہے اور پا جامہ پر صرف نمی آ جاتی ہے، وہ نمی بدن میں محسوس ہوتی ہے تو بدن دھونے کی ضرورت ہے یا نہیں؟ اور اگر اسی حالت میں دوسرے کپڑے سے نماز ادا کی تو اس نماز کا اعادہ ضروری ہے یا نہیں؟

(جواب) (۱) ایسی چھینٹیں باریک جو معلوم نہ ہوں معاف ہیں ان سے کپڑا اور بدن ناپاک نہیں ہوتا ایسے کپڑے سے

(۱) رد المختار باب الانجاس ص ۲۹۱ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۳۰۵ ۱۲ ظفیر.

(۲) ہوماء ورد علی نجس نجس کعکسہ (الدر المختار علی هامش رد المختار ص ۳۰۰ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۳۲۵ باب الانجاس ظفیر.

(۳) ویظہر محل نجاسة مرئية بقلعها الخ ویظہر غیر ہا ای غیر مرئية بغلبة ظن غاسل الطخ (الدر المختار علی هامش رد المختار باب الانجاس ص ۳۰۵ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۳۲۸ ظفیر.

(۴) یجوز رفع نجاسة حقيقية عن محلها بماء ولو مستعملاً وبکل ماء طاهر قالع الخ ویظہر منی ای محلہ یا بس بفرك والا فیغسل بلا فرق بین منیہ ومنیہا ولا بین ثوب وبدن علی الظاهر مختصراً (الدر المختار علی هامش رد المختار باب الانجاس ص ۲۸۴ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۳۰۹ ظفیر.

نماز صحیح ہے۔ (۱) فقط۔

(۲) اگر پاجامہ میں پیشاب نکل جاوے اور پاجامہ تر ہو جاوے۔ پھر وہ تری پاجامہ کی بدن کو لگ جاوے تو اگر مقدار درہم یا زیادہ جگہ میں لگی ہے تو بدن کا دھونا ضروری ہے۔ اور اگر بدون دھوئے بدن کے دوسرے کپڑے سے نماز پڑھی تو اعادہ اس نماز کا ضروری ہے۔ (۲) درمختار شامی۔ فقط۔

مذی و ودی کی شناخت کیا ہے اور یہ کون سی نجاست ہے

(سوال ۳۹۵) مذی اور ودی کی کیا شناخت ہے اور مذی اور ودی نجاست غلیظہ ہے یا خفیفہ؟

(جواب) ردالمحتار میں مذی کی تعریف میں ماء رفیق ابیض یخرج عند الشهوة لابها الخ۔ (۳) اور ودی کی تعریف میں ہے ماء ثخین ابیض کدر یخرج عقب البول نهر۔ (۴) پس معلوم ہوا کہ مذی سفید رفیق پانی ہے جو بوقت شہوت نکلتی ہے مگر شہوت کے ساتھ نہیں نکلتی اور ودی پیشاب کے بعد نکلتی ہے، اور یہ دونوں یعنی مذی اور ودی نجاست غلیظہ ہیں۔ جیسا کہ درمختار میں ہے۔ بیان نجاست غلیظہ میں و کذا کل ما یخرج منه موجبا لو ضوء او غسل مغلط الخ۔ (۵)

حیض و نفاس کی سفیدی اگر لگ جائے تو وہ پاک رہے گا یا ناپاک

(سوال ۳۹۶/۱) حیض اور نفاس سے فارغ ہو کر جو سفیدی آتی ہے وہ اگر کپڑے کو یا بدن کو لگ جائے تو بدن و کپڑا پاک رہے گا یا نہیں؟

زخم کی رطوبت بہے بغیر کپڑے کو لگ گئی تو کیا حکم ہے

(سوال ۳۹۷/۲) اگر کوئی نجاست مثلاً پیپ لہو وغیرہ کپڑے کو لگ جائے مگر مقدار درہم سے کم لگے بایں طور کہ ابھی وہ زخم کے منہ سے بہہ کر علیحدہ بھی نہیں ہوئی تھی کہ فوراً پاجامہ کو لگ گئی اور پھر پانی پڑ کر مقدار درہم کی برابر یا اس سے زائد ہو گئی تو وہ کپڑا پاک ہے یا نہیں اور بدن بھی پاک ہے یا نہیں؟

(۱) وعفی الخ بول انتضح کرؤس ابرو کذا جانبہ الا خروان کثر باصا به الماء للضرورة (درمختار) عن الکرمانی ان هذا مالم یر علی الثوب والا وجب غسله اذا صار بالجمع اکثر من قدر الدرهم (رد المحتار ج ۱ ص ۲۹۷ ط. س. ج ۱ ص ۳۳۱۔ ۳۲۲ باب الانجاس) ظفیر۔

(۲) وقدر الدرهم من النجس المغلط کالدم والبول الخ جازت الصلوة معه وان زاد لم تجز (ہدایہ ج ۱ ص ۷۱) وغیہ الشارح عن قدر درهم وان کره تحریما فیجب غسله وما دونه تنزیها فیسن و فوقه مدغل یشترض والعبرة لو قت الصلوة لا الاصابة علی الا کثر نهر (درمختار فقی المحيط بکرمه ان یصلی ومعہ قدر درهم او دونه من النجاسة عالما به لا اختلاف الناس فیہ..... قادر اعلیٰ از التہ و حدیث تعاد الصلوة عن قدر الدرهم من الدم لم یشتر ولو ثبت حمل علی استحباب الاعادة الخ (رد المحتار باب الانجاس ج ۱ ص ۲۹۱ و ج ۱ ص ۲۹۲ ط. س. ج ۱ ص ۳۱۲) ظفیر۔

(۳) رد المحتار اباحت الغسل ص ۱۵۳ جلد اول ط. س. ج ۱ ص ۱۲۰ ۱۲۱ ظفیر۔

(۴) رد المحتار اباحت الغسل ص ۱۵۳ جلد اول ۱۲۰ ظفیر۔

(۵) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الانجاس ص ۲۹۳ ج ۱ ۱۲۰ ظفیر۔

(جواب) (۱) رطوبت فرج خارج پاک ہے و امار طوبتہ الفرج الخارج فطاهرة اتفاقاً (۱) در مختار اور رطوبت فرج داخل ناپاک ہے ومن وراء باطن الفرج فانه نجس قطعاً (۲) شامی باب الانجاس ص ۳۲۲۔ پس اگر وہ سفید پانی اندر سے آیا ہے تو وہ ناپاک ہے اگر قدر درہم سے زیادہ بدن یا کپڑے کو لگ جائے تو دھونا چاہئے۔

(۲) جو پیپ کہ زخم سے باہر نہیں تھی وہ ناپاک نہیں ہے، اگر کپڑے یا بدن کو لگ جاوے اگرچہ مقدار درہم سے زیادہ ہو، کپڑا اور بدن ناپاک نہ ہوگا۔ وہ اگر پانی پڑ کر زیادہ بھی ہو جائے تو کچھ حرج نہیں ہے جیسا کہ در مختار میں ہے و کل ماليس بحديث ليس بنجس الخ۔ (۳) اور نجاست اگر درہم سے کم بدن یا کپڑے کو لگے، اور پانی لگ کر زیادہ ہو جائے تو وہ مانع عن الصلوة نہیں ہے۔ کما فی الشامی وان کثر باصابة الماء الخ۔ (۴)

آدمی کی رال پاک ہے

(سوال ۳۹۸) آدمی کے منہ سے جو رال آتی ہے وہ پاک ہے یا ناپاک؟

(جواب) منہ سے جو رال آتی ہے وہ پاک ہے کما فی النائم فانه طاهر مطلقاً وبہ مفتی بخلاف ماء فم الميت فانه نجس الخ۔ (۵)

کتا نجس عین ہے یا نہیں اور اس کا کیا حکم ہے

(سوال ۳۹۹) کلب نجس العین ہے یا نہیں۔ اگر نجس العین نہیں تو جن روایات و عبارات سے نجس العین ہونا کلب کا معلوم ہوتا ہے اور یہ کہ اگر پاک پانی کتے کے پاک جسم سے لگا تو وہ پانی ناپاک ہو گیا، ان کے کیا معنی ہوں گے؟

(جواب) صحیح یہی ہے کہ کلب نجس العین نہیں ہے، جن روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کلب نجس العین ہے، اور پانی جو اس کے جسم کو لگا دہ ناپاک ہے۔ یہ قول ضعیف ہے مفتی نہیں ہے، احتیاطاً امر آخر ہے۔ مگر باعتبار قول اصح و مفتی بہ کے وہ پانی پاک نہیں ہے، دلائل کتب فقہ آپ کو خود معلوم ہیں۔ (۶) فقط

منشی دھونے کے بعد جو دھبہ رہ جائے اس کے ساتھ نماز ہوگی یا نہیں

(سوال ۴۰۰) احتلام کے بعد اگر کپڑا دھو ڈالے اور اس پر دھبہ لگا رہ جاوے تو کیا نماز ہو جاوے گی؟

(۱) رد المحتار اباب الانجاس ص ۲۸۸ جلد اول۔ ط. س. ج ۱ ص ۱۲۳۱۳ ظفیر۔

(۲) رد المحتار باب الانجاس ص ۲۸۸ جلد اول۔ ط. س. ج ۱ ص ۱۲۱۴۰ ظفیر۔

(۳) الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الطہارة ص ۱۳۰ ج ۱ ص ۱۲۱۴۰ ظفیر۔

(۴) رد المحتار باب الانجاس ص ۲۹۹ جلد اول۔ ط. س. ج ۱ ص ۱۲۱۳۸ ظفیر۔

(۵) الدر المختار علی هامش رد المحتار نواقض وضو ج ۱ ص ۱۲۸۔ ط. س. ج ۱ ص ۱۳۸ قبیل مطلب فی حکم کئی الحمصة لعاب النائم طاهر سواء كان من الفم او منبعا من الجوف عند أبي حنيفة و محمد رحمۃ اللہ علیہما و علیہ الفتویٰ و اما لعاب الميت فقد قيل انه نجس حکماً فی السراج الوهاج (عالمگیری مصری باب فی النجاست فصل ثانی ج ۱ ص ۲۳۔ ط. ماجدیہ ج ۱ ص ۲۶) ظفیر۔

(۶) و اعلم انه ليس الكلب بنجس العین عند الامام و علیہ الفتویٰ وان رجح بعضهم النجاسة فباع و بوج و یضمن و یتخذ جلده مصلی و دلوا و لو اخرج حیا و لم یصب فمه الماء لا یفسد ماء البئر ولا الثوب بانفاضه الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المیاء ص ۱۹۲ ج ۱) بقوله و علیہ الفتویٰ و هو الصحيح و الا قرب الی الصواب بدائع و هو ظاهر المتن بحر فتی عموماً الا دلة فتح، قوله ولا الثوب بانفاضه الخ و ما فی الی لوالحیة و غیرها اذا خرج الکلب من الماء و انتفض فاصاب ثوب انسان افسده لاولاصابه ماء المطر لان المبطل فی الاول جلده و هو نجس و فی الثانی شعره و هو طاهر اه فهو علی القول بنجاسة عینه کما فی البحر (رد المحتار باب المیاء ج ۱ ص ۱۹۲۔ ط. س. ج ۱ ص ۲۰۸) ظفیر۔

(جواب) اس صورت میں نماز ہو جاوے گی۔ (۱)

جو گندک پیشاب میں پکالی جائے وہ پاک ہے یا ناپاک
(سوال ۴۰۱) اگر گندک کو پیشاب میں پکایا جائے اور اس کو اتنا پکائے کہ پیشاب باقی نہ رہے تو وہ گندک پاک ہو جاوے گی یا نہیں؟

(جواب) وہ گندک کبھی پاک نہ ہوگی کما فی الشامی وفي الخانیة اذا صب الطباخ فی القدر مکان الخل خمرًا غلظًا فالکل نجس لا یطهر ابدًا و ماروی عن ابی یوسف انه یغلی ثلاثا لا یؤخذ به و کذا الحنطة اذا طبخت فی الخمر لا تطهر ابدًا (۲) الخ.

بڑا تالاب جس میں جانور بٹھائے جاتے ہیں اس کا پانی پاک ہے یا ناپاک
(سوال ۴۰۲) ایک تالاب بستی کے کنارے پر ہے جس میں پانی بستی کا بھی زیادہ تر آتا ہے، مویشی وغیرہ کثرت سے وہ اس میں بیٹھے بٹھاتے ہیں، غرض صفائی کا انتظام نہیں ہو سکتا۔ ایسے تالاب کا پانی پاک ہے؟
(جواب) پاک ہے (۳)

پیشاب کے قطرات کپڑے کو لگ جائیں تو کیا کیا جائے
(سوال ۴۰۳) بوجہ مرض پیشاب کے قطرے کپڑے کو لگے رہتے ہیں ہر وقت پاک کرنے میں دقت ہوتی ہے کیا کیا جائے؟

(جواب) جب مقدار ناپاکی کی ٹرہم کی مقدار سے بڑھ جاوے کپڑے کو دھو کر اور پاک کر کے نماز پڑھے۔ (۴) فقط۔

دھوبی کے گھر کا کلف کیا ہوا کپڑا پاک ہے یا نہیں
(سوال ۴۰۴) مولوی عبدالحی صاحب نے لکھا ہے کہ ہندو دھوبی کے یہاں کا دھلا ہوا کپڑا پاک ہے۔ اگر ہندو دھوبی اپنے گھر کا کلف یعنی ماوی پکا کر کپڑوں کو لگاوے تو اس صورت میں بھی کپڑا پاک ہوگا یا نہیں؟
(جواب) اس صورت میں بھی کپڑا پاک ہے۔ (۵) فقط۔

(۱) وکذا یطهر محل نجاسة مریة بعد جفاف کدم بقلعها ای بزوال عینھا اثرھا الخ ولا یضر بقاء اثر کلون وریح لازم فلا یکلف فی ازالته الی ماء ہار او صابون ونحوه (الدرا المختار علی هامش رد المحتار باب الا نجاس ص ۳۰۳ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۳۲۸ ظفر).

(۲) رد المحتار باب الا نجاس مطلب فی تطہیر الدھن والغسل ص ۳۰۹ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۴۳ ف ۲۳ ظفر.
(۳) الغدیر العظیم الذی لا یتحرک احد طرفیه بتحریک الطرف الا خرا اذا وقعت نجاسة فی احد جانبیه جاز الوضوء من الجانب الاخر (ہدایہ ص ۲۱ باب المیاء) ظفر.

(۴) و قدر الدرهم وما دونه من النجس المغلط کالدمل والبول الخ جازت الصلوة معه ان زاد لم تجز (ہدایہ باب الا نجاس ص ۷۱ ج ۱)
(۵) البقین لا یزول بالشک (الا شباہ والنظائر القاعدة الثالثة ص ۷۵) جب تک پانی کا یقین نہ ہو پاک ہے ولو شک فی نجاسة ماء او ثوب او طلاق او عتق لم یعتبر وتماہ فی الا شباہ (درمختار) من شک فی انلہ او ثوبہ او بد نہ اصابہ نجاسة او لا فهو طاهر مالم یستیقن وکذا الا بار والحیاض والحجاب الموضوعات وفي الطرقات ویستقی منها الصغار والکبار والمسلمون والکفار (رد المحتار قبیل اباحات الغسل ص ۱۴۰ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۱۵۱) ظفر.

پڑیا کے رنگ سے رنگے ہوئے کپڑوں میں نماز جائز ہے یا نہیں

(سوال ۴۰۵) پڑیہ کے رنگے ہوئے کپڑوں سے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

(جواب) جب تک کوئی امر یقینی معلوم نہ ہو شک کی وجہ سے حرمت و نجاست ثابت نہ ہوگی۔ (۱) بناءً علیہ نماز پڑھنا پڑیہ کے رنگے ہوئے کپڑوں سے درست ہے اور عموم بلوئی اس کے علاوہ ہے۔ باسہمہ احتیاط کرنا اچھا ہے۔ فقط۔

تانے کا برتن ناپاک ہو جائے تو وہ کس طرح پاک ہوگا

(سوال ۴۰۶) اگر تانے کا برتن ناپاک ہو جاوے تو دھونے سے پاک ہو جاوے گا یا قلعی کی ضرورت ہے؟

(جواب) دھونے سے پاک ہو جاتا ہے قلعی ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ (۲) فقط۔

چرخی وغیرہ جس کو کتا چاٹتا ہے اس سے بنا ہوا گڑ پاک ہے یا ناپاک

(سوال ۴۰۷) جس چرخی میں گنوں کا رس نکالتے ہیں اور جن برتنوں میں مٹھائی بناتے ہیں، ان سب برتنوں کو کتے

چاٹتے ہیں۔ یہ گڑ وغیرہ پاک ہے یا ناپاک؟

(جواب) قواعد شرعیہ سے وہ گڑ وغیرہ پاک ہے، کھانا اس کا درست ہے۔ (۳) فقط۔

اہل کتاب کے برتن پاک ہیں یا ناپاک اور ان کے ساتھ کھانا پینا کیسا ہے

(سوال ۴۰۸) ایک فریق کہتا ہے کہ نصاریٰ اہل کتاب ہیں ان کے ساتھ اکل و شرب جائز ہے اور ایک اس کے

برخلاف ہے کہ نصاریٰ کے کھانے کے برتن اور حقہ وغیرہ کسی طرح پاک نہیں ہو سکتے۔ اس مسئلہ کا جواب مفصل مرحمت

فرمائیں؟

(جواب) نصاریٰ دراصل اہل کتاب ہیں۔ باقی پابندی اپنے دین کی بھی وہ کرتے ہیں۔ یہ دوسری بات ہے۔ اور چونکہ

وہ محرمات شرعیہ و نجس اشیاء کا استعمال کرتے ہیں جیسے شراب اور خنزیر اس لئے ان کے برتنوں میں ان کے ساتھ کھانا نہ

چاہئے۔ اور یہ خیال کہ جھوٹا نصاریٰ کا کس طرح پاک نہیں ہو سکتا غلط ہے۔ ہر ایک ناپاک چیز برتن وغیرہ پاک ہو سکتے ہیں

اور حقہ مستعملہ نصاریٰ کا پاک ہے، اس میں وہم کرنے کی حاجت نہیں ہے۔ (۴) فقط۔

(۱) البقین لایزول بالشک (۱) لا شباه والنطائر ص ۷۵) ولو شک فی نجاسة ماء او ثوب الخ لم يعتبر (در مختار) فی التارخانیة من شک فی انائه او ثوبه او بدنه اصابه نجاسة او لا فهو طاهر مالم یقین الخ وکذا ما یتخذہ اهل الشرک والجهلة من المسلمین کا لسمن والخبز والاطعمة والنیاب اه ملحضا (رد المحتار قبیل اباحت الغسل ص ۱۳۰ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۱۵۱) ظفیر. (۲) والنجاسة ضربان مرئیة وغیرہ مرئیة فما کان منها مرئیاً فطهارتها بزوال عینها لان النجاسة حلت المحل باعتبار العین فتزول بزوال الخ وما لیس بمرئی فطهارته ان یغسل حتی یغلب علی ظن الغسل انه قد طهر (هدایہ باب الا نجاس ص ۷۴ ج ۱) ظفیر. (۳) ومنها الا حراق الخ اذا حرق راس الشاة ملطخا بالدم وزال عنه الدم بحکم بطهارته (عالمگیری کشوری باب الانجاس ص ۷۴ ج ۱ ط. ماجدیہ ج ۱ ص ۳۲) ظفیر. (۴) فسور ادمی مطلقاً ولو خبیا او کافر الخ طاهر (الدر المختار علی هامش رد المحتار فصل فی البئر مطلب فی السور ص ۲۰۵ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۲۲۲) ولعاب الانسان طاهر لتو لده من لحم طاهر اذا حرمته لکرامته لا لنجاسة وقوله تعالیٰ انما المشرکون نجس المراد انهم ذون نجاسة معنویة وهو الشرک الخ اما لو تلوث فمه بنجاسة الخ (غنیة المستملی فی الاسا ص ۱۶۳) ظفیر.

سورکا ٹاگیا، اس کی نجاست دھوتے وقت پانی تختوں پر پڑا تو وہ کس طرح پاک ہوگا

(سوال ۴۰۹) ایک مجوسی نے مارکیٹ میں جس میں گوشت بکتا ہے سورکا ٹا اور وہیں صاف کیا، مارکیٹ بچم سرکاری روزانہ دھوئی جاتی ہے، چنانچہ جب وہ دھوئی گئی، تو وہی پانی تمام لکڑی کے تختوں پر بھی پڑا، اور انہیں تختوں پر گوشت بکتا ہے لہذا صفائی کا کون سا طریقہ اختیار کیا جائے کہ لوگوں کا شک رفع ہو۔

(جواب) شامی میں ذخیرہ سے منقول ہے لو اصابت الارض نجاسة فصب عليه الماء فجری الى قدر ذراع طهرت الارض والماء طاهر بمنزلة الماء الجاري ولو اصابها المطر وجری عليها طهرت ولو كان قليلا لم یجز فلا شامی جلد اول ص ۱۹۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ صورت اس کے پاک ہونے کی یہ ہے کہ بہت سا پانی پاک اس پر بہایا جاوے، اور اس کو دھویا جاوے پاک ہو جاوے گا، اور جاری پانی میں اگر اختلاط نجاست ہو تو وہ پاک ہی رہتا ہے۔ پس جن مواقع میں وہ پانی گزرے گا وہ مواقع پاک رہیں گی۔ فقط

جس چیز میں شراب ڈالی جائے اور دھوپ میں ڈال کر ذرا اڑا دی جائے اس کا استعمال کیسا ہے اور سور کی چربی سے بنا ہوا صابون اور شراب کا سرکہ پاک ہے یا ناپاک

(سوال ۴۱۰) کسی شے میں رس (شراب) ڈال کر دھوپ میں رکھ دی گئی، بعد کو اس شے کو تیل میں ڈالا گیا، اس کا استعمال جائز ہے یا نہیں اور وہ دوا جس میں ڈال کر دھوپ میں اڑوائی وہ پاک ہے یا ناپاک؟ دیگر یہ کہ سور کی چربی کسی صابن میں پڑتی ہے اس کی نسبت کسی راوی نے بیان کیا ہے کہ اس کا استعمال کا فتاویٰ علماء دیوبند نے دیا ہے، آیا یہ بات صحیح ہے یا غلط۔ ناپاک شے کا جب استعمال ہو جائے تو وہ پاک ہو جاتی ہے اس کی کیا صورت ہے۔ شراب میں نمک ڈال کر سرکہ ہو جاتا ہے۔ استعمال جائز ہے یا نہیں؟ حلال ہے یا ناپاک یا مکروہ؟

(جواب) استعمال اس تیل اور دوا کا ناجائز ہے۔ صابون کے مسئلہ کو درمختار اور شامی میں یہ لکھا ہے کہ ناپاک تیل اور نجس چربی اور مردار کی چربی سے جو صابون بنایا جائے وہ پاک ہے بسبب انقلاب حقیقت کے، جیسا کہ نمک میں کوئی مردار جانور گر جائے اور نمک ہو جائے تو وہ بھی پاک ہے۔ صابن کی بحث میں شامی میں ہے ویطهر زيت تنجس بجعله صابون به یفتی الخ درمختار (۲) ص ۳۲۵ جلد نمبر او ظاہرہ ان دهن المیتة کذلک الخ شامی۔ (۳) وفي شرح المنیہ مايو، الاول حيث قال وعليه يتفرع مالمو وقع انسان او كلب في قدر الصابون فصار صابونا یكون طاهراً لتبدل الحقيقة ۵۱ شامی (۴) اور درمختار میں دوسری جگہ ہے ولا ملح كان حماراً او خنزیراً الخ لا نقلا ب العین به یفتی (۵) درمختار ج ۱ ص ۳۳۸ ان عبارات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ خنزیر کی چربی کا بھی یہی حکم ہے کہ صابون بن کر پاک ہو جاوے واللہ تعالیٰ اعلم۔ یہی حکم ہے شراب کے سرکہ بنانے میں کہ سرکہ بن

(۱) رد المحتار باب المیاء ج ۱ ص ۷۳ مطلب الاصح انه لا یشرط فی الجریان المدد ط. س. ج ۱ ص ۱۲۱۸۸ ظفیر

(۲) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الانجاس ص ۲۹۱ ط. س. ج ۱ ص ۱۲۳۱۵ ظفیر

(۳) رد المحتار باب الانجاس ص ۲۹۱ قوله ویطهر زيت ط. س. ج ۱ ص ۱۲۳۱۵ ظفیر

(۴) رد المحتار باب الانجاس ص ۲۹۱ قوله ویطهر زيت ط. س. ج ۱ ص ۱۲۳۱۵ ظفیر

(۵) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الانجاس ص ۳۰۱ جلد اول ط. س. ج ۱ ص ۱۲۳۲۶ ظفیر

کرنقلاب یعنی ہو جاتا ہے اور شراب شراب نہیں رہتی استعمال اس کا حلال ہے اور وہ پاک ہے شامی ص ۳۲۵ ج ۱ میں ہے نحو خمصر صار خلا و حمار وقع ملحہ فصار ملحاً الخ فان ذلك كله انقلاب حقيقة الى حقيقة اخرى فقط۔ (۱)

شیر خوار بچہ کا پیشاب نجس ہے

(سوال ۴۱۱) کیا شیر خوار بچہ کا پیشاب نجس ہے؟

(جواب) بول صبی نجس است لقوله عليه السلام. استنزهوا عن البول (۲) الحدیث فقط۔

جس سرکہ میں چھپکلی مرگئی اس کا کھانا کیسا ہے۔

(سوال ۴۱۲) ایک گھڑا سرکہ قریب دس سیر کے ہے اس میں چھپکلی گر کر مر گئی اس کا کھانا شرعاً جائز ہے یا نہیں۔ اور کام میں لانا چاہیے ضما میں لانا درست ہے یا نہیں؟

(جواب) چھپکلی جس میں خون سائل نہیں ہے اس کے مرنے سے پانی و سرکہ وغیرہ ناپاک نہیں ہوتا۔ اگر طبا اس کا کھانا مضرت سمجھا جاوے تو نہ کھاوے۔ مگر اس صورت میں ضما درست ہے، کیونکہ وہ پاک ہے۔ اگر بڑی قسم ہے جس میں خون بہنے والا ہے اس کے مرنے سے پانی وغیرہ ناپاک ہو جاتا ہے۔ پس اگر شبہ ہے کہ خون ہے یا نہیں تو استعمال اس کا نہ کرے، شامی میں ہے و كالحية البرية الوزغة لو كسيرة لهادم سائل۔ (۳) اگر باوجود پاک ہونے کے بسبب مضرت کے نہ کھاوے تو ضما درست ہے۔ فقط۔

جس ہاتھ سے کتے کو چھوئے بغیر دھوئے اس سے کھانا درست ہے یا نہیں؟ اور اس کے چمڑے کا ڈول جائز ہے یا نہیں

(سوال ۴۱۳) کتے کو ہاتھ سے پیار کر کے کھانا کھا سکتے ہیں، اور کیا عرب میں کتے کی کھال کے ڈول بناتے تھے۔ اور جہاں کتے کے بال گرتے ہیں وہاں رحمت کا فرشتہ آتا ہے یا نہیں؟

(جواب) کتے کو ہاتھ لگانے سے ہاتھ ناپاک نہیں ہوتا۔ البتہ جو فقہاء کتے کے نجس العین ہونے کے قائل ہیں، ان کے نزدیک اگر بدن اس کا تر ہو تو ہاتھ لگانے سے ہاتھ ناپاک ہو جاوے گا اور اگر خشک ہے تو ناپاک نہ ہوگا۔ بہر حال احتراز اس فعل سے اولیٰ ہے۔ اسی طرح کتے کی کھال کو دباغت دے کر ڈول بنانا بھی درست ہے اور جو نجس العین کہتے ہیں وہ جائز نہیں کہتے۔ لیکن صحیح یہی ہے کہ وہ نجس العین مثل خنزیر کے نہیں ہے۔ (۴) اور حدیث شریف میں ہے لا تدخل

(۱) رد المحتار باب الانجاس ج ۱ ص ۲۹۱ تحت قوله ويطهر زيت الخ ۱۲ ظفیر۔

(۲) نصب الزاہیہ ج ۱ ص ۱۲۸ ظفیر۔ (۳) رد المحتار باب المیاء ص ۱۷۱ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۱۸۵ ظفیر۔

(۴) واعلم انه ليس الكلب بنجس العين عند الامام وعليه الفتوى الخ فيباع ويوجرو بضمن ويتخذ جلده مصلی و د ل و ا و ل و اخرج حیا و لم یصب فمه الماء لا یفسد ماء البئر ولا الثوب بانقراضه الخ ولا خلاف فی نجاسة لحمه وطهارة شعره (الدرد المختار علی هامش رد المحتار باب المیاء ج ۱ ص ۱۹۲ ط. س. ج ۱ ص ۲۰۸ ظفیر۔

الملائكة بيتاً فيه كلب ولا تصاویر (۱) یعنی جس گھر میں کتا ہو یا تصویر ہو اس گھر میں فرشتے نہیں آتے۔ اس میں بالوں کے گرنے کا ذکر نہیں ہے۔ فقط۔

جو رطوبت بہتی نہیں وہ ناقض وضو ہے یا نہیں

(سوال ۱۴/۱) اگر کسی کے بدن میں زخم ہو اور اس سے رطوبت جاری نہ ہو تو ناقض وضو ہے یا نہ؟

نہ بہنے والی رطوبت سے کپڑا ناپاک ہو گا یا نہیں

(سوال ۱۵/۲) اس رطوبت سے کپڑا ناپاک ہو گا یا نہ؟

مقدار درہم سے ناپاک ہو گا یا نہیں

(سوال ۱۶/۳) اگر کپڑا نجس نہیں ہو تو مقدار درہم سے ناپاک ہو گا یا نہ؟

زخم دبانے سے ریم نکلے تو اس سے وضو ٹوٹے گا یا نہیں

(سوال ۱۷/۴) اگر زخم کے دبانے کی وجہ سے سیلان ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا یا نہ؟

(جواب) (۱) وہ رطوبت جب تک سائل نہ ہوگی ناقض وضو نہیں ہے۔ (۲)

(۲) کپڑا اس سے ناپاک نہ ہو گا کیونکہ یہ قاعدہ مسلمہ ہے کہ جس سے وضو نہیں جاتا وہ نجس بھی نہیں ہے۔ (۳)

(۳) جب کہ معلوم ہو کہ وہ نجس نہیں ہے تو مقدار درہم ہو یا زیادہ اس سے کپڑا نجس نہ ہو گا۔ امام محمدؒ سے

روایت ہے کہ اگر پانی میں گرے تو پانی ناپاک ہو جاوے گا اور کپڑے کو لگے تو ناپاک نہ ہو گا۔ در مختار میں جوہرہ سے منقول

ہے کہ بہنے والی چیزوں میں امام محمدؒ کے قول پر فتویٰ ہے اور کپڑے و بدن پر امام ابو یوسفؒ کے قول پر فتویٰ ہے۔ یعنی بدن و

کپڑا ناپاک نہ ہو گا۔ بخلاف مائعات مثل پانی وغیرہ کے کہ وہ ناپاک ہو جاوے گا۔ بناءً علیہ اگر وہ کپڑا پانی میں گر جاوے

تو پانی ناپاک ہو جاوے گا۔ (۴)

(۴) سیلان کسی وجہ سے بھی ہو خواہ خود دبنے سے یا دبانے سے ہر حال میں وضو نہ رہے گا۔ (۵) فقط۔

(۱) مشکوٰۃ المصابیح باب التصاویر فصل اول ص ۳۸۵، ۱۲ ظفیر۔

(۲) وینقضہ خروج کل خارج نجس منه ای من المتوضی الحي معتاداً أولاً، من السيلين اولاً الى ما يظهر الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار نواقض الوضوء ص ۱۲۴ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۱۳۴) ظفیر۔ وکل ماليس بحدث اصلاً كفى قليل ودم لو ترك لم يسئل ليس بنجس عند الثاني وهو الصحيح وفقاً باصحاب القروح (الدر المختار علی هامش ردالمحتار نواقض الوضوء ج ۱ ص ۱۳۰ ط. س. ج ۱ ص ۱۳۰) ظفیر۔ (۳) وکل ماليس بحدث اصلاً كفى قليل ودم لو ترك لم يسئل ليس بنجس عند الثاني وهو الصحيح وفقاً باصحاب القروح (الدر المختار علی هامش ردالمحتار نواقض الوضوء ج ۱ ص ۱۳۰ ط. س. ج ۱ ص ۱۳۰) ظفیر۔ (۴) خلافاً لمحمد في الجوهره يفتي بقول محمدلو المصاب مانعا (در مختار) ای كالماء ونحوه اما الثياب والا بد ان يفتي بقول أبي يوسف (رد المحتار نواقض الوضوء ص ۱۳۰ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۱۳۰) ظفیر۔ (۵) والمخرج بعصر والخارج بنفسه سيان في حكم النقض على المختار كما في البزازی الخ (در المختار علی هامش ردالمحتار نواقض الوضوء ج ۱ ص ۱۲۷ ط. س. ج ۱ ص ۱۳۷) ظفیر۔

غسل کے بعد نجس کپڑا پہن لیا تو بدن پاک رہا یا نہیں

(سوال ۴۱۸) ایک شخص کو احتلام ہوا، اس نے بعد غسل وہی کپڑا پہن لیا، اور مکان آ کر دوسرا لباس استعمال کیا، وہ پاک ہے یا ناپاک ہے؟

(جواب) اگر بدن خشک کر کے وہ لباس پہنا ہے تو کچھ حرج نہیں اور اگر بدن تر ہے تو اس ناپاک لباس کو نہ پہنے کہ احتمال ہے بدن کے ناپاک ہونے کا۔ جو کچھ ہوا اس میں شبہ نہ کرے اور آئندہ کو احتیاط رکھے۔ (۱) فقط۔

کتے کا چمڑا بعد دباغت پاک ہے یا ناپاک اور اس پر نماز و قرآن پڑھنا کیسا ہے۔

(سوال ۴۱۹) زید نے جلد کلب کو دباغت دے کر جانماز بنالی ہے اور مسجد میں بچھا کر اس پر نماز پڑھتے اور قرآن اس پر رکھتے ہیں یہ امر جائز ہے یا نہ؟

(جواب) جلد کلب وغیرہ کے بارہ میں درمختار میں مذکور ہے واعلم ان الکلب ليس بنجس العين عند الامام وعليه الفتوى وان رجح بعضهم النجاسة كما بسطه ابن الشحنة في بيان وجوهه ويضمن ويتخذ جلده مصلی ودلوا الخ شامی میں ہے قوله وعليه الفتوى وهو الصحيح والاقرب الى الصواب بدائع وهو ظاهر المتون بحر مقتضى عموما الا دلة ففتح (۲) پس درمختار و شامی و بدائع و جرح القدیر سے ترجیح جواز کی معلوم ہوئی اگر کسی نے ایسا کیا تو محل اعتراض نہیں ہے اور احتیاطاً نہ کرنا دوسری بات ہے۔ جواز میں کلام نہیں فقط۔

اچار کے برتن میں چوھیا گر کر مر گئی تو پاک ہے یا ناپاک

(سوال ۴۲۰) ایک برتن میں تیل کا اچار تھا اور تیل برتن کے اوپر منہ تک بھرا ہوا تھا۔ اس میں ایک چوہی گر کر مر گئی تو وہ اچار پاک ہے یا ناپاک، اگر تیل کو اوپر سے پھینک دیا جائے تو اچار کو کھا سکتے ہیں یا نہ؟

(جواب) وہ تیل اور اچار سب ناپاک ہو گیا۔ کام نہیں رہا۔ (۳) تیل اگر جلانے کے کام کا ہو تو گھر کے چراغ میں جلایا جاوے۔ (۴) فقط۔

(۱) بولولف فی مبتل بنحو بول ان ظہر نداوتہ او اثرہ تنجس والا لا (الدر المختار علی هامش رد المحتار فصل فی الاستنجاء ج ۱ ص ۳۲۱ ط. س. ج ۱ ص ۳۳۷ ظفیر۔

(۲) رد المحتار باب المیاء قبیل مطلب فی المسک الخ ص ۱۹۲ جلد اول ط. س. ج ۱ ص ۳۰۸ ۱۲ ظفیر۔

(۳) وبحکم بنجاستها مغلظة من وقت الوقوع ان اعلم الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار فصل فی البئر ج ۱ ص ۲۰۱ ط. س. ج ۱ ص ۳۱۸ ظفیر۔

(۴) بل يستصح به فی غیر مسجد درمختار وانما هذا فی الدهن المتنجس فقط (رد المحتار بعد مطلب فی حکم الوشم باب الانجاس ج ۱ ص ۳۰۵ ط. س. ج ۱ ص ۳۳۱ ظفیر۔

کافر پاک ہے یا ناپاک اور اس کا پکایا ہوا یا ہاتھ لگایا ہو کھانا کیسا ہے

(سوال ۴۲۱) کافر نجس ہے یا طاهر ہے۔ اگر نجس ہے تو اس کے ہاتھ کا پکایا ہوا یا ہاتھ لگایا ہو پاک ہے یا ناپاک۔ اگر پاک ہے تو کس دلیل سے پاک ہے۔ اور اس کے ہاتھ کی پکائی ہوئی چیز کا کھانا درست ہے یا نہیں؟

(جواب) کافر باعتبار عقائد باطنیہ کے نجس ہے جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے انما المشرکون نجس قال الشامی فالمراد بقوله تعالیٰ انما المشرکون نجس النجاسة فی اعتقادهم الخ (۱) پس معلوم و محقق ہوا کہ نجاست کافر کی باعتبار اعتقاد کے ہے۔ نہ باعتبار ظاہر کے۔ تو اگر اس کے ہاتھ پر کوئی نجاست ظاہر نہ ہو تو اس کے ہاتھ کا پکایا ہوا یا ہاتھ لگایا ہو کھانا پاک ہے اور درست ہے۔ (۲) آنحضرت ﷺ نے بھی کفار کے ہاتھ کا پکایا ہو کھانا تناول فرمایا ہے فقط۔

پانی بہنے سے ازالہ نجاست ہو جائے تو پاک ہے

(سوال ۴۲۲) فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جس چیز پر تین بار پانی بہہ جائے وہ تین دفعہ دھونے یا رگڑنے اور نچوڑنے کے قائم مقام ہو جاتا ہے۔ کیا یہ کلیہ بدن کو بھی شامل ہے کہ نجاست جس جگہ بدن پر لگی ہو تین بار پانی بہایا جاوے اور ہاتھ سے ملنا شرط نہ ہو؟

(جواب) اگر پانی بہانے سے ازالہ نجاست ہو جائے تو بدن بھی پاک ہو جاتا ہے۔ (۳) فقط۔

منی کاشبہ کپڑے پر ہو:

(سوال ۴۲۳) منی یا پیشاب کاشبہ کسی کپڑے پر ہے اور یہ متعین ہے کہ قدر درہم سے کم ہے تو کپڑا پاک ہے یا ناپاک؟ (جواب) شبہ سے کپڑا ناپاک نہیں ہوتا، (۴) اور اگر درہم کی برابر نجاست نہیں ہے تو نماز ہو جاتی ہے، البتہ زیادہ درہم سے ہو تو دھونا ضروری ہے، در مختار میں ہے وعفی الشارع عن قدر الدرهم الخ۔ (۵) فقط۔

کبوتر کی بیٹ نجس ہے یا نہیں اور مسجد میں جو کبوتر ہوں انہیں بیچ کر قیمت مسجد میں لگانا کیسا ہے

(سوال ۴۲۴) کبوتروں کا گو نجس ہے یا نہیں اور مسجد میں جو کبوتر رہتے ہیں ان کو فروخت کر کے ان کی قیمت اسی مسجد میں صرف کرنا درست ہے یا نہیں؟

(۱) رد المحتار فصل فی البئر مطلب فی السور ج ۱ ص ۲۰۵ ط.س. ج ۱ ص ۲۲۲ ۱۲ ظفیر۔
(۲) فی التا تاریخانیہ من شک فی انائہ الخ فهو طاهر و کذا (ای طاهر) ما یتخذہ اهل الشرک او الیجہلۃ من المسلمین کالسمن و الخنزیر الا طعمۃ و الثیاب (رد المحتار قبل ابحاث الغسل ج ۱ ص ۱۳۰ ط.س. ج ۱ ص ۱۵۱) ظفیر۔
(۳) و کذا یطہر محل نجاسة الخ مریۃ بقلعہا ای بزوال عینہا و اثرہا ولو بمرقا و بما فوق ثلاث (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الا نجاس ج ۱ ص ۳۰۲ ط.س. ج ۱ ص ۳۲۸) ظفیر۔
(۴) ولو شک فی نجاسة ماء او ثوب الخ لم یعتبر (الدر المختار علی هامش رد المحتار قبل ابحاث الغسل ج ۱ ص ۱۳۰ ط.س. ج ۱ ص ۱۵۱) ظفیر۔ (۵) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الا نجاس ج ۱ ص ۲۹۱ ط.س. ج ۱ ص ۳۱۶ اس کے آگے ہے وعفی الشارع عن قدر الدرهم وان کرہ تجرما فیجب غسلہ وما دونہ تنزیہا فیسن و فوقہ مبطل فیقرض والعبرة لو قت الصلاة لا الا صابة علی اکثر (ایضا) ط.س. ج ۱ ص ۳۱۶ ظفیر۔

(جواب) کبوتروں کی بیٹ پلید نہیں ہے، (۱) اور مسجد کے کبوتروں کو پکڑ کر فروخت کر کے مسجد میں اس قیمت کو صرف کرنا درست ہے۔

کتے کا لعاب ناپاک ہے اور بقیہ بدن پاک، یہ کیسے (سوال ۴۲۵) بہشتی زیور میں یہ تحریر ہے کہ کتے کا لعاب دہن ناپاک ہے اور تمام پاک ہے، یہ کیونکر ہے؟ (جواب) کتے کے بارے میں یہ قول صحیح ہے کہ وہ نجس العین مثل خنزیر کے نہیں ہے اس لئے سوائے اس کے لعاب دہن کے وہ تمام پاک ہے۔ پس مسئلہ بہشتی زیور کا صحیح اور مفتی بہ ہے جیسا کہ درمختار میں ہے واعلم انه ليس الكلب بنجس العين عند اللامام وعليه الفتوى الى ان قال ولا خلاف في نجاسة لحمه وطهارة شعره وفي الشامي قوله ولا خلاف في نجاسة لحمه ولذا اتفقوا على نجاسة سوره المتو لد من لحمه الخ (۲) فقط۔

تمباکو پر کتابیٹھ گیا تو وہ ناپاک تو نہیں ہوا (سوال ۴۲۶) بنی ہوئی تمباکو رکھی ہوئی تھی جس میں کچھ نمی باقی تھی، رات کو کتا آ کر بیٹھ گیا، صبح کو اس میں اس کی روئیں پائے گئے۔ اب اس تمباکو کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟ (جواب) تمباکو پاک ہے، استعمال اس کا جائز ہے۔ (۳) فقط۔

حالت جنابت کا پسینہ پاک ہے یا ناپاک (سوال ۴۲۷) گرمی کے ایام میں اگر حالت جنابت میں پسینہ آ جاوے تو اس سے کپڑے ناپاک ہو جاتے ہیں یا نہیں؟ (جواب) جنبی کا پسینہ ناپاک نہیں ہے اس پسینہ سے کپڑا ناپاک نہیں ہے۔ (۴) فقط۔

کپڑے پر ناپاکی لگ گئی اور پتہ نہیں چلتا تو کیا کرے (سوال ۴۲۸) اگر سوتے ہوئے روئی کے کپڑے پر داغ ناپاکی کا لگ جائے اور یہ معلوم نہ ہو کہ کس جگہ لگا ہے تو اس

(۱) و ذرق مايو كل لحمه من الطير طاهر عندنا مثل الحمام والنصار في كذا في السراج الوهاج (عالمگیری كشوری باب النجاسة ص ۳۵ ج ۱) ظفیر۔
(۲) رد المحتار قبیل فصل البئر ص ۱۹۲ جلد اول ط. س. ج ۱ ص ۲۱۰ ۱۲ ظفیر۔
(۳) واعلم انه ليس الكلب بنجس العين الخ ولا خلاف في نجاسة لحمه وطهارة شعره (الدر المختار علی هامش رد المحتار ج ۱ ص ۱۹۲ باب المیاء ط. س. ج ۱ ص ۲۰۸ ظفیر)۔
(۴) وحکم عرق کسور (درمختار) فسور آدمی مطلقا ولو جنباً او کافر ۱۱ الخ ظاهر (الدر المختار علی هامش رد المحتار مطلب فی السور ج ۱ ص ۲۰۵ ط. س. ج ۱ ص ۲۲۲ ظفیر)۔

کے پاک کرنے کی کیا صورت ہے سب کو دھونے سے روٹی خراب ہوتی ہے۔
(جواب) ایسے کپڑے کا کوئی سا کونہ دھولیا جائے سب پاک سمجھا جائے گا۔ (۱) فقط۔

المونیم کا برتن ناپاک ہو گیا تو وہ کیسے پاک کیا جائے۔
(سوال ۴۲۹) المونیم کے برتن اگر ناپاک ہو جائیں تو مانجھنے اور تین دفعہ دھونے سے پاک ہو سکتے ہیں یا کیا؟
(جواب) وہ ظروف مانجھنے اور دھونے سے پاک ہو جائیں گے۔ (۲) فقط۔

منی کا داغ بعد دھونے کے پاک ہے۔
(سوال ۴۳۰) اگر منی کپڑے پر گر جاوے اور کپڑے کو دھو کر پاک کر لیا جاوے مگر داغ نہ جاوے تو وہ کپڑا پاک ہے یا نہیں؟
(جواب) اگر داغ اور دھبہ نہ جاوے کچھ حرج نہیں ہے کپڑا پاک ہے۔ (۳) فقط۔

مٹی کا برتن ناپاک ہو جائے تو دھونے سے پاک ہو جائے گا۔
(سوال ۴۳۱) مٹی کا برتن اگر ناپاک ہو جائے تو دھونے سے پاک ہو سکتا ہے یا نہیں؟
(جواب) دھونے سے پاک ہو سکتا ہے، تین دفعہ اس کو دھویا جاوے۔ (۴) فقط۔

شراب بدن یا کپڑے کو لگ جائے تو دھونے سے پاک ہو گیا نہیں۔
(سوال ۴۳۲) ایک شخص شراب کی بھری ہوئی بوتل لایا جو تر ہے، شراب میں اس شخص نے وہ ہاتھ جس میں بوتل لایا تھا دوسرے شخص کے کپڑوں کو لگا دیئے تو یہ کپڑے دھونے سے پاک ہو جائیں گے یا نہیں اور کپڑے مذکور سے جو کپڑا لگا وہ بھی ناپاک ہو گیا یا نہیں اور نماز اس سے صحیح ہے یا نہیں اور جس ہاتھ کو شراب کی تری لگ جاوے وہ دھونے سے پاک ہو جائیں گے یا نہیں؟

(۱) وغسل طرف ثوب او بدن اصابت نجاست محلل مطهر له وان وقع الغسل بغير تحری. هو المختار (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الانجاس ص ۳۰۱ ج ۱ و ص ۳۰۲ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۳۲۷) ظفیر.
(۲) وکذا یطهر محل نجاسة مریة یقلعها ولا یضر بقاء اثر لازم وغیرها بغلبة ظن غاسل لو مکلفا طهارة محلها مختصرا (الدر المختار) الا وانی ثلثة انواع خرف وخشب وحديد ونحوها وتطهيرها علی اربعة اوجه حرق ونحت ومسح وغسل فان كان الاناء من خرف او حجر وکان جدید او دخلت النجاسة فی اجزائه یحرق وان کان عتیقا یغسل وان کان من خشب جدید ینحت من قديم یغسل وان من حديد او صفر او رصاص او زجاج وکان صقیلا یمسح وان کان خشنا یغسل (الطحاوی علی الدر باب الانجاس ج ۱ ص ۱۶۳) ظفیر.
(۳) ولا یضر بقاء اثر کلون زریح لا زم فلا یکلف فی ازالة الی ماء حار او صابون ونحوه (الدر المختار علی هامش رد المحتار ج ۱ ص ۳۰۴ باب الانجاس ط. س. ج ۱ ص ۳۲۹) ظفیر.
(۴) وکذا یطهر محل نجاسة مریة یقلعها الخ وغیرها بغلبة ظن غاسل الخ وقدر یغسل وعصر ثلاثا الخ (در مختار باب الانجاس ط. س. ج ۱ ص ۳۲۸).

سورکھانے والے نے قلم منہ میں رکھ لیا اور پھر اسی کو مسلمان نے، تو کیا حکم ہے (سوال ۲۳۳/۲) جو کسان سورکھاتے ہیں ان کے لڑکوں نے جو قلم منہ میں لیا اور پھر اس قلم کو غلطی سے مسلمان نے منہ میں رکھ لیا تو منہ ناپاک ہوا یا نہ؟

(جواب) (۱) اگر تری شراب کی کپڑے کو یا ہاتھ کو لگ جاوے تو دھونے سے وہ پاک ہو جاتا ہے، (۱) اور جس کپڑے کو وہ کپڑا لگا، اور دوسرے کپڑے میں بھی تری آئی تو وہ ناپاک ہوا اور نہ نہیں (۲) اور دھونے سے پاک ہو جاوے گا اور دھونے کے بعد نماز صحیح ہے۔

(۲) اور جو قلم کسانوں کے لڑکے منہ میں رکھیں اگر کسی مسلمان نے اس قلم کو غلطی سے منہ میں رکھ لیا تو کچھ حرج نہیں ہے منہ ناپاک نہیں ہوا۔ (۳) فقط۔

لوٹا جس پر بارش کا ناپاک پانی بہہ کر گزرا، پاک رہا یا ناپاک ہو گیا (سوال ۴۳۴) کورے لوٹے رکھے ہوئے تھے، ان سے ایک گز کے فاصلہ پر کتے نے پاخانہ کر دیا، اس پر بارش ہوئی، بارش کا پانی لوٹوں کے نیچے سے ہو کر گزرا، اب وہ لوٹے پاک ہیں یا ناپاک؟ (جواب) اس صورت میں لوٹے پاک ہیں، کیونکہ جاری پانی بارش کا پاک ہوتا ہے اس میں اگر نجس پانی بھی شامل ہو جاوے تو جاری پانی ناپاک نہ ہوگا۔ (۴) فقط۔

آدمی کے بال کی جڑ ناپاک ہے یا پاک (سوال ۴۳۵) آدمی کے بال اگر اکھاڑے جاویں تو ان بالوں کا سر ناپاک ہوتا ہے یا نہیں؟ (جواب) ناپاک ہوتا ہے۔ (۵) فقط۔

بدن کے کسی حصہ پر گانج یا بھنگ پڑ جائے تو کیسے پاک ہوگا (سوال ۴۳۶) اگر کسی شخص کے بدن کے کسی حصہ پر بھنگ یا گانج پڑ جائے یا لگ جائے تو اس کے بدن کا اس قدر حصہ

(۱) وكذا يطهر محل نجاسة مربية بقلعها الخ وغيرها بغلبة ظن غاسل الخ (الدر المختار على هامش رد المحتار) لا نجاس ج ۱ ص ۳۰۳ ط. س. ج ۱ ص ۲۸ ظفیر (۲) واذا لف الثوب المبلول النجس في ثوب طاهر یا بس فطهرت نداوته ای نداوة الثوب المبلول علی الطاهر و لكن لا يصير رطبا بحيث يسيل منه شئ بالعصر بل كان بحيث لو عصر لا يسيل منه شئ لا يتقاطر اختلف المشايخ فيه والا صح انه لا يصير النجاسة (غنية المستملی فصل فی الاساز ص ۱۷۱) ظفیر (۳) فسور آدمی مطلقا ولو جنب او كافر الخ طاهر (ایضا مطلب فی السور ج ۱ ص ۲۰۵) ولعاب الانسان طاهر لتولد من لحم طاهر اذ حرمة لكراتة لا نجاسة وقوله تعالى انما المشرکون نجس المراد انهم ذو نجاسة معنوية والشرك الخ اما لو تلوث فمه بنجاسة الخ (غنية المستملی فصل فی الاساز ص ۱۷۳) ظفیر (۴) وفي بعض الفتاوى قال مشايخنا المطر مادام يمتطر فله حكم الجريان حتی لو اصاب العذرات علی السطح ثم اصاب ثوبالا يتنجس الا ان يتغير (عالمگیری كشوری الباب الثالث فی المیاء ج ۱ ص ۱۵ ط. ماجدیه ج ۱ ص ۱۷) ظفیر (۵) وشعر الانسان غير المتنوف الخ طاهر (در مختار) قوله غير المتنوف اما المتنوف فنجس المراد رؤسه التي فيها الدسومة (رد المحتار باب المیاء ص ۱۹۱ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۲۰۷) ظفیر.

کاٹ ڈالنے کے قابل ہے یہ صحیح ہے یا غلط؟

(جواب) یہ بیان غلط ہے کہ اس بدن کے حصہ کو کاٹ ڈالنا چاہئے۔ بلکہ دھو دینا اس کو کافی ہے۔ (۱) فقط۔

سوتی ناپاک کپڑا کیسے پاک کیا جائے گا۔

(سوال ۴۳۷) روئی کا کپڑا دھونے سے پاک ہو جاتا ہے یا نہیں جب کہ وہ ناپاک ہو جائے، اور اس کے دھونے کا کیا طریقہ ہے؟

(جواب) دھونے سے پاک ہو جاتا ہے اور کوئی نیا طریق اس کے دھونے کا نہیں ہے لیکن اگر نجاست صرف اوپر کے استر پر ہے اور روئی تک نہیں پہنچی تو صرف اوپر کا استر دھو لینا کافی ہے اور اگر روئی تک پہنچی ہے تو روئی وغیرہ کا دھونا بھی ضروری ہے۔ (۲) فقط۔

چھارنے جوتا بھگو کر سیا پاک رہا یا نہیں

(سوال ۴۳۸) ہندو چھار سے جوتا نکلوایا۔ نہ معلوم طاہر پانی تھا یا نجس اور جوتا پاک تھا، تو اب جوتا دھویا جاے یا پاک ہے؟

(جواب) وہ جوتا پاک ہی سمجھا جاوے گا، کیونکہ شبہ سے ناپاکی کا حکم نہیں کیا جاتا۔ (۳) فقط۔

ناپاک گھی اور تیل کے پاک کرنے کا طریقہ کیا ہے۔

(سوال ۴۳۹) تیل یا گھی میں چوہا گر کر مر گیا تو شرعاً کوئی تدبیر ایسی بھی ہے کہ جس سے یہ نجس تیل یا گھی پاک کر لیا جائے اور اس کا استعمال اکل و شراب واد بائاد درست ہو جائے۔ اگر بعد تطہیر اس کا استعمال غیر اکل و شرب ہی میں جائز ہو تو بحوالہ تحریر فرمایا جاوے اور یہ سوال سن مانع کے متعلق ہے جسے ہوئے کے متعلق نہیں ہے۔

(جواب) درمختار میں ہے ویطهر لبن وعسل ودهن بغلی ثلثا۔ (۴) اس کا حاصل یہ ہے کہ دودھ اور شہد اور تیل تین دفعہ جوش دینے سے پاک ہو جاتا ہے، یعنی ہر ایک دفعہ اس قدر جوش دیا جاوے کہ پانی جل جائے اور یہی حکم جوتیل کا ہے گھی غیر جامد کا ہے، اور شامی میں ہے کہ تیل میں جوش دینے کی بھی ضرورت نہیں ہے بلکہ ہر دفعہ پانی ڈال کر اس کو خوب ہلایا جاوے، پھر جب کچھ ٹھہرنے سے تیل اوپر آ جائے اس کو علیحدہ اٹھالیا جائے۔

(۱) وكذا يطهر محل نجاسة مرنية بقلعها الخ وغيرها بغلية ظن غاسل (الدر المختار على هامش رد المختار باب الا نجاس ج ۱ ص ۳۰۳) تطهير النجاسة واجب عن بدن المصلى وثوبه الخ ويجوز تطهيرها بالماء الخ (هداية باب الا نجاس ص ۲۹ ج ۱) تطهير النجاسة واجب عن بدن المصلى وثوبه الخ او يجوز تطهيرها بالماء الخ (هداية باب الانجاس ص ۲۹ ج ۱) تطهير (۲) فلو علم ننته بنجاسة لم يجز ولو شك فالأصل الطهارة (الدر المختار على هامش رد المختار باب المياه ج ۱ ص ۱۷۱ ط. س. ج ۱ ص ۱۸۶) تطهير (۳) الدر المختار على هامش رد المختار باب تطهير الا نجاس مطلب في تطهير الدهن والعسل حلد اول ص ۳۰۸ ط. س. ج ۱ ص ۱۲۳۳ تطهير.

اسی طرح تین دفعہ کیا جاوے۔ (۱) فقط۔

مرغی بھرے ہوئے حمام میں چونچ ڈال دے تو پاک رہا یا ناپاک ہو گیا
(سوال ۱/۴۴۰) مرغی نے بھرے ہوئے حمام میں چونچ ڈال دی تو وہ پاک ہے یا نہیں؟

کوے یا مرغی نے دودھ یا پانی میں چونچ ڈال دی تو وہ پاک ہے
(سوال ۲/۴۴۱) کوے یا مرغی نے دودھ میں یا پانی کے پیالہ میں چونچ ڈال دی تو وہ دودھ اور پانی پاک ہے یا نہیں؟

دو تپے وقت پیشاب دودھ میں پڑ جائے تو وہ ناپاک ہو گیا
(سوال ۳/۴۴۲) دودھ نکالتے وقت اسی جانور کا پیشاب دودھ میں گر گیا وہ دودھ پاک ہے یا ناپاک۔
(جواب) (۱) پاک ہے۔ (۲)

(۲) وہ دودھ اور پانی پاک ہے۔ (۳)
(۳) وہ دودھ جس میں پیشاب گر گیا ناپاک ہے۔ (۴) فقط۔

سور کنویں میں گرے اور زندہ نکال لیا جائے تو پانی ناپاک ہو یا نہیں
(سوال ۴/۴۴۳) ایک سور کنویں میں گر گیا لیکن اس کو زندہ نکال لیا اس کنویں کے پانی کے بارہ میں کیا حکم ہے؟
(جواب) تین سو ڈول اس چاہ سے نکال دینا کافی ہے (اس لئے کہ وہ پانی ناپاک ہو گیا تھا۔ ظفیر) دو سو ۲۰۰ واجب ہیں اور تین ۳۰۰ مستحب ہیں۔ پس بہتر ہے کہ تین ۳۰۰ سو ڈول نکال دیئے جائیں پھر پانی اور ڈول وری و چاہ سب پاک ہو جائیں گے۔ وقیل یفتی بمأ تین الی ثلثمائة وهذا ایسر الخ در مختار وفی ردالمحتار و افاد فی النهر ان المأ تین واجبتان والمائة الثالثة مندوبة الخ۔ (۵) فقط۔

(۱) قال فی الدرولو تنجس العسل فتطهره ان یصب فیہ ماء بقدره فیغلی حتی یعود الی مکانہ والدھن یصب علیہ الماء فیغلی فیعلو الدھن الماء فیرفع بشنی مکنذا ثلاث مرات اه فقد صرح فی مجمع الزوائد و شرح القدری انه یصب علیہ مثله ماء ویحرق فئاً مل (ردالمحتار باب الا نجاس ج ۱ ص ۳۰۹ ط. س. ج ۱ ص ۳۳۳) ظفیر۔
(۲) (۳) و سور ہرہ و دجاجة مخلقة الخ و سباع طیر لم یعلم ربھا طهارة متقارھا و سوا کن بیوت طاهر للضرورة مکروه تنزیہا فی الاصح ان وجد غیرہ والا لم یکره اصلا (الدر المختار علی هامش ردالمحتار مطلب فی السور ص ۲۰۶ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۲۳۳) ظفیر۔

(۴) و یبول ما کول اللحم نجس نجاسة خفيفة و طهره محمد ولا یشر بوله اصلا لا للتداوی ولا لغيره عند ابی حنیفة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المیاء ص ۱۹۳ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۲۱۰) ظفیر۔
(۵) (ردالمحتار فصل فی الشرح ج ۱ ص ۱۹۸ ط. س. ج ۱ ص ۲۱۵ مطلب یہ ہے کہ خزیر (سور) کے کنویں میں گر جائے تو کنویں ۶ پانی ناپاک ہو جاتا ہے اس لئے کہ وہ جس آئین سے خلا جلد خزیر فلا یطهر (در مختار) لانه نجس العین بمعنی ان ذاته جمیع اجزائه نجسة حیا و میتا (ردالمحتار باب السیاء ج ۱ ص ۱۸۸ ط. س. ج ۱ ص ۲۰۴) ظفیر۔

چوہے کی میٹنی کا کیا حکم ہے

(سوال ۴۴۴) خرقہ الفار یعنی چوہے کی میٹنی کے بابت مفصل احکام کیا ہیں تیل یا گھی یا کسی شربت قوام شدہ یا سر نہ یا دودھ وغیرہ میں اگر پائی جاوے تو کس حالت میں وہ چیز ناپاک ہوگی اور پھولنے اور ریزہ ریزہ ہو جانے سے نجاست میں کچھ اثر ہوگا یا نہ؟

(جواب) خرقہ الفارۃ چوہے کی میٹنی کے متعلق درمختار باب الانجاس میں ہے وسیجئی اخر الکتاب ان خرقہا لا یفسد مالہم یظہر اثرہ (۱) یعنی چوہے کی میٹنی کسی چیز کو ناپاک نہیں کرتی جب تک کہ اس کا اثر ظاہر نہ ہو یعنی زیادہ نہ ہوں کہ ان کا اثر طعم ولون وغیرہ پر ظاہر وغالب ہو جائے۔ اور آخر کتاب مسائل شتی میں لکھا ہے ولا یفسد خرقہ الفارۃ الدھن والماء والحنطۃ للضرورة الا اذا ظہر طعمہ او لو نہ فی الدھن ونحو لفحشہ وامکان التحرز حینئذ۔ خانیۃ۔ (۲)

پس جس قدر اشیاء آپ نے سوال میں درج فرمائی ہیں چوہے کی میٹنی سے سب پاک رہیں گی جب تک کثیر فاحش ہو کر ان کے رنگ یا مزہ کو نہ بدل دے اور ریزہ ریزہ ہو نیا پھولنا اور نہ پھولنا سب اس بارہ میں برابر ہے۔ فقط۔

نجس گارے سے تیار کردہ اینٹیں صرف خشک ہونے سے پاک ہوں گی یا نہیں

(سوال ۴۴۵) جو اینٹیں نجس گارے سے تیار کی جائیں کیا وہ صرف ہونے سے بغیر آگ میں پختہ کئے ہوئے پاک ہو سکتی ہیں یا نہیں؟ حدیث شریف میں جو حکم ذکاۃ الارض بیسہا وارد ہے وہ زمین اور جوشی زمین کے حکم میں ہے فقہاء اس کے لئے لکھ رہے ہیں۔ پس جو خام اینٹیں نجس گارے سے تیار ہوئی ہیں اور کسی جگہ پر مفروش بھی نہیں ہوئی بلکہ موضوع علی الارض ہیں، ان کی پاکی یا ناپاکی سے مطلع فرمایا جائے۔

(جواب) جو خام اینٹیں نجس گارے سے تیار ہوں یا ان کو نجاست لگ جاوے تو ان کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ زمین میں مفروش یعنی بچھی ہوئی ہوں، (۳) تو خشک ہونے سے پاک ہو جاتی ہیں اور اگر ویسے ہی رکھی ہوئی ہوں کہ منقول و محمول ہوتی ہوں تو وہ خشک ہونے سے پاک نہ ہوگی کما فی الدر المختار وحکم اجر ونحوہ کلین مفروش الخ کذا لک ای کارض فیطہر بجفاف الخ قوله مفروش ای علی الارض مثله البلاط اما

لو کان موضوعین ینقلان ویحو لان فانہما لا یطهران بالجفاف لانہما لیسا بارض (۴)

طحاوی فقط۔

(۱) الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب الانجاس جلد اول ص ۲۹۴ ط. س. ج ۱ ص ۱۲۳۱۹ ظفیر۔
(۲) الدر المختار علی ہامش ردالمحتار مسائل شتی جلد خامس ص ۶۳۰ ط. س. ج ۶ ص ۱۲۷۳۲ ظفیر اس سے پہلے یہ عبارت ہے خبز و جد فی خلا لہ خرقہ فارۃ فان کان الخرقہ صلبا رمی بہ واکل الخبز (ایضا) وفي القہستانی عن المحيط خرقہ الفارۃ لا یفسد الدھن والحنطۃ المطحونۃ مالہ یتغیر طعمہا قال ابو اللیث وبہ ناخذ (ردالمحتار مسائل شتی ج ۵ ص ۲۳۰ ط. س. ج ۶ ص ۳۳۲ ظفیر۔ (۳) یعنی اس طرح کہ وہ زمین سے چپکی ہوئی ہیں ۱۲۔
(۴) طحاوی علی الدر المختار باب الانجاس ج ۱ ص ۱۵۸ ایسی رکھی ہوئی اینٹوں کے پاک ہونے کے لئے پنا ضروری ہے والطین النجس اذا جعل منہ الکوز والقدر او غیرہما فطبخ یكون ذلک المعمول طاهر الا ضمحلان النجاسة بالنار و زوالہا وهذا اذا لم یکن اثر النجاسة ظاہرا فیہ بعد الطبخ (غنیۃ المستملی فصل فی الاسار ص ۱۸۲) ظفیر۔

بول نبوی سے متعلق ایک واقعہ اور اس کے متعلق سوال

(سوال ۲۴۶) ایک مولوی صاحب نے وعظ میں ایک روایت بیان فرمائی کہ حضرت حفصہ بنت عمرؓ نے ایک مرتبہ جناب رسول اللہ ﷺ کا قارورہ پی لیا۔ کیا صحیح ہے؟ اور یہ کہ جناب رسول اللہ ﷺ کا بول و براز پاک تھا کیا یہ صحیح ہے؟ (جواب) یہ روایت احقر کی نظر سے کہیں نہیں گزری اور نہ اس کی صحت و ضعف کا کچھ حال معلوم ہے، البتہ طہارت بول و براز آنحضرت ﷺ کی تصریح مواہب الدنیہ وغیرہ میں منقول ہے۔ کما فی رد المحتار صحیح بعض ائمة الشافعیۃ طہارۃ بولہ صلی اللہ علیہ وسلم وسائر فضلا تہ وبہ قال ابو حنیفۃ کما نقلہ فی المواہب الدنیۃ عن شرح البخاری للعینی الخ۔ (۱) فقط۔

کتے نے شور بے کی دیگ میں منہ ڈال دیا اس کے پاک کرنے کا طریقہ کیا ہے (سوال ۴۴۷) کتے نے شور بے کی دیگ میں منہ ڈال دیا اور کسی قدر شور بے پی لیا تو شور بے کے پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے اگر شور بے میں اور کسی قدر شور بے یا پانی ملایا جاوے، اور شور بے دیگ کے منہ پر سے بہہ جاوے تو دیگ میں جو شور بے ہے وہ پاک ہو جاوے گا۔ یا نہیں؟

(جواب) یہ طریق جو سوال میں لکھا ہے کہ اس دیگ میں شور بے یا پانی اس قدر ملایا جاوے اور ڈالا جاوے کہ منہ کے اوپر کو بہہ جاوے تو یہ طریق بھی پاک کرنے کا فقہاء نے لکھا ہے، اور دوسرا طریق پاک کرنے کا یہ ہے کہ جس قدر وہ شور بے ہے، اسی قدر پانی اس میں ڈال کر پکایا جاوے کہ وہ زائد پانی جل جاوے، اسی طرح تین دفعہ کیا جاوے تو وہ شور بے پاک ہو جاوے گا۔ (۲) قال فی الشامی ومقتضاه انہ علی القول الصحیح تطہر الاوانی ایضا بمجرد الجریان وایضا فیہ وقد مران حکم سائر المائعات کالماء فی الاصح۔ (۳) فقط۔

شہد کی بوتل میں چوہیا گر گئی تو وہ پاک ہو سکتا ہے، اور اس کا طریقہ (سوال ۴۴۸) ایک شہد کی بوتل میں چوہی گر کر مر گئی، پھولی پھٹی نہیں، اب وہ شہد پاک ہو سکتا ہے یا نہ؟ (جواب) شہد پاک کرنے کا طریقہ کتب فقہ میں یہ لکھا ہے کہ بقدر اس شہد کے پانی ملا کر اس کو جلا یا جاوے اس قدر کہ پانی جل جاوے تین بار اسی طرح پکایا جاوے شہد پاک ہو جاوے گا۔ ویطہر لبن وعسل ودبس ودھن یغلی ثلاثا الخ ودر مختار (۴) فقط۔

نجاست غلیظہ کبھی خفیفہ بنتی ہے یا نہیں

(سوال ۴۴۹) نجاست غلیظہ تھوڑی دھونے سے خفیفہ رہ جاتی ہے یا کسی حد تک کیوں نہ دھوئی جائے غلیظہ ہی رہے گی؟

(۱) رد المحتار باب الانجاس مطلب فی طہارۃ بولہ صلی اللہ علیہ وسلم جلد اول ص ۲۹۳۔ ۱۲ ظفیر۔
(۲) ویطہر لبن وعسل ودبس و دھن یغلی ثلاثا (در مختار) قال فی الدر ولو تنجس العسل فطہیرہ ان یصب فیہ ماء بقدر فیغلی حتی یغود الی مکانہ الخ ہکذا ثلث مرات (رد المحتار ص ۳۰۹ باب الانجاس) ظفیر۔
(۳) رد المحتار باب المیاء تحت قوله وكذا البئر وحوض الحمام ج ۱ ص ۱۸۰۔ ۱۲ ظفیر۔ (۴) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الانجاس ص ۳۰۹ جلد اول ۱۲۔ ۳۱۸ ظفیر۔

(جواب) نجاست غلیظہ جب تک بالکل اس کا ازالہ نہ کیا جاوے نجاست غلیظہ ہی رہتی ہے۔ (۱) فقط۔

مقدار درہم کی تشریح

(سوال ۴۵۰) درہم کے عرض اور مقدار عنہ کہ جس سے نماز ہو جاتی ہے ذرا تردد ہے آیا نجاست رقیقہ درہم سے کم اگر کپڑے کو یا بدن پر لگ جائے جس سے نماز ہو جاتی ہے وہ آج کل کے سکہ کے موافق کس قدر ہوتی ہے روپیہ کے برابر یا آٹھنی کے برابر یا چونی کے اور قعر کف جو درہم کی مساحت فقہاء تحریر فرما رہے ہیں آج کل کے سکوں میں سے تقریباً کس کے برابر ہوتی ہے۔ الغرض رقیق نجاست جس کے لگ جانے سے نماز ہو جاتی ہے آج کل کے سکوں میں سے تقریباً کس کے برابر سمجھیں۔

(جواب) قدر درہم نجاست غلیظہ معاف ہے، اور مقدار اس کی نجاست کثیفہ میں وزن مثقال یعنی ۱۲۰ ماشہ ہے۔ (۲) افاد فی البحران الدرہم ہنا غیرہ فی باب الزکوۃ الخ شامی۔ (۳) اور نجاست رقیقہ میں بقدر مقعر کف ہے جو تقریباً ایک روپے کے دور کی برابر ہے، اور شامی میں منقول ہے کہ ملا مسکین نے اس کی یہ تشریح فرمائی ہے کہ ہتھیلی پر پانی ڈالا جائے ہتھیلی کو کھول کر اور پھیلا کر جس مقدار میں پانی ٹھہر جاوے وہ مقدار مقعر کف ہے اور وہی مراد ہے، سو ظاہر ہے کہ وہ مقدار ایک روپے کے برابر ہوتی ہے، اس کو تجربہ بھی کر لیا جاوے قال ملا مسکین وطریق معرفتہ ان تغرف الماء بالید ثم تبسط فما بقی فہو مقدار الکف الخ ص ۲۱۱ باب الانجاس شامی جلد اول (۴) فقط۔

گلوخ استعمال کیا ہوا پھر استعمال نہیں کیا جاسکتا

(سوال ۴۵۱) پیشاب میں جو گلوخ استنجا کیا ہے اس کو دھوپ میں خشک کر کے پھر استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟ (جواب) نہیں۔ (استعمال نہیں کر سکتے) (۵)

گلقدن کے ڈبہ میں چوہے مر گئے تو وہ کیسے پاک ہوگا

(سوال ۴۵۲) ٹین کے ڈبہ میں گلقدن تھا، جب فروخت ہوتے ہوتے پانچ چھ ۶ سیر پختہ رہ گئی، تو اس میں دو چوہے گر کر مر گئے، معلوم ہونے پر نکال کر پھینکے گئے، ایک چوہا زندہ تھا جو خود نکل کر بھاگ گیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی اسی دن

(۱) وکذا یطہر نجاسة مرئية بقلعها الخ (الدر المختار علی هامش رد المختار باب الانجاس ص ۳۰۳ جلد اول ط. س. ج. ص ۳۲۸ ظفیر۔

(۲) وعفی الشارع عن قدر درہم ومثقال عشرون قیر اطا فی نجس کثیف لہ جرم (الدر المختار علی هامش رد المختار باب الانجاس ص ۲۹۱ و ص ۲۹۳ جلد اول ط. س. ج. ص ۳۱۶..... ۳۱۸) ظفیر۔

(۳) رد المختار باب الانجاس تحت نولہ وهو مثقال جلد اول ص ۱۹۳ ط. س. ج. ص ۳۱۸ ۱۲ ظفی۔

(۴) رد المختار باب الانجاس جلد اول ص ۲۹۳ ط. س. ج. ص ۳۱۸ ۱۲ ظفیر۔

(۵) و تطہر ارض بخلاف نحو بساط بیسہا ای جفا فیہا ولو بریح الخ (در مختار) ای حصیر وثوب وبدن مما لیس ارضاً ولا متصلاً بہا اتصال قرار (رد المختار باب الانجاس ص ۱ ص ۲۸۶) ظفیر۔

پانی ناپاک نہیں ہوتا۔ یہ مسئلہ کتابوں میں لکھا ہوا ہے۔ (۱)

جس کپڑے پر خون یا شراب گر جائے اس کی پاکی

(سوال ۳۵۶) اگر کسی کپڑے پر خون خنزیر کا یا شراب گر جائے تو وہ کس طرح پاک کیا جائے؟

(جواب) تین دفعہ دھونے سے پاک ہو جاوے گا جیسا کہ پیشاب پاخانہ کو دھویا جاتا ہے اور پاک کیا جاتا ہے۔ اسی طرح شراب اور دم خنزیر سے دھویا اور پاک کیا جاوے گا۔ (۲) فقط۔

حلال جانور کے خون کا تیل۔ اور اس کا حکم

(سوال ۳۵۷) خون ذبح حلال جانور کا تیل نکالا جائے تو وہ پاک ہے یا نہیں، اور مذبوحہ اور مردار جانور کے خون میں کیا فرق ہے؟

(جواب) خون بننے والا حلال جانور کا بھی ناپاک ہے، اور اس سے جو تیل نکالا جاوے گا وہ بھی ناپاک ہوگا۔ (۳) فقط۔

ٹنچر کا حکم

(سوال ۳۵۸) انگریزی ادویہ موسومہ بہ ٹنچر شرعاً ان کا استعمال کرنا بطور دوا کے یا خرید و فروخت ان کی جائز ہے یا نہیں۔ ان ادویہ میں الکحل یعنی روح شراب ملا یا جاتا ہے۔ الکحل ملانے سے غرض اس کی تحلیل یا حفاظت ہے، صرف دواء کے طور پر الکحل اس میں نہیں ملا یا جاتا نہ کسی اور غرض سے، اس کا کثیر مسکر نہیں ہے شراب اگر سرکہ بن جائے تو شرعاً جائز ہے یا کیا؟

(جواب) جس دواء میں شراب مذکور ملائی جائے وہ دوا حرام ہے استعمال اس کا ناجائز ہے، کذا صرح بہ الفقہاء۔ (۴) اور دوا کی حفاظت کی غرض سے ملانا اس کو پاک اور حلال نہیں بناتا۔ اسی طرح اس دواء کے کثیر کا مسکر نہ ہونا سبب حلت و طہارت نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ جو دوا ہے۔ ما اسکو کثیرۃ فقیلہ حرام۔ (۵) یہ خاص اس شراب کے بارہ میں حکم ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جس شراب کا کثیر مسکر ہو اس کا قلیل بھی حرام ہے۔ پس ایک قطرہ شراب کا بھی حرام اور نجس اور جس

(۱) وقد مرانہم لم یعتبروا احتمال النجاسة الخ (رد المحتار فصل فی البئر ص ۱۹۷ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۲۱۲) ویکرہ الاکل والشرب فی اوانی المشرکین قبل الغسل ومع هذا لو اکل او شرب فیها قبل الغسل جاز (عالمگیری کتاب الکراهیۃ باب رابع عشر ص ۳۵۸ ج ۵ ط. ماجدیہ ص ۵۳۷ طغیر۔

(۲) وکذا یظهر محل نجاسة مریة بعد جفاف کدم بقلعها ای بزوال عینھا واثرھا ولو بمرۃ او بما فوق ثلاث فی الاصح الخ ویظهر محل غیرھا ای غیر مریة بغلبة ظن غاسل لومکلفا والا فمستعمل طهارة محلھا بلا عدد به یفتی وقدر ذلك لموسوس بعسل وعصر ثلاثا او سبعا فیما ینعصر الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الانجاس ج ۱ ص ۳۰۲ ج ۱ ص ۳۰۶ ط. س. ج ۱ ص ۳۲۸ طغیر۔ (۳) ودم مسفوح من سائر الحيوانات الا دم شهید ما دام علیہ الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الانجاس ج ۱ ص ۲۹۳ ط. س. ج ۱ ص ۳۰۹ طغیر۔ (۴) اختلف فی التدای بالمحرم وظاهر المنع (الدر المختار علی هامش رد المحتار قبیل فصل فی البئر ج ۱ ص ۱۹۳ ط. س. ج ۱ ص ۲۱۰ طغیر۔ (۵) مشکوٰۃ باب بیان الخمر ووعید شاربھا ص ۳۱۷ فصل ثانی ۱۲ طغیر۔

دواء میں یہ ملایا جاوے گا وہ بھی حرام اور نجس ہے، (۱) اور شراب کا سرکہ بن جانے میں انقلاب عین ہو جاتا ہے اس لئے وہ جائز ہے اور شراب کو دوا میں ملانے سے انقلاب حقیقت نہیں ہوتا۔ شامی میں ہے فصار ملحاً الخ فان ذلک کله انقلاب حقیقة الی حقیقة اخرى لا مجرد انقلاب وصف الخ۔ (۲) ص ۲۱۰ شامی جلد اول۔ فقط۔

نصاری جس برتن میں خنزیر کا گوشت کھائیں وہ دھونے سے پاک ہو گا یا نہیں
(سوال ۲۵۹) جس برتن میں نصاریٰ خنزیر کا گوشت کھالیں تو وہ برتن دھونے سے پاک ہو جاتا ہے یا نہیں؟
(جواب) دھونے سے پاک ہو جاتا ہے۔ (۳) فقط۔

جانور کے پتہ کا استعمال بطور مالش درست ہے یا نہیں
(سوال ۲۶۰) پتہ حلال جانور کا اگر کسی دواء میں ڈالا جاوے اور وہ دواء کھانے میں استعمال نہ کی جائے بلکہ بدن کے ملنے کی ہو تو جائز ہے یا نہیں؟ اور بدن ناپاک ہو گا یا نہیں؟
(جواب) درمختار میں ہے مرارة کل حیوان کبولہ الخ۔ (۴) پس جیسا کہ بول ماکول اللحم کا نجس ہے پتہ بھی نجس ہے اور تداویٰ بضر ورت جائز ہے۔ پس نماز کے وقت اس جگہ کو دھولیا جاوے۔ فقط۔

دھویوں کے جن کپڑوں پر چھینٹیں پڑتی رہتی ہیں کیا وہ انہیں کپڑوں میں نماز پڑھ سکتے ہیں
(سوال ۲۶۱) طہارت کا ذکر ان نماز کے واسطے کیا طریقہ ہو، ظاہر ہے کہ چھینٹ ان کے جسم پر پڑتی ہے قطعی ناپاک اور بکثرت اور جب ہوا تیز ہوتی ہے تو کپڑوں کا پانی ان کے جسم پر ایک مقدار معتد بہ پڑتا ہے، آیا وہ اسی حیثیت سے نماز پڑھیں یا ہر نماز کے وقت جسم کو اور جو کپڑے پہنے ہوئے ہوں اس کو پاک کیا کریں؟
(جواب) جواب مسئلہ کا یہ ہے کہ عموم بلوی کی وجہ سے دھویوں کے بدن اور کپڑوں پر جو چھینٹیں اثواب مغسولہ کی پڑوں پر مارنے کے وجہ سے پڑتی ہیں وہ معاف ہیں چنانچہ شامی میں ہے وفي الفتح وما ترشش علی الغاسل من غسالة المیت مما لا یمکنہ الا متناع عنه مادام فی علاجه لا ینجسه لعموم البلوی الخ۔ (۵) اور دھویوں کے کپڑوں کی طہارت کی دوسری وجہ بھی ہو سکتی ہے وہ یہ کہ اثواب مغسولہ کی پانی ناپاکی خود مشکوک و مشتبہ وغیر متعین ہے اور حسب قاعدہ الیقین لا یزول بالشک۔ (۶) شک سے نجاست کا حکم نہیں ہوتا۔ فقط۔

(۱) وہ یعلم ان ما یستقطر من وردی الخمر هو المسمی بالعرقی فی ولاية الروم نجس حرام کسائر اصناف الخمر (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الانجاس ص ۳۰۰ ط. س. ج ۱ ص ۳۲۵) ظفیر۔
(۲) ردالمحتار باب الانجاس ص ۱۲۰ ظفیر۔
(۳) والنجاسة ضربان مرئیة وغیر مرئیة فما کان منها مرئیا فطها رتھا بزوال عینھا لان النجاسة حلت المحل باعتبار العین فتزول بزوال الخ وما لیس بمرئی فطهارتہ ان یغسل حتی یغلب علی ظن الغاسل انه قد طهر (ہدایہ باب تطہیر الانجاس ص ۴۲ ج ۱) ظفیر۔ (۴) الدر المختار علی هامش ردالمحتار فصل فی الاستنجاء ص ۲۲۳ جلد اول ط. س. ج ۱ ص ۳۴۹ ظفیر۔ (۵) ردالمحتار باب الانجاس جلد اول ص ۳۰۰ ط. س. ج ۱ ص ۳۲۵ مطلب العرقی الذی یستقطر الخ ۱۲ ظفیر۔ (۶) الاشباہ والنظائر القاعدة الثالثة ص ۴۵ ظفیر۔

جس راب میں کتے نے منہ ڈال دیا کس طرح پاک ہوگی

(سوال ۴۶۲) راب میں کتے نے منہ ڈال کر کھایا وہ کس طرح پاک ہو سکتی ہے؟

(جواب) اس کے پاک ہونے کی صورت فقہاء نے یہ لکھی ہے کہ اس راب کے برابر اس میں پانی ملا کر اس کو یعنی پانی کو جلا دیا جائے، اسی طرح تین دفعہ کرنے سے وہ راب پاک ہو جاوے گی کذا فی الدر المختار والشمیٰ (۱) فقط۔

خنزیر کے بدن سے کپڑا چھو جائے تو وہ پاک ہے یا ناپاک

(سوال ۴۶۳) عوام میں مشہور ہے کہ جس کے کپڑے کے پلہ پر ایک طرف خنزیر لگ جاوے یا ایک پیر کو لگ جائے تو کپڑا اکل اور تمام بدن دھونا چاہئے یہ صحیح ہے یا نہیں؟

(جواب) یہ غلط مشہور ہے، خنزیر کا بدن اگر خشک ہے اور انسان کے کپڑے یا بدن سے مس کرے تو وہ ناپاک نہیں ہوتا دھونے اور نہانے کی ضرورت نہیں ہے اور اگر بدن خنزیر کا تر ہو اور کسی چیز کو لگ جاوے تو صرف اسی جگہ کو دھونا کافی ہے۔ (۲) فقط

بچہ شیر خوار کا پیشاب ناپاک ہے

(سوال ۴۶۴) ولادت کے بعد جب تک بچہ کچھ دنوں کا نہ ہو جائے، بچہ کے پیشاب سے بچنا بے حد دشوار ہے، اگر عورت دوسرا کپڑا بھی نماز کے لئے رکھے لیکن بدن میں ہر وقت پیشاب لگے گا، ایسے وقت میں کیا کرے۔ عوام میں مشہور ہے کہ بچوں کا پیشاب پاک ہے۔ یہ صحیح ہے یا غلط؟

(جواب) پیشاب بچہ کا پاک نہیں ہے، بلکہ مانند بڑے آدمیوں کے پیشاب کے نجاست غلیظہ ہے، اس سے بچنا اور بصورت بدن اور کپڑے پر پیشاب قدر درہم سے زیادہ لگنے کے دھونا ضروری ہے۔ (۳) فقط۔

نجاست میں بھیگا ہوا حصہ خشک ہو کر پسینہ سے تر ہو جائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۴۶۵) مقاربت کرنے اور عصو سوکھ جانے کے بعد پاک کپڑا پہن لینا، اس کے بعد پسینہ آیا اور کپڑے کو لگا، کپڑا نجس ہوا کہ نہیں؟ کپڑا یا ظرف گلی میں نجاست لگ گئی یا تر ہوا پھر سوکھ گیا کہ اثر باقی نہ رہا یہ چیزیں بغیر دھوئے سوکنے کے بعد پاک ہیں یا ناپاک؟

(۱) ویطهر لہن وعسل ودیس ودھن بغلی ثلاثا (در مختار) ولو تنجس العسل فتطہرہ ان یصب فیہ ماء بقدرہ فیعلی حتی یعود الی مکانہ والدھن یصب علیہ الماء فیعلی فیلو الدھن الماء فیرفع بشئی ہکذا ثلاث مرات ۵۱ (رد المحتار باب الانجاس ص ۳۰۸ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۳۳۳ ظفر)

(۲) اما النجاسة الغلیظة الخ کا لعذرۃ الخ ولحم الخنزیر وسائر اجزائہ ہذہ الاشیاء نجاستہا معلومة فی الدین بالضرورة لا خلاف فیہا الا شعر الخنزیر لما ابیح الانتفاع بالخمر ضرورة قال محمد رحمہ اللہ علیہ لو وقع فی الماء لا ینجسہ (غنیۃ المستملی ص ۱۲۴ ظفر)

(۳) قدر الدرہم وما دونہ من النجس المغلظ کالدمل والبول والخمر الخ جازت الصلوۃ معہ وان زاد لم تجز (ہدایہ) قولہ والبول ولو من صغیر لم یاکل ملتقى البحر (حاشیہ ہدایہ باب الانجاس ج ۱ ص ۷۷ ظفر)

(جواب) اس صورت میں کپڑا نجس نہ ہوگا۔ (۱) اور ظروف گلی اگر نجس ہو گئے تو وہ دھونے سے پاک ہوں گے۔ صرف خشک ہونے سے پاک نہ ہوں گے۔ (۲) فقط۔

دھوبی سے کپڑا دھلوا یا پاک ہو یا نہیں
(سوال ۴۶۶) جو دھوبی طہارت نہیں جانتے ان سے کپڑا دھلوانے سے پاک ہوتا ہے یا نہیں؟
(جواب) پاک ہو جاتا ہے۔ فقط۔

کشتی میں پاخانہ ملا ہوا پانی آ جائے تو وہ پاک ہے یا ناپاک
(سوال ۴۶۷) بعض جگہ چھوٹی کشتی میں بیٹھے ہوئے پاخانہ پیشاب کرتے ہیں۔ اور جو تھوڑا پانی کشتی میں ہمیشہ رہتا ہے اس میں پیشاب پاخانہ مل جاتا ہے وہ پانی پاک ہے یا ناپاک؟ اور جو لوگ اس پانی کو سینچ کر ہاتھ نہیں دھوتے ان کے برتن پاک ہیں یا نہ؟
(جواب) اگر کشتی میں پانی دریا سے آتا اور جاتا رہتا ہے تو کشتی کا پانی بھی پاک ہے اس میں وہم نہ کرنا چاہئے۔ (۳) اور اگر بالفرض پانی کشتی کا ناپاک ہو تو تب بھی ان کے برتنوں کو بدون اس کے کہ ان کے برتنوں میں نجاست کا لگنا محقق نہ ہونا پاک نہ سمجھنا چاہئے اور کھانا پینا، ان میں درست ہے۔ (۴) فقط۔

ہاتھ شراب میں ڈبو دیا تو ناخن کاٹ کر ہاتھ پاک کیا جائے گا
(سوال ۴۶۸) اگر ہاتھ شراب میں ڈبو دیا تو ناخن کاٹ کر ہاتھ پاک کرنا ضروری ہے یا نہ؟
(جواب) اگر ہاتھ کو پاک کر لیا تھا اور دھو لیا تھا تو ناخن کتر کر دوبارہ ہاتھ دھونے کی ضرورت نہیں ہے۔ (۵) فقط۔

جس گڑ میں چوہا گر کر مر گیا وہ پاک ہے یا ناپاک
(سوال ۴۶۹) ایک برتن دو تین من قندسیاہ سے کہ جو بہت ہی نرم ہے بھرا ہوا ہے، اس برتن میں سے قندسیاہ تقسیم کرتے ہوئے ایک موش گلا ہوا نکلا جو گر کر مر گیا ہے، آیا وہ گڑ پاک ہے یا ناپاک۔ اگر ناپاک ہے تو جو گڑ چوہا نکلنے سے پہلے تقسیم کیا گیا اس کا کیا حکم ہے؟

(۱) نام فغرق او مشتی علی نجاسة ان ظہر عنہا تنجس و الا لا (در مختار) قوله ان ظہر عنہا المراد بالعین مایشمعل الاثر لانه دلیل علی وجودہا الخ (ردالمحتار باب الاستنجاء ج ۱ ص ۳۲۰ ط. س. ج ۱ ص ۳۲۶) ظفیر.
(۲) والنجاسة ضربان مرنیة وغیر مرنیة فما كان منها مرنیة فطهارتها بزوال عینہا الخ وما لیس بمرنی فطهارته ان یغسل حتی یغلب علی ظن الغسل انه قد طهر الخ (هدایہ باب الا نجاس ج ۱ ص ۷۴) ظفیر.
(۳) ثم المختار طهارة المتنجس بمجرد جریانه (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المیاء ج ۱ ص ۱۸۰ ط. س. ج ۱ ص ۱۸۷) ظفیر. (۴) قال الفقهاء ان البقین لا یزول بالشک (هدایہ) ۱۲ ظفیر.
(۵) فان كانت مرنیة فطهارتها زوال عینہا الخ وان لم تكن النجاسة مرنیة الخ یغسلها حتی یغلب علی ظنه انه قد طهر (غنیة المستملی ص ۱۸۰) ظفیر.

(جواب) قندسیاہ میں جو چوہا ہوا نکلا تو اس قندسیاہ میں سے اسی قدر ناپاک ہوا جو متصل اس چوہے کے ہے، کیونکہ جھے ہوئے گھی وغیرہ کا یہی حکم ہے اور قندسیاہ اگر چہ نرم ہو لیکن وہ بہنے والی اور رقیق چیز کے حکم میں داخل نہ ہوگا، اور یہ بھی ظاہر ہے کہ گھی باوجود جھنے کے نرم پھر بھی رہتا ہے۔ پس اس قندسیاہ میں سے جو گرد اگر دچوہے کے ہے اس مقدار کو علیحدہ کر دیا جاوے وہ ناپاک ہے باقی پاک ہے چنانچہ شامی میں منجملہ مطہرات کے تقویر (فی القاموس قار الشئی قطعہ من وسطہ قطعاً مستدیراً کقورہ الخ) سمن جامد کو شمار کیا ہے۔ قولہ تقور۔ ای تقویر نحن سمن جامد من جوانب النجاسة الخ وخرج بالجامد المانع وهو ما ينضم بعضه الى بعض فانه ينجس كله الخ۔ (۱) دوسری جگہ ہے۔ وتقور نحو سمن جامد بان لا يستوى من ساعة الخ۔ (۲) ص ۲۰۹ و ۲۱۰ عبارت بان لا يستوى من ساعة سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ درمیان میں سے کچھ حصہ نکالنے سے باقی ہر طرف سے فوراً مل جاوے، اور جب کہ چوہے کے قریب کے سواء تمام قندسیاہ پاک ہے، تو جو مقدار کسی جانب سے کسی کو دی گئی وہ بھی پاک ہے۔ فقط۔

جس برتن میں بچہ ناپاک ہاتھ ڈال دے اس برتن میں کھانا پینا جائز ہے یا نہیں (سوال ۴۷۰) اگر مشاہدہ ہو کہ بچہ نے پیشاب سے مختلط ہاتھ برتن میں ڈالا، لیکن گھر والی نے سستی سے برتن پاک نہیں کیا، اسی میں کھانا دیا، یا ناپاک ہاتھ سے کھانا کھا کر دیا تو وہ کھانا یا اس برتن میں پانی پینا جائز ہے عموم بلوئی کی وجہ سے یا نہیں؟

(جواب) جو کھانا اس برتن میں کھایا گیا یا پانی پیا گیا غفلت یا لاعلمی سے وہ معاف ہے، لیکن آئندہ کو اس برتن کو پاک کرنا چاہئے یہ نہیں کہ باوجود مشاہدہ کے عموم بلوئی کی وجہ سے ناپاک برتن وغیرہ کو پاک نہ کیا جاوے۔ (۳) فقط۔

شرم گاہ سے جو رطوبت نکلتی ہے وہ نجس ہے یا نہیں (سوال ۴۷۱) بوقت ہم بستری جو رطوبت عورت کے جسم مخصوص سے نکلتی ہے وہ نجس ہے یا نہیں۔ اگر نجس ہے تو غلیظ ہے یا خفیف۔ نیز جس کپڑے کو وہ رطوبت لگ جاوے بدون دھوئے اس کا استعمال کرنا کیسا ہے؟ (جواب) رطوبت جو جسم مخصوص عورت سے بوقت ہم بستری نکلے وہ نجس غلیظ ہے۔ جس کپڑے یا عضو کو وہ رطوبت لگے اس کو دھونا ضروری ہے۔ (۴) فقط۔

(۱) ردالمحتار باب الا نجاس ج ۱ ص ۲۹۱ ط.س. ج ۱ ص ۱۲۳۱۶ ظفیر۔ (۲) ردالمحتار باب الا نجاس ج ۱ ص ۲۹۰ ط.س. ج ۱ ص ۱۲۳۱۶ ظفیر۔ (۳) لو ارجل الصبی یدہ فی الا ناء ان علم انها طاهرة بان كان معه من يراقبه جاز التوضي بذلك الماء وان علم ان فيها نجاسة لم يجز (غنية المستملی ص ۱۰۱) ظفیر۔ (۴) وفي المحتبی اولج فزع فانزل لم يطهر الا بغسله لثلوته بالنجس انتهي ای برطوبة الفرج فيكون مفرعاً علی قولهما بنجاستها (درمختار) قوله برطوبة الفرج ای الداخل بدلیل قوله اولج واما رطوبة الفرج الخارج فطاهرة اتفاقاً ۱۵ وفي منهاج الا امام النووی رطوبة الفرج ليست بنجاسة فی الا صح قال ابن حجر فی شرحه وهي ماء ابيض متردد بين المذی والعرق يخرج من باطن الفرج الذی لا يجب غسله بخلاف ما يخرج مما يجب غسله فانه طاهر قطعاً و من وراء باطن الفرج فانه نجس قطعاً لكل خارج من الباطن كالماء الخارج مع الولد او قبيله (ردالمحتار باب الا نجاس ج ۱ ص ۲۸۸ ط.س. ج ۱ ص ۳۱۲) ظفیر۔

نور باف کے یہاں کا کپڑا ناپاک پانی میں تر کیا جاتا ہے وہ پاک ہے یا نہیں (سوال ۴۷۲) نور باف کہتے ہیں کہ ہمارے یہاں جو کپڑا بنایا جاتا ہے وہ ناپاک پانی میں تر کیا جاتا ہے، وہ کپڑا بعد خریدنے کے پاک ہے یا ناپاک اور اس سے نماز درست ہے یا نہ؟

(جواب) اگر خاص کسی کپڑے میں یہ علم ہو جاوے کہ اس میں نجاست لگی ہے تو ظاہر ہے کہ وہ ناپاک ہے، اس کو پاک کرنا اور دھونا چاہئے، لیکن عام کپڑے جو ویسے فروخت ہوتے ہیں ان سب پر حکم نجس ہونے کا نہ کیا جاوے گا، اور یہ بھی ظاہر ہے کہ کسی خاص کپڑے کی تعیین ہونا کہ اس میں ضرور نجاست لگی ہے دشوار ہے، اور شک سے حکم نجاست کا نہیں ہو سکتا، لہذا ان کپڑوں کو پاک ہی سمجھا جاوے گا۔ لیس علیکم فی الدین من حرج۔ (۱) اور حدیث میں ان الدین یسر (۲) اور فقہاء نے تصریح فرمائی ہے یقین لا یزول بالشک (۳) فقط۔

گرے ہوئے پتے اور دریا کے کنارے کی کچھڑیاں پاک ہے یا نہیں (سوال ۴۷۳) زمین پر پتے وغیرہ پڑے رہتے ہیں اور لوگ نجس پا چلتے ہیں، پس وہ پتے وغیرہ یا دریا کے کنارہ کا کچھڑیاں پاک ہے یا نہیں؟ (جواب) وہ کچھڑیاں وغیرہ پاک ہے۔ جب تک اس میں نجاست کا ہونا معلوم نہ ہو۔ (۴) فقط۔

نجس بدن پر پسینہ آئے تو وہ پاک ہے یا ناپاک (سوال ۴۷۴) نجس بدن کو اگر خشک ہونے کے بعد پسینہ آیا تو وہ پاک ہے یا ناپاک؟ (جواب) اس کو فقہاء نے پاک لکھا ہے۔ (۵) فقط۔

ناپاک پانی میں دھو کر ایک مرتبہ پاک پانی سے دھوے تو پاک ہو گیا یا نہیں؟ (سوال ۴۷۵) ۱/۴ ناپاک پانی سے کپڑا دھو کر ایک مرتبہ تالاب میں ڈبو کر نچوڑنے سے پاک ہوتا ہے یا نہیں؟

پہلے ناپاک پانی سے دھویا پھر تالاب میں ڈبویا تو کیا حکم ہے (سوال ۴۷۶) ۲/۴ نجس بدن ناپاک پانی سے مل کر دریا یا تالاب میں غوطہ لگانے سے پاک ہوتا ہے یا نہیں؟

(۱) سورة الحج ۱۲۰ ع. ظفیر.

(۲) بخاری باب الدین یسر ج ۱ ص ۱۲۰ ع. ظفیر.

(۳) الا شبه النظائر مع شرح حموی القاعدة الثالثة ص ۴۵ ع. ظفیر. (۴) یقین لا یزول بالشک (الا شبه النظائر القاعدة الثالثة ص ۴۵) وطین شارع و نجار نجس وغبار سرقین ومحل کلاب وانتضاح غسلالة لا نظهر مواقع قطرها عفو (الدرا المختار علی هامش ردالمحتار باب الا نجاس ج ۱ ص ۲۹۹ ط. س. ج ۱ ص ۳۲۵) ظفیر. (۵) وحکم عرق کسور (درمختار) ای العرق من کل حیوان حکمه کسورہ لتولد کل منهما من اللحم (ردالمحتار فصل فی البثر ج ۱ ص ۲۱۰ ط. س. ج ۱ ص ۲۲۸) فسور. ادعی مطلقا ولو جنباً او کافر او امرأة الخ طاهر (الدرا المختار علی هامش ردالمحتار مطلب فی السور ج ۱ ص ۲۰۵ ط. س. ج ۱ ص ۲۰۲) ظفیر.

- جس کپڑے میں پیشاب لگا ہوا ہے تالاب میں رکھ کر ہلا دیا تو پاک ہو یا نہیں
(سوال ۳/۴۷۶) پیشاب وغیرہ سے تر رہتے وقت تالاب میں ہلانے سے کپڑا بدن پاک ہوتا ہے یا نہیں؟
(جواب) (۱) اگر دریا کا پانی اس پر خوب بہہ جاوے اور پھر نچوڑا جاوے تو پاک ہو جاتا ہے۔ (۱) فقط
(۲) ایک بار دریا میں غوط کھانے سے بدن پاک ہو جاتا ہے۔ (۲) فقط۔
(۳) نچوڑنے سے پاک ہو جاوے گا۔ (۳) فقط۔

گوبر لگا ہوا ہاتھ گھڑے میں ڈالنے کا رواج ہو، تو اس گھڑے میں دوسرا پانی لائے تو اس سے وضو جائز ہو گا یا نہیں

- (سوال ۱/۴۷۷) ایک عورت نے گوبر سے لپ کر ناپاک ہاتھ ٹھلیا میں ڈال کر دھوئے، پھر اسی ہاتھ سے کھانا پکایا، اگرچہ مشاہدہ نہیں مگر قرآن قویہ سے معلوم ہے کہ دیگر عورت سب ایسا ہی کرتی ہیں، پس وہ کھانا کھانا اور اس ٹھلیا کا پانی یا نہیں کے لائے ہوئے پانی سے وضو درست ہے یا نہیں؟

اگر تالاب نزدیک ہو تو کیا تالاب ہی سے وضو کرنا چاہئے

- (سوال ۲/۴۷۸) اگر تالاب پاس ہو تو اس صورت میں ہر وقت تالاب پر جا کر وضو کرنا چاہئے یا نہ؟
(جواب) (۱) جب کہ مشاہدہ نہیں ہے تو یہ سب امور درست ہیں۔ (۲) فقط۔
(۲) خواہ تالاب میں کرے یا گھڑے کے پانی سے سب درست ہے۔ (۵) فقط۔

پاخانہ کر کے برتن چھونے سے برتن ناپاک نہیں ہوتا

- (سوال ۴۷۹) ایک شخص نے پاخانہ کر کے استنجہ کیا، گھڑے سے پانی لے کر پاک کیا۔ آیا جو برتن قبل استنجہ پاک کرنے کے چھوا گیا وہ پاک ہے یا نجس ہو گیا۔

(۱) ویطهر محل غیر ہا ای غیر مرئیۃ بغلبۃ ظن غاسل لو مکلفا والا فمستعل طہارۃ محلہا بلا عدد بہ یفتی الخ اما لو غسل فی غدیر او صب علیہ ماء کثیر او جرى علیہ الماء طہر مطلقا بلا شرط عصر وتجفیف وتکرار غمس هو المختار (در مختار) ولو غمس الثوب فی نہر جار مرة وعصر یطہر (ردالمحتار باب الا نجاس ص ۳۰۵ و ص ۳۰۸ ط. س. ج. ۱ ص ۳۳۱-۳۳۲ ظفیر۔

(۲) وكذا یطہر محل نجاسة الخ مرئیۃ الخ یقلعها ای بزوال عینہا واثرو ولو بمرة (در مختار) یعنی ان زال عین النجاسة بمرة واحدة سواء كانت تلك الغسلۃ الواحدة فی ماء جار او راكد کثیر (ردالمحتار باب الا نجاس ص ۳۰۳ ج ۱) ظفیر۔
(۳) اصاب البول ثوبه فغمسه مرة واحدة فی نہر جارو عصره یطہر وهذا قول ابی یوسف ایضا فی غیر ظاہر الراویۃ (غنیۃ المستملی ص ۱۸۲)۔

(۴) البقین لایزول بالشک (الا شبلع والنظائر القاعدة الثالثة ص ۷۵) ولو شک فی نجاسة ماء او ثوب الخ لم یعتبر (در مختار) فی التاثر خانیہ من شک فی انا نہ او ثوبہ او بد نہ اصابته نجاسة او لا، فهو طاهر مالم یستیقن الخ وكذا ما یتخذہ اهل الشریک او الجهلة من المسلمین کما لیسمن والخبز والا طعمة والثیاب (ردالمحتار قبیل ابیحات الغسل ج ۱ ص ۱۴۰ ط. س. ج. ۱ ص ۱۵۱) ہاں جب یقین ہو تو ناپاک ہو جائے گا اور اس کا پاک ہونا ضروری ہوگا وروث و خنی افاد بہما نجاسة خیر کل حیوان غیر الطیور وقالا مخففة وفي الشرب لانیۃ قولہما اظہر (در مختار) ظفیر۔

(۵) وتحوز الطہارۃ الحکمیۃ بماء مطلق وهو ما یسمی فی العرف ماء من غیر احتیاج تقید فی تعریف ذاته الخ طاهر (غنیۃ المستملی ص ۸۲) ظفیر۔

(جواب) پاک ہے۔ فقط۔

مختلم و جنبی کا ہاتھ پاک ہے اور جس برتن کو وہ چھوئے وہ بھی پاک ہے
(سوال ۳۸۰) جنبی یا مختلم قبل غسل کرنے کے جو برتن چھوئے وہ پاک ہے یا نجس ہو گیا، ہاتھ دونوں کا پاک ہے یا نہ؟
(جواب) پاک ہے (۱) (اگر ہاتھ میں گندگی لگی ہو جیسے منی وغیرہ تو ناپاک ہوگا۔ ظفیر)

بارش میں جوتوں کی مٹی فرش مسجد پر بہہ جائے تو کیا حکم ہے
(سوال ۳۸۱) روز جمعہ کے دن جس وقت جامع مسجد میں جماعت کھڑی ہوئی تو بارش ہونے لگی۔ لوگوں نے جوتے فرش مسجد پر رکھے تھے، مسجد کے فرش پر جوتوں کا پانی بہا۔ جب بارش بند ہوئی تو لوگ چلے گئے، پھر شام تک بارش نہیں ہوئی۔ اگر پانی بہہ جاتا تو فرش پاک ہو جاتا اس درمیان میں لوگوں نے عصر و مغرب کے نماز اسی مسجد میں پڑھی، اور فرش تر تھا وضو کر کے اس فرش پر پیر رکھے اور پھر مسجد کی صنفوں و بور یوں پر پیر رکھے۔ آیا وہ صف اور بور یے پاک ہیں یا نہیں؟
(جواب) وہ صفیں اور بور یے پاک ہیں۔ (۲) فقط۔

جس کپڑے پر نجاست غیر مرئیہ لگی ہو اسے کتنی دیر جاری پانی میں چھوڑ دیں گے تو وہ پاک ہو جائے گا

(سوال ۳۸۲) جس کپڑے پر نجاست غیر مرئیہ ہو وہ کتنی دیر جاری پانی میں چھوڑنے سے پاک ہوں گے۔
(جواب) درمختار میں ہے اما لو غسل فی غدیر او صب علیہ ماء کثیر او جرى علیہ الماء طهر مطلقاً۔ (۳) اور بکیری شرح منیہ میں ہے والذی فی فتاویٰ قاضی خاں والخلاصة وعامة الكتب ترک فیہ یوماً وليلة وهو الصحيح ولعل الالف سقطت فی تلك العبارة والا صل یوماً او ليلة ولا بالواو فاذا ترک یوماً او ليلة فی النهر حتی جرى الماء علیہ يطهر الخ۔ (۴) اس سے معلوم ہوا کہ جو چیز جاری پانی میں ایک دن یا ایک رات چھوڑی جاوے وہ پاک ہو جاتی ہے۔ فقط۔

(۱) لان الجنابة لا تحل العين (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ابحاث الغسل ج ۱ ص ۱۶۱ ط. س. ج ۱ ص ۱۷۴) عن ابی هريرة قال لقيني رسول الله عليه وسلم وانا جنب فاخذ بيدي فمشيت معه حتى قعد فانسملت فأتيت الرجل فاعتسلت ثم جمعت وهو قاعد فقال اين كنت يا ابا هريرة فقلت له فقال سبحان الله المؤمن لا ينجس هذا لفظ البخاري (مشكوة باب مخالطة الجنب وما يباح له ص ۳۹) فيه جواز مصافحة الجنب ومخالطته وهو قول عامة الفقهاء واتفقوا على طهارة عرق الجنب والحائض ۱۲ مرقاة (حاشية مشكوة ص ۳۹) ظفیر.

(۲) اليقين لا يزول بالشك (الاشباه والنظائر القاعدة الثالثة) ظفیر.

(۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الانجاس ص ۳۰۸ جلد اول ط. س. ج ۱ ص ۳۳۳ ۱۲ ظفیر.

(۴) غنية المستملی فصل فی الاسار ص ۱۸۳ ۱۲ ظفیر.

تالاب جس کے گرد گندگی ہو اور وہ بارش سے بہہ کر تالاب میں جائے تو وہ تالاب پاک رہے گا یا نہیں

(سوال ۴۸۳) ایک تالاب کے گرد لوگ پاخانہ پھرتے ہیں، اس میں وہی پانی جمع ہوتا ہے تو وہ پانی پاک ہے یا نہیں؟ (جواب) جب کہ وہ تالاب دہ درہ ہے یا اس سے زیادہ ہے اور نجاست کی بو وغیرہ اس میں پانی نہیں جاتی تو وہ شرعاً پاک ہے۔ (۱) فقط۔

نجاست میں ڈال کر تیار کی ہوئی دوا کا کیا حکم ہے..... (سوال ۴۸۴) ایک مٹی کے گھرے میں چند دوائیں رکھ کر گھر پانی سے بھر منہ بند کر کے تیا جاوے، اور ایسا گڈھا کھودا جائے کہ گھر اس کی گہرائی میں آ سکے اور گھرے کے نیچے اور اوپر گھوڑے کی لید رکھی جائے اور ایسے موقع پر یہ گھر رکھا جائے کہ جہاں شبنم اور دھوپ دونوں آسکیں، ۱۵ یوم کے بعد گھر نکال کر ان دواؤں کا عرق کھینچا جاوے، ایسی دوا کے استعمال میں مسلمانوں کے لئے کوئی نقص تو نہیں ہے۔

(جواب) مٹی کا گھر چونکہ نجاست کو کھینچتا ہے اور اثر اس کا اندر پہنچتا ہے۔ اس لئے وہ ادویہ نجس ہو گئیں استعمال ان کا درست نہیں ہے، مگر اس شرط کے ساتھ جو کہ ادویہ محرمہ کے استعمال کے جواز کے لئے فقہاء نے لکھی ہیں مثلاً یہ کہ طبیب مسلم حاذق اس کو مفید بتلا دے، اور اس کا بدل دواء حلال سے نہ ہو سکے۔ وفیہ تفصیل وخلاف مذکور فی کتب الفقہ فقط۔ (۲)

نپاک کپڑے کی پاکی کا کیا طریقہ ہے

(سوال ۴۸۵) موٹا کپڑا اگر گھوڑا نپاک ہو اور نچوڑنے میں تکلیف نہ ہو تو اس کے نچوڑنے سے کپڑا پاک ہوگا یا نہیں؟ (جواب) اس صورت میں تین دفعہ دھونے اور نچوڑنے سے وہ کپڑا پاک ہو جاوے گا۔ (۳) فقط۔

اپلہ کنویں میں گر جائے اور وہ پانی سقاییہ میں ڈال دے پھر اسے صاف کر دے تو وہ پاک ہوایا نہیں

(سوال ۴۸۶) اپلہ چاہ میں گرا اور اس کا پانی سقاییہ میں جو کچھ پلید تھا نکال دیا تو سقاییہ کی پاکی کی کیا صورت ہوگی؟ (جواب) اس سقاییہ میں پاک پانی ڈال کر اور ہر طرف سے دھو کر وہ پانی نکال دیا جاوے، اور اسی طرح تین دفعہ کر لیا

(۱) ان الغدیر العظیم کالجاری لا یتنجس الا بالتغیر من غیر فصل ھکذا فی فتح القدیر (عالمگیری کشوری الباب الثالث فی المیاء ص ۱۶ جلد اول ط. ماجدیہ ج ۱ ص ۱۸) ظفیر.

(۲) اختلاف فی التداوی بالمحرم وظاہر المذہب المنع کما رضا ع البحر لکن نقل المصنف ثم وهنا عن الحاوی وقیل یرحض اذا علم فیہ الشفاء ولم یعلم دواء آخر کما رخص الخمر للعطشان وعلیہ الفتوی (الدرا المختار علی هامش ردالمحتار باب المیاء ص ۱۹۳ جلد اول ط. س. ج. ص ۱۰۲) ظفیر.

(۳) وان کانت غیر مرئیة یغسلها ثلاث مرات کذا فی المحيط ویشترط العصر فی کل مرة فیما ینعصرو یا بلغ فی المرة الثالثة الخ (عالمگیری کشوری الباب السابع فی النجاسات ص ۴۰ ج ۱ ط. ماجدیہ ج ۱ ص ۴۲) ظفیر.

جاوے سقایہ پاک ہو جائے گا۔ (۱) فقط۔

کتے کا لعاب اور بدن نجس ہے یا نہیں

(سوال ۴۸۷) کتے کا لعاب ہی نجس ہے یا بدن بھی؟

(جواب) لعاب نجس ہے باہر سے بدن نجس نہیں ہے، علیٰ الصحیح۔ (۲) فقط۔

مشرکین و کفار کے اعضاء ناپاک نہیں ہیں.....

(سوال ۴۸۸/۱) کیا مشرکین اور کفار کے جسموں کو ناپاک کہنا چاہئے یا ان کی تپاکی اعتقاد کے لحاظ سے؟

مشرکین کے جھوٹے سے وضو و غسل جائز ہے یا نہیں

(سوال ۴۸۹/۲) اگر ان کی نجاست بدنی ظاہری زائل ہو جائے تو ان کے جھوٹے پانی سے وضو اور غسل جائز ہے یا نہیں؟

پاک پانی مشرکین کو پاک کر سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۴۹۰/۳) کیا ظاہر و مطہر پانی مشرکین اور کفار کے جسموں کو جن میں وہ ادنیٰ درجہ کے لوگ بھی داخل ہیں جن کو بھگتی و چمار وغیرہ کہتے ہیں پاک کر سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب) (۱) انما المشرکون نجس میں اعتقاد کی نجاست مراد ہے ظاہر میں ان کا بدن دھونے سے پاک ہو جاتا ہے۔

(۲) اور ان کا چھونا پاک ہے، اس سے غسل اور وضو درست ہے۔

(۳) اور پاک پانی ان کو پاک کر سکتا ہے۔ (۳) فقط۔

دم غیر سائل پانی اور بدن وغیرہ کو ناپاک کرتا ہے یا نہیں.....

(سوال ۴۹۱) دم غیر سائل پانی اور کپڑے و بدن کو ناپاک کرتا ہے یا نہیں؟

(۱) حاصلہ کما فی البدائع ان المتنجس اما ان لا یتشرب فیہ اجزاء النجاسة اصلا کالاولی المتخذة من الحجر والنحاس والخزف العتیق او یتشرب فیہ قلیلا کالبدن والخف والنعل او یتشرب کثیر افقی الاول طہارتہ بزوال عین النجاسة المرئیة او بالعدد علی ما مرو فی الثانی کذلک لان الماء یتخرج ذلک التلیل فی حکم بطہارتہ واما فی الثالث فان کان مما یمکن عصرہ کالنیاب فطہارتہ بالغسل والعصر الی زوال المرئیة وفی غیرہا بتلیہما وان کان میلا یتعصر کالحصیر الخ (ردالمحتار باب الا نجاس ص ۳۰۷ جلد اول ط.س.ج ۱ ص ۳۳۲) ظفیر (۲) واعلم انه لیس الکلب نجس العین عند الامام وعلیہ الفتوی الخ وخرج حیا و لم یصب فمہ الماء لا یفسد ماء البئر ولا القوب بانتفاضہ ولا بعضہ ما لم یروقیہ الخ ولا خلاف فی نجاسة لحمہ وطہارتہ شعرة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المیاء ص ۱۹۲ جلد اول ط.س.ج ۱ ص ۲۰۸) ظفیر (۳) ویتعبر سور بمسخر الخ فسنور آدمی مطلقا ولو جنب او کافر الخ ظاہر (درمختار) او کافر الا انہ علیہ الفصل والسلام انزل بعض المشرکین فی المسجد علی ما فی الصحیحین فالمراد قوله تعالیٰ انما المشرکون نجس، النجاسة فی اعتقاد ہم ولا یسکون نوح البئر به لولا خروج حیا لانه ذلک لما علیہ فی الغالب من النجاسة الحقیقیة او الحکمیة کما قد مناہ (ردالمحتار مطلب فی السور ج ۱ ص ۲۰۵ ط.س.ج ۱ ص ۲۱۰) ظفیر۔

(جواب) صحیح و مفتی یہ ہے کہ دم غیر سائل پانی و بدن اور کپڑے وغیرہ کو نجس نہیں کرتا جیسا کہ درمختار میں ہے و کل مالیس بحدث کفنی قليل و دم لو ترک لم یسل لیس بنجس عند الشامی وهو الصحيح کذا فی الہدایہ والکافی وفی شرح الوقایہ انه ظاہر الروایۃ شامی۔ (۱) پس اس سے معلوم ہوا کہ درمختار میں آگے جو امام احمدؒ کے قول پر مانتے ہیں فتویٰ جو ہرہ سے نقل کیا ہے وہ ظاہر الروایۃ نہیں ہے۔ فقط۔

کتاہلی وغیرہما کی کھال بعدد باغت پاک ہوتی ہے یا نہیں اور اس کی بیج کیسی ہے
(سوال ۱/۴۹۲) کتا، ہلی، سیار، لومڑی وغیرہ کی کھال بعدد باغت صرف اپنے ہی استعمال کے لئے یا بلا قیمت دینے لینے کے لئے پاک ہوتی ہے یا اس کی بیج و شرا بھی جائز ہے مسلم وغیر مسلم سے؟

کتے کی کھال کی بعدد باغت جائز نماز جائز ہے یا نہیں۔
(سوال ۲/۴۹۳) کتے وغیرہ کی کھال کی بعدد باغت کے جانماز، یا فرش مسجد، یا ڈول، بنوانا جائز ہے یا نہیں؟

غیر ماکول کی کھال اور اس کا گوشت پاک ہو سکتا ہے یا نہیں.....
(جواب ۳/۴۹۴) نور الہدایۃ ترجمہ اردو شرح وقایہ کتاب الصيد میں تحریر ہے کہ شکار کرنا ہر جانور کا درست ہے خواہ گوشت اس کا حلال ہو یا نہ ہو، جیسے، لومڑی، بھیڑیا، ریچھ، سور، وغیرہ تو سوائے سور کے اور جانوروں کی کھال اور گوشت پاک ہو جاوے گا، آیا اس کھال و گوشت کو شکاری وغیرہ خود ہی استعمال کر سکتے ہیں، یا اس کی بیج و شرا بھی مسلم وغیر مسلم سے جائز ہے؟

کھال کا استعمال بلاد باغت جائز ہے یا نہیں
(سوال ۴/۴۹۵) کیا اس کھال کو بلاد باغت مصرف میں لانا جائز ہے یا نہیں؟

اس گوشت کا استعمال کب جائز ہے
(سوال ۵/۴۹۶) اس گوشت کا استعمال کن صورتوں میں جائز ہے؟

گوشت و کھال کی پائی کا کیا طریقہ ہے
(سوال ۶/۴۹۷) اس گوشت اور کھال کے پاک ہونے میں کچھ تفصیل ہے یعنی آلہ دھاردار کے مارنے سے پاک ہو گیا گولی کے مارنے سے بھی پاک ہو جاوے گا؟

(جواب) (۱) بعدد باغت کے اس کی بیع و شراء جائز ہے مسلم اور غیر مسلم سے (۱)۔

(۲) جائز ہے کذا صرح به فی الدر المختار (۲)۔

(۳) کھال کا استعمال اور بیع و شراء بعدد باغت کے درست ہے اور گوشت ان جانوروں کا جو غیر ماکول اللحم ہیں ذبح کرنے سے پاک تو ہو جاتا ہے۔ مثلاً اس کو پاس رکھ کر نماز ہو جاوے گی، لیکن کھانا اس کا درست نہیں ہے اور گوشت کے پاک ہونے میں خلاف بھی ہے، بعض نے ترجیح گوشت کی نجاست کو دی ہے۔ (۳)۔

(۴) ذبح کرنے سے کھال ویسے ہی بلاد باغت بھی پاک ہو جاتی ہے، اور بلاد باغت استعمال کرنا اس کا درست ہے۔ (۴)۔

(۵) جو فقہاء گوشت کو پاک کہتے ہیں ان کا مطلب یہ ہے کہ اس کو پاس رکھ کر نماز درست ہے۔

(۶) اس میں ذبح کرنے کی قید ہے، گولی وغیرہ مرنے میں نہ کھال پاک رہتی ہے نہ گوشت، پھر کھال باغت سے پاک ہو جاوے گی۔ (۵)۔

مٹی کے برتن میں کتانہ ڈال دے یا پیشاب کر دے تو کیا حکم ہے

(سوال ۴۹۸) مٹی کے برتن میں کتے کے پانی پینے سے اور پیشاب کرنے سے شرعاً کیا حکم ہے؟

(جواب) مٹی کا برتن کتے کے پانی پینے سے اور پیشاب کرنے سے ناپاک ہو جاتا ہے، اور پھر دھونے سے اور خوب مٹی مل کر دھونے سے پاک ہو جاوے گا۔ (۶) اور مٹی کے نئے برتن میں فقہاء کا خلاف ہے جو شامی میں مذکور ہے۔ (۷) فقط۔

(۱) اوکل اهاب دیغ وهو یحتملها طهر فیصلی به ویتر ضاً منه الخ جلد خنزیر فلا یطهر و آدمی فلا یدبغ لکرامته الخ وما طهر به طهر بذکاة لا یطهر لحمه علی القول الا کثر ان کان غیر ماکول (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المیاء ص ۱۸۷ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۲۰۳) ظفیر.

(۲) واعلم انه لیس الکلب بنجس العین عند الامام وعلیه الفتوی الخ فیباغ ویوجز ویضمن ویخذ جلدہ مصلی ودلوا (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المیاء ج ۱ ص ۱۹۲ ط. س. ج ۱ ص ۲۰۸) ظفیر.

(۳) وما ای اهاب طهر به بد باغ طهر بذکاة علی المذهب لا یطهر لحمه علی قول الا کثر ان کان غیر ماکول هذا وصح ما یفتی به وان قال فی الفیض الفتوی علی طهارته (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المیاء ص ۱۸۹ ج ۱) ظفیر.

(۴) فجاز ان تعبر الذکاة مطهر لجلده لاحتیاج الیه للصلاة فیه وعلیه ولدفع الحر والیرد ستر العورة بلبسه دون لحمه لعدم حل اكله (ردالمحتار باب المیاء ج ۱ ص ۱۸۹ ط. س. ج ۱ ص ۲۰۵) ظفیر.

(۵) وهل یشرط لطهارة جلدہ کون ذکاته شرعیة الخ قیل نعم وقیل لا والاول اظهر (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المیاء ص ۱۸۹ جلد اول ط. س. ج ۱ ص ۲۰۵) ظفیر.

(۶) عن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ علیه وسلم اذا شرب الکلب فی اناء احد کم فلیغسله سبع مرات متفق علیه وفی رواية لمسلم وظهر اناء احد کم اذا ولغ فیه الکلب ان یغسله ثلاث مرات اولاً هن بالتراب (مشکوۃ باب تطهیر النجاسات ص ۵۲) ظفیر.

(۷) حاصلہ کما فی البدائع ان المتنجس اما ان لا یتشرب فیه اجزاء النجاسة اصلاً کالوانی المتخذة من الحجر والنحاس والخرف العقیق. او یتشرب فیه قلیلاً کالبدن والخف والنعل. او یتشرب کثیراً الخ واما الثالث فان کان ممایمکن عصره کاللیاب فطهارته بالغسل والعصر الی زوال المرئیة وفی غیرها یتلثها وان کان ممای لا ینعصر کالحصیر المتخذ من السودی ونحوه ان علم ان لم یتشرب فیه بل اصاب ظاهره یطهر بازالته العین او بالغسل ثلاثاً بلا عصر. وانعلم تشربه کالخرف الجدید والجلد المدبوغ بدهن نجس والحطبة المنفحة بالنجس فعند محمد لا یطهر ابداء، وعند ابی یوسف ینقع فی الماء ثلاثاً ویجفف کل مرة والا ول اقیس والثانی او سبع او سبعة وبه یفتی (ردالمحتار باب النجاس ج ۱ ص ۳۳۲) ط. س. ج ۱ ص ۳۳۲. ظفیر.

اگر کتبہ وسلم پڑھ کر ذبح کیا جائے تو اس کی کھال پاک ہوگی یا نہیں

(سوال ۴۹۹) اگر کتبہ کو بسم اللہ پڑھ کر ذبح کیا جاوے اور اس کی کھال پر نماز پڑھی جاوے تو جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) کتبہ کے نجس العین ہونے یا نہ ہونے میں اختلاف ہے، جو فقہاء نجس العین مثل خنزیر کے فرماتے ہیں، ان کے نزدیک بعد ذبح علی التسمیہ کے بھی چمڑا وغیرہ اس کا پاک نہ ہوگا اور جو فقہاء اس کو نجس العین نہیں کہتے ان کے نزدیک بعد ذبح کے چمڑا اس کا پاک ہو جاوے گا مثل جلد شیر بھڑیے وغیرہ کے۔ وعلیہ الفتویٰ (۱) فقط۔

ناپاک پختہ فرش پر پانی بہا دیا جائے تو پاک ہوگا یا نہیں

(سوال ۵۰۰) پختہ فرش جہاں سے پانی ڈھل جاتا ہے اگر ناپاک ہو جاوے اور وہاں دو تین دفعہ پانی بہایا جاوے تو وہ

پاک ہو جاتا ہے یا نہ؟

(جواب) وہ پاک ہو جاتا ہے۔ (۲) فقط۔

طہارت بدن میں دلک وجف شرط ہے یا نہیں

(سوال ۵۰۱) طہارت بدن میں جف اور دلک شرط ہے یا نہیں؟

(جواب) بدن کے پاک ہونے کے لئے از النجاست حقیقہ کی ضرورت ہے اگر بدون دلک کے وہ نجاست زائل ہو جاوے تو کچھ حاجت دلک کی نہیں ہے، اور جفاف کی ضرورت نہیں ہے۔ (۳) فقط۔

غیر مسلم دھوبی کے دھلے ہوئے کپڑے پاک ہوں گے یا نہیں

(سوال ۵۰۲) غیر مسلم دھوبی کے دھوئے ہوئے کپڑے پاک ہوں گے یا نہیں؟

(جواب) پاک ہیں۔ پس ان کپڑوں کو پاک سمجھنا چاہئے، اور نماز پڑھنا ان سے درست ہے۔ (۴) فقط۔

چینی کے برتنوں کے ناپاک ہونے کا شبہ ہو تو کس طرح پاک کیا جائے

(سوال ۵۰۳) جن چینی برتنوں میں کھنگی کی باعث لکیریں سی پڑ جاتی ہیں اگر ان پر شرک یا چوہوں کے پیشاب کا

(۱) واعلم انه ليس الكلب بنجس العين عند الامام وعليه الفتوى وان رجحه بعضهم النجاسة كما بسطه ابن الشحنة فيباغ ويو جرو يضمن ويتخذ جلد ه مصلی ودلوا الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المباح ص ۱۹۲ جلد اول ط.س.ج. ص ۲۰۸) طغیر.

(۲) وكذا يطهر محل نجاسة الخ مرنبة بعد جفاف كدم بقلعها ای بزوال عینھا واثرھا ولو بمرة الخ ويطهر محل غیرھا ای غیر مرنبة بغلبة ظن غاسل طهارة محلها بلا عدد به يفتی وقدر ذلك لموسوس غسل وعصر ثلاثا فيما ينعصر الخ ويتلث جفاف ای انقطاع تفا طر فی غیره ای غیر منعصر (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الانجاس ص ۳۰۲ جلد اول ط.س.ج. ص ۳۲۸) طغیر.

(۳) وكذا يطهر محل نجاسة مرنبة اما عینھا فلا تقبل الطهارة مرنبة بقلعها ای بزوال عینھا واثرھا ولو بمرة او بما فوق ثلاث فی الاصح الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الانجاس ص ۳۰۲ جلد اول ط.س.ج. ص ۳۲۸) طغیر. (۴) اليقين لا يزول بالشك (الاشباه والنظائر القاعدة الثالثة ج ۱ ص ۷۵) طغیر.

شبه ہو، تو کس طرح پاک ہو سکتے ہیں؟

(جواب) تین دفعہ دھونے سے پاک ہو جاویں گے۔ (۱) فقط۔

استنجہ کا ڈھیلا چھونے کے بعد ہاتھ پانی میں ڈالا تو پانی پاک رہا یا ناپاک ہو گیا (سوال ۵۰۴) ایک شخص نے پیشاب کے بعد مٹی کے ڈھیلے سے استنجہ سکھایا، ہاتھ کو نجاست بالکل نہیں لگی، اس نے آنسو سے مٹکے سے پانی لیا، اگر ہاتھ مٹکے میں پڑ جاوے تو پانی پاک رہے گا یا ناپاک ہو جائے گا؟ (جواب) جب کہ اس کا ہاتھ نجاست کو نہیں لگا تو پانی مٹکے کا پاک ہے۔ فقط۔

کیا لڑکے کا پیشاب کم ناپاک ہوتا ہے اور لڑکی کا زیادہ (سوال ۵۰۵) سنا ہے کہ معصوم لڑکے کا پیشاب کم ناپاک ہوتا ہے، اور لڑکی کا زیادہ۔ یہ فرق کیوں ہے؟ (جواب) پیشاب لڑکے اور لڑکی دونوں کا ناپاک ہے اور دونوں برابر ہیں اس حدیث کا مطلب دوسرا ہے جس میں یغسل من بول الجارية واروہ۔ یعنی اس کا مطلب مبالغہ سے دھونا ہے (۲) فقط۔

ناپاک دوا کا استعمال درست ہے یا نہیں (سوال ۵۰۶) پتہ بیل اور بھینس اور پتہ خنزیر میں اور دوائیں ملا کر گولیاں بنا کر اس مریض کو جو کہ لا علاج مرض سرسام سے بے ہوش ہو اور قریب المرگ ہو، اور کسی دواء سے ہوش نہ آتا ہو اور دواء مذکور سے پانچ منٹ میں ہوش آتا ہو۔ کیا جب اور کوئی دوا کارگر نہ ہو تو اس کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟ (جواب) ایسی حالت میں کہ دواء نجس میں ظن شفاء و نفع غالب ہو اور کوئی پاک اس کے قائم مقام نہ ہو سکے بعض فقہاء نے اجازت ایسی ادویہ کے استعمال کی دی ہے جیسا کہ درمختار میں ہے اختلاف فی التداوی بالمحرم، ففی النہایہ عن الذخیرۃ یجوز ان علم فیہ شفاء ولم یعلم دواء اخر الخ شامی۔ (۳) فقط۔

وہ غلہ جس پر جانور پیشاب کرتے ہیں وہ پاک ہے یا نہیں

(سوال ۵۰۷) دریں جاگندم وغیرہ اجناس بذریعہ زگاواں از کاہ الگ می کشیدند ہماں وقت زگاواں دروے بول و براز

(۱) ویطہر محل غیرہا ای غیر مرئیۃ بغلبۃ ظن غاسل طہارۃ محلہا وقد ذلک لمو سوس بغسل وعصر ثلاثا فیما ینعصر الخ وبتلیث جفاف ای انقطاع تقاطر فی غیرہ ای غیر منعصر الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الانجاس ص ۳۰۳ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۳۲۸) ظفیر۔

(۲) قال انما یغسل من بول الانثی وینضح من بول الذکر رواہ احمد (مشکوۃ باب تطہیر النجاسات ص ۵۲) فعلم منه ان حکم بول الغلام الغسل لا انه یجزئ فیہ الصب یعنی ولا یحتاج الی العصر وحکم بول الجاریۃ ایضا الغسل الا انه لا یکفی فیہ الصب لان بول الغلام یکون فی موضع واحد لضیق مخرجہ وبول الجاریۃ یتفرق فی مواضع لسعة مخرجہا (مرقاۃ المفاتیح باب تطہیر النجاسات فصل ثانی ص ۳۵۵ جلد اول) ظفیر۔

(۳) ردالمحتار باب المیاء مطلب فی التداوی بالمحرم ص ۱۹۳ جلد اول ط. س. ج ۱ ص ۱۲۰۲ ظفیر۔

میکند آں غلہ بچہ طریق پاک خواهد شد۔

(جواب) آں غلہ بعد تقسیم وغیرہ تصرفات پاک است۔ (۱) فقط۔

سورگی چربی کا استعمال درست ہے یا نہیں

(سوال ۵۰۸) سخت مرض طاری ہونے پر حاذق حکیم کے معالج میں اگر سورگی چربی کی مالش خارج بدن پر کرنے کی ضرورت ہو تو عند الحفیہ جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) کتب فقہ میں یہ تفصیل ہے کہ حرام چیز کا استعمال دواء میں اس وقت درست ہے کہ طیب حاذق مسلم تجویز کرے، اور کوئی دواء حلال اس کے عوض نہ ملے۔ (۲) فقط۔

نایاک دودھ بھینس وغیرہ کا چمار وغیرہ کودے سکتے ہیں یا نہیں

(سوال ۵۰۹) دودھ میں کتے نے منہ ڈال دیا اس دودھ کو بھینس، بیل یا خا کر وب وغیرہ کودے سکتے ہیں یا نہیں؟

(جواب) وہ دودھ جانوروں کو یا خا کر وب وغیرہ کودے سکتے ہیں۔ (۳) فقط۔

غیر ماکول اللحم سے سوائے گوشت کھانے کے دیگر فائدہ حاصل کرنا درست ہے

(سوال ۵۱۰) کیا یہ امر صحیح ہے کہ حیوان غیر ماکول اللحم سے سوائے گوشت کھانے کے دیگر فائدہ حاصل کرنا درست ہے؟

(جواب) غیر ماکول اللحم ذبح شرعی کے بعد پاک ہو جاتا ہے۔ اس کے چمڑے وغیرہ کا استعمال درست ہے اور گوشت بھی پاک ہو گیا مگر کھایا نہ جاوے؟ (۴)

(۱) کمالو بال حمہ خصھا لتغلیظ بولھا اتفاقا علی نحو حنطۃ تدو سہا فقسم او غسل بعضہ او ذہب بھبۃ او اکل او بیع کما مر حیث یطہر الباقی وکذا الذہاب لا حتمال وقوع النجس فی کل طرف کمسئلۃ الثوب (درمختار) قوله حصھا الخ لیعلم الحکم فی غیرھا بالدلالۃ ابن کمال (ردالمحتار باب الانتجاس ص ۳۰۲ جلد اول ط. س. ج ۱ ص ۳۲۸) ظفر.

(۲) وردہ فی البدائع بانہ غیر سدید لان المحرم شرعا لا یجوز الانتفاع بہ للتداوی کالخمیر فلا تقع الحاجۃ الی شرع البیع (درمختار) وفی التہذیب یجوز للعلیل شرب البول والدم والمیتۃ للتداوی اذا اخبرہ طبیب مسلم ان فیہ شفاء ہ ولم یجد من المباح ما یقوم مقامہ (ردالمحتار کتاب البیوع باب المتفرقات مطلب فی التداوی بالمحرم ص ج ۵ ط. س. ج ۵ ص ۲۲۸) ظفر.

(۳) وما عجن بہ فیطعم الکلاب وقیل بیاع من شافعی (درمختار) لان ما تنجس باختلاط النجاسۃ بہ، والنجاسۃ مغلوبۃ لا یباح اکلہ ویباح الانتفاع بہ فیما وراء الاکل کالدھن النجس یتصحیح بہ اذا کان الظاہر غالباً فکذا ہذ حلیہ عن البدائع الخ وعن ابی یوسف لا یطعم نبی ادم اہ ولہذا عبر عند الشارح بقیل وجزم بالا ول الخ (ردالمحتار فصل فی البئر ص ۲۰۱ ج ۱ ط. س. ج ۱ ص ۲۱۸) ظفر.

(۴) وکل اھاب دبغ دباغۃ حقیقۃ بالآدویۃ او حکمیۃ الترتیب والتشمیس والا لقاء فی الريح فقد طہر وجات الصلوۃ فیہ والوضوء منہ الاجلد الادمی ولاخیزروما طہر جلدہ بالذکاۃ وکذا لک جمیع الاجزائہ یطہر بالذکاۃ الا الدم وهو الصحیح کذا فی محیط السرخسی (عالمگیری کشوری الباب الثالث فی المیاہ فضل ثانی ج ۱ ص ۲۳) وصح بیع الکلب الخ والسباع (درمختار) قوله والسباع وکذا یجوز بیع لحمھا بعد التزکیۃ لاطعام کلب او سنور بخلاف لحم الخنزیر لا نہ لایجوز اطعامہ میحط لکن علی اصح التصحیح من ان الذکاۃ الشرعیۃ لا تطہر الا الجلدوا اللحم لا یصح بیع اللحم شربا لہ (ردالمحتار کتاب البیوع باب المتفرقات ط. س. ج ۵ ص ۲۲۶).

نجس بدن پر نجس صابون مل کر پانی بہا دینا کافی ہے یا نہیں
(سوال ۵۱۱) نجس بدن پر نجس صابون مل کر پانی بہا دینا کافی ہے یا نہیں؟
(جواب) اس صابون کے دھو دینے اور بہا دینے سے بدن پاک ہو جاوے گا۔ (۱) فقط۔

گندے بچہ کا پسینہ پاک ہے یا نہیں
(سوال ۵۱۲) بچہ ہر وقت پیشاب کرتا ہے اور اس میں رگڑتا ہے اس کو ہر وقت دھونا ضرر کرتا ہے۔ پس اس کا بدن سوکھنے کے بعد جو پسینہ آوے وہ پاک ہے یا نہ؟
(جواب) جب کہ اس کے بدن پر بھی کپڑا ہو اور اس بچہ کو پسینہ آوے تو اس بچہ کے اٹھانے والے کے کپڑے ناپاک نہ ہوں گے۔ فقط۔

تالاب میں مقتولہ کی لاش ڈال دی گئی اور پانی بد بودار ہو گیا تو وہ ناپاک ہوا یا نہیں
(سوال ۵۱۳) ایک تالاب میں عورت مقتولہ کاٹ کر ڈالی گئی اور کئی روز اس قدر بد بو آئی کہ کوئی آدمی اور جانور نزدیک پانی کے نہیں جاسکا۔ تو اس صورت میں پانی تالاب کا ناپاک ہو گیا یا نہیں؟
(جواب) جب کہ پانی اس تالاب کا کثیر ہے یعنی دہ درہ یا اس سے زیادہ ہے اور اس پانی میں لعش مقتولہ سے بد بو نہیں ہوئی، اگرچہ خود اس لعش کی بد بو باہر تک ہو تو وہ بحالت مذکورہ ناپاک نہیں ہوا۔ درمختار میں ہے و کذا یجوز برا کد کثیر کذلک ای وقع فیہ نجس لم یرا اثره الخ ولو فی موضع وقوع المریئۃ بہ یفتی الخ درمختار قوله لم یرا اثره ای من طعم او لون او ریح وهذا القید لا بد منه وان لم یدکر فی کثیر من المسائل الاثنیۃ الخ شامی (۲) فقط۔

ناپاک زمین پر پانی پڑ کر جو چیپٹ اڑتی ہے وہ پاک ہے یا ناپاک
(سوال ۵۱۴) ہم مرغی پالتے ہیں جس کے پاخانہ سے اکثر زمین ناپاک ہوتی ہے اور لوگوں کے چلنے سے تمام زمین نجس ہوتی ہے، اور اس ملک کی زمین گیلی ہے، دھوپ کی تیزی کم ہے، نہ زمین سوکتی ہے نہ وہ پاخانہ۔ ہمیں اس پر وضو کرنا پڑتا ہے جس کی چھینٹیں لوٹے اور بدن پر آتی ہیں، وہ چیپٹ پاک ہے یا نہ؟
(جواب) ناپاک زمین پر وضو کر کے پیر رکھنا نہ چاہئے۔ حتی الوسع احتیاط کرنی چاہئے اور جس امر میں عموم بلوئی ہو اس میں شارع کی طرف سے تخفیف کا حکم بھی ہو جاتا ہے۔ (۳) فقط (پس جب صورت مسئلہ میں عموم بلوئی ہے تو معاف

(۱) بطہر بدن المصلی وثوبہ ومکانہ عن نجس مرئی بزوال عینہ وان بقی اثر یشق زوالہ بالماء متعلق بقولہ بزوال عینہ وبکل مانع طاهر مزیل کنخل ونحوہ وعمالم یرا اثر بغسلہ ثلاثا وعصرہ فی کل مرۃ ان امکن الخ (شرح وقایہ باب الا نجاس ص ۱۴۷ ج ۱ طغیر) (۲) ردالمحتار باب المیاء جلد اول ص ۱۷۶ ط. س. ج. اض ۱۲۱۹۱ طغیر. (۳) وعفی الخ بول انتضح کرؤس ابروان کثر باصا بۃ الماء للضرورة الخ وطن شارع ونجار نجس وغبار سرقین ومحل کلاب وانتضاح غسالة لا تطهر موافق طہرہا فی الا ناء عفو (درمختار) وفي فی الفتح وما ترشش علی الغاسل من غسالة المیت مما لا یمکنہ الا متناع عنه ما دام فی علاجه لا ینجسہ لعلوم البلوی (ردالمحتار باب الا نجاس ج ۱ ص ۲۹۷ وج ۱ ص ۳۰۰ ط. س. ج. اض ۳۲۱..... ۳۲۲ طغیر.

ہوگا۔ گرجتی الوسع اس طرح وضو کرنا چاہئے کہ چھینٹ نہ پڑنے پائے۔ ظفیر

نجس گلاس کا پانی پاک ہے یا ناپاک

(سوال ۵۱۵) نجس گلاس کا پانی بقول امام مالک پاک ہے یا نہیں؟

(جواب) نجس گلاس میں جو پانی ڈالا جاوے گا وہ بھی ناپاک ہے۔ (۱) فقط۔

مذی کا شبہ ہو تو کیا کرے

(سوال ۵۱۶) زید کہہ سبب کثرت مباشرت ذرا انتشار ہونے پر مذی ظاہر ہو جاتی ہے۔ رات کو علیحدہ کپڑا بدل لیا جاتا ہے مگر پھر وسوسہ رہتا ہے کہ شاید مذی ران اور پاؤں وغیرہ میں لگ گئی ہو، اس صورت میں تمام بدن دھونا چاہئے، یا کپڑا بدل کر نماز پڑھنی چاہئے؟

(جواب) بدن اور ران وغیرہ کے دھونے کی ضرورت نہیں ہے کپڑا بدل کر وضو کر کے نماز پڑھ لے۔ (۲) فقط۔

کتھے میں بچہ کا پیشاب پڑ جائے تو وہ کیسے پاک ہوگا

(سوال ۵۱۷) کتھا پکا کر جمانے کو رکھا تھا ابھی گاڑھا تھا کہ بچہ نے اوپر سے پیشاب کر دیا اور چند قطرے کتھے میں جا پڑے، اب وہ کتھا کس طرح پاک ہو سکتا ہے؟

(جواب) اس کتھے کے پاک ہونے کی وہی صورت ہو سکتی ہے، جو ناپاک تیل و گھی وغیرہ کے بارہ میں فقہاء نے نہکھی ہے ويطهر لبن وعسل ودبس ودهن يغلي ثلثا. (۳) یعنی اس میں اس قدر جس قدر وہ چیز ہے پانی ڈال کر اس کو پکاویں کہ پانی جل جاوے۔ اسی طرح تین دفعہ کریں۔ فقط۔

ہاتھی کا جسم اور اس کا جھوٹا پاک ہے یا ناپاک

(سوال ۵۱۸) سورفیل اور جسد فیل زندہ نجس ہے یا پاک؟

(جواب) صحیح مذہب کے موافق فیل نجس العین نہیں ہے پس ظاہر جلد اس کی پاک ہے جیسا کہ درمختار میں ہے و افاد کلامہ طہارة جلد کلب و قیل وهو المعتمد، (۴) اور سورفیل یعنی جھوٹا ہاتھی کا نجس مغلط ہے کما فی الدر المختار وسور خنزیر و کلب و سباع بهائم الخ نجس مغلط (۵) ومنہا الفیل کذا فی

(۱) وماء وردای جرى علی نجس نجس (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الا نجاس ج ۱ ص ۳۰۰ ط. س. ج ۱ ص ۳۲۵) ظفیر. (۲) یقین لا یزول بالشک (الاشیاء والنظائر القاعدة الثالثة) ظفیر.

(۳) الدر المختار علی هامش ردالمختار باب الانجاس ص ۳۰۸ جلد اول ط. س. ج ۱ ص ۳۳۳ ۱۲ ظفیر.

(۴) الدر المختار علی هامش رد المختار باب المیاء مطلب فی احکام الدبابة جلد اول ص ۱۸۹ ط. س. ج ۱ ص ۲۰۸ ۱۲ ظفیر. (۵) الدر المختار علی هامش ردالمختار فصل فی البئر مطلب فی السور جلد اول ص ۲۰۵ و ص ۲۰۶ ط. س. ج ۱ ص ۲۲۳ ظفیر.

الشامی۔ (۱) فقط۔

ریشمی کپڑا اگر دھونے سے خراب ہو تو کس طرح پاک کیا جائے
(سوال ۵۱۹) ریشمی کپڑا اگر دھونے سے خراب ہو تو کس طرح پاک کیا جائے؟

(جواب) اس کپڑے کا بھی دھونا ضروری ہے، بدون دھونے کے پاک نہ ہوگا۔ البتہ اگر بوجہ زیادہ باریک ہونے کے مبالغہ سے نہ نچوڑے تو گنجائش جواز کی ہے کما فی الدر المختار ولولم یبالغ لرقته هل یطهر الا طهر نعم الخ للضرورة نہر (۲) فقط۔

ناپاک زمین خشک ہونے کے بعد جب تر ہو جائے تو ناپاک ہوگی یا نہیں
(سوال ۵۲۰) زمین کی طہارت زمین کا خشک ہونا ہے، جب پھر تر ہو جائے تو یہ نجاست عود کرتی ہے یا نہیں؟
(جواب) عود نہیں کرتی۔ (۳) فقط۔

جوتے میں پیشاب لگ جائے پھر خشک ہو جائے تو پاک ہو جائے گا یا نہیں اور
پھر تر ہو جائے تو کیا حکم ہے۔

(سوال ۵۲۱) اگر جوتا پیشاب میں پلید ہو جائے اور خشک ہو جائے، دھونے کے بعد یا قبل اور جب پھر تر ہو جائے یا بھیگے ہوئے پاؤں ڈالے جائیں تو پاؤں ناپاک ہو جاتے ہیں اور جوتے کی نجاست عود کرتی ہے یا نہیں، اور جو تہ خشک ہونے سے ایسی نجاست سے پاک ہو سکتا ہے یا نہ۔

(جواب) جوتے کی طہارت نجاست ذی جرم سے رگڑنے سے ہو جاتی ہے، اور غیر ذی جرم مثل بول کے دھونے سے پاک ہوتا ہے، اور بصورت تطہیر عن الدلک کے پھر تر ہونے سے ناپاک نہ ہوگا، درمختار میں ہے ثم هل یعود نجسا ببلہ بعد فرکہ المعتمد لا الخ۔ (۴) فقط۔

بورے کی طہارت میں تین دفعہ خشک کرنے کی شرط ضروری ہے یا نہیں
(سوال ۵۲۲) بورے وغیرہ میں جو تین دفعہ خشک کرنا فقہاء نے لکھا ہے یہ ضروری ہے یا مستحسن؟

(۱) قوله وسباع بهائم هي ما كان يصطاد دنيابه كالاسد والذئب والفهد والنمر والتعلب، والفيل والضع واشباه ذلك سراج
(ردالمحتار فصل في البئر مطلب في السور جلد اول ص ۲۰۵ ط. س. ج ۱ ص ۱۲۳۳ ظفیر۔

(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الا نجاس ج ۱ ص ۳۰۶ ط. س. ج ۱ ص ۱۲۳۳ ظفیر۔
(۳) وتطهر ارض بخلاف نحو بساط بیسها ای جفا فها ولو برسخ وذهاب اثرها لاجل صلاة عليها لا لیتمم بها لان المشروط لها الطهارة وله الطهورة الخ وهل یعود نجسا ببلہ بعد فرکہ المعتمد لا وكذا كل ما حکم بطهارته بغير مانع (درمختار) ای کالدلک فی الخف والجفاف فی الارض والدباغة الحکمیه فی الجلد الخ (ردالمحتار باب الا نجاس ج ۱ ص ۲۹۶ و ۲۸۹ ط. س. ج ۱ ص ۳۱۱ ظفیر۔

(۴) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الا نجاس ج ۱ ص ۲۸۵ ط. س. ج ۱ ص ۳۰۹ ظفیر۔

(جواب) تثلیث جفاف سے مراد انقطاع تقاطر لیا ہے اور ماء کثیر اور جاری میں مرآت کی بھی ضرورت نہیں ہے، درمختار و شامی۔ (۱) فقط

چھوٹے گڈھے کا پانی کس طرح پاک کیا جائے

(سوال ۵۲۳) ایک مسجد میں باواڑی لمبی چوڑی ہے اور بارش کے پانی سے بہت بھر جاتی ہے اور پانی بہت کم ہے، اس میں ایک لڑکا ڈوب کر مر گیا، اگر سب پانی نکالا جاوے تو بارش ہونے تک نمازیوں کو تکلیف ہوگی اب کیا کرنا چاہئے؟ باواڑی طولا۹ ہاتھ، عرض۷ ہاتھ گہری بہت ہے؟

(جواب) جبکہ وہ باواڑی دہ در دہ نہیں ہے تو صورت مذکورہ میں پانی اس کا ناپاک ہو گیا وہ تمام پانی نکالنا چاہئے۔ (۲) فقط۔

خون آلود گوشت کس طرح پاک کیا جائے.....

(سوال ۵۲۴) پاک صاف گوشت اگر دم مسفوح میں آلودہ ہو جائے یا یہود و نصاریٰ کے خون آلودہ ہاتھ لگ جائیں۔ اس گوشت کو کس طور سے پاک کر کے کھائیں؟

(جواب) تین دفعہ دھونے سے پاک ہو جاوے۔ شامی میں ظہیر یہ سے منقول ہے ولو صببت الخمرۃ فی قدر فیہا لحم ان کان قبل الغلیان یطہر اللحم بالغسل ثلاثا الخ ص ۲۲۳ جلد اول شامی۔ (۳) فقط۔

روئی دار کپڑا ناپاک ہو جائے تو اسے کس طرح پاک کیا جائے :

(سوال ۵۲۵) روئی دار کپڑا نجس ہو جاوے تو دھونے سے پاک ہو سکتا ہے، یا روئی نکلو کر دوبارہ بھروانے سے پاک ہوگا۔ اور اگر نجاست خشک ہو تو کیونکہ پاک ہوگا؟

(جواب) دھونے سے پاک ہو سکتا ہے؟ اور خشک نجاست کا بھی یہی حکم ہے کہ اس کو دھویا جاوے۔ (۴) فقط۔

غسل کرنے والے کی چھینٹ اگر حوض میں پڑے تو ناپاک ہوگا یا نہیں

(سوال ۵۲۶) اگر کوئی حوض مسجد کے قریب غسل کرے اور چھینٹ غسل کی حوض میں پڑے تو پانی حوض کا ناپاک تو نہ ہوگا؟

(۱) تثلیث جفاف ای انقطاع تقاطر (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الا نجاس ج ۱ ص ۳۰۷ ط.س. ج ۱ ص ۳۳۲) زاد القہستانی وذہاب النداۃ وفی التارخانیۃ حد التحقیف ان یصیر بحال لا تبطل منه الید ولا یشتط صیور تہ یا بسا جدا (ردالمحتار باب الا نجاس ج ۱ ص ۳۰۷ ط.س. ج ۱ ص ۳۳۲) ظفیر۔

(۲) وبذلک استدلل فی المحيط علی ان نجاسة الميت نجاسة حیث لانه حیوان دموی فینجس بالموت کغیره من حیوانات (ردالمحتار فصل فی البئر ص ۱۹۵ ج ۱ ط.س. ج ۱ ص ۲۱۱) ظفیر۔

(۳) ردالمحتار باب الا نجاس مطلب فی تطہیر الذہن والغسل تحت قوله ولهم طبخ الخ جلد اول ص ۲۰۹ ۱۲ ظفیر۔

(۴) وكذا یطہر محل نجاسة الخ مرئیۃ الخ ویطہر محل غیرہا ای غیر مرئیۃ بغلبۃ ظن غسل الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الا نجاس ج ۱ ص ۳۰۴ ط.س. ج ۱ ص ۳۳۴) ظفیر۔

(جواب) حوض کا پانی پاک ہے اس میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ (۱)

شیر، چیتا اور خنزیر کی کھال بعد دباغت پاک ہوتی ہے یا نہیں
(سوال ۵۲۷) شیر، چیتے وغیرہ کی کھال بعد دباغت کے پاک ہو جاتی ہے یا نہیں۔ اور خنزیر کی کھال بھی بعد دباغت کے پاک ہوتی ہے یا نہیں؟
(جواب) خنزیر کے سوا اور جانوروں شیر، کتا، گدھا وغیرہ کی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے اور اس پر نماز درست ہے درمختار۔ (۲) فقط۔

پختہ اینٹ اگر ناپاک ہو جائے تو اسے کس طرح پاک کیا جائے گا
(سوال ۵۲۸) پختہ اینٹیں اگر ناپاک ہو جائیں تو ان کے پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے؟
(جواب) پختہ اینٹوں کی طہارت کا طریقہ یہ ہے کہ ان کو خوب دھویا جائے پس صورت مسئلہ میں اگر اینٹوں کو پاک کر کے کنواں تیار کر لیا گیا تو اس کا پانی پاک ہے۔ (۳) فقط۔

نجس کپڑے کی پائی کا کیا طریقہ ہے
(سوال ۵۲۹) اگر کپڑے پر نجاست لگی ہو تو کتاب رکن دین میں لکھا ہے کہ ایک بار دھونے سے پاک ہو جاوے گا، اور شکی آدمی کے لئے پانچ یا سات بار دھونے سے پاک ہوگا۔ کیا ایسے ہی صحیح ہے؟
(جواب) جب کہ کوئی نجاست بظاہر لگی ہوئی کسی کپڑے کو نہ ہو تو اس کو پاک سمجھنا چاہئے ایک دفعہ دھونے کی بھی ضرورت نہیں ہے اور تین دفعہ دھونے سے ہر ایک کپڑا ناپاک ہر ایک کے حق میں پاک ہو جاتا ہے موسوس ہو یا غیر موسوس (۴) فقط۔

ناپاک رومال سے پسینہ سے تر چہرہ صاف کیا تو منہ پاک رہا یا ناپاک ہو گیا.....
(سوال ۵۳۰) ناپاک رومال سے اپنا منہ صاف کیا منہ پسینہ میں تر تھا، جس کی وجہ سے رومال تر ہو گیا تو منہ پاک رہا یا ناپاک ہو گیا؟

(۱) وبماء استعمل لا جل قربته الخ اذا انفصل عن عضو وان لم يستقر الخ وهو طاهر ولو من جنب وهو الظاهر (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المیاء ج ۱ ص ۱۸۵ ط. س. ج ۱ ص ۱۹۸) ظفیر.
(۲) وکل اهاب الخ دبیخ ولو بشمس وهو یحتملها طهر فیصلی به ویترصا منه الخ خلا جلد خنزیر فلا یطهر (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المیاء مطلب احکام الدباغة ج ۱ ص ۱۸۷ ط. س. ج ۱ ص ۲۰۳) ظفیر.
(۳) وحکم اجرو نحوه کلین مفروش وخص الخ کذا لک ای کارض فیطهر بنجفاف الخ فالمنفصل یغسل لا غیر (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الانجاس ج ۱ ص ۲۸۷ ط. س. ج ۱ ص ۳۱۱) ظفیر.
(۴) وکذا یطهر محل نجاسة مریة الخ یقلعها الخ ویطهر غیرها ای غیر مریة بغلبة ظن غاسل الخ طهارة محلها بلا عدد یتقی به وفقد ذلك لموسوس یغسل وعصر ثلاثا الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الانجاس ج ۱ ص ۳۰۳ ط. س. ج ۱ ص ۳۲۸) ظفیر.

(جواب) لف ثوب رطب نجس فی ثوب طاهر یا بس فظہرت رطوبتہ علی ثوب طاهر لکن لایسیل لو عصر لا یتنجس الخ۔ (۱) اس سے معلوم ہوا کہ اگر رومال اس قدر تر ہو گیا ہے کہ پھوڑنے سے پتھر جاوے تو ناپاک ہو جاوے گا ورنہ نہیں۔ فقط۔

حوض بھر کر بہہ جاوے تو کیا حکم ہے۔
(سوال ۵۳۱) ایک حوض جس کا عمق بقدر آدی ہے اور وہ درہ درہ سے ایک فٹ کم ہے اور نلکہ اس پر لگا ہوا ہے، دو وقت اس میں پانی پڑتا ہے، اور بھر کر جاری ہو جاتا ہے۔ اگر یہ حوض ناپاک ہو جاوے تو نلکہ کا پانی پڑنے کی وجہ سے اگر جاری ہو جائے تو شرعاً وہ پاک ہو جائے گی یا نہیں؟

(جواب) وہ حوض جاری ہونے سے پاک ہو جاوے گا۔ (۲) فقط۔

سانپ کی کھال بعد دباغت پاک ہوگی یا نہیں؟

(سوال ۵۳۲) ایسے بڑے سانپ کی کھال جو دباغت قبول کر سکے بعد دباغت پاک اور قابل استعمال ہے یا نہیں؟
(جواب) اگر دباغت قبول کر سکے تو پاک اور قابل استعمال ہے۔ (۳) لیکن کتابوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سانپ کی کھال دباغت کو قبول نہیں کر سکتی، غالباً پتلی ہونے کی وجہ سے یا دباغت میں باقی نہ رہنے کی وجہ سے۔ (۴) فقط۔

لکڑی جو پانی جذب کر لیتی ہے اس کی پاکی کا کیا طریقہ ہے۔

(سوال ۵۳۳) ایک تخت ایسی لکڑی کا بنا ہوا ہے کہ وہ پانی کو فوراً جذب کر لیتی ہے اس پر شراب گر گئی اور جذب ہو گئی، اس کو دھونے سے بد بو نہیں جاتی، اس کو کس طرح پاک کریں؟

(جواب) دھونے سے پاک ہو جاتی ہے۔ (۵) دھونے کے بعد جو بوباقی رہ جائے اس کا اعتبار نہیں ہے (۶) فقط۔

(۱) اذا لف الثوب المبلول النجس فی ثوب طاهر یا بس فظہرت ندا و ته الخ لکن لا یصیر رطباً بحیث یسیل منه شئی بالعصر الخ والا صح انه لا یصیر نجساً (غنیۃ المستملی ص ۱۷۱) ظفیر۔ (۲) ثم المختار طہارة المتنجس بمجرد جریانه وكذا البئر وحوض الحمام (درمختار) ای بان یدخل من جانب ویخرج من اخر حال دخوله وان قل الخارج الخ ولا یلزم ان یکون الحوض ممتلئاً فی اول وقت الدخول لانه اذا کان ناقصاً قد دخل الماء حتی امتلاء وخارج بعضه طهراً یضاً کما لو کان ابتداء ممتلئاً ماء نجساً الخ (ردالمحتار باب المیاء قبیل مطلب یطهر الحوض بمجرد الجریان ج ۱ ص ۱۸۰ ط.س.ج ۱ ص ۱۹۵) ظفیر۔ (۳) کل اهاب دیغ دباغة حقیقیة بالا دویة او حکمیة بالترتیب و الشمس واللقاء فی الريح فقد طهر وجازت الصلوة فیہ والوضوء منه الا جلد الادمی والخنزیر هکذا فی الزاهدی (عالمگیری کشوری باب المیاء فصل ثانی ج ۱ ص ۲۳ ط.س.ج ۱ ص ۲۰۵) ظفیر۔ (۴) وما دیغ الخ وهو یحتملها طهر الخ وما لا یحتملها فلا وعلیه فلا یطهر جلد حیة صغیرة ذکره الزیلعی (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المیاء مطلب فی احکام الدباغة ج ۱ ص ۱۸۷ و ۱۸۸ ط.س.ج ۱ ص ۲۰۳) (۵) ان المتنجس اما ان لا یتشرب فیما اجزاء النجاسة اصلاً کالا وانما المتخذة من الحیمرو النحاس والخزف العتیق و یتشرب فیہ قلیلاً کالبدن والخف والنعل و یتشرب کثیراً ففی الاھول طہارتہ بزوال عین النجاسة المرنیة او بالعدد علی مامر وفي الثاني کذا لکن لان الماء یتخرج ذلک القلیل فیحکم بطہارتہ واما فی الثالث فان کان مما یمکن عصره کالثیاب فطہارتہ بالغسل والعصر الی زوال المرنیة وفي غیرها بثلثیھما وان کان مما لا ینعصر کالحمصیر المتخذة من البردی ونحوه ان علم انه لا یتشرب فیہ بل اصاب ظاہره یطهر بازالة العین او بغسل ثلاثاً بلا عصر وان علم تشربه کالخزف الجدید الخ عند ابی یوسف ینقع فی الماء ثلاثاً ویجفف کل مرة الخ والثانی اوسع وبہ یفتی درر ردالمحتار باب الانجاس ج ۱ ص ۳۰۷ ط.س.ج ۱ ص ۳۳۲) ظفیر۔ (۶) ولا یضر بقاء اثر کلون وریح لازم الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الانجاس ج ۱ ص ۳۰۳ ط.س.ج ۱ ص ۳۲۹) ظفیر۔

کولھوکا تیل پاک ہے یا نہیں۔

(سوال ۵۳۴) جب کولھو میں سرسوں کا تیل نکالتے ہیں تو کچھ کپڑے کی ضرورت ہوتی ہے جو غیر قوموں سے جمع کر کے استعمال کرتے ہیں تو وہ تیل پاک ہوتا ہے یا نہیں؟
(جواب) وہ تیل پاک ہے۔ اول تو محض شبہ سے کوئی چیز ناپاک نہیں ہوتی اگر نجاست یقینی ہو تو تقسیم کے بعد ہر ایک حصہ پاک ہو جاتا ہے۔ (۱)

ناخن میں صابون کی سفیدی پاک ہے

(سوال ۵۳۵) بچہ کو دو پہر تک گود میں رکھتا ہوں اور وہ پیشاب کرتا ہے تو میں دو پہر کو صابن سے غسل کرتا ہوں، غسل کے بعد ناخن میں سفیدی صابن کی نظر آتی ہے تو وہ سفیدی پاک ہے یا نہ؟
(جواب) وہ سفیدی پاک ہے۔ (۲) فقط۔

پیر میں نجاست لگ جائے اور اسے دھو دے مگر مٹی لگی رہ جائے تو پاک ہو یا نہیں۔

(سوال ۵۳۶) اگر پیر میں مٹی لگی ہوئی تھی اس حالت میں پیر کو نجاست لگ جاوے تو پیر پاک ہو یا نہیں اور مٹی تر ہوئی پاک بدن یا کپڑے میں لگ گئی تو بدن اور کپڑا پاک ہے یا نہ؟
(جواب) اس صورت میں پیر اور کپڑا پاک ہے۔ (۳) فقط۔

بارش میں چھت کا پانی ٹپک کر کپڑے پر گرے تو وہ پاک ہے یا نہیں۔

(سوال ۵۳۷) مکان کی چھت پر اگر پرند جانور جس کا پاخانہ ناپاک ہے پاخانہ کر دیوے، اور پانی برس کر اس چھت پر گرے اور چھت کا پانی مکان کے اندر پاک کپڑے وغیرہ پر گرے ناپاک ہے یا نہ؟
(جواب) اس صورت میں کپڑا وغیرہ پاک ہے۔ (۴) فقط۔

(۱) وبال حمر حصھا لتغلیظ بولھا علی نحو حنطة تدوسھا فقسم او غسل بعضه او ذهب بهیة او اکل او بیع حیث یتطهر الباقی و کذا و الذاهب لا حتمال وقوع النجس فی کل طرف (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الانجاس ج ۱ ص ۳۲۰ ط. س. ج ۱ ص ۳۲۸) ظفیر۔

(۲) و کذا یتطهر محل نجاسة الخ مریة بقلعها الخ و یتطهر محل غیر ها ای غیر مریة بغلیة ظن غاسل (درمختار باب الانجاس ط. س. ج ۱ ص ۳۲۸) ظفیر۔

(۳) و کذا یتطهر محل نجاسة الخ مریة الخ بقلعها ای بزوال عینھا و اثرھا ولو بمرة او بما فوق ثلاث فی الا صح الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الانجاس ج ۱ ص ۳۰۳ ط. س. ج ۱ ص ۳۲۸) ظفیر۔

(۴) و علی هذا ماء المطر اذا جرى فی المیزاب و علی السطح عذرات فالماء طاهر الخ قال فی الحلیة ینبغی ان لا یعتبر فی مسئلة السطح سوى تغیر احد الاوصاف (ردالمحتار باب المیاء بعد مطلب الا صح انه لا یشرط فی الجریان المدد ج ۱ ص ۱۷۴ ط. س. ج ۱ ص ۱۸۸) ظفیر۔

تالاب کی مٹی لگ جائے تو بھی کپڑا پاک ہی رہے گا۔

(سوال ۵۳۸) تالاب میں نجس کپڑے کو دھونے کے بعد اگر تالاب کے اندر کی مٹی پاک کپڑے کو لگ جائے تو کپڑا پاک ہے یا نہیں؟

(جواب) پاک ہے۔ (۱) فقط۔

لوٹا جو غسل خانہ میں رکھ دیا جائے وہ پاک ہے یا ناپاک

(سوال ۵۳۹) اس ملک میں رواج ہے کہ مسجد کے لوٹے غسل خانے میں تر زمین پر رکھ دیتے ہیں۔ وہ پاک ہیں یا نہیں؟

(جواب) شبہ سے ناپاکی کا حکم نہ دیا جائے گا تاہم احتیاط کرنا لازم ہے کہ اس کی تلی پر پانی بہا دیا جائے کرے۔ (۲) فقط۔

مخلم کی چادر جس پر نجاست کا کوئی اثر نہیں پاک ہے

(سوال ۵۴۰) رجل احتلم وهو لا بس السروال وعليه رداء خشن لا يظهر اثر المنى في الرداء هل يحكم بنجاسة الرداء او لا؟

(جواب) لا يحكم بنجاسة الرداء في هذه الصورة. فقط۔ (۳)

کتے کا لعاب ناپاک ہے

(سوال ۵۴۱) کتے کا تھوک اگر کپڑے کو لگ جائے تو نماز کے لئے اس کا دھونا واجب ہے یا نہیں۔

(جواب) کتے کا لعاب نجاست غلیظ ہے اگر مقدار درہم سے زیادہ کپڑے کو لگ جائے تو نماز کے لئے دھونا اس کا فرض ہے (۴)

ناپاک کپڑے کی چیھنٹ کا کیا حکم ہے

(سوال ۵۴۲) پاجامہ کے رومال میں اندر کی طرف پاخانہ لگا ہوا تھا جس کا مجموعہ قریب نصف کلو ار پے کے ہوگا اور کرتے کا پچھلا حصہ وضو خانہ کی دیوار کی تری سے یا وضو کا پانی گرنے سے تر ہو گیا، ایسی حالت میں نماز پڑھی گئی تو جانماز پاک ہے یا ناپاک ہو گئی، جانماز کا جو حصہ رومال سے لگتا تھا اس کو دھویا گیا۔ دھونے کے وقت اس پانی کی پھینکیں جس چیز لوٹے وغیرہ پر پڑے وہ پاک ہے یا نہیں؟

(۱) ولذا قال في الخلاصة الماء النجس اذا دخل الحوض الكبير لا ينجس الحوض الخ (ردالمحتار باب المياه تحت قوله وكذا يجوز براكه كثير كذلك اي وقع فيه نجس ج ۱ ص ۱۷۶ ط. س. ج ۱ ص ۱۹۰) ظفیر.

(۲) مشی فی حمام ونحوہ لا ینجس مالم یعلم انه غسالة نجس (الدر المختار علی هامش ردالمحتار فصل فی الاستنجاء ج ۱ ص ۳۲۳ ط. س. ج ۱ ص ۳۵۰) ظفیر.

(۳) الیقین لا یزول بالشک (الاشیاء والنظائر القاعدة الثالثة ص ۷۵) ظفیر.

(۴) والا صح انه ان كان فمه مفتوحا لم یجز لان لعابه یسبل فی کمه فینجس لو اکثر من قدر الدرهم (ردالمحتار باب المياه ج ۱ ص ۱۹۲ ط. س. ج ۱ ص ۲۰۸) وعفی الشارع عن قدر درهم وان کره تحریم فیجب غسله وما دونه تنزیها فیسن و فوقه مبطل فیفرض (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الانجاس ج ۱ ص ۲۹۲ ط. س. ج ۱ ص ۳۱۶) ظفیر.

(جواب) اس صورت میں جانماز اور لوٹا وغیرہ ناپاک نہیں ہیں، جانماز کے دھونے کی ضرورت نہ تھی اور ان چھینٹوں سے کوئی چیز ناپاک نہیں ہوئی۔ فقط۔

ناپاک کپڑے کی چھینٹ پڑ جائے تو وہ ناپاک ہے.....
(سوال ۵۳۳) ناپاک کپڑے کو دھوتے وقت اگر بدن کو یا کپڑے کو چھینٹیں لگیں تو وہ ناپاک ہے یا نہیں؟
(جواب) اس میں بھی وہم نہ کیا جاوے۔ البتہ ناپاک کپڑے کو احتیاط سے دھویا جاوے کہ اس کی چھینٹیں بدن کو نہ لگیں۔ (۱) فقط۔

تالاب کا زینہ تر ہو اس پر بیٹھ کر وضو کر سکتا ہے یا نہیں
(سوال ۵۳۴) اگر تالاب کا زینہ تر ہو تو اس پر ننگے پیر وضو کر سکتا ہے یا اس تری کو آب دست کی تری سمجھ کر دھونا اور پاک کرنا ضروری ہے؟
(جواب) احتمال سے ناپاک کا حکم نہیں ہوتا وہم نہ کریں۔ (۲)

آب دست کرتے وقت چھینٹ کا وہم ہو جائے تو بدن و کپڑا پاک ہے یا ناپاک.....
(سوال ۵۳۵) آب دست اور غسل کرتے وقت چھینٹوں کا خیال اور وہم ہو تو کپڑے اور بدن کی ناپاک کا حکم ہو گا یا نہیں؟
(جواب) خیال اور وہم سے کوئی چیز ناپاک نہیں ہوتی ایسے توہمات کو دفع کرتے رہیں اور اعوذ بآلہ اللہ رہیں اور ہرگز کچھ وہم نہ کریں۔ (۳) فقط۔

ترپاؤں کا کسی جگہ ڈال دینا اس کو نجس نہیں کرتا
(سوال ۵۳۶) ایک شخص نے وضو کر کے ترپاؤں ایسی جگہ رکھے جہاں جوتے رکھے تھے۔ اور پھر صفوف مسجد پر پھرا، اور پھر مسجد کے لوٹے کو ہاتھ لگائے اور نماز ان صفوں پر پڑھی۔ کیا حکم ہے؟
(جواب) اس صورت میں اس شخص کے پیر ناپاک نہیں ہوئے لہذا الوٹے و صفیں سب پاک ہیں اور وضو و نماز سب کی صحیح ہے۔ (۴) فقط۔

(۱) وعفی الخ بول انتضح کروں ابرو کذا جانہا الا خروان کثر باضابة الماء للضرورة الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الانجاس ج ۱ ص ۲۹ ط. س. ج ۱ ص ۳۲۲) ظفیر.
(۲) ولو شک فالأصل الطهارة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المیاء ج ۱ ص ۱۷۱ ط. س. ج ۱ ص ۱۸۶)
(۳) البقین لا یزول بالشک (الاشیاء والنظائر ص ۷۵) ظفیر.
(۴) مشی فی حمام ونحوہ لا ینجس مالہ یعلم انه غسلتہ نجس (درمختار) ای کما لو مشی علی الواح مشرعة بعد مشی من بر جله قدر لا یحکم بنجاسة رجله مالہ یعلم انه وضع رجله علی موضعه للضرورة فتح لا فیہ عن التنجیس مشی فی طین او اصابہ ولم یغسلہ وصلی تجزیہ مالہ یکن فیہ اثر النجاسة لانه المانع الا ان یحتاط اما فی الحکم فلا یجب (ردالمحتار فصل فی الاستنجاء ج ۱ ص ۳۲۳ ط. س. ج ۱ ص ۳۵۰) ظفیر.

فصل ثانی مسائل استنجاء

کلوخ عورتوں کے لئے کیا ضروری ہے

(سوال ۵۴۷) کلوخ سے استنجاء پیشاب و پاخانہ کی جگہ پر جس طرح پر مردوں کو ضروری ہے، اسی طرح سے عورتوں کو بھی ضروری ہے یا نہیں؟

(جواب) کلوخ وغیرہ کے ساتھ استنجاء کرنا عورتوں کو بھی ایسا ہی مستحب ہے جیسا کہ مردوں کو، شامی میں ہے، قلت بل صرح فی الغزویۃ بانہا تفعل کما یفعل الرجل الا فی الاستبراء فانہا لا استبراء علیہا بل کما فرغت من البول والغائط تصبر ساعة لطيفة ثم تمسح قبلها ودبرها بالا حجار ثم تستنجی بالماء۔ (۱) اور شامی میں بخوججہ کے ذیل میں یہ لکھا ہے کہ کپڑا ہویا ڈھیلہ سب برابر ہیں۔ اور یہ بھی شامی میں ہے کہ اگر صرف پانی سے استنجاء کیا جاوے تو سنت ادا ہو جاوے گی۔ مگر افضل یہ ہے کہ دونوں کو جمع کرے یعنی ڈھیلے یا کپڑے وغیرہ سے استنجاء کر کے پانی سے کرے۔ ثم اعلم ان الجمع بین الماء والحجر افضل الخ۔ (۲) فقط بندہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

کلوخ کے وقت سلام کرنا یا جواب دینا درست ہے یا نہیں

(سوال ۵۴۸) وقت ڈھیلے لینے کے سلام کرنا یا سلام کا جواب دینا جائز ہے یا نہ؟ (جواب) درست ہے۔ (۳) فقط۔

عورتوں کو ڈھیلے سے استنجاء کرنا چاہئے یا نہیں

(سوال ۵۴۹) عورتوں کو ڈھیلے سے استنجاء کرنا چاہئے یا نہیں؟

(جواب) ڈھیلے سے استنجاء کرنے کے بارہ میں عورتوں کا حکم مثل مردوں کے ہے۔ کما قال فی الشامی قلت بل

(۱) ردالمحتار فصل فی الاستنجاء ج ۱ ص ۳۱۹ ط. س. ج ۱ ص ۳۳۲ ۱۲ ظفیر.

(۲) ردالمحتار فصل فی الاستنجاء ج ۱ ص ۳۱۳ ط. س. ج ۱ ص ۳۳۸ ۱۲ ظفیر.

(۳) سلامک مکروہ الخ من هو فی حال التغوط (درمختار) قوله حال التغوط مراده ما یعم البول (ردالمحتار باب ما یفسد الصلوۃ وما یکروہ فیہا ج ۱ ص ۵۷۷ ط. س. ج ۱ ص ۶۱۶) اور یہ وقت پیشاب کا وقت نہیں ہے بلکہ وہ فارغ ہو چکا ہے صرف الطمینان قلب کے لئے ڈھیلے استعمال کر رہا ہے گو افضل یہ ہے کہ اس وقت نہ سلام کیا جائے اور نہ جواب دیا جائے، اس لئے کہ من وجہ یہ وقت حالت پیشاب و پاخانہ میں داخل ہے چنانچہ فقہاء لکھتے ہیں یرجب الاستبراء بمشی او تنحیح الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار فصل فری الاستنجاء ج ۱ ص ۳۱۹ ط. س. ج ۱ ص ۳۴۴) ظفیر.

صرح فی الغزویۃ بانہا تفعل کما یفعل الرجل فی الاستبراء فانہا الخ لا استبراء علیہا الخ۔ (۱) فقط۔

آب دست کی مدت کب تک ہے

(سوال ۵۵۰) آب دست کب تک لینا چاہئے؟

(جواب) استنجاء کے بارہ میں طریق سنت یہ ہے کہ پہلے ڈھیلوں سے استنجاء کرے اور پھر پانی سے طہارت کر لے۔ (۲) فقط۔

ایک ڈھیلے سے دوبارہ استنجاء کرنا کیسا ہے

(سوال ۵۵۱) اگر کوئی شخص کسی ڈھیلے سے چھوٹا استنجاء خشک کرے دوبارہ اسی ڈھیلے سے استنجاء کر سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب) جس ڈھیلے سے ایک دفعہ استنجاء کیا گیا ہو اس سے دوبارہ استنجاء کرنا مکروہ ہے کذا فی الدر المختار۔ (۳) لیکن اگر ضرورت ہو سفر وغیرہ کی وجہ سے تو خشک ہونے کے بعد اس کو گھس کر دوبارہ اور سہ بارہ یا زیادہ دفعہ اس سے استنجاء کر لیا جاوے بلامضائقہ نہیں ہے۔ ع۔ فقط۔

کلوخ کی مٹی لگا ہوا ہاتھ پاجامہ پر پڑنے سے پاجامہ ناپاک نہیں ہوتا

(سوال ۵۵۲) آب دست لینے کے بعد ہاتھ کو مٹی سے صاف کرنے کے قبل پاجامہ باندھنے میں ہاتھ اس پر لگتا ہے، پاجامہ ناپاک ہوتا ہے یا نہ؟

(جواب) ناپاک نہیں ہوتا۔ (۴)

کھڑے ہو کر پیشاب کرنا کیسا ہے

(سوال ۵۵۳) کھڑے ہو کر پیشاب کرنا شرعاً کیسا ہے۔ حضرت حذیفہؓ کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک قوم کی کوڑی پر کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔ اس حدیث سے کھڑے ہو کر پیشاب کرنا ثابت ہے یا نہیں۔ اور جو حضرت عمرؓ نے اور حضرت عائشہؓ سے ممانعت کی احادیث مروی ہیں وہ صحیح ہیں یا ضعیف۔

(جواب) کھڑے ہو کر پیشاب کرنا بلا عذر ممنوع و مکروہ ہے اور آنحضرت ﷺ کا کھڑے ہو کر پیشاب کرنا ایک دفعہ

(۱) ردالمحتار فصل فی الاستنجاء ج ۱ ص ۳۱۹ ط. س. ج ۱ ص ۳۴۴ کما فی الغزویۃ وفيہا ان المراءۃ کالرجل الا فی الاستبراء فانہ لا استبراء علیہا بل کما فرغت تصبر ساعة لطيفة ثم تستنجی (ردالمحتار فصل فی الاستنجاء ج ۱ ص ۳۱۹ ط. س. ج ۱ ص ۳۴۴) ظفیر۔ (۲) ثم یمسح بثلاثة احجار ثم یستر عورته قبل ان یتوئ قائما ثم یمسح الخ ثم لیستبرئ فاذا استیقن بانقطاع اثر البول یقعد للا استنجاء بالماء موضعاً آخر الخ (ردالمحتار فصل فی الاستنجاء ج ۱ ص ۲۳۰ ط. س. ج ۱ ص ۳۳۸) ظفیر۔ (۳) وکرہ تحریماً بعظم وروث یا بس کعدرة یا بسۃ وحجر استنجی بہ الا بحرف اخر (درمختار) ای لم تصبہ النجاسة (ردالمحتار فصل فی الاستنجاء ج ۱ ص ۳۱۴ ط. س. ج ۱ ص ۳۳۹) ظفیر۔ (۴) وتطهر البدن مع طهارة موضع الاستنجاء کذا فی السراجیة ویغسل یدہ بعد الاستنجاء کما یمکن یغسلها قبلہ لیكون انقی وانظف (عالمگیری الفصل الثالث فی کیفیۃ الاستنجاء ج ۱ ص ۲۸ ط. س. ج ۱ ص ۵۰) ظفیر۔ ع۔ قابل غور ہے ۱۲ ظفیر۔

بضرورت اور عذر کی وجہ سے ہوا ہے۔ اور بلا عذر خود آنحضرت ﷺ نے کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کو منع فرمایا ہے، (۱) جیسا کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ”مجھ کو ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر پیشاب کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا یا عمر لا تبل قائما فما بلت قائما بعد (۲) یعنی ”اے عمر کھڑے ہو کر پیشاب نہ کرو۔“ تو اس کے بعد میں نے کبھی کھڑے ہو کر پیشاب نہ کیا۔ فقط۔

قطب تارے کی طرف منہ کر کے پیشاب کرنا جائز ہے یا نہیں

(سوال ۵۵۴) قطب تارے کی طرف منہ کر کے پیشاب کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) قطب تارے کی طرف منہ کر کے پیشاب پاخانہ کرنا درست ہے کیونکہ یہ حکم کعبے شریف کے لئے ہے کہ اس کی طرف حاجت کے وقت استقبال واستدبار نہ ہو۔ (۳) فقط۔

استنجاء کے بعد تری اور اس کی ترکیب

(سوال ۵۵۵) زید کو بسبب کثرت مباشرت کے پیشاب کے بعد تری آدھ گھنٹہ ظاہر ہوتی رہتی ہے۔ ڈھیلا لینے اور

دھو لینے کے بعد دوبارہ ڈھیلا لینا پڑتا ہے، لہذا اس کو وضو کر کے اس حالت میں نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) ایسی صورت میں ڈھیلے سے اور پانی سے استنجاء کر کے سوراخ ذکر میں روئی وغیرہ رکھ لے۔ تاکہ تری کے خروج

کاشبہ نہ رہے درمختار میں ہے۔ يستحب للرجل ان يحتشي ان رابه الشيطان ويحب ان كان لا ينقطع الا

به قدر ماصلى. (۴) پس روئی رکھنے کے بعد وضو کر کے نماز پڑھ لے۔ فقط۔

پانی سے استنجاء کرتے وقت قطرہ آتا ہے تو کیا کرے

(سوال ۵۵۶) اگر کسی شخص کو ایسا عارضہ ہے کہ جب پیشاب کر کے ڈھیلے سے استنجاء سکھاتا ہے تو پانی سے استنجاء کرنے

پر قطرہ آجاتا ہے تو وہ ڈھیلے سے استنجاء کرے یا صرف پانی سے۔

(جواب) استنجے کے بارے میں افضل طریقہ یہ ہے کہ پہلے ڈھیلے سے استنجاء کر کے پھر پانی سے استنجاء کرے اور اگر

صرف ڈھیلے سے یا صرف پانی سے استنجاء کرے تو یہ بھی کافی ہے، اور سنت استنجاء ادا ہو جاتی ہے۔ (۵) فقط۔

(۱) حضرت حذیفہؓ کی حدیث کے بعد صاحب مشکوٰۃ نے صراحت کی ہے قبل کان ذلک لعذر (مشکوٰۃ باب آداب الخلاء ص ۴۳) قال السيد جمال الدين قيل فعل ذلك لانه لم يجد مكانا للقعود لامتلاء الموضع بالحجاسة الخ روى ابو هريرة كما اخرجه الحاكم والبيهقي ان النبي صلى الله عليه وسلم بال قائما لحرج ما بضده الخ اذ لم يتكمن من القعود (مروقة شرح مشکوٰۃ ج ۱ ص ۲۹۶) ظفیر. (۲) نیکھنے مشکوٰۃ باب آداب الخلاء فصل ثانی (۴۳) ظفیر.

(۳) كما كره تحريرا استقبال قبله واستدبارها لا جل بول او غائط الخ (الدر المختار على هامش ردالمختار باب الانجاس ج ۱ ص ۳۵۳ ط. س. ج ۱ ص ۳۴۱) ظفیر. (۴) الدر المختار على هامش ردالمختار كتاب الطهارة نواقض الوضوء ج ۱ ص ۱۳۹ ط. س. ج ۱ ص ۲۰۱۵ ظفیر. (۵) ثم اعلم ان الجمع بين الماء والحجر افضل ولبه في الفضل الاقتصار على الماء ولبه الاقتصار على الحجر وتحصل السنة بالكل وان تفاوت الفضل (ردالمختار فصل في الاقتصار)

سنتجا تحت قوله سنة مطلقا الخ ج ۱ ص ۳۱۳ ط. س. ج ۱ ص ۳۳۹ ظفیر ایسے شخص پر ضروری ہے کہ چل کر، کھاس کر، یا دبا کر اطمینان کر لے، و يجب الاستبراء بمشي او قوما على شقه الا يسرو ويختلف بطباع الناس (درمختار) اما نفس الاستبراء حتى يطمئن قلبه بزوال الرشح فهو فرض وهو المراد بالوجوب ولذا قال الشر نبلا لي يلزم الرجل الاستبراء حتى يزول اثر البول ويطمئن قلبه الخ فلا يصح الشروع في الوضوء حتى يطمئن بزوال الرشح (ردالمختار فصل في الاستنجاء مطلب في الفرق بين الاستبراء والاستقاء ج ۱ ص ۳۱۹ ط. س. ج ۱ ص ۳۴۲..... ۳۴۵) ظفیر.

بوقت مجبوری دائیں ہاتھ اور خاص طرح کے کاغذ سے استنجاء جائز ہے یا نہیں اور صرف کلونخ پر اکتفا کیسا ہے

(سوال ۵۵۷) ایک شخص بوجہ مرض فالج یا یاں ہاتھ کسی کام میں نہیں لاسکتا تو وہ اپنے ہاتھ سے استنجاء و طہارت کر سکتا ہے یا نہیں، اور جب یہ ممکن نہ ہو تو کیا محض کلونخ پر اکتفاء کر سکتا ہے اور کلونخ کے استعمال کے بعد مزید صفائی اور کپڑوں کو دھبہ سے بچانے کے لئے کسی کپڑے یا اور شے سے طہارت کرنا ضروری یا مناسب ہے یا نہیں۔ اگر سفر میں کلونخ دستیاب نہ ہو تو ایک خاص قسم کا کاغذ جو انگریز اس کام میں لاتے ہیں اور ڈاکٹری اجزاء سے بنا ہے اس کا استعمال بدرجہ اشد مجبوری کرنا کیسا ہے؟

(جواب) وہ شخص اپنے ہاتھ سے طہارت کر سکتا ہے۔ اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو کلونخ پر اکتفاء کرنا بھی جائز ہے، اور کپڑے سے بھی صاف کر سکتا ہے اور بدرجہ مجبوری و سفر وغیرہ کاغذ کو رے سے بھی صفائی کرنا درست ہے۔

درمختار میں کرہ تحریمًا بعظم الخ ویمین ولا عذر بیسراہ فلو مشلولہ ولم یجد ماءً جاریا ولا صاباً ترک الماء (۱) فقط۔

شمال و جنوب رخ، استنجاء ممنوع تو نہیں

(سوال ۵۵۸) قبلہ کی جانب کے سوا شمال یا جنوب کی طرف منہ کر کے بول و براز کرنا ممنوع ہے یا نہیں؟ (جواب) ممنوع نہیں۔ (۲) فقط۔

استنجاء میں عدد و طاق

(سوال ۵۵۹) پاخانے کے بارہ میں حدیث شریف میں جو وتر عدد ڈھیلے لینے کی بابت آیا ہے وہ وتر عدد پیشاب کے لئے بھی ہے یا پیشاب کے لئے علیحدہ ڈھیلہ ہونا چاہئے۔ یعنی پیشاب پاخانہ دونوں کے لئے تین ڈھیلے ہونے چاہئیں یا چار۔ حدیث شریف میں جو وتر عدد ہے اس سے کیا مراد ہے؟

(جواب) وہ وتر ڈھیلے پاخانہ کے لئے ہیں پیشاب کے لئے علیحدہ ڈھیلہ چوتھا ہونا چاہئے۔ (۳) فقط۔

میت کا استنجاء پانی اور ڈھیلے دونوں سے کیا جائے یا کیا

(سوال ۵۶۰) میت کا استنجاء ڈھیلے اور پانی دونوں سے کیا جائے یا کیا۔ میں نے کتاب جواہر نفیس میں دیکھا ہے کہ

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار فصل فی الاستنجاء ج ۱ ص ۳۱۲ و ج ۱ ص ۳۱۵ ط. س. ج ۱ ص ۱۲۳۳۰ ظفر. (۲) کما کرہ تحریمًا استقبال قبلۃ و استدبار ہا لا جل بول او غائط الخ ولو فی بنیان لا طلاق النہی (درمختار) قولہ لا طلاق النہی وهو قولہ صلی اللہ علیہ وسلم ج اذا ایتیم الغائط فلا تستقبلوا القبلة ولا تستدبروها ولكن شرقوا او غربوا. رواہ السنۃ (رد المحتار باب الاستنجاء ج ۱ ص ۳۱۶ ط. س. ج ۱ ص ۳۳۱) ظفر.

(۳) و کیفیت الاستنجاء ان یجلس معتمدا علی یسارہ منحرفا عن القبلة والريح والشمس والقمر معه ثلاثة احجار يد بر باحد ها و یقبل بالثانی و يد بر بالثالث الخ وفي الدر اية ولنا کیفیت الاستنجاء هو ان یاخلم الذکر بشماله و یمره علی حجر او مد. (عینی شرح ہدایۃ باب الاستنجاء ص ۲۶۹ ج ۱) ظفر.

استنجاء کرنا میت کا ڈھیلے سے مکروہ ہے، اور میت کا استنجاء پانی سے کرنے میں بھی خلاف ہے۔ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک استنجاء میت کا خواہ ڈھیلے سے ہو خواہ پانی سے مکروہ ہے، اور طرفین کے نزدیک استنجاء میت کا پانی سے جائز ہے اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے۔

(جواب) کتب فقہ میں تصریح ہے کہ استنجاء میں جمع کرنا ڈھیلے اور پانی کا سنت ہے اور یہی افضل ہے۔ چنانچہ شامی میں ہے فکان الجمع سنة علی الاطلاق فی کل زمان وهو الصحیح وعلیہ الفتویٰ (۱) پھر آگے لکھا ہے۔ ثم اعلم ان الجمع بین الماء والحجر افضل ولیہ فی الفضل الاقتصار علی الماء ولیہ الاقتصار علی الحجر وتحصل السنة بالکل (۲) الخ شامی فصل فی الاستنجاء۔

پس جب کہ طرفین کے نزدیک استنجاء میت کا سنت ہے تو حسب تصریح شامی مطلقاً جمع کرنا پانی اور ڈھیلے کا افضل ہے اور سنت ہے علی الاطلاق لہذا مکروہ کہنا استنجاء میت کا ڈھیلے سے صحیح نہیں معلوم ہوتا۔

غیر مسلم فوجیوں کے مستعمل کپڑوں میں نماز ہوگی یا نہیں
(سوال ۵۶۱) اکثر انگریزی فوجوں کے غیر مسلم اشخاص کے کپڑے نیلام میں سے مسلمان خرید لیتے ہیں ان سے بغیر دھوئے نماز ہو جاتی ہے یا دھو کر پہننا چاہئے۔
(جواب) بغیر دھوئے پہن کر نماز پڑھ سکتا ہے۔ (۳)

ڈھیلے سے استنجاء کرنے کے بعد پانی لینا بھول گیا تو نماز ہوئی یا نہیں
(سوال ۵۶۲) ایک ڈھیلے سے استنجاء کر چکا تھا بڑا استنجاء کرنا بھول گیا اور نماز پڑھنے کے بعد یاد آیا تو نماز ہوئی یا نہیں؟

(۲) چھوٹا استنجاء پانی سے کرنا بھول کر نماز پڑھی تو نماز ہوئی یا نہیں؟

(جواب) اول اور دوسری صورت میں نماز صحیح ہوگئی، اعادہ کی ضرورت نہیں۔ (۳)

استعمال شدہ نیلامی کپڑوں میں نماز ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۵۶۳) انگریزوں کے اونی کپڑے نیلام ہوتے ہیں ان میں شبہہ ناپاکی کا ہے آیا ان سے نماز جائز ہے یا نہیں؟

(۲) ردالمحتار فصل فی الاستنجاء ص ۳۱۳ جلد اول ط. س. ج ۱ ص ۳۳۸، ۲ ظفیر۔
(۳) ثیاب الفسقة و اهل الذمة طاهرة (درمختار) قال فی الفتح وقال بعض المشايخ تكره الصلوة فی ثياب الفسقة لا نهم لا یقون الخمر قال المصنف یعنی صاحب الہدایۃ الا صح انه لا یكره لا نه لم یكره من ثياب اهل الذمة الا السراويل مع استحلا لهم الخمر فهذا هو الا ولی ۱ ۵ (ردالمحتار فصل فی الاستنجاء قبیل کتاب الصلوة ج ۱ ص ۳۲۳ ط. س. ج ۱ ص ۳۵۰) ظفیر مفتاحی۔ (۴) والغسل بالماء بعده ای الحجر الخ سنة مطلقاً به یفتی (درمختار) ثم اعلم ان الجمع بین الماء والحجر افضل ولیہ فی الفضل علی الاقتصار علی الماء ولیہ الاقتصار علی الحجر وتحصل السنة بالکل وان تفاوت الفضل (ردالمحتار فی الاستنجاء ج ۱ ص ۳۱۲، ۳۱۳ ط. س. ج ۱ ص ۳۳۹..... ۳۳۹) ظفیر۔

(جواب) شبہ سے ناپاکی کا حکم نہیں کیا جاتا ہے، (۱) پس ان کپڑوں کا استعمال کرنا اور ان سے نماز پڑھنا درست ہے مگر بہتر ہے کہ دھو لئے جائیں، البتہ ایسے کپڑے جیسے پا جامہ جن میں نجاست کا گمان غالب ہے ان میں بدون دھوئے نماز نہ پڑھے، (۲) شامی میں ہے من هنا قالوا لا بأس بلبس ثياب اهل الذمة والصلوة فيها الا ازار والسر او يل فانه تكره الصلاة فيها لقربها من موضع الحدث الخ. (۳) فقط۔

تم الجزء الاول من "فتاوى دارالعلوم ديوبند" ويليهِ الجزء الثاني اوله كتاب الصلوة تحت اشراف صاحب الفضيلة حكيم الاسلام مولانا الحافظ القارى محمد طيب دامر فيوضه (مدير دارالعلوم ديوبند) ولقد بذلت الوسع في تصحيحه وترتيبه وتعليقه بمراجعة ما يقتضى الرجوع اليه في تدقيقه من كتب الفقه والحديث والتفسير والا صول وغيره ذلك . والله الهادي الى الصواب وصلى الله على سيد المرسلين وعلى اله وصحبه اجمعين. المرتب محمد ظفیر الدين . محرم الحرام ۱۳۸۲ھ.

(۱) اليقين لا يزول بالشك (الا شبه والنظائر مع شرح حموى) ولو شك فلا صل الطهارة (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب المياه ج ۱ ص ۱۷۱ ط.س. ج ۱ ص ۱۸۶) ظفیر.
(۲) والصلوة في سرا ويلهم (الى قوله) ان علم ان سراويلهم نجسة لا تجوز الصلوة فيها وان لم يعلم تكره الصلوة فيها ولو صلى يجوز (عالمگیری مصری کتاب الکراهية باب الرابع عشر في اهل الذمة ج ۵ ص ۳۵۹ ط. ماجديه ج ۱ ص ۳۳۷) محمد ظفیر الدين غفر له،
(۳) ردالمحتار باب المياه قبيل فصل في البثر ج ۱ ص ۱۹۰ ط.س. ج ۱ ص ۲۰۵ اس عبارت کے بعد ہے وتجوز لان الا صل الطهارة وللتواتر بين المسلمين في الصلاة بثياب الغنائم قبل الغسل وتما مه في الحلية (ايضاً ط.س. ج ۱ ص ۲۰۶) محمد ظفیر الدين غفر له.

تفاسیر و علوم قرآنی اور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر دلائل اشاعت کی مطبوعہ مستند کتب

تفاسیر و علوم قرآنی

تفسیر عثمانی بدر تفسیر مولانا عبد الباقی	جلد ۱	مولانا شبیر عثمانی	ابن عربینا جہان محمد علی دہلی
تفسیر مظہری اردو	۱۲ جلدیں	قاضی محمد عثمانی دہلی	
قصص القرآن	۳ حصے در ۲ جلدیں	مولانا حفص الرحمن سید صاوی	
تاریخ ارض القرآن		علامہ سید سلیمان ندوی	
قرآن اور ماحولیات		انجیر شیخ سعید ندوی	
قرآن سائنس اور تہذیب و تمدن		ڈاکٹر محبت الحق منیر دہلی	
لغات القرآن		مولانا عبدالرشید نعمانی	
قاموس القرآن		قاسمی نون العسکری	
قاموس الفاظ القرآن الکریم (عربی بھارتی)		ڈاکٹر عبدالرشید عباس ندوی	
ملک الایمان فی مناقب القرآن (عربی بھارتی)		حبیبان پشدر	
امسال قرآنی		مولانا اشرف علی تھانوی	
قرآن کی باتیں		مولانا امجد سعید صاحب	

حدیث

تفسیر البخاری مع ترجمہ و شرح اردو	جلد ۳	مولانا امجد عبداللہ دہلی	مجلس فاضل دیوبند
تفسیر مسلم	جلد ۳	مولانا زکریا اقبال	فاضل دارالعلوم کراچی
جامع ترمذی	جلد ۲	مولانا فضل احمد صاحب	
سنن ابوداؤد و شریف	جلد ۳	مولانا سید محمد سعید	مولانا ابو سعید احمد قاسمی صاحب فاضل دیوبند
سنن نسائی	جلد ۳	مولانا فضل احمد صاحب	
معارف الحدیث ترجمہ و شرح	جلد ۳ حصے کامل	مولانا محمد منظور نعمانی صاحب	
مشکوٰۃ شریف مترجم مع علامات	جلد ۳	مولانا عبدالرحمن کاندھلوی	مولانا عبدالعزیز صاحب
ریاض الصالحین مترجم	جلد ۲	مولانا عقیل الرحمن	فاضل اسلامی تعلیمات
الادب المفرد کامل مع ترجمہ و شرح		از امام محمد بن حنفیہ	
مطالعہ حق جدیدہ شرح مشکوٰۃ شریف	جلد ۵ حصے کامل	مولانا عبداللہ عابدی	فاضل دیوبند
تقریر بخاری شریف	۳ حصے کامل	محمد شمس الدین مولانا محمد زکریا صاحب	
تجوید بخاری شریف	یک جلد	مولانا حسین بن عبدالکرم زبیدی	
تنظیم الاشاعت	شرح مشکوٰۃ اردو	مولانا ابو الحسن صاحب	
شرح البیہق نووی ترجمہ و شرح		مولانا مفتی عاشق امین البرقی	
قصص الحدیث		مولانا زکریا اقبال	فاضل دارالعلوم کراچی

ناشر: دارالاشاعت
اردو بازار ایم اے جناح روڈ اور منڈی اسلامی تعلیمات کی کتاب دکان
کراچی پاکستان، فون: ۳۳۱۱۸۲۱ (۲۱)
دیگر اداروں کی کتب دستیاب ہیں، لیکن مکمل تنظیم کے تحت کتب مفت ڈاک سے بھیج دی جائیں گی۔

